اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَہ

فِی إِثْبَاتِ أَنَّ الْقُطْبِیَّۃَ الْکُبْرٰی
لِلْغَوْثِ الْجِیْلِی مُسْتَمِرَّۃ حَتّٰی ظُھُوْرِ الْمَھْدِی
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا

منصبِ غوثیّتِ کبریٰ (تاظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ) اور مقامِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

وَلَنَا الْوِلَایَۃُ مِنْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ وَإِمَامُنَا الْمَھْدِيُّ فَھُوَ خِتَامُنَا
أَفَلَتْ شُمُوْسُ الْأَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا أَبَدًا عَلٰی فَلَکِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے اُفقِ نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

تصنیف

علامہ محمد ذوالقرنین اصغر القادری

(مہتمم جامعہ اصغریہ قادریہ)

نظر ثانی و تصحیح

شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

(شیخ الحدیث جامعۃ النور رئیس دار الافتاء النور)

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلِ سنت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

(اس کتاب کی تصدیق و تائید فرمانے والے علماء و مشائخ کے اسمائے گرامی)

1- الشیخ السید لطیف الصولی الحسینی القادری دامت برکاتہم العالیہ (بغداد شریف، عراق)
2- خلیفہ مفتی اعظم ہند مفتی عبد الہادی نوری دامت برکاتہم العالیہ (ساؤتھ افریقہ)
3- استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی عبد العزیز حنفی اشرفی دامت برکاتہم العالیہ
4- شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد اسماعیل ضیائی دامت برکاتہم العالیہ
5- شیخ الحدیث حضرت ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم العالیہ
6- حضرت علامہ مفتی سلمان القادری الازہری دامت برکاتہم العالیہ (انڈیا)
7- شرف ملت سید شاہ اشرف میاں برکاتی مارہروی دامت برکاتہم العالیہ (انڈیا)
8- یادگار اسلاف حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم دامت برکاتہم العالیہ (سکھر)
9- تاج الفقہاء حضرت علامہ مفتی وسیم اختر المدنی دامت برکاتہم العالیہ
10- یادگار اسلاف محقق عصر علامہ نسیم احمد صدیقی نوری دامت برکاتہم العالیہ
11- شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد یونس شاکر القادری دامت برکاتہم العالیہ
12- فخر المشائخ حضرت ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ
13- استاذ العلماء حضرت علامہ سید نثار احمد شاہ قادری دامت برکاتہم العالیہ
14- مجدد ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر پیر مجید اللہ قادری دامت برکاتہم القدسیہ
15- مبلغ اسلام حضرت علامہ مفتی عبد الرحمن قادری دامت برکاتہم العالیہ (ملاوی افریقہ)
16- مفسر قرآن حضرت علامہ مفتی آصف عبد اللہ قادری دامت برکاتہم العالیہ
17- مبلغ اسلام حضرت علامہ حافظ محمد احسان قادری دامت برکاتہم العالیہ (سری لنکا)
18- خلیفہ تاج الشریعہ حضرت علامہ پیر خرم ریاض شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ
19- خلیفہ تاج الشریعہ حضرت علامہ شہزاد اترابی قادری دامت برکاتہم العالیہ
20- خلیفہ تاج الشریعہ حضرت پیر سید زمان علی جعفری صاحب دامت برکاتہم العالیہ
21- استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی سید عمران شاہ اصغر القادری دامت برکاتہم العالیہ
22- صاحبزادہ سید جندل شاہ گیلانی دامت برکاتہم العالیہ (سجادہ نشین دربار قادریہ)
23- علامہ مفتی محمد افضل امجدی دامت برکاتہم العالیہ (دار العلوم جامعہ حنفیہ قصور)
24- مفتی پیر محمد حسن علی قادری اشرفی دامت برکاتہم العالیہ (دار العلوم جامعہ حنفیہ قصور)

ناشر

جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

الیواقیتُ القادریّۃ فِی إثْبَات أَنَّ الْقُطبیَّۃَ الْکُبْریٰ
لِلْغَوثِ الجِیْلی مُسْتَمِرَّۃٌ حتّٰی ظُھُورِ المھدِی رَضي الله عَنْھُما

منصبِ غَوثیّتِ کُبریٰ (تا ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ) اور مقامِ غَوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

ولَنا الوِلایَۃُ مِنْ أَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ وَإِمَامُنَا الْمھدِيْ فَھُوَ خِتَامُنَا
أَفلَتْ شُمُوْسُ الْأَوَّلِیْنَ وشَمْسُنَا أَبداً عَلٰی فَلکِ العُلٰی لَا تَغْرُبُ

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے اُفقِ نُور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

تصنیف

علّامہ محمد ذُوالقَرنَین اصغر القادری مدظلہ العالی

(مہتمم جامعہ اصغریہ قادریہ)

نظر ثانی و تصحیح

شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(شیخ الحدیث جامعۃُ النُّور ورئیس دارالإفتاء النُّور)

ناشر

جمعیت اِشاعتِ اہلِ سنت، پاکستان

نور مسجد، کاغذی بازار، کراچی

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب : اَلْیَوَاقِیتُ الْقَادِرِیَّةُ فِی إِثْبَاتِ أَنَّ الْقُطْبِیَّةَ الْکُبْرٰی لِلْغَوْثِ الْجِیلِی مُسْتَبِرَّةٌ حَتّٰی ظُهُورِ الْمَهْدِی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا

مُصنّف : علّامہ محمد ذُوالقَرنَین اصغر القادری مدظلہ العالی

نظر ثانی و تصحیح : شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

سن اشاعت : ربیع الآخر ۱۴۴۸ھ / اکتوبر 2026ء

ناشر : جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی

فون: 021-32439799

خوشخبری: یہ رسالہ www.ishaateislam.org پر موجود ہے۔

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
01	اظہارِ تشکر	16
02	پیش لفظ	17
03	تقریظ لطیف الشیخ الصّولی الحسینی القادری دامت برکاتہم العالیہ	21
04	تقریظ رفیع مفتی عبد الہادی نوری دامت برکاتہم العالیہ	31
05	تقریظ جلیل مفتی عبد العزیز حنفی اشرفی دامت برکاتہم العالیہ	33
06	تقریظ کریم مفتی محمد اسماعیل ضیائی دامت برکاتہم العالیہ	35
07	تقریظ بلیغ ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم العالیہ	37
08	تقریظ مبارک مفتی سلمان القادری الأزہری دامت برکاتہم العالیہ	40
09	تقریظ جمیل علّامہ سیّد اشرف میاں برکاتی مارہروی دامت برکاتہم العالیہ	42
10	تقریظ جمیل مفتی محمد ابراہیم دامت برکاتہم العالیہ	43
11	تقریظ جمیل مفتی وسیم اختر المدنی دامت برکاتہم العالیہ	45
12	تقریظ مبارک علّامہ نسیم احمد صدیقی نُوری دامت برکاتہم العالیہ	47
13	تقریظ جمیل علّامہ محمد یونس شاکر القادری دامت برکاتہم العالیہ	62
14	تقریظ شریف علّامہ ڈاکٹر سیّد اشرف اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ	64
15	تقریظ منیف علّامہ سیّد نثار احمد شاہ قادری دامت برکاتہم العالیہ	66
16	تقریظ رفیع مفتی عبد الرحمٰن قادری دامت برکاتہم العالیہ	70
17	تقریظ کبیر مفتی آصف عبد اللہ قادری دامت برکاتہم العالیہ	74
18	تقریظ جمیل علّامہ حافظ محمد احسان قادری دامت برکاتہم العالیہ	76
19	تقریظ بدیع علّامہ پیر خُرّم ریاض شاہ دامت برکاتہم العالیہ	77
20	تقریظ جمیل علّامہ شہزاد تُرابی قادری دامت برکاتہم العالیہ	82

21	تقریظ کریم علّامہ پیر سیّد زمان علی جعفری دامت برکاتہم العالیہ	84
22	تقریظ جلیل مفتی سیّد عمران شاہ اصغر القادری دامت برکاتہم العالیہ	86
23	تقریظ مبارک صاحبزادہ سیّد جندل شاہ گیلانی دامت برکاتہم العالیہ	91
24	تقریظ نفیس مفتی محمد افضل امجدی دامت برکاتہم العالیہ	93
25	تصدیق وتائید پیر مفتی محمد حسن قادری اشرفی دامت برکاتہم العالیہ	102
26	تقدیم پروفیسر ڈاکٹر پیر مجید اللہ قادری دامت برکاتہم العالیہ	104
27	وجہ تالیف	116
28	ڈاکٹر صاحب کی کتاب کے باب ششم پر گزارشات	118
29	وقت کے غوث کی گستاخی	121
30	ڈاکٹر صاحب کا دعویٰ	124
31	130 صفحات کا خلاصہ	124
32	یہ جسارت کیوں؟	126
33	خلیفۂ مفتی اعظم ہند کا ڈاکٹر صاحب کی خلافت منسوخ فرمانا	126
34	خطبۂ کتاب	129
35	اَقطاب واَبدال	130
36	علّامہ شامی علیہ الرحمہ کا فرمان	131
37	قُطب کون ہوتا ہے؟	132
38	قُطب کے وصال پر دوسرے قُطب کا مقرر ہونا	133
39	انتہائی اہم بحث	134
40	قُطب کی دو صورتیں	139
41	تفصیل و تحقیق	142
42	اہم نوٹ	142
43	متقدمین کے یہاں خلافت باطنی کی تقسیم	144

44	امام کاشانی کی وضاحت	144
45	قُطبیتِ کُبریٰ	145
46	قُطب	146
47	حضرت مُجدّدِ الف ثانی بطور نائبِ غوثِ اعظم	147
48	کائنات کے قُطب اعظم کون؟	149
49	لفظِ قُطب کا اطلاق	151
50	خلافت ظاہری و باطنی	153
51	آپ ﷺ کے بعد قُطب	153
52	غوث، قُطب، اَبدال بنانے کی حکمت	154
53	حکایت	154
54	حدیث شریف میں ثبوت	155
55	اہم نکتہ	157
56	آخری قُطب	158
57	قُطب کی صفات اور اس کے کام	158
58	باطنی نظامِ حکومت	160
59	غوث پاک کی عطا سے قُطب بننا اور بہت کچھ عطا ہونا	162
60	شیخ صرصری کی قُطبیّت	163
61	قُطب الاِرشاد بالاَصالہ (غَوثیتِ کُبریٰ)	165
62	غَوثیتِ کُبریٰ اِلیٰ ظہور المہدی	165
63	اہم نکتہ (باطنی سِر)	169
64	قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا فرمان	170
65	قاضی صاحب کی عبارت پر ڈاکٹر کا اعتراض و جواب	172

66	سوال وجواب	173
67	غَوث پاک جیسا ولی ہے، نہ ہو گا	182
68	صوفیاء متقدمین اور غَوث پاک کی قُطبیّتِ کُبریٰ	183
69	پہلے قُطب امام حَسن مُجتبیٰ، درمیانے غوثِ اعظم اور آخری امام مہدی	184
70	ایک اہم علمی نکتہ	185
71	وضاحتی نوٹ	185
72	حضرت ملّا علی قاری کی عبارت پر ڈاکٹر کا اعتراض وجواب	186
73	تحریفِ معنوی	188
74	ایک شبہ کا ازالہ	188
75	تین اَقطاب کی تخصیص کا راز	191
76	فرمان مُجدّدِ الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	192
77	مُجدّدِ الف ثانی کی عبارت پر ڈاکٹر کا اعتراض وجواب	196
78	شاہِ نقشبند کا فرمان اور مُجدّدِ الف ثانی	197
79	ڈاکٹر کی غلطی	199
80	علّامہ آلوسی کی وضاحت	200
81	علّامہ آلوسی اور مقام غوثِ اعظم کی وضاحت	202
82	نحوی اِشارے	204
83	فرمان سیّدی اعلیٰ حضرت	206
84	غَوث الکُل غَوث پاک ہی ہیں	206
85	غَوث پاک جسے چاہیں لمحے میں ولی بنائیں، آنِ واحد میں معزول فرمائیں	207
86	قُطبیّت کا عَلَم اور غَوثیّت کا تاج آپ کے سر	208
87	غوثِ اعظم کبھی قُطبیّت سے معزول نہ ہوں گے	208

88	غوث پاک غوثیتِ کبریٰ پر تا ظہورِ امام مہدی فائز ہیں	210
89	سب زمانوں کے قُطب	210
90	کمالات نبوّت و کمالاتِ وِلایت	211
91	شعرِ غوث پاک (أَفَلَتْ شُمُوْسُ الأَوَّلِیْنَ) کی تشریح	214
92	ڈاکٹر کا شعر پر تجزیہ و نتیجہ	214
93	امام یافعی کی طویل تشریح کی وجہ	215
94	امام یافعی کا ادبِ غوث پاک	216
95	امام یافعی کی تشریح	216
96	کمالِ امام شافعی شاذلی	220
97	اختتام شرح اور امام یافعی کا دل نشیں نکتہ	224
98	لقبِ غوثِ اعظم ربّ کی طرف سے عطا ہوا	225
99	تو پھر اس کی گردن پر خنزیر ہو گا (حکایت)	231
100	دل میں خیال لاتے ہی وِلایت سَلب	234
101	نویں صدی ہجری	237
102	تینوں اَدوار کے اولیاء اور قدمِ غوث پاک	237
103	پہلا گروہ، متقدمین کی گواہی	238
104	100 سال پہلے کی بشارت	238
105	سیّدنا جنید بغدادی کی بشارت	238
106	شیخ ابو بکر البطائحی کا فرمان	239
107	حضرت امام حسن عسکری کی بشارت	240
108	حضرت عبد اللہ الجوینی کی بشارت	240
109	گزشتہ و آئندہ آنے والے اولیاء کی حاضری	241

110	فیضِ قادری	242
111	تمام سلاسل کے مشائخ کی ارواح کا حاضر ہونا	242
112	دوسرا گروہ، معاصرین کی گواہی	243
113	شیخ عدی بن مسافر کی گواہی	243
114	شیخ عدی نے گردن زمین تک جھکادی	244
115	شیخ بقا بن بطو نے گردن جھکائی	245
116	شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی نے گردن جھکائی	246
117	شیخ ارسلان دمشقی نے گردن جھکائی	248
118	شیخ ابو مدین (دادا مُرشدِ امام شاذلی) نے گردن جھکائی	249
119	خواجہ غریب نواز نے گردن جھکائی	250
120	تیسرا گروہ، متأخّرین اولیاء	251
121	متأخّرین اولیاء میں بظاہر گردن جھکانا کیوں نہیں؟	251
122	خواجہ فرید الدین گنج شکر کا فرمان	252
123	اعلانِ قدم کے وقت کتنے اولیاء نے گردن جھکائی؟	253
124	اعلان کے وقت مجلس میں اولیاء کی تعداد	254
125	وقتِ اعلان مجلس کی کیفیت	255
126	اہم نکتہ "حَضَرَ قَلْبُہ"	255
127	کمالِ اعلیٰ حضرت	257
128	سرکار دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تصدیق	257
129	غوث پاک کے علاوہ ایسا کہنے کا کسی کو حکم نہیں دیا گیا	257
130	سیّدنا امام رفاعی کی گواہی	258
131	شیخ الاسلام امام ابنِ حجر کا فرمان	259

132	قدم سے مُراد	259
133	قدم سے مُراد فردیّتِ کُبریٰ	259
134	اشکال وجواب	261
135	قدم سے مُراد افضل طریقہ	262
136	آپ کے مریدوں کی فضیلت	262
137	قدم سے مُراد افضلیّت	262
138	قَدَمِیْ هٰذِهٖ اور شیخ مُحقّق کی تحقیق	262
139	شیخ مُحقّق کی عبارت کی تشریح	263
140	ڈاکٹر موصوف کا شیخ مُحقّق کی عبارت پر اعتراض	266
141	ہمارا جواب	268
142	نکتہ: قدم اور گردن کا ذکر کیوں ہوا؟	270
143	افضلیّت غوثِ اعظم	270
144	افضل کا شرعی معنی	271
145	پہلا معنی کثرتِ ثواب	271
146	عامل کی وجہ سے کثرتِ ثواب	271
147	عمل کی وجہ سے کثرتِ ثواب	272
148	افضل کا دوسرا معنی	272
149	غَوث پاک کے افضل ہونے سے کون سا معنی مُراد ہے؟	272
150	افضلیّت کیسے ثابت ہوتی ہے؟	273
151	اعلیٰ حضرت کی عبارت پر ایک اشکال	274
152	تبصرہ فقیر	274
153	اعلیٰ حضرت، افضلیّتِ غوثِ اعظم اور دلیل سمعی	275

154	ڈاکٹر کی تضاد بیانی	276
155	اہلِ انصاف سے سیدھا سوال	278
156	قاطع نزاع مطالبہ	278
157	غوثِ اعظم کی افضلیّت کے لیے نص طلب کرنا	279
158	اولیاء کرام کی گواہی شانِ غوثِ اعظم	281
159	حضرت سیّدنا خواجہ خضر علیہ السلام کی گواہی	282
160	حضرت سیّدنا خواجہ خضر علیہ السلام کے فرمان کا خلاصہ	283
161	اولیاءِ کرام کا عالمگیر اِجماع	283
162	لفظِ "ھٰذَا الوَقت" پر اشکال	284
163	شیخ مُحقّق کے کلام کی آسان تشریح	286
164	علمی نکتہ	287
165	ڈاکٹر کا اشکال اور اس کا جواب	288
166	عِلّت اور معلول	290
167	اولیاء کرام کے فرامین میں اختلاف	291
168	کشف و معرفت کا تفاوت	292
169	مُجدّدِ الف ثانی کا فرمان اور مُجدّدِ اعلیٰ حضرت کا جواب	295
170	حضرت امام مہدی کے متعلق اشکال کا جواب	297
171	اعلیٰ حضرت کا امام مہدی کے متعلق دلیل سمعی کے مطالبہ کی وجہ	300
172	مُجدّدِ الف ثانی کا حتمی نظریہ	301
173	اعلیٰ حضرت پر تفرد کا الزام	302
174	تفرد کسے کہتے ہیں؟	303
175	بعض بزرگوں کے اقوال کی وجہ سے غوث پاک کی افضلیّت پر اشکال و جواب	307

176	رجوع کا اشکال	308
177	سیّدنا شیخ محمد حنفی کا قول	309
178	ولیٔ کامل نے ایسا کیوں فرمایا	309
179	داتا علی ہجویری کے بارے میں منسوب قول کا جواب	311
180	اولیاءِ کرام سے منسوب بعض اقوال کا مطلب	312
181	تاویل وتوجیہ	314
182	پہلا جواب	315
183	دوسرا جواب	317
184	حضرت عبد الرحمٰن طفسونجی کی شان	317
185	مقام غوثیت سے ناواقفی	319
186	تیسرا جواب	322
187	عظیم روحانی واقعہ	324
188	مقامِ مصطفیٰ ﷺ	325
189	حضور اقدس ﷺ کے سب سے زیادہ قریب	327
190	زیارتِ محمدی ﷺ	327
191	امام یافعی شاذلی کا تجزیہ	329
192	انوارِ غوثیہ	329
193	فقیر قادری کا تجزیہ	330
194	سلاسل اربعہ ودیگر سلاسل میں غوثِ اعظم کا فیض	330
195	سلسلہ عالیہ قادریہ میں آپ کا فیض	331
196	سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں آپ کا فیض	331
197	سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں آپ کا فیض	334
198	سلسلہ عالیہ چشتیہ میں آپ کا فیض	336

199	خواجہ غریب نواز بارگاہ غوثیت سے مستفیض	337
200	غوث پاک نے ہندوستان کی وِلایت عطا فرمائی	337
201	سلسلہ عالیہ رفاعیہ میں آپ کا فیض	338
202	سیّدی احمد کبیر رفاعی کی گواہی	339
203	عرب شریف کے مشہور سلاسل میں آپ کا فیض	339
204	سلسلہ عالیہ بدویہ میں آپ کا فیض	339
205	سلسلہ عالیہ دسوقیہ میں آپ کا فیض	340
206	سلسلہ علوانیہ میں آپ کا فیض	340
207	سلسلہ حاتمیہ (ابن عربی) میں آپ کا فیض	341
208	سلسلہ عالیہ شاذلیہ میں غوث پاک کا فیض	342
209	بانی سلسلہ شاذلیہ کے پیر و مُرشد کے لئے غوث پاک کی دعا	343
210	اسرار غوثیت (رِجل و قدم)	344
211	لطیف نکتہ	344
212	لطیف فرق	345
213	نکتہ کی وضاحت	345
214	سلسلہ شاذلیہ میں ایک اور جہت سے قادری فیض	346
215	شاذلی بزرگ کا اعتراف	348
216	کثرت کرامات میں یکتائی (مذاہب اربعہ کے بزرگوں کے فرامین)	350
217	مالکی بزرگ کا فرمان	350
218	حنبلی بزرگ کا فرمان	350
219	شافعی بزرگ کا فرمان	350
220	حنفی بزرگ کا فرمان	351
221	کثرت کرامات کی بحث اور توجیہ	352

222	سلسلہ قادریہ کی وہ خصوصیت جو اور سلاسل میں نہیں	356
223	غوث پاک سے صرف عقیدت رکھنے سے بخشش	358
224	قادری دوزخ میں نہیں جائے گا	358
225	قادری پر غوث پاک کا ہاتھ	359
226	اگر مُرید اچھا نہ ہو	359
227	جب تک میرا مُرید جنت میں نہیں جائے گا میں ربّ کی بارگاہ سے نہیں اُٹھوں گا (فرمانِ غوث پاک)	360
228	قادری سب سے زیادہ خوش بخت ہیں	360
229	غوث پاک کے دامن سے وابستگی کے سبب نجات	360
230	فاسق وفاجر مرید کا کیا ہو گا؟	360
231	قادری بالآخر توبہ کرے گا	361
232	قادریوں کو دوسرے سلاسل کی خلافت کی حاجت نہیں	361
233	سلسلہ قادریہ کو مضبوطی سے تھامنے کی وصیّت	362
234	شانِ عبد القادر بزبان عبد القادر	363
235	رسول اللہ ﷺ کے نائب ووارث	364
236	مقام نبوّت کے سوا، غوث پاک کو تمام مقامات حاصل ہیں	364
237	پیروں کے پیر	365
238	غوث پاک اور تمام مخلوقات میں زمین و آسمان جتنا فاصلہ	365
239	غوث پاک کے وسیلے سے حاجت روائی	365
240	وِلایت و درجات غوث پاک کے در پر بٹتے ہیں	366
241	زندگی میں اگر غوث پاک کا مقام پتہ نہ چلے تو قبر میں نکیرین بتائیں گے کہ غوث پاک کون ہیں!	366
242	چاروں خُلفاء کا غوث پاک کی ذات میں فیض	366

243	اتصالِ نسب بحضور سیّدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ	367
244	اتصالِ نسب بحضور سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	369
245	اتصالِ فیض نسب بحضور عثمان غنی رضی اللہ عنہ	370
246	اتصالِ فیض نسب بحضور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	371
247	پیران پیر کے بغض میں ان کے مناقب چھوڑ کر اپنے پیر کے مناقب بیان کرنے کی سزا	372
248	پہلے غوث پاک کی بارگاہ میں حاضری ورنہ ولایت سلب ہوگی	373
249	باطنی حکمت	374
250	اشکال: فوت شُدہ ولی غوثیت پر فائز نہیں رہتا، جواب	376
251	اشکال: آپ ﷺ ہی مستقل قُطب ہیں (غوث پاک نہیں)	380
252	اشکال: غوث زماں جسے چاہے ولی بنائے (غوث پاک نہیں)	381
253	اشکال: غوثیت کا منصب منتقل ہوتا ہے (اب غوث پاک کے پاس نہیں)	383
254	اشکال: بزرگوں کا فرمان ہے کہ مجھ پر اللہ رسول ﷺ کے علاوہ کسی کا احسان نہیں (لہذا کوئی غوث کرم نہیں کرتا)	384
255	اشکال: کونسی آیت و حدیث میں ہے کہ اب فلاں عظیم ولی (غوث پاک) امام مہدی تک غوث ہیں	387
256	اشکال	388
257	ڈاکٹر موصوف کا ایک اور دعویٰ	390
258	جواب دعویٰ	391
259	ڈاکٹر کا کھلا تضاد	394
260	اصل تضاد اور ہمارا سوال	395
261	ضمیمہ (دوہرا معیار)	398
262	ڈاکٹر موصوف کی تضاد بیانی اور دوہرے معیار کی مثالیں	402

263	پہلا معیار (نرم موقف)	402
264	دوسرا معیار (اصلی موقف)	402
265	ایک اور معیار (نرم موقف)	403
266	دوسرا معیار (ردِّ اکابر)	403
267	ایک اور معیار (خاموشی کی آڑ میں اعتراض)	404
268	ایک اور معیار (حُسنِ ظن کی آڑ میں بزرگوں پر الزام)	405
269	ایک اور معیار (بزرگوں کے دَعوے)	406
270	ایک اور معیار (تضاد فکری اور استثناء)	408
271	ایک اور معیار (نصیحت)	409
272	آستانوں پر بدگمانی (حِزبُ البحر شریف اور دلائل الخیرات شریف کی آڑ میں)	410
273	تازہ تازہ دوہرا معیار (ندائے اولیاء کی آڑ میں مشائخ پر اعتراض)	411
274	ڈاکٹر موصوف کی عجیب منطق	412
275	اہلِ سنّت کا نظریہ	415
276	سیّدی جمال بن عبداللہ مکی کا فرمان	416
277	ڈاکٹر موصوف کا اپنا اقرار	417
278	نیا شوشہ (خواجہ غریب نواز اور قدم غوث پاک کا واقعہ درست نہیں)	418
279	ضربِ رضوی و عقیدت غوث پاک	424
280	خاتمۃ الکتاب	426
281	غوثیتِ کُبریٰ کا تسلسل	428
282	غوثِ اعظم کی سیادت بر اولیاء	428
283	اختتامیہ	430
284	ماخذ و مراجع	431

اظہارِ تشکّر

الحمد للہ! فقیر کی اس ادنیٰ کاوش کو منصۂ شہود پر لانے اور زیورِ طبع سے آراستہ کرنے میں جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت کے روحِ رواں، پاسبان مسلکِ رضا، مُریدِ قُطب مدینہ، داعیٔ فکر رضا، مجاہدِ اہلسنّت قبلہ حضرت علّامہ محمد عرفان ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کی مخلصانہ توجہ، علمی حوصلہ افزائی اور گراں قدر تعاون شاملِ حال رہا؛ جس پر فقیر تہہ دل سے حضرت کا ممنون و شکر گزار ہے۔

علمی و دینی کاوشوں کی سرپرستی اور اہلِ علم کی حوصلہ افزائی در حقیقت دین کی ترویج و اشاعت کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ حضرت نے جس شفقت و التفات کے ساتھ اس کاوش کی پذیرائی فرمائی اور اس کی اشاعت میں عملی تعاون سے نوازا، یہ حضرت کی سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے محبت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خدمت کی اعلیٰ دلیل ہے فقیر اس سعیِ جمیل کو اپنے لیے سعادتِ دارین کا ذریعہ سمجھتا ہے۔

نیز فقیر اس کتاب کی تقریظ، تقدیم اور تصدیق و تائید و فرمانے والے تمام مشائخِ کرام اور علمائے اہلسنّت کا تہہ دل سے مشکور ہے جنہوں نے اپنے قیمتی اوقات سے وقت نکال کر اس کتاب پر اپنی رائے مبارک دی، خصوصاً شیخ الحدیث والتفسیر، مُحقّق اہلسنّت، استاذ الاساتذہ حضرت علّامہ ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم العالیہ کا صمیمِ قلب سے ممنون ہوں کہ قبلہ نے فقیر کی اس کتاب کو از اوّل تا آخر حرفاً حرفاً مطالعہ فرمایا اور اپنی قیمتی آراء سے مشرف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قبلہ مفتی صاحب کا سایہ اہلسنّت پر دراز فرمائے۔

آخر میں ایک بار پھر دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ جمعیّت اشاعت اہلسنّت کی مساعیِ جمیلہ کو قبول فرمائے اور اس ادارے کو دین و مسلک کی خدمت میں مزید عروج عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سیّد المرسلین ﷺ

فقیر ذُوالقَرنَین اصغر القادری عفی عنہ

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَأَوْلِیَائِہٖ أَجْمَعِیْنَ

یَا وَلِیَّ الْأَوْلِیَاءِ اِبْنَ نَبِیِّ الْأَنْبِیَاء اے کہ پایت بر رِقابِ اولیاء اِمداد کُن

دَورِ حاضر میں نت نئے اعتراضات، شُبہات اور فکری انتشار کا روز بروز بڑھنا ہر خاص و عام پر عیاں ہے، ان پُرفتن حالات میں اہلِ علم کی ذمہ داری درس و تدریس، تحریر و تقریر میں یوں بڑھ جاتی ہے کہ فرائض و واجبات، سُنن و مستحبات کے ساتھ ساتھ عقائد کی پختگی کے لیے اہل سنت کے مسلّمہ عقائد کو دلائل اور براہین کے ساتھ پیش کریں۔ حق کو واضح کرنا، باطل شُبہات کا ازالہ کرنا اور پاکانِ اُمّت کی شان و مقام کے بیان کے لیے علمی اور مدلّل جواب دینا اہم ترین تقاضا بن جاتا ہے۔

اہلِ اسلام نے سیّدی قُطب الاقطاب غَوثُ الاغواث سیّدی شیخ عبد القادر جیلانی نور اللہ مرقدہٗ کی شان و عظمت کے ہر دَور میں ڈنکے بجائے، خود بھی ان کی محبت سے سرشار رہے اور اہلِ اسلام کو اس مئے خانے سے وابستہ کر کے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مقامِ صحابہ، رفعتِ اہلِ بیت اور شانِ علماء و اولیاء کے جام عطا فرمائے۔ خاص طور پر شیخ الاسلام والمسلمین امام اہل سنّت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تصانیف و فتاویٰ میں سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام اور شان سے متعلق واضح تصریحات فرمائی ہیں۔

باوجود اکابرینِ امت کی ان واضح تحریرات کے، دورِ حاضر میں ڈاکٹر ابو بکر (شاذلی) کی طرف سے سیّدنا غَوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقامِ غَوثیّت و قُطبیّت اور ارشادِ قدم سے متعلق اعتراضات و تاویلات پیش کی گئیں اور اسے لکھ کر شائع کرنے کی جسارت بھی کر لی گئی، بعد اس کے عوامِ اہل سنت کے اذہان میں تشویش پیدا ہوئی۔

الحمد للہ تحفُّظِ شانِ اولیاء کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے محترم المقام فاضلِ جلیل متّبعِ سنّت جامع

معقولات و منقولات حضرت علّامہ مولانا ذُوالقَرنَین اصغر القادری دامت برکاتہم العالیہ کو منتخب فرمایا۔ نہایت محنت، تحقیق اور علمی بصیرت کے ساتھ اہم ترین کتاب "اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّةُ فِیْ إِثْبَاتِ أَنَّ الْقُطْبِیَّةَ الْکُبْرٰی لِلْغَوْثِ الْجِیْلِیِ مُسْتَبِرَّةٌ حَتّٰی ظُهُوْرِ الْمَهْدِیْ" مرتّب فرمائی۔ مسئلے کو محض عقیدت و محبت کے جذبات کی بنیاد پر پیش نہیں کیا بلکہ کُتُبِ معتبرہ، اقوالِ اکابر اور مستند دلائل کی روشنی میں غَوثیّتِ کُبریٰ، قُطبیّت، مقامِ غوثِ اعظم، ارشاداتِ غوثِ اعظم خصوصاً ارشادِ قدم سے متعلق مختلف پہلوؤں کو سامنے رکھ کر مسئلہ پوری طرح واضح کر دیا۔

ساتھ ساتھ جہاں ڈاکٹر ابو بکر (شاذلی) نے دھوکہ اور چالاکی سے شانِ قُطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھٹانے کے لیے مکر و تعصُّب کا سہارا لیا، وہاں نہ صرف اس کی پکڑ کی، بلکہ بار بار قارئین کو اس کی چال بازی پر مطلّع بھی کرتے رہے، گویا مُصنّف ذیشان کا قلم شمشیرِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کام کر رہا ہو اور اپنے شیخ کا دفاع کر رہا ہو:

وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

ساتھ ہی اسلوبِ کتاب دعوت دے رہا ہے کہ توبہ کرو اپنی بے ادبی سے، رجوع کرو ورنہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام چین سے جینے نہیں دیں گے اور خود حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قہر بھی اپنا اثر ضرور دکھائے گا۔

عطائے خالقِ کائنات سے جمعیّت اشاعتِ اہل سنّت پاکستان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ گزشتہ تقریباً 38 سالوں میں فتنوں کے سر اُٹھانے پر ان کی سرکوبی کے لیے تحریر اور تقریر کے میدانوں میں اپنی صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے فتنوں کا قلع قمع کیا۔ الحمد للہ اب اس صورِ تحال میں بھی یہ سعادتِ عظمیٰ ہمارے لیے لائقِ عزت ہے کہ اس بہترین اور جامع اور سلیس تحریر کو چھاپنے بالخصوص اہلِ علم احباب تک پہنچانے اور مسلمانوں کا جو تعلق حضور محبوبِ سبحانی غَوث صمدانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے روشن ہے اس نور کی حفاظت ربِّ قدیر نے نصیب فرمائی۔

مزید اس کتاب کی اہمیت اکابر علمائے اہلسنّت کی بہترین تقاریظ سے بڑھ جاتی ہے جن میں بالخصوص (خلیفہِ حضور مفتیٔ اعظم عالم اسلام شہزادہِ تاجدارِ بریلی حضرت علّامہ مولانا حضور مصطفی رضا خان نوری علیہ الرحمہ) حضرت علّامہ مولانا شیخ عبد الہادی صاحب دامت برکاتہم العالیہ "(ساؤتھ افریقہ) کی تقریظ سے کتاب کی افادیت میں مزید پختگی ہوگئی۔ قبلہ شیخ عبد الہادی صاحب نے اُمّت کو ڈاکٹر ابو بکر (شاذلی) کے اس فتنے سے آگاہ کرتے ہوئے فی الفور موصوف کی خلافتِ طریقت کو منسوخ فرمادیا۔ گویا آپ نے اہلسنّت وجماعت کو بہت بڑے انتشار سے بچاکر اس کی بیخ کُنی بھی فرمادی۔

اشاعتِ دین ومسلکِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترویج واشاعت کے حوالے سے تقریباً عرصہ 38 سال سے مختصر رسائل کو جو قریباً 100 صفحات پر مشتمل ہوتے ہیں پورے پاکستان میں بذریعہ ڈاک ارسال کیے جاتے ہیں جن کی تعداد اب تک 386 تک پہنچ چکی ہے اب اس سلسلے کو متلاشیانِ علم ماہنامہ "البقیع" کے نام سے پہچانتے اور طلب کرتے ہیں۔ ان رسائل کی خاص بات یہ ہے کہ عقائد، ردِ بد مذہبیت، تصوّف، معاشرت و تجارت وغیرہ کے قدیم اور جدید ہر طرح کے موضوعات شائع ہو چکے ہیں عربی رسائل کو اردو کے قالب میں ڈھال کر تخریج اور حاشیہ بھی شامل کرکے رسائل عوام وخواص کو پیش کیے جاتے ہیں۔

ساتھ ہی موقع بہ موقع ضخیم کُتب کی اشاعت کا اہتمام رہتا ہے جن میں قرآن مجید وفرقان حمید کا ترجمہ کنز الایمان پشتو زبان میں کروانے اور شائع کرنے کا اعزاز ربِّ کائنات کا کرم خاص ہے علاوہ ازیں مفتیٔ اہلسنّت عطائے ملّت شیخ الحدیث ادارہ ہٰذا جامعۃُ النُّور حضرت علّامہ مولانا ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی عظیم کاوش "طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم" علاوہ ازیں "خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"، "گستاخِ رسول کی شرعی سزا"، نیز ضیغمِ اسلام مفتی حسن علی رضوی علیہ الرحمہ (میلسی) کی "روئداد مناظرہ بریلی" وغیرہ مکمل کتاب شائع کرکے تفصیلی مواد اہلِ ذوق احباب تک

فراہم کیا گیا۔ عالی مرتبت حضرت علّامہ مولانا ذُوالقَرنَین اصغر القادری کی کتاب "اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّةُ فِیْ إِثْبَاتِ أَنَّ الْقُطبِیَّةَ الْکُبْرٰی لِلْغَوث الْجِیْلِیْ مُسْتَمِرَّةٌ حَتّٰی ظُهُوْرِ الْمَهْدِیْ" بھی اسی طرح اہتمام کے ساتھ شائع کرنے کا اہتمام کیا جارہا ہے۔

آخر میں جمعیّت اشاعتِ اہل سنّت پاکستان کی جانب سے بوسیلہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رب ذُوالجلال سے دعا گو ہوں کہ قبلہ محافظ شانِ غَوثیّت مآب حضرت علّامہ مولانا ذُوالقَرنَین اصغر القادری مدّ ظلہ العالی کو ربِّ منّان علم، عمر، عمل، زہد و تقوی، اخلاص، اُلفت اولیاء، اتباع سنت اور جملہ اوصاف جمیلہ میں خوب برکات عطا فرمائے قلم میں مزید طاقت اور تحریر میں قوت بخشے گستاخان کے لیے "شمشیر اعلیٰ حضرت" ثابت فرمائے۔ بالخصوص ادارے کے ساتھ جن احباب ذی وقار اور علماء امت نے اس حوالے سے تعاون فرمایا، اللہ پاک تمام کو فیضِ قندیل نورانی الشّیخ عبد القادر جیلانی سے مالامال فرمائے اور ہمارے ادارے کو خوب ترقیاں عطا فرمائے۔ آمین

شاہِ دیں عمر سنن ماہِ زمیں مہرِ زمَن
گاہِ کیں بہرِ فتن برقِ فنا امداد کن

سگِ غَوث و رضا
فقیر محمد عرفان ضیائی عفی عنہ
یکے از خادم جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان)
رابطہ نمبر: 0321-8287043

التقريظ اللّطيف

بقلم فضلية الشّيخ، العلامة ،العارف بالله شيخ الطَّرِيقة وَالحَقِيقة

السيّد لطيف الصّولى القادرى الحسينى البَغدادى دامت بركاتُهم القُدّسيّه

الحمدُ لله رَبِّ العَالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على سيّدِنا ومَولانا محمد،سيّدِ الأنبياء والمرسلين، وإمامِ العَارفين، ومِصَباحِ العَالمين، وعلى آله الطيّبينَ الطّاهِرينَ، وصحابته أجمعين، ومَن تَبِعهم بإحسانٍ إلى يَومِ الدِّين.

أَمَّا بَعْدُ، فإن هذا الكتابُ الذي بين أيدينا يأتي ثمرة جهدٍ كبيرٍ، وعنايةٍ طويلةٍ، وبحث متواصل بَذلَه مُؤلِّفه في خدمة مقام إمام من أَجَلِّ أئمّةِ الإسلام وأعظم أولياء هذه الأمة، سيّدنا ومولانا الشَّيخ عبد القادر الجيلاني رضي الله تعالى عنه، الغَوْثِ الأعظم، سُلْطانِ الأولياء، قُطْبِ العارفين، وإمام السَّالكين. وإنّنا نتقدّم إلى مؤلّف هذا السّفر الجليل بالشُّكر العميق والتقديرِ الكبيرِ على ما بذَلَه مِن وقت وعناء في جمع هذه المادة النَّفيسةِ، وتتّبع كلمات العُلماء والأولياء، وإبراز وجوه العظمة العلمية والرّوحية في شخصية هذا الإمام العظيم، وإخراج كتاب يفتح للقارئ بابًا واسعًا إلى معرفة مقامه ودرجاته وآثاره، فجزاه الله خيرَ الجزاء، وبارك له في عِلمه وقَلمه وعَمله، وجعل هذا الكتاب من الأعمال الباقية النّافعة التي يَنتفعُ بها أهلُ العِلم والسّلُوك ومحبُّو أولياء الله تعالى.

وإن سيّدنا عبد القادر الجيلاني رضي الله عنه شَخصية لا يُمكنُ أن تحاطَ بصفةٍ واحدةٍ؛ لأنه جمع مِن الكمالات ما تفرق في غَيرِه، فكان عالمًا وفقيهًا ومُحَدِّثًا

وواعظًا ومربّيًا، وكان صاحب معرفةٍ بأُصولِ الشّريعةِ وفُروعِها، وبعُلوم العَربيةِ والتّفسيرِ والحَديثِ والفِقهِ، وممَّن جَمعُوا بينَ العُلوم النَّقليةِ والعَقليةِ، وبينَ العِلم والعَمل، وبين التّحقيقِ والتّعليمِ والتّربيةِ. وقد أثبتت كُتُب التّراجم له منزلةٌ علميةٌ عاليةٌ، فوَصفه الذّهبي بأنه: «الشَّيخ الإمام العَالم الزَّاهد العَارف القُدوة شَيخ الإسلام عَلَمُ الأولياء»، ووصفه السّمعاني بأنه «إمام الحنابلة وشَيخُهم»، وقال ابن رجبٍ فيه: «شَيخ العصر وقُدوة العَارفين وسُلطان المشَايخ صاحبَ المقامات والكرامات». وهذه الشّهاداتُ من كِبَار أئمة العِلم تكشف أن الشَّيخ عبد القادر رضي الله عنه لم يكُن اسمًا طارئًا في تاريخ الأمةِ، وإنما كان إمامًا راسخًا اجتمع له العِلم والوِلايةُ والتّربية.

ومِن هنا فإن عظمةَ الشَّيخ عبد القَادر رضي الله عنه لا تبدأ مِن مقام الغَوْثِيَّة، وإنما تبدأُ من أساس أرسخ: العِلم بالله، والعِلم بدِين الله، والعَمل بشَرعِ الله، وتزكية النفس، وتربية القُلوب، ثم التّمكين في مقام الوِلاية. فقد كان مجلسُه مجلسَ علمٍ ووعظٍ وإرشادٍ، واجتمع عليه العُلماء والفُقَهاء والمريدُون، وتحوّلت مدرسته إلى مركز علميٍّ وروحيٍّ واسعٍ، ثم امتدت طريقتُه في الأمة حتى صارت القَادريةِ من أوسع المدارسِ الرُّوحية انتشارًا وأطوَلُها عمرًا وأعمقُها تأثيرًا.

ولذلك فإن الشَّيخ عبدَ القَادر رضي الله عنه لم يكُن مجرد شيخ يُربّي أفرادًا، وإنما كان صاحب مدرسةٍ متكاملةٍ في السَّير إلى الله؛ مدرسة تبني الإنسان من ظَاهِره وبَاطِنه، وتبدأ بتصحيح العقيدةِ والعِبَادةِ والسُّلوكِ، ثم تنتقلُ إلى تزكيةِ النَّفس، ومجاهدةِ الهوى، وإصلاح القَلبِ، والمراقبةِ، والمشاهدةِ، والصّدقِ، والتَّوكُّلِ، والرّضا، والتّسليم، والمعرفةِ. ومِن هنا صار الشَّيخ عند أهلِ الطريق كعبةً

للسَّالكين، ومقصدًا للطّالبين، ومنارًا للعَارِفين.

ثم إن هذه الكمالات العلميةَ والرُّوحيةَ قد اقترنت بمقام خاص من مقاماتِ الولاية، وهو مقامُ الغَوْثِيَّة العُظمى والقُطْبِيَّة الكبرى، وهو المقام الذي اختص به سيّدنا الشَّيخ عبدُ القَادر الجيلاني رضي الله عنه، حتى صار لقب الغَوْث الأعظم عَلَمًا عليه، لا يكاد يذكر هذا اللّقبَ في أوسعِ شهرة التصوّفِ الإسلامي إلا انصرف إلى حضرته رضي الله عنه.

إن الغَوْثِيَّة التي ارتبطت بسيّدنا عَبد القادر رضي الله عنه ليست مُجرد لقب من ألقاب المدح، وإنما هي مقام من مقامات الوِلايةِ العُظمى، ومقام الإرشاد العَام، والتّصريف بإذنِ الله، والمرجعية الرُّوحية لأهل الولاية والسّلوك؛ وقد شهدت له بذلك كلمات كِبار أهل المعرفةِ، وتناقلتها طبقات المشَايخ، وتتابعت عليها كُتُب المناقب والطّرق، حتى استقرّ مقامه في قُمة الوِلاية المحمدية في نظر أهلِ الكَشفِ والمعرفةِ.

ومِن أعظم الشّواهد على خصوصية هذا المقام قولُ سيّدنا عَبدِ القادر رضي الله عنه:

«قَدَمِي هٰذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللهِ»

فهذه الكلمة لم تبقَ مجرد كلمة قيلت وانتهى أثرها، بل أصبحت مِن أشهَر أعلام مقامه، وتناقلها أهل التّصوّف من طُرق متعدّدةٍ، وذكرت المصادر أن جماعةً من المشايخ كانوا حاضرين عند صُدورِها، وأن الشَّيخَ علي بن الهيتي بادرَ إلى وَضع قدم الشَّيخ على عُنُقه، وأتبعَ ذلك آخرون من أهلِ الولاية. كما نقلت مصادر صوفية أن عددًا مِن كِبَار الأولياء كانوا يَرون أن صدورَ هذه الكلمة كان بأمرٍ وإذنٍ، وأنها

إعلان عن مقام الغَوْثِيَّة العُظمى.

والأعجب من ذلك أن بعض الرّوايات لا تجعل هذه الخصوصية حادثةً مفاجئةً، بل تنقلُ عن أولياء سبقُوا ظهور الشَّيخ عبد القادر رضي الله عنه إشارات إلى ظهورهِ، وإلى قوله هذه الكلمة، وإلى عُلُو منزلته وقبول الأولياء له؛ فنجدُ في كُتُب المناقب أخبارًا عن أبي بكر بن هوار البطائحي، وأبي أحمد الجُني، وتاج العارفين أبي الوفا، وعقيل المنجي وغيرهم، وكلّها تدورُ حولَ الإخبار بظهور رجلٍ مِن أهل العراق اسمه عبدُ القادر، له شأنٌ عظيمٌ عند الله والنّاس، وتخضعُ له رِقاب الأولياء.

وهذا يجعلُ «القدم المبارك» في مفهوم أهل المعرفة رمزًا لمقامٍ فريدٍ في تاريخ الوِلاية؛ فليس المقصود قدمًا حسيةً فحسب، وإنما قدم المقام، وقدم المعرفة، وقدم الوِلايةِ، وقدم التربية، وقدم الإرشادِ، وقدم الوراثةِ المحمدية.

وقد زاد هذا المعنى وضوحًا ما نُقل عن الإمام أحمد الفاروقي السّرهندي في المكتوبات، حيث تعرضُ لكلمة الشَّيخ عبدِ القادر: «قَدَمِي هٰذِهِ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللهِ»، وتحدثُ عن عُلُو مقامِه في الوِلاية المحمديةِ، ووصفه بأنه بلغَ منزلةً عظيمةً في دائرة الولاية المحمديةِ.

وإذا كان هذا المقام قد ظهر للخلق في حياته، فإن حقيقته لا تنتهي بانتهاء الحياة الدُّنيوية؛ لأن الولايةَ ليست جسدًا ينتهي، وإنما هي سرّ وقُرب واصطفاء ومقام عند الله. والولي إذا انتقلَ من عالم الدُّنيا إلى عالم البَرزخ لا ينقطعُ عنه أصل ما أكرمَه الله به من الوِلاية، بل ينتقلُ مِن دارٍ إلى دارٍ، ومن حال مشاهدةِ الأجساد إلى عالم الأرواح، وتَبقى آثارُ ولايته في الأرض، وتَبقى التربيةُ، وتبقى السلسلةُ، ويَبقى

المددُ بإذن الله، وتَبقى الرّوحانيةُ التي جعلها الله سببًا لهداية القُلوب.

ومن هنا فإن غَوْثِيَّة سيّدنا عبد القادر رضي الله عنه غَوْثِيَّة باقيةٌ ساريةٌ، وليست مقامًا مؤقتًا يَنتهي بانتقاله من الدّنيا. ومقامه الغَوْثي عند أهلِ المعرفة مقامٌ مستمرٌّ، وسلطانه الرّوحي ممتّدٌ، وأثرهَ في عالم الولاية قائمٌ، لأن الله تعالى إذا أكرم وليًّا بمقام من مقامات القُرب فلا يكونُ انتقاله مِن دار الدّنيا إلغاءً لما منحهُ الله، وإنما يكونُ انتقالًا إلى عالَمِ البَرزخ، حيث للحياةِ الرّوحيةِ قوانينها وأسرارها التي لا تدركها مقاييس الحسّ وحدها.

ولهذا فإن الشَّيخ عبد القادر رضي الله عنه حاضر في سلسلة الولايةِ، حاضر في قُلوب أهل الطّريق، حاضر في مجالس الذِّكر، حاضر في طُرُق التربيةِ، حاضر في البيعة والسّند، حاضر في علوم السُّلوك، حاضر في أرواح المريدين، وحاضر في كل مقام تتّصلُ فيه السّلاسل القادريةِ بسنده الشّريف.

بل إن من خصوصيةِ هذا المقام عند أهل الكَشف أن التصرف البَرزخي لا يحدّه المكان ولا الجسدُ؛ فالولي في حياته الظّاهرةِ يكونُ حضورُه متعلقًا بالمجلسِ والبلدِ والجسدِ، أما بعد الانتقال فإن الحضورَ الرُّوحي لا يتقيدُ بهذه الحدودِ، ويكون أثره ممتدًّا فيمن فتح اللهُ لهم بابَ الانتفاع به، وكلّ ذلك بإذن الله تعالى وتحت مَشيئتِه وقُدرتِه، فالفاعل على الحقيقة هو اللهُ، والولي محلُّ الظُّهورِ والوسيلةُ والسببُ.

وعلى هذا المعنى يفهمُ ما اشتهر في كلمات أهل المعرفةِ من أن مقامَ الشَّيخ عبد القادر رضي الله عنه بعد انتقاله لم يضعف، بل بقي سرّه جاريًا، ومَددُه واصلًا، وأثره مُمتدًّا، بل إن عالَمَ البرزخِ عند أهل الكَشف أوسعُ مجالًا للحُضور الرُّوحي من

عالم الأجساد؛ لأن الرّوحَ لا تتقيد بالحدودِ التي تتقيّدُ بها الأجسام.

ومن هنا كان مقام الغَوْث الأعظم مقامًا دائمًا له، وسرًّا جاريًا، ورايةً لم تنزل بانتقاله، لأن الذي بقي ليس جسد الشَّيخ، وإنما بقي مقامُه، ونورُه، وسندُه، ومدرستُه، وأثرَه، وروحانيُته، واتصال السّالكين به.

وقد بلغت خصوصيّة الشَّيخ عبد القادر رضي الله عنه في هذا الباب أن كلمات أهلِ الولاية جعلته سلطانًا على الأولياء، وقُطبًا للأقطاب، وغَوْثًا أعظم، ونقلت بعض كُتُب المناقب عن الشَّيخ مكارم مشهدًا روحانيًا عظيمًا، رأى فيه علم القُطْبِيَّة محمولًا بين يدي الشَّيخ، وتاج الغَوْثِيَّة على رأسِه، وخلعة التّصريف العام عليه، وهي صورة تعبر بأعلى درجات اللّغة الصُّوفية عن مقام الرّئاسة الرّوحية الذي اختص به الشَّيخ في نظر أهل الكشف.

كما نقلت رواياتٌ أخرى عن الصّالحين رؤيا لرسول الله ﷺ وقوله في شأن الشَّيخ عبد القادر:

«صَدَقَ الشَّيْخُ عَبْدُ القَادِرِ، وَكَيْفَ لَا وَهُوَ القُطْبُ وَأَنَا أَرْعَاهُ»

وهي من الرّوايات التي تكشف كيف ارتبط مقام الشَّيخ في الوعي الصُّوفي بالرّعاية المحمديةِ والوراثةِ النبويَةِ.

وهنا تظهر لنا خصوصيةٌ أخرى مِن خَصائص هذا الإمام، وهي أنه لم يكن وليًّا مُنعزلًا عن سلسلةِ الوراثةِ المحمديةِ، بل كان يُنظر إليه بوصفه من أعظم النّواب عن الحضرة المحمدية في الإرشاد والتربية، ولذلك شاع في كلام أهل الطّريق وصفه بأنه النّائب الدّائم لرسول الله ﷺ في الإرشاد الرُّوحي، وأن راية التربية المحمدية قد ظهرت فيه ظهورًا عظيمًا، وأن الأولياء والسَّالكين ينتفعُون من

ذلك المدد المحمّدي الذي جعله الله جاريًا في أهل الوراثةِ.

وهذا هو معنى الوراثةُ المحمدية عند أهل المعرفة: ليست نبوةً جديدةً، ولا تشريعًا جديدًا، وإنما هي وراثة العلم والحال والهداية والتربية والرّحمة والإرشاد، حتى يكونَ الولي في أمته كالمربّي الذي يدلّ الناس على طريق سيّدِنا رسول الله ﷺ، ويحيي فيهم معاني العبودية والمحبة والإحسان.

ولهذا ارتبطَ اسم الشَّيخ عبد القادر رضي الله عنه بمرتبةٍ عاليةٍ في سلسلة الوراثة المحمدية، حتى أصبحُ عند أهلِ المعرفةِ إمام دائرةِ الإرشاد، وغَوْث السَّالكين، وصاحب راية التّربية العَامةِ.

ومن الخصائص التي يبرزها هذا الكتاب كذلك أن كثيرًا من درجات الولاية والإرشاد التي ظهرت في أجيالٍ متعاقبة من أهل الطّريق ارتبطت في سلاسلها الرُّوحية بالشَّيخ عبد القادر رضي الله عنه، حتى أصبح اسمه في كثير من الطُّرق والسّلاسل واسطةً كُبرى بين أهل السُّلوك والحضرةِ المحمديةِ، وصارت مقامات المشايخ المتأخّرين تتّصلُ بسنده وتستمدُّ مِن مدرسته في الذِّكر والتّربيةِ والإرشادِ.

وهذه ليست مسألة انتشار اسم فحسب، وإنما هي دلالةٌ على قوّة المدرسة الرّوحية التي أسَّسها؛ فالشَّيخ الذي يصبحُ أصلًا لسلاسل لا تُحصى، ومربّيًا لمشايخ بعده، ومصدرًا لعلوم السّلوك في أقطارٍ متباعدةٍ، يكونُ قد ترك في الأمة أثرًا يتجاوزُ حدود الجيل إلى حركة روحية ممتدّة عبر القُرون.

وإذا كان لكلّ إمام خصوصيته، فإن خصوصيةَ سيّدنا عَبدِ القادر رضي الله عنه تتجلّى في اجتماع أمور قلّ أن تجتمعَ في رجلٍ واحدٍ: إمامة العِلم، ورياسة

التربية، والزُّهد والعِبَادة، وكثرة المريدين، وظهور الكرامات، وعموم القبول، ومقام القُطْبِيَّة، ومقام الغَوْثِيَّة، وشهادة أهل الولاية له، وبقاء أثره واتساع طريقتِه في الآفاق.

ومن هنا يقرر هذا الكتاب أن الغَوْثِيَّة العُظمى مقام اختص الله به سيّدنا عبد القادر الجيلاني رضي الله عنه اختصاصًا ظاهرًا، وأن ما ارتبط به من لقب الغَوْث الأعظم وسُلطان الأولياء وقُطْب الأقطاب والقدم على رقابِ الأولياء لم يرد في تَاريخ الوِلايةِ على هذه الصّورةِ الجامعةِ لسواه، ولم يشتهر عن وليٍّ من الأولياء أن اجتمعتْ له هذه الخصائص كلّها بهذا الاجتماع، ولا أن تتابعت عليه هذه الألقاب وهذه المشاهد وهذه الشّهادات على مدى القُرون كما اجتمعت للشَّيخ عبد القادر رضي الله عنه.

وهذه الخصوصيةُ هي التي جعلت مقامه في الوجدان الصُّوفي متفردًا، وجعلت ذِكره مقترنًا بالغَوْثِيَّة اقترانًا لا يكادُ يُوجد لغيره؛ حتى إذا قيل الغَوْث الأعظم انصرف الاسم في ألسنةِ أهل الطّريق إلى سيّدنا عَبدِ القادر الجيلاني رضي الله عنه.

فهو ليس واحدًا من قائمة طويلة من الغَوْث؛ بل هو الغَوْثُ الأعظم الذي اشتهرَ بهذا اللّقب، والقُطْب الذي ارتبطت به راية القُطْبِيَّة، والولي الذي صدرتُ عنه كلمة القدم على رِقابِ الأولياء، والإمام الذي قامت حوله مدرسة كاملة في التّربية والسّلوك.

وهذا الكتاب إذ يقدم هذه الحقائق، إنما يفتح أمام القارئ بابًا للتأمل في مقام رجلٍ لم تنتهِ آثاره بوَفاته، ولم يَنطفئ ذِكره بانقضاء عَصره، ولم تتوقَف مدرسته

بانتهاء حَياته، بل بَقيت الغَوْثِيَّة القادرية حاضرة في عالَمِ السُّلوك، وبقي اسمه أصلًا في كثير من سلاسل الولاية، وبقيتْ مدرستُه مقصدًا لأهل الذِّكر، وبقيتْ روحه حاضرة في وجدانِ المريدين.

ومن أعظم ما يلفتُ النظر أن الشَّيخ عبدَ القادر رضي الله عنه لم يَترُك وراءَه مجرد اسم، وإنما ترك منهجًا كاملًا في السَّير إلى الله؛ ولهذا بقيتْ كُتُبه تُقرأ، ومواعظه تُروى، وأوراده تُتلى، وسلسلته تُنقل، ومجالسه تُستعادُ، ومقامه يُذكر، وطريقته تمتدّ في البِلاد والعِبَاد.

فجزَى الله مؤلِّف هذا الكتاب العلّامة الشَّيخ محمد ذُوالقَرنَين أصغر القادري عن هذا الجهد الكبير خيرَ الجزاء، فقد حمل على عاتقه مهمّة جليلة، وهي أن يجمعَ ما تفرق من معاني مقام الغَوْث الأعظم، وأن يضعَ بين يدَي القارئ صورةً واسعةً لهذا الإمام العظيم، تجمعُ بين العِلم والوِلاية، وبين الشّريعةِ والحقيقةِ، وبين الفقهِ والسُّلوكِ، وبين الزُّهد والتربيةِ، وبين المقام والسّرِّ، وبين الحياة الظّاهرة والحياة البرزخيةِ، وبين الغَوْثِيَّة والوراثةِ المحمديةِ.

ونسألُ اللهَ تعالى أن يجعلَ هذا الكتاب مفتاحًا لمعرفة مقام سيّدنا الشَّيخ عبد القادر الجيلاني رضي الله عنه، وأن يجعلَه سببًا في زيادة محبةَ أولياء الله، والتعلّق بالله تعالى، والاقتداء بسيّدِنا رسول الله ﷺ، وأن يبقي سرّ الغَوْث الأعظم جاريًا في أهل طريقه ومحبيه، وأن يديمَ بركتُه ومددُه وإرشادُه بإذن الله تعالى، وأن يجعل لنا نصيبًا من عُلومِه وأحوالِه وأنوارِه.

رضي الله عن سيّدنا ومولانا عبد القادر الجيلاني، الغَوْث الأعظم، سُلطانِ الأولياء، قُطْبِ العَارفين، إمامِ السَّالِكين، صاحبِ القَدم على رِقاب الأولياء،

ووارث المقام المحمدي في الإرشادِ والتربية، وأدامَ الله مقامُه وسرّه ونفعَه ومددَه، وجعل أثرَه باقيًا في الأمة، وسلسلتهَ متصلةً، ومدرستَه عامرة، ونورَه ممتدًا في قُلوب أهل السير إلى الله تعالى.

وصلى اللهُ وسلّم وباركَ على سيّدِنا محمدٍ، وعلى آله وصَحبِه،

والحمد لله ربِّ العالمين.

خادم العُلماء والفُقَراء

السيّد الشّيخ لطيف الصّولي القادري الحسيني

الأول من ربيع الأول ١٤٤٨ھ، كراتشي

تقریظِ رفیع

از: خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند، شیخ الاسلام حضرت علّامہ مفتی پیر عبد الہادی قادری نوری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْنَ.

زیرِ نظر کتاب "اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّۃُ فِیْ إِثْبَاتِ أَنَّ الْقُطْبِیَّۃَ الْکُبْرٰی لِلْغَوْثِ الْجِیْلِیْ مُسْتَمِرَّۃٌ حَتّٰی ظُھُوْرِ الْمَھْدِیْ" اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک علمی و تحقیقی کاوش ہے، جس میں مُصنّف نے حضرت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقامِ قُطبیّتِ کُبریٰ اور اس سے متعلق مختلف علمی مباحث کو دلائل، نقول اور اکابر اہلِ علم کے ارشادات کی روشنی میں واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ کتاب کی فہرست ہی سے اندازہ ہوتا ہے کہ مُصنّف نے مسئلۂ قُطبیّت، غَوثیّت، حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان و مقام، متعلقہ اعتراضات اور ان کے جوابات جیسے متعدّد پہلوؤں کو اپنے دائرۂ بحث میں لیا ہے۔

راقم الحروف کو اس کتاب کے بالاستیعاب مطالعہ کا موقع نہیں مل سکا؛ البتہ چیدہ چیدہ مقامات سے اسے دیکھنے اور بعض مباحث پر نظر ڈالنے کا اتفاق ہوا۔ اس محدود مطالعے سے یہ تاثر قائم ہوا کہ مؤلف نے اپنے مدعا کی توضیح و اثبات کے لیے خاصی محنت سے مواد جمع کیا ہے اور مختلف اقوال و دلائل کو یکجا کر کے مسئلے کے متعدّد پہلو سامنے لانے کی سعی کی ہے۔

بالخصوص ایسے مسائل، جن میں تعبیرات کے اختلاف یا بعض عبارات کے مختلف فہم کی بنا پر اشکالات پیدا ہو جاتے ہیں، ان میں علمی گفتگو کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ مسئلے کو اہلِ سنت کے مُسلّمہ اصول، اکابر ائمہ کی تصریحات اور کلام کے صحیح محل و محمل کی روشنی میں سمجھا جائے۔ زیرِ نظر تصنیف میں مُصنّف کی کاوش اسی علمی روایت کو آگے بڑھانے کی ایک کوشش دکھائی دیتی ہے۔

چونکہ میرا مطالعہ کامل و استیعابی نہیں ہے، اس لیے کتاب کے ہر جُزوی مسئلے اور ہر نقل و استدلال پر کوئی حتمی رائے دینا مناسب نہیں سمجھتا؛ تاہم جن مقامات پر نظر پڑی، ان سے مؤلف کی محنت، تلاشِ مواد، اپنے موضوع سے دلچسپی اور مسلکِ اہلِ سنت کی ترجمانی کا جذبہ نمایاں محسوس ہوا۔

اللہ تعالیٰ اس علمی کوشش کو شرفِ قبول عطا فرمائے، اسے حق و صواب کی نشر و اشاعت کا ذریعہ بنائے، مؤلف کی محنت کو قبول فرمائے اور جو امور مزید تحقیق و تنقیح کے محتاج ہوں، ان کی تکمیل و اصلاح کی توفیق بھی ارزانی فرمائے۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ إِلَّا بِاللہ، عَلَیْہ تَوَکَّلْتُ وَإِلَیْہ أُنِیْبُ

فقیر قادری عبد الہادی رضوی نوری عفی عنہ

تقریظِ جلیل

از: بقیۃ السلف، مفتیٔ اہل سنت، استاذ الاساتذہ، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علّامہ مفتی عبد العزیز حنفی قادری اشرفی رضوی دامت برکاتہم العالیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

أَمَّا بَعْدُ! فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَأَوْلِیَائِہٖ أَجْمَعِیْنَ.

أَشْرَفَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلٰی أُطُمٍ مِنْ أُطَامِ الْمَدِیْنَۃِ،

فَقَالَ: ھَلْ تَرَوْنَ مَا أَرٰی؟

قَالُوْا: لَا، قَالَ: فَإِنِّیْ لَأَرَی الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُیُوْتِکُمْ کَوَقْعِ الْقَطْرِ۔ (راوی: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما، متفق علیہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے ایک بلند قلعے پر تشریف لے گئے اور فرمایا: کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنے تمہارے گھروں کے درمیان اس طرح واقع ہو رہے ہیں جیسے بارش کے قطرے گرتے ہیں۔

علّامہ مولانا ذُوالقَرنَین قادری رضوی صاحب کی تصنیف "اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّۃُ فِیْ إِثْبَاتِ أَنَّ الْقُطْبِیَّۃَ الْکُبْرٰی لِلْغَوْثِ الْجِیْلِیِ مُسْتَمِرَّۃٌ حَتّٰی ظُھُوْرِ الْمَھْدِیْ" کا تعارف راقم کی خدمت میں پیش کیا گیا، کتاب بھی ملاحظے کے لیے پیش کی گئی اور فہرستِ مضامین کے اہم عنوانات پڑھ کر سنائے گئے۔ مکمل کتاب کا مطالعہ اس وقت راقم سے نہیں ہو سکا، اس لیے یہ مختصر کلمات پیش کردہ تعارف اور فہرست کی بنیاد پر بطور تعارف اور حوصلہ افزائی ہیں۔ حقیقت میں موصوف نے اس کتاب کو لکھ کر اس دور کے اہم تقاضے کو پورا کیا ہے۔

فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ مُصنّف نے حضور سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ وقُطبیّتِ عظمیٰ، مقامِ غَوث، ارشاد "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللهِ"، اس سے متعلق روایات واقوالِ اکابر اور وارد ہونے والے اعتراضات کے جوابات کو دلائل وحوالہ جات کے ساتھ بیان کیا ہے۔ خصوصاً ڈاکٹر ابو بکر شاذلی کی جانب سے مقامِ غَوثیّت اور ارشادِ قدم کے بارے میں پیش کیے گئے اعتراضات اور تاویلات کا بھی علمی و تحقیقی جواب اس کتاب کا اہم موضوع ہے۔

مُصنّف نے اس سلسلے میں امامِ اہل سنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اور دیگر اکابرِ اہلِ سنّت کی تصریحات وتحقیقات سے استدلال کرتے ہوئے مسئلے کے مختلف پہلو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ فہرستِ مضامین سے کتاب کی علمی ترتیب اور موضوع کی جامعیّت نمایاں ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ مُصنّفِ محترم حضرت علّامہ مولانا ذُوالقَرنَین قادری رضوی صاحب کی اس علمی کاوش کو شرفِ قبول فرمائے، اسے اہلِ سنّت کے لیے نافع بنائے، حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی محبت وادب پر ہمیں قائم رکھے اور حق بات کو دلائل وحکمت کے ساتھ سمجھنے اور بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصّواب

فقط والسلام

محمد عبد العزیز حنفی قادری اشرفی رضوی

تاریخ: ۴ ربیع النور ۱۴۴۸ھ،

19 اگست 2026ء

تقریظِ کریم

از: استاذ الفقہاء والعلماء، بقیۃ السلف، جامع شریعت وطریقت، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علّامہ

مفتی محمد اسماعیل رضوی ضیائی دامت برکاتہم القدسیہ (شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

کتاب "اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّۃُ فِیْ إِثْبَاتِ أَنَّ الْقُطْبِیَّۃَ الْکُبْرٰی لِلْغَوث الْجِیْلِیْ مُسْتَمِرَّۃٌ حَتّٰی ظُھُوْرِ الْمَھْدِیْ" رضی اللہ عنہما ؛مُصنّف:صوفی عالمِ دین مولانا محمد ذُوالقرنین اصغر القادری حفظہ اللہ تعالی و أدامہ اللہ تعالی للتصنیف والخدمۃ الدّینیّۃ.

محترم موصوف کی کتاب مکمل پڑھنے کا موقع تو نہ مل سکا، البتہ شروع کے 30/40 صفحات اور کچھ مختلف مقامات سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ یہ کتاب "سیرتِ غوثُ الاَغواث امام ابو الحسن شاذلی علیہ الرحمہ" نامی ایک کتاب کے چھٹے باب کے رَدّ میں لکھی گئی ہے۔

ایک شخص جو پیر بدلنے کا عادی ہے اور آج کل سلسلہ شاذلیہ سے منسلک ہے یہ معلوم نہیں کہ کب تک اس سلسلہ سے جڑا رہے گا اسی نے ایک کتاب بنام "سیرتِ غوثُ الاَغواث امام ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ" لکھی اور اس میں یہ ثابت کرنے کی لاحاصل کوشش کی ہے کہ "غَوثیتِ کُبریٰ" کا منصب سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس نہیں ہے، کیونکہ وہ اب بظاہر دنیا میں نہیں رہے، لہٰذا اس عہدے سے معزول ہو گئے ہیں، اور اب جو غَوث ہو گا وہ امام ابو الحسن شاذلی کے سلسلہ سے ہو گا۔

چونکہ اب تک یہ شخص سلسلہ شاذلیہ سے منسلک ہے، اس لیے اس نے اس سلسلہ کے امام کی برکت سے غَوث بننے کے فیض کو جاری سمجھا، حالانکہ حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ بھی اب بظاہر دنیا میں تشریف نہیں رکھتے۔

اس جیسے شخص کے افکار کو رَدّ کرنے کے لیے حضور غَوث صمدانی، حضرت مُحیُّ الدّین عبد القادر

جیلانی رضی اللہ عنہ کے محبّین نے آپ کی شان میں کئی کُتُب لکھی ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کتاب مولاناذُوالقَرنَین دامَ عزّہٗ نے لکھی ہے، جس میں ایک منفرد انداز میں دلائل کے ساتھ شخص مذکور کے غلط افکار کا رَدّ کیا گیا ہے۔ جب تک کوئی شخص اس کتاب کا مکمل مطالعہ نہ کرے، کماحقُّہ اس کی خوبیوں سے آگاہ نہیں ہو سکتا۔ مُصنّف موصوف نے کوئی بات بغیر حوالہ اور دلیل کے نقل نہیں کی۔

میری دعا ہے کہ ربّ جلیل، موصوف مولاناذُوالقَرنَین کو مزید توفیق عطا فرمائے کہ وہ اسی طرح دینی خدمت انجام دیتے رہیں۔

فقط

یک سگ دربار غَوثیّت

محمد اسماعیل ضیائی

خادم دارالعلوم امجدیہ، کراچی

تقریظِ بلیغ

از: شیخ الحدیث والتفسیر استاذ العلماء حضرت علّامہ ڈاکٹر **مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی** دامت برکاتہم العالیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

ہر مرید اپنے ہی مُرشد کو دوسروں سے افضل سمجھتا ہے۔ اسے غلبۂ شوق یا غلبۂ محبت و عقیدت کا نام دیا جاتا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ حقیقت میں بھی ایسا ہی ہو کیونکہ لازمی نہیں ہے کہ ہماری عقیدت، حقیقت بھی ہو۔

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے فرمایا: "یہ ضرور ہے کہ ہر شخص اپنی سرکار کی بڑائی چاہتا ہے مگر من و تو زید و عمرو کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، چاہنا اس کا ہے جس کے ہاتھ میزانِ فضل ہے، غلبۂ شوق اور چیز ہے اور ثبوت دلائل اور۔" (فتاویٰ رضویہ، ۲۸/ ۳۶۳)

جب مقبول دلائل سے ایک کی افضلیّت و برتری ثابت ہو تو اسے اپنے نفس کی خواہش یا کسی ذاتی تعلق و غیر ہما سے مفضول قرار دینا حماقت یا تعصّب کے سوا کچھ نہیں۔ امام اہلسنّت لکھتے ہیں: ایک یہ کہ مقبولات بارگاہِ اَحدیّت میں اپنی طرف سے ایک کو افضل دوسرے کو مفضول نہ بتائے کہ فضل تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔" (فتاویٰ رضویہ، ۲۸/۳۶۸)

قرآن کریم میں ہے: ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (الجمعة ٤/ ٦٢)

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔ (کنزالایمان)

پھر کسی بھی صاحبِ سلسلہ کے لائق نہیں کہ وہ اپنے سلسلہ کے بزرگان دین کی تعلیمات کو پسِ پُشت ڈال کر کسی کو افضل اور کسی کو مفضول قرار دے حالانکہ مستند و معتمد بزرگان دین نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ ان کی تعلیمات، ان کی تحریرات اس کی گواہ ہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی، انہوں نے اس کی فضیلت کو تسلیم کیا کیونکہ وہ حضرات خود رضائے اِلٰہی میں فنا تھے۔ ان سے یہ متصوّر نہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ فضیلت دے، وہ اس کی فضیلت کو نہ مانیں۔ پھر یہ بھی سوچو کہ وہ اپنے تمام اُن مریدین، مُتوسّلین سے

کس طرح راضی رہیں گے، جو بارگاہِ خداوندی سے افضلیّت کا مرتبہ پانے والوں کو اپنے ان بزرگوں سے مفضول قرار دیتے ہیں کہ جن سے وہ خود تعلق رکھتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے خود کو کسی ایسے پر فضیلت دینے والوں سے یقیناً ناراض ہوتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اُن پر فضیلت دی ہے جیسا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شیخَین کریمَین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دینے والوں کا معاملہ ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے شیخَین کریمَین کو انبیاء علیہم السلام کے بعد سب پر فضیلت دی ہے، تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حیات میں جو بھی آپ کو شیخَین کریمَین سے افضل بتاتا، آپ رضی اللہ عنہ اس پر ناراض ہوتے۔

چنانچہ حکم بن حجل سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جو مجھے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے، اس پر جھوٹ بولنے کی حد (سزا) جاری کروں گا۔" (السُّنّة لابن أبی عاصم، برقم: ۷۲۹، ۲/ ۲۰۳، والصَّارمُ المسلول، ص: ۴۰۵)

اور اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جو مجھے حضرت ابو بکر اور عمر پر فضیلت دے گا، اسے بہتان کی سزا میں کوڑے لگاؤں گا اور اس کی گواہی ساقط ہو جائے گی یعنی قبول نہیں ہوگی۔" (کنزُ العُمّال، برقم: ۳۶۰۹۷، ۶/ ۷/ ۱۳)

اور ابن شہاب عبد اللہ بن کثیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: "جس شخص نے مجھے حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے افضل بتایا، اسے کوڑوں کی سخت سزا دوں گا۔" (کَنزُ العُمّال، برقم: ۳۶۰۹۷، ۶/ ۷/ ۱۳)

اور علقمہ سے روایت ہے کہ ہمیں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے خطبہ دیا۔ اللہ تعالی کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا: "مجھے معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگ مجھے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے افضل بتاتے ہیں، اگر میں نے اس سے قبل تنبیہ نہ کی ہوتی تو ضرور انہیں سزا دیتا کیونکہ میں پیشگی اطلاع دیئے بغیر سزا دینے کو پسند نہیں کرتا، میرے اس جگہ کھڑے ہونے کے بعد جو ایسی بات

کرے گا، وہ بہتان تراش ہے۔ اس کی وہی سزا ہے، جو بہتان لگانے والے کی ہے۔ (کَنزُ العُمّال، برقم: ٣٦١٣٨، ١١/ ٧/ ١٣ و شرح أصول إعتقاد أهل السُنّة والجماعة، برقم: ٢٦٧٨، ص: ٦٦٠)

اور اس طرح کی روایات تاریخ مدینہ دمشق (٣٠٠/ ٣٨٢-٣٨٣، ٦٠٣/ ٨٣-٧٥) میں بھی ہیں لہذا اِن روایات سے واضح ہوا کہ امام ابو الحسن شاذلی علیہ الرحمہ ان کی طرف اپنی نسبت کرنے والے کسی بھی ایسے فرد سے راضی نہ ہوں گے، جو حضور غوثِ اعظم سیّدنا عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ پر انہیں فضیلت دے بلکہ اُس پر ناراض ہوں گے۔ اور خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ بھی اس پر ناراض ہونگے اور جس پر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ناراض ہوگئے، اس کا انجام یقیناً خراب ہے اور ماضی میں ایسے واقعات پیش آچکے ہیں کہ جن میں ایسے لوگوں کا بُرا انجام ہونا اور کمالات کا سلَب ہونا مذکور ہے۔ اور پھر حضور شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کی افضلیّت اور ان کا ظہورِ امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ تک غَوثیّتِ کُبریٰ کے مرتبے پر فائز رہنا کثیر مشائخ کے ارشادات سے بھی ثابت ہے۔ اس کے خلاف نظریہ جمہور اولیاء اللہ کا انکار ہے۔

علّامہ مولانا ذُوالقَرنَین قادری رضوی زِید مجدہٗ نے "اَلْيَوَاقِيْتُ الْقَادِرِيَّةُ فِيْ إِثْبَاتِ أَنَّ الْقُطبِيَّةَ الْكُبْرىٰ لِلْغَوث الْجِيْلِيِ مُسْتَمِرَّةٌ حَتّٰى ظُهُوْرِ الْمَهْدِيْ" میں ڈاکٹر موصوف کے اعتراضات کے مُسکِت جوابات تحریر کئے ہیں اور ساتھ ہی انہیں دعوت رجوع بھی دی ہے۔ فقیر نے اسے اول تا آخر حرفاً حرفاً پڑھا ہے اور اپنے موضوع پر بہترین پایا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی علّامہ ذُوالقَرنَین زید علّمہ کی اس علمی کاوش کو قبول فرمائے اور اسے خواص و عوام اہلسنّت کے لئے نافع بنائے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

فقط

الدُّكتور المفتي محمد عطاء الله النّعيمي

شيخ الحديث جامعة النُّور ورئيس دار الإفتاء النُّور، كراتشي

جمعيّة إشاعة أهل السنّة (باكستان)، كراتشي

تقریظ مبارک

از: شیر سنیت، محافظ ناموسِ رسالت، عالمی مُبلّغ اسلام

حضرت علّامہ **مفتی سلمان احمد القادری الأزہری** دامت برکاتہم القدسیہ **(ممبئی، انڈیا)**

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی جَعَلَ أَوْلِیَاءَہُ مَصَابِیحَ الدُّجَیٰ وَأَقْطَابَ الْأَرْضِ وَأَغْوَاثَ الْأَنَامِ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّینَ وَإِمَامِ الْمُرْسَلِینَ، وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَأَوْلِیَائِہٖ أَجْمَعِینَ.

امابعد!

علمِ تصوّف وتزکیۂ نفس کا ایک نہایت دقیق، عمیق اور اہم باب وہ ہے جس میں مراتبِ ولایت خصوصاً قُطبیتِ کبریٰ، غوثیتِ عظمیٰ اور ابدال کے مناصب کی حقیقت و دوام پر بحث کی جاتی ہے۔ اسی عظیم الشان موضوع پر فاضلِ جلیل، محقّقِ تحریر علّامہ محمد ذُوالقَرنَین اصغر القادری رضوی مدّظلّہ العالی کی گراں قدر تصنیف "اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّۃُ فِیْ إِثْبَاتِ أَنَّ الْقُطبِیَّۃَ الْکُبْرٰی لِلْغَوث الْجِیْلِیْ مُسْتَمِرَّۃٌ حَتّٰی ظُھُوْرِ الْمَھْدِیْ" منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوئی ہے۔

اس کتاب کا بنیادی مُدّعا یہ ثابت کرنا ہے کہ حضرت غوث الثقلَین سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی قُطبیّتِ کبریٰ اور غوثیتِ عظمیٰ ظہورِ امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک بلکہ قیامت تک جاری و ساری ہے، اور یہ منصبِ جلیل ان کے بعد کسی دوسرے ولی کامل کو منتقل نہیں ہوا۔ مُصنّف محترم نے اس دعوے کو محض دعویٰ پر نہیں چھوڑا بلکہ احادیث، آثارِ صحابہ و تابعین، اقوالِ اکابرینِ اُمت، کلماتِ اولیاء کرام اور مُستند کُتُبِ تصوّف سے بے شمار دلائل پیش کیے ہیں۔ کتاب میں قُطب و غوث کی تعریف، ابدال کا نظام، قُطبیّت کے درجات، حضرت غوثِ اعظم کے خصوصی مقام، اور ان کی ولایت کے دوام پر نہایت تفصیلی اور علمی بحث کی گئی ہے۔ ساتھ ہی مخالفین کے اعتراضات کا مُدلّل، مُحقّقانہ اور پُراثر جواب بھی دیا گیا ہے تاکہ حق کے متلاشیوں کے لیے کوئی ابہام باقی نہ رہے۔

مُصنّف کی تحقیق میں گہرائی، حوالہ جات کی کثرت، مصادر کی استنادیت اور دلائل کی قوت قابلِ تعریف ہے۔ زبان نہایت فصیح، بلیغ اور پر کشش ہے؛ اسلوب میں سلاست کے ساتھ علمی گہرائی بھی موجود ہے۔ قادری سلسلہ کے سالکین، اہلِ سنّت وجماعت کے مُحقّقین اور تصوّف کے طالبین کے لیے یہ کتاب ایک بیش قیمت علمی ذخیرہ اور رہنما ہے۔

یہ کتاب ہمارے مُحبِ گرامی، عالمی شہرت یافتہ ثناء خوانِ مصطفیٰ حضرت مولانا حافظ و قاری بلال صاحب قبلہ زِیدَ مَجدہٗ کی وساطت سے مجھ تک پہنچی۔ ان کی محبت اور اس بات پر اصرار نے کہ میں اس کتاب پر کچھ تقریظ لکھوں، مجھے قلم اُٹھانے پر مجبور کر دیا۔ حالانکہ میرے کثرتِ اسفار اور دینی مشاغل نے مجھے حد درجہ مصروف اور تنگیِ وقت کے ساتھ گھیر رکھا ہے۔ باوجودِ ایں، میں نے چیدہ چیدہ مضامین کو پڑھا اور مجھ سے جو بن سکا لکھ دیا۔

اللہ تعالیٰ مُصنّفِ محترم کو ان کی اس عظیم علمی و روحانی خدمت پر جزائے خیر عطا فرمائے، ان کے علم و عمل میں برکت دے، اس کتاب کو قبولِ خاص سے نوازے اور اسے اہلِ علم و معرفت کے لیے نفع بخش بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

وآخرُ دَعْوَانا أنِ الحمدُ لِلّٰہ ربِّ العالمین

الفقیر إلی ربّہ القدیر

سلمان احمد القادری الازہری

ممبئی، مہاراشٹرا، انڈیا

تقریظ مبارک

از: شرفِ ملّت، شہزادہ اَحسن العلماء سیّد اشرف میاں برکاتی مارہروی دامت برکاتہم العالیہ

(خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ، اُتر دیش)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ، وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْنَ

حضرت غوثِ اعظم، شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی عالمِ اسلام کے لیے علم و عمل، تقویٰ و طہارت اور اصلاح و ارشاد کا ایک روشن مینار ہے۔ ان کی حیاتِ طیبہ کا فیضان صدیوں سے دلوں کو منور اور اخلاق کو مُزیّن کررہا ہے۔ زیرِ نظر کتاب "اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّۃُ" اسی نسبتِ بابرکت کے دفاع، توضیح اور تجدیدِ عقیدت کی غرض سے تحریر کی گئی ہے۔ مُصنّف نے اس میں نہ صرف والہانہ محبت کا اظہار کیا ہے، بلکہ وقارِ قلم اور تحقیق کی متانت کے ساتھ ان اعتراضات کا جواب دیا ہے جو جہالت یا ضد سے اس آفتابِ ولایت کی شان گھٹانے کی سعی کریں۔ مُصنّف کا انداز مدافعانہ ہوتے ہوئے بھی شائستہ ہے، دلیل مضبوط اور اُسلوب شگفتہ ہے، جس سے قاری کے دل میں عقیدت کے ساتھ فکری اطمینان بھی پیدا ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ شخصیاتِ حق کے بارے میں بے سند اقوال اورتشکیکی رویے عام ہو رہے ہوں، یہ کتاب حُریتِ فکر کی آڑ میں بے ادبی سے بچنے اور ادبِ اولیا کی شمع روشن رکھنے کی سعادت انجام دیتی ہے۔

ہم خاندانِ آلِ برکاتیت تو آفتابِ بغداد کے موروثی غلام ہیں اور اس غلامی پر فخر کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ بچپن سے اپنے بڑوں کو امام احمد رضا قادری برکاتی قُدّس سرّہ کا یہ نعت ومنقبت آمیز مقطع سنتے اور پڑھتے چلے آرہے ہیں۔

تیری سرکار میں لاتا ہے رضاؔ اس کو شفیع جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

اللہ تعالیٰ مولانا ذُو القَرنَین اصغر القادری صاحب مدظلّہ العالی کی اس علمی خدمت کو مقبول فرمائے، مُصنّف کو جزائے خیر عطا کرے اور اسے اہلِ ایمان کے لیے بصیرت و ادب کا مؤثّر وسیلہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

سیّد محمد اشرف قادری برکاتی

مارہرہ شریف

تقریظِ جمیل

از: یادگارِ اسلاف حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد ابراہیم دامت برکاتہم العالیہ

(شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ، سکھر)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چند برسوں سے اہلسنّت وجماعت کی صفوں میں انتشار وافتراق خاصا بڑھتا ہوا نظر آرہا ہے چونکہ سوشل میڈیا کا دور ہے اس لئے ہر اختلاف جلد منظرِ عام پر آجاتا ہے پھر اس کا رَدِّ عمل بھی بڑی شَدّومد سے سامنے آتا ہے یوں سوشل میڈیا دیکھتے ہی دیکھتے طوفانِ بدتمیزی کا میدان بن جاتا ہے۔

پھر ایسے مسائل زیرِ بحث لائے جارہے ہیں جو صدیوں سے طے شُدہ ہیں اور ایسے مسائل بھی جن کا تعلق نہ ضروریاتِ دین سے ہے نہ ہی ضروریاتِ اہلسنّت سے۔

اور ایسے مسائل پر بھی طبع آزمائی ہورہی ہے جو ہمارا میدان نہیں نہ ہم روزِ قیامت ان کے بارے میں مسئول ہوں گے اور جن حضرات کا وہ میدان ہے ان کے ہاں بھی یا تو وہ مسائل طے شُدہ ہیں یا اختلاف کے بعد سکوت طاری ہے۔

اس دَور میں اِس قسم کے مسائل کو زیرِ بحث لاکر اہلسنّت میں اضطراب پیدا کرنا نہ دانشمندی ہے نہ دین کی خدمت۔

حالیہ دنوں میں محترم ڈاکٹر مفتی ابو بکر شاذلی صاحب نے حضرت سیّدنا ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال ومناقب پر "سیرتِ غوثُ الاَغواث" کے نام سے ایک کتاب تحریر کی جس میں اس کے چھٹے باب میں سیّدنا غوثُ الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غَوثیتِ کُبریٰ تاظہور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار کیا گیا اور کہا گیا کہ وہ اپنی حیاتِ ظاہری میں اس مقام پر فائز تھے اب وہ اس منصب پر فائز نہیں۔ اس کے رَدّ میں علّامہ ذُوالقَرنَین اصغر القادری نے "اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّۃُ" کے نام سے کتاب لکھی۔

مفتی ابو بکر شاذلی صاحب اہلسنّت کے ممتاز عالمِ دین ہیں مگر ان کی طرزِ تحریر سے اور ان کے

مسائل کو زیرِ بحث لانے سے جن کی اس وقت قطعاً حاجت نہیں تھی اہلسنّت کے عوام وخواص کو جس میں ان کے تلامذہ ومعتقدین بھی شامل ہیں، شدید قلبی رنج ہوا۔

اسی سلسلے میں چند گزارشات ہیں:

اوّل: یہ کہ دَورِ حاضر میں اُمت کو درپیش سینکڑوں مسائل ہیں جو حل طلب ہیں اور الحادی قوتوں اور اسلام دشمنوں کے لاتعداد شبہات واعتراضات ہیں جن پر قلم اُٹھانے کی ضرورت ہے۔ ان مسائل سے اعراض کرکے سوئے ہوئے مسائل کو چھیڑنا فتنے کو دعوت دینا ہے جو ایک عالمِ دین کو زیب نہیں دیتا۔

دوم: یہ کہ ہر فن کے ماہر رِجال ہوتے ہیں جن پر اس فن کے مسائل میں اعتماد کیا جاتا ہے۔ عامۃ النّاس مسائلِ دینیہ میں علماء پر اعتماد کرتے ہیں۔ مریض ڈاکٹر کے نسخے پر اعتماد کرتا ہے ایسے ہی تصوّف و طریقت کے بھی ماہر رِجال ہیں جن پر اس کے متعلقہ مسائل میں اعتماد کرنا چاہیے۔

اس مسئلہ میں حضرت امام ربانی مُجدّد الف ثانی، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو ائمہ شریعت وطریقت ہیں، کا موقف اس کتاب میں بڑی وضاحت سے مذکور ہے، ان پر اعتماد کیجئے اسی میں بھلائی ہے۔

سوم: یہ کہ آپ کی عزّت وشہرت کا اصل سبب امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلی قُدّس سرہ العزیز کی تحقیقات ان کے فتاویٰ سے استفادہ ہے آپ کو سب کچھ انہیں کے طفیل ملا، وہ مسائلِ تصوّف سے تہی دامن نہیں کہ ان سے کنارہ کشی کی جائے وہ راہِ طریقت میں بھی اتنے ہی مستند ہیں جتنا راہِ شریعت میں لائق اعتماد ہیں تو ان سے اپنی راہیں جُدا نہ کریں ان کے دامن سے وابستہ رہنے میں عافیت اور سلامتی ہے۔

فقط

فقیر قادری محمد ابراہیم غُفرلہٗ

خادم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر

17 ستمبر 2026ء

تقریظِ جمیل

از: تاج الفقہاء حضرت علّامہ مفتی وسیم اختر المدنی دامت برکاتہم العالیہ

(چیئرمین اہلسنّت فتویٰ کونسل پاکستان، مہتمم ورئیس جامعہ دارالافتاء فیضانِ شریعت، کراچی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اما بعد! کمالاتِ ولایت کا صحابیت کے بعد سب سے اعلیٰ مقام غوثیّت ہے جس کا واضح بیان مختلف احادیث میں وارد ہوا ہے اور اکابر اولیائے کرام اور اس میدان کے شہسوار جمہور علماء ومشائخ کے مشاہدات اور کشف کے مطابق اس غوثیّت کی دو اقسام ہیں۔ 1:۔ غَوثیّتِ کُبریٰ۔ جس کو غَوثیّت بالاَصالہ بھی کہتے ہیں۔ 2:۔ غوثِ زمان۔ جس کے لیے حیاتِ ظاہری شرط ہے اور بعض صورتوں میں غوثِ زمان غَوثیّتِ کُبریٰ پر فائز شخصیت کی نیابت کرتے ہیں۔ ان دونوں اقسام میں کوئی تناقض یا تعارض نہیں ہے کیونکہ حدیث کا فہم وہی معتبر ہوتا ہے جو جمہور علماء اور صوفیہ نے سمجھا ہو۔ اگر کوئی قرآن وحدیث کے ایسے معنیٰ بیان کرے جو جمہور کے خلاف ہوں تو اسے اس کی ناسمجھی قرار دے کر رد کر دیا جاتا ہے۔ نیز اگر حدیثِ پاک اور صوفیہ کرام کے اقوال میں بظاہر تعارض بھی نظر آئے تو لازم ہے اس کی حسبِ حال مناسب تطبیق وتاویل پیش کی جائے۔

تمام سلاسل کے جمہور و مُسلّم متأخّرین اولیاءِ کرام اس بات پر متّفق ہیں کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے آنے تک حضور محبوبِ سبحانی، قندیلِ نورانی، شہبازِ لامکانی شیخ عبد القادر جیلانی قُدّس سرّہ الربانی غَوثیّتِ کُبریٰ کے اعلیٰ منصب پر فائز ہیں اور آپ کے بعد آنے والے آپ کے ماسوا جتنے بھی اولیاءِ کرام کو غوث قرار دیا گیا اس سے مُراد ان کے زمانہ کی غوثیّت ہے نہ کہ غَوثیّتِ کُبریٰ۔

امامِ اہلسنت مُجدِدِ دین وملّت امام احمد رضا خان مُحدِّثِ بریلی علیہ رحمۃ الرحمن نے "فتاویٰ رضویہ" شریف میں بکثرت اس کے دلائل تحریر فرمائے ہیں اور کسی پر یہ مخفی نہ رہے کہ اعلیٰ حضرت شریعت اور

طریقت دونوں میدانوں کے شہسوار ہیں، ان کی بات دونوں مقام پر حُجّت و مُسلَّم ہے۔ آپ علیہ الرحمہ شریعت میں مجتہد فی المسائل کے منصب پر فائز ہیں اور طریقت میں فَنافی الرَّسول کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں۔وہ لوگ جنہوں نے صرف ظاہری علم حاصل کیا اور چند وظائف اور عملیات کے چِلّے کئے اور کسی سلسلے میں بیعتِ برکت اور نسبت میں خلافت حاصل کر کے اپنے گمان میں اپنے آپ کو طریقت کا شہسوار سمجھ بیٹھے ہیں یہ انکی غلط فہمی ہے کیونکہ یہ لوگ طریقت کی اصطلاح میں سالک بھی نہیں چہ جائیکہ واصل باللہ ہوں اور طریقت کے معاملات میں ان کی انفرادی رائے کی کوئی حیثیت نہیں۔

ایسے لوگوں کا شاذ اقوال یا کسی بزرگ سے منقول کسی قول کی من مانی تاویل کر کے لوگوں کو اپنے سلسلے کی افضلیت بیان کرنا شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتا " لکُلّ مقامٍ مقالٌ ولکُلِّ مقالٍ رجالٌ ولکُلِّ رِجالٍ مجالٌ ولکُلّ مَجالٍ مالٌ نسألُ اللہ حُسنَ مَالٍ وعندہ علمٌ بحقیقۃِ کُلِّ حالٍ "

ان حضرات سے دستہ بستہ عرض ہے کہ فضیلت اور افضلیّت کے فرق کو ملحوظِ خاطر رکھیں اور جمہور اولیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ خصوصاً اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن کے خلاف نہ جائیں۔ یہ وقت مُسلَّمات پر بحث کا نہیں ہے اس سے فتنوں کا دروازہ کھلنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام اولیاءِ کرام کا باادب بنائے اور ان تمام اولیاءِ کرام کے فیوض و برکات سے ہمیں بھی حصہ عطا فرمائے! آمین بجاہِ النّبیِّ الأمین۔

ابو الحسنین مفتی وسیم اختر المدنی
چیئرمین اہلسنّت فتویٰ کونسل پاکستان
مہتمم و رئیس جامعہ و دار الإفتاء فیضانِ شریعت، کراچی
7 ستمبر 2026ء / ۲۴ ربیع الاوّل ۱۴۴۸ھ

تقریظ مبارک

از: یادگارِ اسلاف محقق عصر مفکر اسلام حضرت علامہ **نسیم احمد صدیقی نوری** دامت برکاتہم القدسیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، وَعَلٰی آلِکَ وَأَصْحَابِکَ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

چھٹی صدی ہجری سے لے کر تا حال، یعنی پندرہویں صدی ہجری تک، کسی نے یہ جرأت نہیں کی کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ اور قُطبیّتِ عُظمیٰ کو چیلنج کرے، یا یہ بتائے کہ یہ اب ختم ہو گئی، تاوقتیکہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری ہو، اور اس موقع پر یہ خود ہی اپنی غَوثیّتِ کُبریٰ اور قُطبیّتِ عُظمیٰ کے منصب کو ان کی طرف تفویض فرمادیں گے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا، فاضل و مُجدِّد، مُحدِّث و مُحقّق بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سے تا حال، اور آج سے لے کر قُربِ قیامت تک، جب امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہو، اس وقت تک سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ کا ظہور ہوتا رہے گا، اور یہ مستقل طور پر قائم اور برقرار رہے گی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے عالم ارواح میں بھی جب تمام روحوں سے اقرار لیا تھا: أَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ، تو اس عظیم میثاق کے حوالے سے بعض مشائخ نے یہ فرمایا ہے جو قادری سلسلے کی روایات میں منقول ہے اور انہوں نے یہ وضاحت کی ہے کہ ارواح کی جو صف بندی ہوئی تھی، ان کے مراتب کے اعتبار سے، تو انبیاء و مُرسَلین کی صفیں الگ تھیں، پھر ان کے زمانے میں ان کے مصاحبین، اصحاب وغیرہ، اور اہلِ بیتِ اطہار، ان سب کی صفیں تھیں۔ اس میں بھی مشائخ نے بیان کیا ہے کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو، چونکہ میثاق کا یہ عمل یاد تھا، تو وہ خود یہ فرماتے ہیں کہ مجھے وہاں قرار نہیں تھا۔ میں کبھی صفِ انبیاء کی طرف آگے بڑھتا تھا، پھر مجھے پیچھے کیا جاتا تھا، پھر میں آگے بڑھتا تھا۔ یہاں تک کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے مجھے ایک جگہ ٹھہرادیااور یہ فرمایا کہ: اے عبد القادر! تم کو یہ فضیلت حاصل ہو گی کہ میری اولاد میں ہو گے، اور تمہیں یہ مقام اور مرتبہ ملے گا کہ میری طرح سے، جیسے میری عزت وعظمت ہے، اس کی مناسبت سے تمہاری عزت وعظمت تمام اولیائے کرام پر ثابت ہو گی اور قائم ہو گی۔"

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے کئی مناسبتیں بیان فرمائی تھیں اور یہ بشارت بھی دی تھی کہ میرے پردہ فرمانے کے پانچ سو سال بعد میری اولاد میں ایک ایسادرویش آئے گا جو تمام ولیوں کا سردار ہو گا اور مجھ سے اسے بڑی مناسبت حاصل ہو گی۔ وہ مناسبت اور مطابقت یہی ہے کہ جیسے پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں دُرِّ یتیم تشریف لائے، اسی طرح سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یتیم پیدا ہوئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدِ گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آپ کی ولادت سے پہلے وصال ہو گیا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدۂ ماجدہ، اُمّ النّبی، سیّدہ آمنہ صَادِقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جسمِ مبارک سے بھی یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ ان کے ہاں کوئی اولاد ہونے والی ہے۔

اسی طرح سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یتیم پیدا ہوئے اور مختون پیدا ہوئے۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بھی مختون تشریف لائے تھے۔ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدۂ ماجدہ اُمّ الخیر، حضرت فاطمہ بنتِ عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جسمِ مبارک سے بھی یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ ماں بننے والی ہیں۔ اسی طرح حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام جس شب دنیا میں تشریف لائے تو تمام جانور ایک دوسرے کو مبارک باد پیش کرنے لگے۔ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یکم رمضان کی شب دنیا میں تشریف لائے تو اولیائے کرام بھی ایک دوسرے کو بشارت دینے لگے اور جانور بھی ایک دوسرے کو خوش خبری سناتے رہے۔

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ کی پھوپھی صاحبہ حضرت صفیہ بنتِ عبد المطّلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کہ میرا بھتیجا اپنی والدہ کی آغوش سے نیچے آیا۔

نوزائیدہ بچہ نیچے آکر سجدے میں چلا گیا اور سجدے میں عرض کیا:

رَبِّ هَبْ لِی أُمَّتِی یعنی، اے میرے رب! مجھے میری امت عطا فرما۔

اسی طرح سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنی پیدائش کے فوراً بعد سجدہ کیا اور عرض کیا: "اے اللہ! تیرا وعدہ ہے کہ میرے سلسلے کے مریدین کو جہنم میں نہیں ڈالے گا۔"

اور جس طرح نبیِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ کے وجودِ مبارک اور آمد کی برکت سے جہاں جہاں ولادت ہونی تھی، وہاں لڑکے پیدا ہوئے۔ اسی طرح سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جب یکم رمضان کی شب دنیا میں تشریف لائے تو قصبۂ جیلان اور اس کے گرد ونواح میں جہاں کہیں ولادت ہوئی، وہاں لڑکے ہی پیدا ہوئے۔

سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی پیدائش سے پہلے ہی لوگوں میں معروف تھے کہ یہ جیلانی سادات ہیں اور نبیِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کے بارے میں پہلے ہی بشارتیں دی جاچکی تھیں۔ اولیائے کرام کو خواب میں بھی یہ بتایا جاتا تھا کہ حضرت ابو صالح جنگی دوست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے جس کے فیوض وبرکات دنیا میں پھیلیں گے۔

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بھی اپنی ولادت سے پہلے ہی معروف ہو چکے تھے۔ ہر جگہ یہ بات مشہور تھی کہ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لانے والے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غالباً بارہویں پشت میں یہ واقعہ پیش آیا۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب طوافِ بیت اللہ شریف کے لیے آیا کرتے تھے تو: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ کی آواز پہلے ان کی گردن اور ریڑھ کی ہڈی کی جانب سے آتی تھی اور اس کے بعد وہ اپنے منہ سے یہ کلمات ادا کرتے تھے۔ لوگوں نے کہا: کعب! تم پر کسی آسیب کا اثر ہے، کسی کاہن کے پاس جاکر علاج کرواؤ۔" حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے:

"تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول میری پشت میں ہیں۔ وہ پہلے بولتے ہیں اور اس کے بعد

میں بولتا ہوں۔" اسی طرح سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک جدِ بزرگوار حضرت یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قرآنِ مجید کی تلاوت فرماتے تھے تو ان کی گردن اور ریڑھ کی ہڈی کی جانب سے پہلے یہ آواز آتی تھی: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اور پھر بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اس کے بعد وہ خود زبان سے تلاوت شروع کرتے تھے۔ لوگوں نے ان سے بھی یہی کہا تھا: "تم پر کسی آسیب کا سایہ ہے، علاج کرواؤ۔"

وہ فرمایا کرتے تھے: "تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا ولی میری پُشت میں ہے۔ وہ پہلے بولتا ہے اور اس کے بعد میں بولتا ہوں۔" یہ چند مناسبتیں اور مطابقتیں ہیں جو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ارشادات اور بشارات کے نتیجے میں سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں۔ کُتُبِ سیرت میں تقریباً پچاس کے لگ بھگ ایسی مناسبتیں ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے صدقے اور وسیلے سے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا ہوئی ہیں۔

تو یہ امر بتاتا ہے کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی نشانی ہیں، جسے دنیا میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ عزّوجلّ نے لوگوں کی حاجت روائی کے لیے مقرر فرمادیا ہے۔ خود آپ کے نانا جان، حضرت عبد اللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ: "اے عبد القادر! تو اللہ کی نشانی ہے۔ تیری زبان سے جو نکلے گا، وہ ہو کر رہے گا۔"

تو جب ایک بچے کی ماں کو حضرت عبد اللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمادیا تھا کہ: "یہ بچہ دنیا سے چلا گیا، رُخصت ہو گیا، صبر کرو۔" اور پھر اس کے بعد جب وہ روتی ہوئی ماں باہر آئی، تو سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "کیوں روتی ہو؟"

اس نے کہا: "یہ بچہ انتقال کر گیا ہے۔ اندر میں گئی تھی کہ یہ دعا کریں، اس کو صحت ہو جائے، تو اندر جو صاحب بیٹھے ہیں انہوں نے یہ بات کہی۔" تو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توجہ دی، اور توجہ دے کر فرمایا: "دیکھو، اپنا یہ آنچل ہٹاؤ، یہ تو حرکت کر رہا ہے۔" تو وہ بچہ واقعی زندہ ہو گیا۔ اور پھر وہ

عورت دوبارہ اندر گئی۔ اندر جاکر وہ حضرت جناب عبد اللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہتی ہے کہ:"تم سے میں دعا کروانے کے لیے آئی تھی، تم نے دعا نہیں کی۔ باہر دیکھو، ایک بچہ بیٹھا ہے، اس کی دعا سے میرا بچہ زندہ ہو گیا۔" تو وہ پھر باہر تشریف لائے اور انہوں نے کہا:"اے عبد القادر! آپ باز نہیں آئیں گے؟ آپ کو میں نے کہا تھا، کہ آپ اللہ کی نشانی ہیں۔ آپ کی زبان سے جو نکلے گا، وہ پورا ہو کر رہے گا۔"

تو اس اعتبار سے یہ بات سمجھنے کی ہے کہ جس کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ عزّوجلّ نے عالم ارواح میں بھی یہ عزت، یہ وقار، یہ عظمت عطا فرمائی، تو پھر سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو مقام اور جو مرتبہ ہے، اسے کبھی بھی کسی نے، کسی بھی صدی میں، کسی بھی زمانے میں چیلنج نہیں کیا۔ خود جب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عملی طور پر یہ فرمادیا کہ:"میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے یہ اعلان کرتا ہوں:

"قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللهِ" تو اس اعتبار سے یہ بات بھی کتابوں میں صراحتاً موجود ہے کہ سب نے اپنی گردنوں کو جھکادیا۔

اور سرکار خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:"بَلْ رَأْسِیْ وَعَیْنَیَّ" کہ آپ کا قدم صرف میرے کندھوں یا گردن پر نہیں ہے، بلکہ یہ میرے سر پر اور میری آنکھوں پر بھی ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ عزّوجلّ کے پیارے حبیب علیہ الصّلوۃ والسّلام نے شب معراج کا وہ موقع جس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے خِلعتیں عطا ہو رہی تھیں، اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے لوگوں کو نعمتیں دی جارہی تھیں، نعمتوں سے سرفراز کیا جارہا تھا، تو ایسے موقع پر بھی دیکھیے کہ پیارے آقا علیہ الصّلوۃ والسّلام نے اپنے اُس بیٹے کو عزّت وعظمت سے نوازا۔

اور اللہ تعالیٰ نے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحِ پُر فتوح کو اس موقع پر حاضر کر دیا تھا۔ اور سیّد عالم ﷺ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی گردنِ مبارک پر قدم اقدس رکھ کر براق پر سوار ہوئے اور ارشاد فرمایا"میرا قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر"۔ سیّدی اعلیٰ حضرت نے فتاویٰ کرامات غَوثیہ میں اس واقعے کو بیان کیا ہے۔

اس طرح کہ انہوں نے رِکاب کی طرف اپنی پشت رکھ کر، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک کی طرف سرِ اقدس کو جھکا دیا، اور پیارے آقا علیہ الصّلوۃ والسّلام کے لیے گویا ایک ڈھلوان (ریمپ) بن گیا۔ جیسے کہ ایک جانب اونچائی ہے اور دوسری جانب پہاڑ کی طرح اُترائی ہے۔

توآپ نے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن مبارک پر،

سروائیکل اسپائن (Cervical Spine) پر قدم رکھا۔ دوسرا قدم آپ نے ان کے درمیان میں، تھوراسک اسپائن (Thoracic Spine) ہوتی ہے، اُس پر رکھا۔ اور تیسرا قدم آپ نے ان کے لمبر اسپائن (Lumbar Spine) پر رکھا۔ اور پھر براق پر سوار ہوگئے، رِکاب پر قدم رکھ کر۔

یہ انسانی جسم کی جو تشکیل ہے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ عزّوجلّ نے ایسی کی ہے کہ سروائیکل اسپائن، تھوراسک اسپائن اور لمبر اسپائن ملا کر یہ پوری مکمل جو ریڑھ کی ہڈی ہے، جو تین حصوں میں تقسیم ہے، اور گیارہ گیارہ اس میں ہڈیاں ہوتی ہیں۔ تو اس طور پر گردن سے لے کر کے سرین کے آخر تک، یہ تینتیس ہڈیاں ہوتی ہیں۔ حضور علیہ الصّلوۃ والسّلام نے تین قدم رکھے اس پر، اور وہ برکتیں، وہ فیوضات، وہ انوار و تجلّیات، سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کیے۔ اور غالباً میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو اعلیٰ حضرت نے اپنے سلام میں فرمایا کہ:

جس کی منبر ہوئی گردنِ اولیاء
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

تو قدم کی کرامت کیا ہے؟ وہ سرکار علیہ الصّلوۃ والسّلام کا قدم ہے، جو کہ غوثِ اعظم کی پُشت پر آیا۔ تو اس قدم کی کرامت کے نتیجے میں آپ کو یہ اختیار ملا کہ آپ اپنا قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر رکھیں۔ دنیائے روحانیت کے ہر میدان میں، ہر گوشے میں، قبضہ اور تصرف وہ سرکار غوثِ اعظم رضی تعالیٰ عنہ کا ہے۔ تمام سلاسِلِ تصوّف وہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوضات برکات اور آپ کے انوار و تجلّیات سے مُستفیض ہیں اور مستنیر ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جس

طرح سرکار غوثِ اعظم کی منقبت میں بیان کیا ہے، اس میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہے۔ تمام کا احاطہ کر لیا ہے۔

تو ہے وہ غَوث کہ ہر غَوث ہے شیدا تیرا — تو ہے وہ غَیث کہ ہر غَیث ہے پیاسا تیرا
سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے — اُفق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا
جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے — سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا
راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خُدّام — باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا
مزرعِ چِشت و بُخارا و عراق و اَجمیر — کون سی کِشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا
دلِ اَعداء کو رضا تیز نمک کی دُھن ہے — اِک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت کے نہ صرف یہ کہ غوثِ اعظم ہیں، غَوثیّتِ کُبریٰ کی مَسندِ رِفعت پر متمکن ہیں، بلکہ قُطبیّتِ عُظمیٰ کی عظیم مسند پر بھی تشریف فرما ہیں۔ یہ ایک مُسلّمہ حقیقت ہے کہ جس طرح سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اندر جو جُرأت و بہادری نظر آتی ہے، آپ کے سوا کسی اور ولی کو، کسی اور اپنے زمانے کے غَوث یا قُطب کو، یہ جُرأت اور یہ بہادری نہ ملی۔ یہ آپ ہی ہیں جو خلیفہ وقت اور فرماں روا کے سامنے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے، اس کے اقدامات کو چیلنج کرتے اور اس کے قائم کردہ من مانے قوانین کی منسوخی کے لیے اہتمام فرماتے۔ ایسا کوئی اپنے زمانے میں ولی نظر نہیں آیا، سوائے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، کہ انہوں نے اپنے پورے وقت میں چودہ خلفائے بنو عباس کا سامنا کیا اور ان کے اقدامات کو چیلنج کیا۔ جب خلیفۂ وقت اور اس کے امراء نے مزدوروں، کسانوں اور ہاریوں کی زمینوں پر قبضہ کیا تو آپ نے وہ قبضے چھڑائے اور وہ زمینیں کسانوں کو واپس کروائیں۔

جب خلیفہ نے مختلف مدارس اور مختلف خانقاہوں کو تالا لگا دیا تو آپ ہی نے جا کر بابُ الشّیخ کی خانقاہ، جو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ تھی، اُسے کھولا۔ آپ ہی نے مدرسہ نظامیہ کو

اس وقت کھولا جب اسے تالہ بندی کا شکار کیا گیا تھا۔ پانچویں صدی ہجری کے مُجدّدِ اعظم، امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وہاں سے چلے جانے کی وجہ سے مدرسہ نظامیہ کو تالا لگ گیا تھا۔ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مدرسے کو دوبارہ کھولا۔ اس کے علاوہ اور کئی مدارس کو آپ نے کھلوایا اور باقاعدہ ایک نہایت عمدہ اور مربوط تعلیمی نظام قائم فرمایا۔

مسلمان مجاہدین کے حوصلے جس زمانے میں پست ہو گئے تھے، یا بہت سے مجاہدین صلیبی جنگ کے آغاز ہی میں شہید ہو گئے تھے، تو سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے "هُوَ الْقَادِر" کے نام سے ایک فاؤنڈری قائم کی۔ اس فاؤنڈری میں تلواریں بنائی جاتی تھیں، نیزے بنتے تھے، تیر بنائے جاتے تھے اور بہت سی دوسری چیزیں بھی تیار ہوتی تھیں۔ اس اعتبار سے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت کے ایک سائنس دان بھی تھے اور کامیاب سیاست دان بھی تھے۔

یہ ایک ناکام مفتی اور ایک ناکام ہومیوپیتھک ڈاکٹر سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اور ان کے مراتب کا کیا اِدراک کر سکتا ہے؟

آپ کی عظمت یہ ہے کہ آپ نے جس طرف بھی نگاہ ڈالی، اس اعتبار سے وہاں آپ کامیاب اور فائز المرام نظر آتے ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر نکلسن نے یہ بات لکھی ہے کہ ہمیں حیرت ہے کہ صلیبی جنگوں، کراس وار کے موقع پر، مسلمانوں کی جانب سے جتنے بھی لوگ آتے تھے، ان سب کی تلواروں کے دستوں پر "هُوَ الْقَادِر" لکھا ہوتا تھا۔ اور وہ جو پرچم لے کر کے آتے تھے، اس پرچم پر کلمہ طیبہ اور درود شریف لکھا ہوتا تھا، اور اس کے اوپر "هُوَالْقَادِر" لکھا ہوتا تھا۔

سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو ایک بہت بڑی جماعت (اپنے مریدوں کی، پھر مرید اور مرید کے بیٹے، پھر مرید کے پوتے، پھر مرید کے پڑپوتے) تیار فرمائی۔ یہ سب کے سب دو سو سال تک چلنے والی صلیبی جنگوں کا حصہ رہے ہیں۔ یہ بہت بڑی عظمت کی بات ہے کہ دو سو سال تک، نسل بعد نسل، سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدین، وہ اس میں شامل رہے، اور ہر محاذ پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو کامیاب کیا، اور

تمام کے تمام مسیحی اور عیسائی جتنے بھی تھے، وہ سب کے سب شکست سے دوچار ہوئے۔ جتنے بھی اس زمانے میں جرنیل رہے، ملک العادل سُلطان صلاحُ الدّین ایوبی، نور الدین زنگی، اور اس کے بعد ملک الظاہر بیبرس، اور یوسف بن تاشفین وغیرہ، اور خوارزم شاہ، یہ سارے کے سارے، یہ سب سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بلاواسطہ یا بالواسطہ مرید رہے ہیں۔ اور ان سب نے بہت بڑھ چڑھ کر کے اسلامی قلمرو کی، اسلامی سلطنت کی حفاظت کی۔ ایک انچ زمین بھی نصرانیوں کے قبضے میں نہیں گئی، بلکہ خود عیسائیوں کا علاقہ انہوں نے اسلامی سلطنت میں داخل کیا۔

یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا بڑا کرم اور فضل ہے کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدین کے ذریعے یہ سلسلہ قائم رہا ہے اور جب سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خلفاء اور اپنے صاحبزادگان، اُن سب کی بیرونِ بغداد ڈیوٹی لگائی ہے، تو دیکھیے سب سے بڑے صاحبزادے، جن کا نام بہت کم آتا ہے، حضرت شیخ عبد العزیز جیلانی۔

فلسطین کے علاقے "عکا" میں ان کا مزار پُرانوار ہے، حضرت شیخ عبد العزیز جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اسی طرح سے بعض دوسرے صاحبزادگان مختلف علاقوں میں، اور آپ کے خلفاء مختلف علاقوں میں گئے ہیں۔ اور آپ نے ان سب کو یہ تعلیم دی اور سب کو یہ بتایا کہ غریبوں کی سرپرستی کرنی ہے، غریبوں اور مسکینوں کو دستر خوان پر بٹھانا ہے، اُن کی ضیافت کرنی ہے۔ یہ اہتمام جاری وساری رہنا چاہیے۔ سب کے کھانے پینے کا انتظام کیا۔ سفر پر روانہ ہونے کے وقت ان کو مختلف انداز میں نوازا؛ کسی کو نقد (کوئی بھی اُس زمانے کی کرنسی، درہم اور دینار وغیرہ) دے کر بھیجا ہے۔ کسی کو اپنا سرِ اقدس پر رکھا ہوا عمامہ دیا ہے۔ کسی کو اپنا جبہ دے دیا ہے۔ اور یہ جبہ ودستار دے کر کے کہا ہے کہ جاؤ، وہاں پر جب کبھی کوئی پریشانی آجائے تو اس جبہ ودستار کو بازار میں جاکے نیلام کر دینا، اور پھر اُس کے بعد جو بھی اُس سے مال حاصل ہو تو وہ مال غریبوں پر خرچ کرنا۔ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اعتبار سے جو قدم اٹھایا ہے... اللہ اکبر! اللہ اکبر! اور وہ جبہ ودستار پھر آپ کے پاس واپس بھی آجایا کرتا تھا، کیونکہ کوئی بھی

آپ کا مرید ہی اسے بازار سے خرید کر پھر ان کے پاس پہنچادیا کرتا تھا، جو آپ کے خلفاء اُس کو نیلام کرتے تھے۔

جس زمانے میں خلیفہ مُستنجد باللہ نے اپنے اُمراء کے ذریعے پورے ملک میں سوشلزم کو نافذ کرنے کی کوشش کی اور لوگوں کو کہہ دیا کہ جو کوئی بھی زمینوں اور کھیتوں میں کام کرے گا، اس کی پیداوار سرکاری بیت المال میں جمع کرائی جائے گی، یعنی جو بھی فصل کٹے گی، وہ حکومت کے پاس جمع ہوگی۔ اسی طریقے سے جو کوئی ہنر مند کام کرے گا، اس کے کام کی بھی مکمل نگرانی ہوگی۔ ہر چیز کو نیشنلائز کر لیا گیا تھا۔ یہ بھی کہا گیا تھا کہ تم لوگ اپنے گھروں میں کھانا پکانے کا اہتمام کرنا چاہو تو کرو، لیکن اگر حکومت سے کھانا لینا چاہو گے تو ہم تمہیں روٹی اور سالن کا انتظام کر کے دیں گے۔

بغداد شریف میں سرکاری طور پر ایک مطبخ، یعنی باورچی خانہ، قائم کر لیا گیا تھا۔ اس موقع پر سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سرکاری باورچی خانے کے مقابلے میں اپنا ایک باورچی خانہ بنوایا۔ اسی باورچی خانے کا نام گیارھویں شریف رکھا گیا تھا۔ وہاں آپ نے یہ بتایا کہ لوگوں کو کس طرح عزت اور تکریم کے ساتھ دستر خوان پر بٹھایا جاتا ہے۔ سرکاری باورچی خانے میں حکومت کے کارندے موجود ہوتے تھے۔ جو لوگ روٹی کی قطار میں لگتے یا دال اور سالن کی قطار میں کھڑے ہوتے، ان پر لاٹھی چارج کیا جاتا تھا۔ اس کے بر خلاف سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو ادب کے ساتھ بٹھایا اور سب کو آدابِ طعام سکھائے۔ اس طرح وہاں کھانے کا انتظام کیا جاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کا قائم کردہ باورچی خانہ اتنا مقبول ہوا کہ آج پوری دنیا میں گیارھویں شریف کا لنگر جاری ہے۔ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب معلوم ہوا کہ تاریک گلیوں میں کچھ لٹیرے آجاتے ہیں اور لوگوں کو نقصان پہنچاتے ہیں تو آپ نے اُس زمانے میں بغداد شریف کی گلیوں کو روشن کرنے کے لیے زیتون اور تل کے تیل سے چراغ جلائے۔ جب ہوا کے باعث چراغ بجھنے کا مسئلہ سامنے آیا تو آپ نے اس پر غور و فکر کیا۔ اس کے بعد سمندر کے کنارے، ساحل کی مٹی لے کر، اسے

مختلف دھاتوں، مثلاً سیسے وغیرہ کے ذریعے تیار کر کے چراغ کے اوپر ایک چمنی بنائی۔

یہ بات ثابت ہے کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لیمپ کے اوپر چمنی بنائی تھی۔ وہ شیشے کی شفاف چمنی جب چراغ پر رکھی گئی تو چراغ کی روشنی بڑھ گئی اور ہوا سے چراغ کے بجھنے کا امکان بھی نہ رہا۔ حافظ ابو عبد اللہ ابن بطوطہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود اس بات کو بیان کیا ہے کہ: "جب میں یورپ میں لندن گیا تو لندن کیچڑ اور اندھیرے میں ڈوبا ہوا شہر تھا، لیکن جب میں بغداد شریف آیا تو بغداد شریف رات کے وقت بھی روشنی میں نہایا ہوا نظر آتا تھا۔"

آپ کا یہ کمال اور کرامت بھی تھی کہ آپ کو لوگوں کے دلوں پر بھی تصرف حاصل تھا۔ آپ لوگوں کے دلوں کی باتیں جان لیا کرتے تھے اور اسی کے مطابق اپنے خطاب میں اُن کے سوالات کا جواب بھی بیان فرمادیا کرتے تھے۔ کسی کے دل میں کوئی سوال ہوتا تو آپ کے مشاہدے اور کرامت کے نتیجے میں وہ سوال آپ پر ظاہر ہو جاتا، اور آپ اُسے لوگوں کے سامنے بیان فرمادیا کرتے تھے۔

جب لوگ دھوپ کی شدّت اور تمازت کے باعث بابُ الشّیخ کے سامنے میدان میں زیادہ دیر نہیں بیٹھ سکتے تھے تو سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف ایک نظر آسمان کی جانب اٹھاتے تھے۔ پرندے وہاں آجاتے اور اپنے پروں کو پھیلا کر ہوا میں معلق ہو جاتے۔ پرندوں کے پر آپس میں مل کر ایک شامیانہ بن جاتے۔ اللہ اکبر! سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح لوگوں تک اپنا فیض پہنچایا اور اپنے دروس کا سلسلہ قائم فرمایا۔ آپ کے دروس میں لوگوں کی بہت بڑی تعداد شریک ہوتی تھی۔ جب آپ چاہتے، لوگوں کو بلا لیا کرتے تھے۔ صرف آپ کی توجہ ہوتی تھی۔ آپ اپنے بیٹے حضرت عبد الرزاق جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے: "منبر رکھ دو۔" اور بیٹا یہ کہتا تھا کہ: "ابا حضور! باہر کوئی بھی نہیں ہے۔" فرمایا: "منبر رکھ دو۔" بس منبر رکھا اور لوگ آنا شروع ہو گئے۔ یہ آپ کا تصرف تو تھا۔

حضرت شیخ ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سرکار غوثِ اعظم کے ہمیشہ دائیں طرف بیٹھتے تھے، اور عبد الرزاق جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بائیں طرف بیٹھتے تھے۔ دونوں شیوخ حضرت کے قدم

مبارک کو آہستہ آہستہ دباتے تھے۔ ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں کہ قدم دباتے دباتے قرآن و حدیث سے استنباط کرتے ہوئے مسائل کا استخراج کرنے میں مجھے جتنی بھی اُلجھنیں ہوتی تھیں، وہ سب دُور ہو جاتی تھیں۔ مجھے پتہ چل جاتا تھا اور میرے دل پر آشکارا ہو جاتا تھا کہ اس سے کیا حکم نکلتا ہے اور کیا بات سامنے آتی ہے۔ وہ حنبلی فقہ کے حوالے سے بہت سارے مسائل بیان کیا کرتے تھے۔ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں آنے والے فُقہاء، عُلماء، خُطباء، شُعراء ہی نہیں بلکہ جتنے بھی اس زمانے میں اپنے اپنے فن کے ماہر تھے، وہ تمام آئے اور آکر فیض یاب ہوئے۔ فیض یاب ہو کر پھر اپنے اپنے علاقوں اور اپنے معاصرین میں انہوں نے اس فیض کو آگے بڑھایا۔ یہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا خاصہ ہے۔ آپ اپنی خانقاہ شریف، بابُ الشّیخ کے اندر، جس کو بہت زیادہ نوازتے تھے، اسے اندر لے جایا کرتے تھے۔

سُلطان صلاحُ الدّین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اندر لے کر گئے۔ اندر لے جا کر انہیں اپنا جُبّہ عطا فرمایا، اپنی دستار دی اور پھر اپنے ہاتھوں سے ایک تلوار دی۔ جو آج کے وزن کے پیمانے کے مطابق اٹھارہ کلو وزنی تلوار تھی، آپ نے سُلطان صلاحُ الدّین ایوبی کو جو تلوار دی وہ آپ کی اپنی فاؤنڈری میں تیار ہوئی تھی۔ آپ نے تلوار دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا کہ: "ریجی نالڈ، جو برطانیہ کے بادشاہ رچرڈ کے ساتھ رہتا ہے اور اس نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین اور گُستاخی کا ارتکاب کیا ہے اسے تم نے اسی تلوار سے قتل کرنا ہے۔" سُلطان صلاحُ الدّین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے ہاتھوں سے گھوڑے پر سوار کرایا تھا۔ جب سُلطان صلاحُ الدّین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چلنے لگے تو فرمایا:

"ریجی نالڈ کو بے خبری میں نہیں مارنا۔ اسے آواز دینا، اسے للکارنا، اور جب وہ لڑنے کے لیے آجائے تو اس کے بعد اسے مارنا۔"

حضرت سُلطان صلاحُ الدّین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ریجی نالڈ کے چار ٹکڑے کر دیے تھے۔ اسے للکار کر آواز دی تھی، بے خبری میں نہیں مارا تھا۔ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں

اسلامی جرات، حمیت اور اسلامی غیرت پیدا ہو جاتی تھی۔

جو آپ سے فیض یاب ہوا، اسے اس عظیم الشان دینِ مصطفیٰ کی توانائی ملتی تھی۔ اسے قوانین مصطفیٰ اور نظام مصطفیٰ کی توانائی ملتی تھی۔ پھر وہ اسی اعتبار سے اپنے وقت کے کامیاب افراد میں شمار ہوتا تھا۔ سرکار غوثِ اعظم کی غوثیتِ کُبریٰ کو بھی سلامِ عقیدت، آپ کی قُطبیّتِ عُظمیٰ کو بھی سلامِ عقیدت، اور ہر شعبے میں آپ نے جو اس زمانے میں شرعی سیاست اختیار کی، اس سیاستِ شرعیہ کو بھی سلام عقیدت۔ اس کے نتیجے میں ہر مسکین کو اس کا حق مل گیا۔ ہر کسان کو، فصلیں لہلہانے والوں اور کھیتوں میں کام کرنے والوں کو ان کا حق ملا۔ آپ نے کسی کو بھی اس کے جائز حق سے محروم نہیں ہونے دیا۔ اس کے لیے بادشاہ وقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی۔ یہ جُرأت اور آپ کے ایمان کی تازگی ایسی ہے جس سے سبھی فیض یاب ہوتے رہے ہیں۔

یہ ایک ناکام ہومیوپیتھک ڈاکٹر اور ایک ناکام مفتی، سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت کو کیا سمجھ سکے گا؟ ہم اس ناکام مفتی اور ناکام ہومیوپیتھک ڈاکٹر کی شدید ترین مذمت کرتے ہیں، جس نے اتنی بڑی جُرأت کی کہ جس بارگاہ میں بڑے بڑے اولیائے کرام دست بستہ نظر آتے ہیں، ہاتھ باندھے کھڑے ہوتے ہیں، اس نے وہاں یہ بات کی۔ ارے! جس کی دعا کے نتیجے میں سلسلہ سہروردیہ کے روحانی پیشوا حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت ہوئی، اور جس کے فیض کے نتیجے میں انہوں نے حضرت محمد اندلسی کو اپنی پشت سے پشت لگا کر بٹھایا، تو اپنی پشت میں موجود ایک بیٹے کو ان کی پشت میں منتقل کر دیا۔ وہ بعد میں شیخ اکبر محی الدّین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صورت میں دنیائے روحانیت کو فیض یاب کرتے رہے۔

ساتویں صدی ہجری میں وہ ایک معاون مُجدِّد کے طور پر حضرت شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے کام کرتے رہے، ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم کی مخالفت میں، جو شفاعتِ کُبریٰ کا انکار کرتے تھے۔ تو شیخ اکبر نے ان کا رَدّ کیا۔

اس ڈاکٹر کی جرأت اور بے باکی بالکل ایسے ہی ہے جیسے کہ کچھ علماء سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں آئے تھے، اور انہوں نے صرف خیال کیا تھا، دل میں یہ تصوّر رکھا تھا کہ ہم ان سے اس طرح ملیں گے۔ تصور ہی میں انہوں نے گُستاخی کا ارتکاب کیا تھا کہ ان کا امتحان لیں گے، ان سے پوچھیں گے اور دیکھیں گے کہ ان کا تصرف ہے یا نہیں تو سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے علم کو سلب کر لیا تھا۔ اور جب پھر وہ روئے، گڑگڑائے اور معافی مانگی، تو پھر ان کا علم اور جو بھی ان کے امتیازات وغیرہ تھے، وہ ان کو واپس کیے، ورنہ وہ ہر اعتبار سے بالکل اندر سے خالی ہو گئے تھے۔

غالباً 1997ء میں، میں جب کہ بغداد، فلسطین، بیروت اور لبنان وغیرہ کے سفر پر تھا تو بغداد شریف کی حاضری کے دوران میری کچھ وہاں کے شیوخ سے ملاقات ہوئی تھی۔ مجھے وہ شیوخ یہ فرما رہے تھے کہ اگر کسی کو طہارت درکار ہو اور اس نے طہارت حاصل کیے بغیر سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا، تو اس کے ایمان کے سَلب ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اور کسی نے اگر غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں گُستاخی یا توہین کی، تو اس کے لیے بھی یہی بات ہے۔

المختصر غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی توہین یا گُستاخی کا ارتکاب کرنے والوں کو اپنے بارے میں سوچنا اور سمجھنا چاہیے کہ یہ کہاں جا رہے ہیں۔

اس ناکام ہومیو پیتھک ڈاکٹر اور اس ناکام مفتی نے جو گُستاخی کی ہے، اگر کسی اور سے اختلاف کرتا، کسی کی رائے پر اختلاف کرتا، مگر اس نے براہ راست غَوثیّتِ کُبریٰ اور قُطبیّتِ عُظمیٰ پر زبان دراز کی ہے۔ یہ زبان اس کی سُکرات اور نزع کے وقت، پتا نہیں اس کے ساتھ کیا معاملہ کرے گی۔ اس کی قبر کا معاملہ کیا ہو گا اور حشر کا معاملہ کیا ہو گا؟ اس کو میرا مشورہ ہے کہ فوری طور پر بغداد شریف جائے، اور جا کر وہاں ناک رگڑ رگڑ کر معافی مانگے، توبہ کرے۔ اور پھر سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بارے میں جو بھی چاہیں گے، وہ فیصلہ فرمائیں گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فاضل مُصنّف مفتی ذُوالقَرنَین اصغر القادری صاحب سلّمہ الباری کو جزائے خیر

عطا فرمائے کہ انہوں نے بروقت قلم اٹھایا اور ہمارے اسلاف کی حقیقی ترجمانی کرتے ہوئے منصب غوثیّتِ کُبریٰ اور قُطبیّتِ عُظمیٰ سے عوام النّاس کو آشکار فرمایا۔ اللہ پاک اس عظیم شاہکار "اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّةُ فِیْ إِثْبَاتِ أَنَّ الْقُطبِیَّةَ الْکُبْرٰی لِلْغَوث الْجِیْلِیْ مُسْتَمِرَّةٌ حَتّٰی ظُهُوْرِ الْمَهْدِیْ" کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہر خاص و عام کو اس سے استفادہ کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ

اے اللہ! ہمیں حق حق دکھا اور اس کی اتباع کی توفیق دے اور باطل باطل دکھا اور ہمیں اس سے دور رکھ۔

سگِ درگاہِ حضور مفتیٔ اعظم عالم اسلام رضی اللہ عنہ

فقیر نسیم احمد صدیقی نوری عفی عنہ

تقریظِ جمیل

از: شیخ الحدیث والتفسیر، استاذ العلماء حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد یونس شاکر قادری دامت برکاتہم العالیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

أَمَّا بَعْدُ، فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم

قارئین کرام ہر گزرتے دن کے ساتھ ہمیں مختلف قسم کے فتنوں کا سامنا ہے۔ اور ان فتنہ بازوں سے نہ تو بڑوں کی عزّتیں محفوظ رہیں اور نہ ہی دستاریں، پھر خود تو بے ادب ہوئے ہی تھے کہ بڑوں کو بھی آپس میں ایک دوسرے کے مقابل کھڑا کرنے کی جسارتیں ہونے لگی ہیں۔ حالانکہ ربِّ قدیر کی بارگاہ سے جس کو جو مقام ملنا ہے مل کر رہتا ہے۔ اللہ اپنے فضل سے جس کو چاہتا ہے نوازتا ہے۔ یاد رہے کہ بڑوں کا احترام تو ہمارے دین کا حصہ ہے بلکہ فرمایا "اَلبَرَکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُم" کہ برکت تمھارے بڑوں کے ساتھ ہے۔

اتنے واضح فرمان کے بعد بھی اگر کوئی بڑوں کے بڑے منصب کو چیلنج کرے یا انکار کرے یا کسی اور کو ان کے مقابل کھڑا کر کے افضلیّت کا انکار کرے تو کم نصیبی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

دَورِ حاضر میں ہم رَافضیّت، ناصبیّت، خارجیّت، تفضیلیّت اور صُلح کُلی وغیرہ جیسے کثیر ہا فتنوں کی آزمائش سے دوچار تھے۔ اب ایک ڈاکٹر صاحب نے صدیوں سے مُسلّم، مُعزّز ہستی، شہنشاہِ بغداد، غَوثُ الاعظم رضی اللہ عنہ کی غَوثیّت و قُطبیّت کُبریٰ پر سوالات و اشکالات قائم کر کے اُمّتِ محمدیہ کو ایک نئی الجھن کا شکار کر دیا، امام شاذلی علیہ الرحمہ سے ان کا موازنہ کر ڈالا جب کہ اُمت ہمیشہ سے غوثِ اعظم کے مقام کو جانتی مانتی رہی ہے۔

سچ فرمایا تھا امام اہل سنت نے کہ:

عقل ہوتی تو خُدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

الحمد للہ زیر دست کتاب "اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّةُ فِیْ إِثْبَاتِ أَنَّ الْقُطبِیَّةَ الْکُبْرٰی لِلْغَوث الْجِیْلِیْ مُسْتَمِرَّةٌ حَتّٰی ظُهُوْرِ الْمَهْدِیْ" رضی اللہ عنہما انہی اعتراضات کے جوابات کے سلسلے میں علّامہ محمد ذُوالقَرنَین اصغر القادری رضوی زِیدَ مَجدُہٗ کی تصنیف ہے جس میں بہت ہی اچھے انداز میں ڈاکٹر صاحب کے جوابات کے ساتھ انہیں دعوت رجوع بھی دی اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے انداز میں خبر دار بھی فرمایا۔

الامان قہر ہے اے غَوث وہ تیکھا تیرا
مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

مولیٰ تعالی علّامہ ذُوالقَرنَین صاحب اور اُن کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور کتاب کو ڈاکٹر صاحب اور ان کے محبین کی اصلاح کا باعث فرمائے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

یکے از غلامانِ تاجِ الشریعہ
احقر محمد یونس شاکر القادری
19 اگست 2026ء

تقریظ شریف

از: فخر المشائخ حضرت علامہ ڈاکٹر سیّد محمد اشرف اشرفی جیلانی دامت برکاتہم القدسیہ

(سجادہ نشین، درگاہ عالیہ اشرفیہ، کراچی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ،

وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ، وَأَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ الْمُعَظَّمِیْنَ

أَمَّا بَعْدُ، فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تبارک و تعالی نے انسانوں کی ہدایت کے لیے، کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر علیہم السلام اس دنیا میں بھیجے یہ نفوسِ قُدسیہ مختلف اَدوار میں مختلف قوموں اور شہروں کی طرف مبعوث ہوئے اور انہوں نے دنیا کو ہدایت کا راستہ دکھایا۔ جب اللہ تعالی نے اس سلسلے کو ختم کرنا چاہا تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ بنا کر اس دنیا میں بھیجا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لیکن ولایت کا سلسلہ تا قیامت جاری رہیگا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انبیاء میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء کا سردار بنایا اسی طرح اولیاء اللہ میں حضور سیّدنا غَوث الاعظم، شیخ عبد القادر الجیلانی الحَسنی الحُسینی رضی اللہ عنہ کو اولیاء کا سردار بنایا اور مقام غَوثیّتِ کُبریٰ پر فائز کر دیا۔ ہم اہلسنّت و جماعت اور سلف و صالحین کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت غَوثُ الاعظم رضی اللہ عنہ مقام غَوثیّتِ کُبریٰ پر فائز ہیں، تمام اولیاء، اَقطاب، اَغواث آپ کے زیر نگیں ہیں یعنی آپ کی بارگاہ سے فیض یافتہ ہیں کوئی ولی ولایت کے کسی مقام و مرتبے کو نہیں پا سکتا جب تک آپ سے فیض نہ پالے۔ آپ کا زمانہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور تک ہے۔

زیر نظر کتاب اہلسنّت کے ممتاز عالم دین، علّامہ محمد ذُوالقَرنَین اصغر القادری رضوی مدّ ظلہ العالی نے حضرت غَوثُ الاَعظم محبوب سبحانی، شہباز لامکانی، سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی حَسنی حُسینی رضی اللہ عنہ کی شان مبارک میں تحریر کی ہے، اور آپ کے فضائل و مناقب، مقام و مرتبہ، اور خصوصاً مقام غَوثیّتِ

کُبریٰ کے متعلق دلائل سے گفتگو کی ہے اور اس سلسلے میں کیے جانے والے تمام اعتراضات، شکوک و شُبہات کو دور کیا ہے۔ موصوف خود در گاہ عالیہ اشرفیہ تشریف لائے اور اس کتاب پر لکھنے کو کہا۔ مصروفیات کی وجہ سے لکھنے میں تاخیر ہوئی تو میرے مرید و خلیفہ، مُحبّی و مخلصی، جناب علّامہ مفتی حسن علی اشرفی زِید مَجدہٗ نے قُصور سے فون پر میرے فرزندِ اکبر صاحبزداہ حافظ سیّد مکرم اشرف جیلانی سلّمہ سے اصرار کیا پس فقیر نے کتاب کے مختلف ابواب پر نظر ڈالی اور جو کچھ پڑھا اسے دلائل و براہین سے مزیّن پایا۔ علّامہ موصوف نے بڑی محنت سے اسے مرتّب کیا ہے یقیناً ان کی یہ کاوش بارگاہِ غَوثیّت میں مقبول ہوگی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ علّامہ صاحب کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر طویل عطا فرمائے اور اس کتاب کو عوام و خواص میں مقبولیت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خاکپائے مخدوم سمنانی

فقیر ابوالمکرم ڈاکٹر سیّد محمد اشرف جیلانی

سجادہ نشین، درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی

۱۳/ ربیع الاول ۱۴۴۸ھ بمطابق ۱۲/ اگست ۲۰۲۶ء بروز جمعرات

تقریظِ منیف

از: خلیفۂ تاج الشریعہ جامع المعقول والمنقول استاذ الاساتذہ نائب شیخ الحدیث حضرت علامہ سیّد نثار احمد شاہ قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

بِسمہٖ الأعلیٰ وبِحمدہٖ تعالیٰ القادرِ القدیر

والصلوٰۃ والسّلام علیٰ نبیّہِ السّراجِ الأنورِ المُنیرِ وعلیٰ آلہ وصحبہ وحزبہ الخطیر

خصوصًا علیٰ ابنہ الحسنیّ الحُسینیّ الجلیل الاجَلّ الفَخیم الأفخَم الشّہیر

بِعبد القادر الغَوث الاعظمِ الجیلی المعروفِ بِقُطبِ الأقطابِ مِن رّبہِ المُقتدرِ القادرِ القدیر

اَمّابعد! برادرمِ شرع وطریق العالِمُ الصُّوفی مولانا ذُوالقَرنَین صاحِب اصغر القادری الامجدی سلّمہٗ تعالیٰ وحَفِظہٗ کے اِصرار پر، (فقیر احقر العِباد) سرکار غَوثیّتِ مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ الوہاب ہی کے باتحقیق سچّے اور کامل واکمل نائبِ مناب حُضور سیّدی وسَندی اِمامِ اہلِسنّت مجدّدِ دین وملّت اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ التوّاب کا وہ کلامِ مُستطاب ھدیۂ عُلَماءِ عالی جناب وملاحظۂ صُوفیاءِ باصواب کر رہا ہے، جو علَماءِ حق وصوفیاء حق میں سے طالبان ومُتلاشیانِ حق کے لئے اِن شاء اللہ تعالیٰ یقیناً نافع ووافی اور دیگر کے لئے بھی "بمَشیّتِ حق" اِحقاق واِبطالِ باطِل میں شافی وکافی ہو گا،

اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الحَقِّ وَالصَّوَابِ

وھذاھو، مسمّٰی بہ اِسمِ "مُجیرِ مُعَظَّم"

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ

قول قائل که واجب است تخصیص ارشاد هدایت بنیاد "قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ" باولیائے هماں زمان برکت نشان، و روا نیست تعمیمش همه اولیائے متقدمین و متأخّرین را. رضی الله تعالیٰ عنهم . زیرا که در متقدمین صحابه اند. رضوان الله تعالیٰ علیهم. و تفضیلُهم علی جمیع أولیاء الأمة مقطوعٌ به. و در متأخّرین حضرت سیّدنا امام مهدی است که مصطفیٰ صلی الله تعالیٰ علیه وسلم از قدومش خبر داده، و او را خلیفة الله نام نهاده. هذا ملخص ما قال ذلك القائل.

اقول و بالله التّوفيق: اجماع دارند آناں که با اتفاق ایشان اجماع قاطع انعقاد یابد که حملِ کلام بر ظاهرش واجب است. ما لم يَصرِف عنه صارف. و تأو یل بے دلیل اعتبار را نشاید ورنه امان مرتفع شود از جمله نصوص، و عمومات بالخصوص. و آں چه بقدر ضرورت ثابت شود، هم بقدر ضرورت مقتصر ماند، و تعدیه او بماعداے او تعدی است. و تخصیصات عقلیه و عرفیه و کذا هر تخصیصے که مرتکز در اذهان باشد تا آن که حاجت بابانت او زنهار نیفتد از عداد تخصیص خارج است. حتیٰ که عام را از درجۂ قطعیت فرود نیارد. و كل ذلك مبرهن عليه في الاصول.

إذا ثبت ذلك فنقول: آن چنان که هنگام ذکر تفاضل امتیان فیما بینهم حضرات عالیه انبیائے الله علیهم أفضل الصلاة والسلام بے تخصیص مخصوص اند هم چناں وقتِ ابانت تفاوت اولیاء الله در درجات خودبا حضرات صحابه کرام علیهم الرضوان بے استثنا مستثنیٰ باشند، لما ارتكز في عقائد المؤمنين أنهم أفضل الأمّة جميعاً، و لا يقاس بهم أحد ممن بعدهم. بلکه در رنگ همین اکابر اند خیار تابعین، قُدّست اسرارهم لاشتهار قوله صلى الله تعالى عليه وسلم: خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ.

وقطع می کند شغب را آں چه افاده کرد حضرت شیخ شیوخ علماء الهند شیخ مُحقِّق ومولانا عبد الحق دهلوی أفاض الله علينا من بركاته، و نفعنا في الدّار ين بعلومه و إفاداته، که عرفا لفظ اولیاء الله هم چناں عرفا، و واصلین، و سالکین، و مشائخ، بر ماورائے صحابه و تابعین اطلاق کرده آید، بار باشنده باشی که "چنیں و چناں ست مذهب صحابه و تابعین و اولیائے امت و علمائے ملت"اگر چه صحابه و تابعین خود اولیاء و علما بلکه ساداتِ ایناں بودند.

بالجمله بمادۂ صحابه کرام تعمیم این ارشاد واجب الانقیاد را عزم شکستن هوسے خام بیش نیست.

....و اما حدیث سیّدنا امام مهدی جعلنا الله ممن والاه. آمین. أقولُ، و رَبِّي يَغْفِرْ لِيْ: مبحثِ تفضیل سمعی است، عقلِ مجرد را بدان راه نیست فإن المدار مزية القرب، والْعقل لا يهتدي إلى إدراكه من دون مدرك مِنَ السَّمعِ. و هیچ دلیلے قائم نشده بر تفضیلِ

سیّدنا الامام بر حضرت سیّدنا الغَوث رضی الله تعالی عنهما. و من ادعی فعلیه البیان.

و اما آن که مصطفیٰ صلی الله تعالی علیه وسلم بقدومش بشارت فرمود، اقول: بقدومِ حضرت غَوث رضی الله تعالی عنه نیز بشارت داد ه است، إذ قال في الحدیث الصحیح لسیدنا علي المرتضیٰ و سیدتنا البتول الزّهراء کرَّم الله تعالی وجهها : أخرج منهما کثیرا طیبا.

شاید مراد آن است که این جا به تخصیصِ نام و تفصیلِ احوال مژده داده اند. اقول این هم موجب تفضیل مبشَّر به بر غیر او نیست. در کُتُب سابقه بشارت آمده است بخلافتِ حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعز یز رضی الله تعالی عنه مع ذکر دیگر مناقب او، کما روی کعب الأحبار، و این معنی هرگز موجب تفضیلش نباشد بر هزاران صحابه کرام از مهاجر ین و انصار که ذکر نام ونشان ایشان بالتخصیص هیچ گاه از کتب سابقه مسموع نیست.

واما آن که حضرت امام رضی الله تعالی عنه خلیفة الله باشد: أقول: سمعاً وطاعةً! أما ایں خلافت بوسائط کثیره است نه اصالةً که هیچ فردے از افراد انسان را ایں شرف نیست، جز حضرات انبیاء ومرسلین علیهم الصّلوات من ربّ العالمین، ایشانند خلفاے مستقل، و من عدّاهم خلفاے ایشان. پس خلیفة الله الاکبر سیّد العالمین است. صلی الله تعالیٰ علیه و علی آله و أصحابه أجمعین. وخلفایش ظاهرًا و باطناً ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی الله تعالی عنهم اجمعین، و حضرت مهدی که خلیفه باشد در حقیقت خلیفه علی مرتضی است رضی الله تعالی عنه.

بلکه از محاورات صحابه کرام معلوم است که خلیفة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه و سلم همیں جناب صدیق اکبر را گفتند رضی الله تعالی عنه. چون فاروق اعظم بر کرسی زعامت جلوه کرد خواستند که او را خلیفةُ خلیفة رسولِ الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم گو یند، حضرت فاروق ایں تطو یل را مکروه داشت که مرا خلیفهِ خلیفه گو یند و آن را که پس از من آید خلیفة خلیفة خلیفةِ رسولِ الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، و هکذا پس لقبِ "أمیرالمؤمنین" وضع فرمود.

بالجمله خلافت الهیه حضرت مهدی را نیست الا بوسائط، و بایں معنی جناب

غَوثیّت مآب را نیز نقد وقت است. کما لایخفیٰ.

واما آں که امر بدست حضرت غوثِ اعظم تا ظهور پر نور حضرت مهدی است رضی الله تعالی عنهما. باز بازار، بازار مهدی باشد. اقول: هم چنیں این منصب منتقل شده آمده است از حضرت رسالت علیه أفضل الصّلٰوة والتّحیة بحضرت صدیق، و از صدیق بفاروق، و از بعثمان، و از بعلی مرتضی، و ازو بإمام حسن، و از بإمام حسین باز إمام زین العابدین بترتیب تا حضرت عسُکری، و بدست اُو بود تا ظهور حضرت غوثِ اعظم رضی الله تعالیٰ عنهم.

اگر این انتقال موجب تفضیل منتقل إلیه باشد ببیں که سخن تا کجا می رسد. چه بلاے جاهلی باشد که این انتقال را، انتقال سَلَب و عزل داند. وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِالله العَلِيِّ العَظیم. و چون ایں چنیں نیست تفضیل از کُجا؟

من فقیر نمی گویم که مفضولیت حضرت مهدی مقطوع به است. اما می گویم و سپید می گویم که تفضیلش بر حضرت غَوثیّت معلوم نیست، پس چگونه نقض کرده شود بداں بر کُلیّت ارشاد مذکور.

و بعد والّتی، غایة مافی الباب آنست که ما نحن فیه عام مخصوص منه البعض باشد، پس زنهار تخصیص نکرده شود ازو مگر افرادے که دلیل بر تخصیصِ آنها قیام پذیرد. ودر ما بقی برعموم خود جاری ماند. کما هو القاعدة المعروفة نه آں که از یں تخصیصات قلیله پناه جستن را تخصیصے عظیم از پیش خود بے اقتضاے دلیلی بکار برند.

فالحق الحمل علی الظاهر، والإجراء علی العموم، إلاّ ما خصَّ بدلیل، و العلم بالصواب عند الملك الجلیل. و صلی الله تعالی علی سیّدنا و مولانا محمد و آله و أصحابه أجمعین.

کتبه :عبده المذنب أحمد رضا عفی عنه بمحمد المُصطفی صلی الله تعالیٰ علیه و سلم.

شب بستّم (۲۰) ماه رمضان المبارك لیلة السبت.

۱۳۰۲ هجر یه علی صاحبها الصلاة و التحیة. آمین۔

تقریظِ رفیع

از: مجاہد اہلسنّت، مبلغ اسلام، فقیہ جلیل، حضرت علّامہ مولانا **مفتی عبد الرحمٰن قادری رضوی** دامت برکاتہم القدسیہ (ملاوی افریقہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ جَدِّ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ، وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہِ الْاَفْخَمِ

تو ہے وہ غَوث کہ ہر غَوث ہے شیدا تیرا تو ہے وہ غَیث کہ ہر غَیث ہے پیاسا تیرا
تجھ سے اور دہر کے اَقطاب سے نسبت کیسی قُطب خود کون ہے خادم ترا چیلا تیرا

گلشن اسلام کی آبیاری کے لئے جہاں ہر صدی میں عالم ربّانی اور مُجدِّد آتے رہے وہیں ہر زمانے میں شریر اور محروم لوگ بھی رہے جنھوں نے امت میں انتشار و افتراق پیدا کیا اور اپنے اکابرین سے اختلاف کر کے نئی راہ اختیار کی۔

دَورِ حاضر میں جہاں اہلسنّت پہلے سے کئی چیلنجز سے نبرد آزما ہے وہیں ڈاکٹر ابو بکر شاذلی کا وضع کردہ ایک نیا معمہ اور شورش ہے جس نے قادریوں اور شاذلیوں کی عقیدت کے دھاگوں کو اُلجھا کر رکھ دیا ہے۔ ڈاکٹر ابو بکر شاذلی نے اپنے زُعمِ فاسد میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ پیرانِ پیر شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا غوثِ اعظم ہونا صرف آپ کے زمانے کی حد تک تھا اب ان کی حیثیت ایک ریٹائرڈ افسر کی سی ہے!! پاکستان میں کئی دہائیوں میں کبھی بھی کسی ہمارے معتمد عالم دین نے یہ موقف پیش نہیں کیا۔ غزالیٔ زماں علّامہ سیّد احمد سعید کاظمی، مُحدِّث اعظم پاکستان علّامہ سردار احمد خان صاحب علیہ الرحمہ، مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد وقار الدین علیہ الرحمہ، مفتی عبد القیوم ہزاروی، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہم اللہ اور ان کے علاوہ ہزاروں علماء نے کبھی ایسا موقف نہ رکھا۔ ان سے قبل تمام خلفائے اعلیٰ حضرت خاص کر صدرُ الشریعہ، صدر الافاضل، مُحدّث اعظم ہند، مفتی اعظم ہند، قُطب مدینہ، حُجّۃ الاسلام رحمہم اللہ خود اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت اور پھر آپ کے مشائخ اور ان سے قبل اکابرینِ اُمّت، حضرت ملّا علی قاری، شاہ عبد

الحق مُحدّث دہلوی رحمہم اللہ وغیرہم کسی نے بھی سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ کو صرف ان کے زمانے تک محدود نہیں کیا۔ بلکہ سب نے تقاریر اور تحاریر میں ظہور امام مہدی تک سرکار غوثِ اعظم کو غوثِ اعظم مانا۔

ڈاکٹر ابو بکر نے منہج حق سے مخالفت کر کے "سیرتِ غوثُ الاَغواث" کتاب لکھ دی، جس کا واضح مقصد حضرت امام ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کو غَوثُ الاَغواث اور افضل ثابت کرنا ہے، یہ جناب کا ایسا کارنامہ ہے کہ شاید ہی پاک وہند میں کسی جامعہ، کسی مُحقّق کے دل میں بھی اس کام کا خیال گزرا ہو۔۔۔

مرتا کیا نہ کرتا کی قبیل سے ہے کہ ڈاکٹر ابو بکر سابقہ عطّاری موجودہ شاذلی، اولاً اسلامی بینکاری کے پروموٹر تھے۔

فیصل بینک کی انتظامیہ نے RBS بینک سے merger کے بعد معذرت کی اور ان کی جگہ دینی و دنیاوی تعلیم میں ان سے کئی گنا آگے مفتی محب الحق دار العلوم کراچی والے کو تقرر کیا تو موصوف بینکاری کی فیلڈ میں نہ پنپ سکے، اس زمانے میں اور اس کے بعد کئی علماء بینکاری میں آئے، کئی تحقیقی مقالے لکھے اور بہت ترقی کر گئے، پاکستان بھر کے بینکوں میں مفتیان کرام کی تعداد میں تین گُنا اضافہ ہو گیا مگر موصوف کو کسی بینک نے نہ رکھا پھر ٹی وی پروگرام کی پذیرائی بھی کم سے کم ہوتی رہی، کل وقتی تدریس کو بھی داغِ مفارقت دے دی اور پاکستان کی ضعیف الاعتقادی کی مارکیٹ میں سب سے آسان اور معروف کام "باباگیری" کو اختیار کر لیا۔ گلے میں تسبیح ڈال کر حزب البحر شریف کے چِلّے اور عملیات سے ایسا وابستہ ہوئے کہ عرس کے پوسٹر اور لنگر کی طرح سینکڑوں کی تعداد میں اجازت و خلافت بانٹنے کے ریکارڈ قائم کر دیئے۔

نہ بینکاری رہی نہ مسندِ حدیث و افتاء، نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے۔

نام کے ساتھ ڈاکٹر لگا ہے مگر آج تک دریافت نہ ہو سکا کہ ان کا مطب کہاں ہے یا ان کا PhD مقالہ کا عنوان کیا ہے!!

البتہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب میں امام شطنوفی، حضرت ملّا علی قاری اور فتاوی رضویہ سے جو اختلاف کیا اب ان کی کتاب کی مکمل سرجری دنیا بھر سے شروع ہو گئی ہے۔

زیر نظر کتاب "اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّۃُ" اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جس کے مُصنّف عالم نبیل علّامہ ذُوالقَرنَین اصغر القادری نے ڈاکٹر ابو بکر سابقہ طارق جہانگیری۔ موجودہ شاذلی کی علمی خیانتوں کا رد بلیغ کیا ہے۔

علّامہ ذُوالقَرنَین کو میں نے زمانہ طالب علمی 2005ء میں دیکھا۔ زمانۂ طالب علمی سے ہی متبع سنت، سر پر کتھئی عمامہ شریف، سیاہ زلف نورانی پیکر اور معقولات و منقولات میں گہری دسترس، اساتذہ کے نہایت ہی مؤدب، اپنی دیانت و شرافت، متانت و سعادت میں اپنے ہم جماعت ساتھیوں کے اور اساتذہ کے محبوب تھے۔ اللہ تعالی صوفی منش بزرگوار علّامہ ذُوالقَرنَین قادری کی اس قادری خدمت کو بارگاہ غوثیت و صمدیت میں قبولیت فرمائے اور ڈاکٹر ابو بکر سابقہ ابو العلائی موجودہ شاذلی کے رجوع کے لیے ذریعہ بنائے۔۔

فقیر قادری، ڈاکٹر ابو بکر شاذلی کو مشورہ دیتا ہے "اَلْبَرَکَۃُ مَعَ أَکَابِرِکُمْ" کہ مُجدّدِ بحر ذخار امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی تحقیق کو اپنے لئے حرف آخر سمجھیں، اس کے حامی اور داعی بننے کو ہی اپنے لئے نجات جانیں، عملیات کی سستی شہرت سے نکل کر پھر سے کل وقتی تدریسی میدان میں اپنی توانائی صرف کریں ورنہ قادری ضرب سے جلد یا بدیر یہی آپ سے عملیات سیکھنے والے دُور ہو جائیں گے اور امریکا والے بھی بلانا چھوڑ دیں گے کیونکہ آپ نے یقیناً غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی کے متعلق بڑی جسارت کر دی ہے۔

فتاوی شارح بخاری میں ہے: "سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: "اِنْکَارِی سَمٌّ قَاتِلٌ لِأَدْیَانِکُمْ" میرا انکار تمہارے دینوں کے لیے زہر قاتل ہے۔ اور اس پر تجربہ شاہد ہے۔ جس نے بھی سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا انکار کیا یا ان کے ارشادات کو جھٹلایا، وہ دنیا سے ایمان سلامت نہیں لے گیا خود

حدیث میں فرمایا گیا: ''مَنْ عَادَیٰ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُہ بِالْحَرْب'' یعنی، جس نے میرے کسی ولی سے عداوت کی اس سے میں نے اعلان جنگ کر دیا ہے۔" (فتاوی شارح بخاری، جلد2، صفحہ 145، برکات المدینہ، کراچی)

امام ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۴ھ) اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں: "إنهم قد يُؤمرون تعريفاً لجاهل أو شكراً أو تحدثاً بنعمةِ الله تعالى كما وقع الشّيخ عبد القادر رضى الله تعالى عنه بينما هو بمجلس وعظه وإذا هو يقول قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ الله تعالى فأجابه فى تلك السّاعة اولياء الدنيا قال جماعة بل أولياء الجنّ جميعهم وطأطؤا رؤسَهم وخضعُوا له و اعترفوا بما قاله إلا رجلٌ باصبهان فأبىٰ فسلبَ حالُه" (الفتاوى الحديثيه، مطلب فى قول الشّيخ عبدالقادر، قدمى هذه إلخ، صفحه 414، دار احياء التراث العربى، بيروت)

یعنی، کبھی اولیاء کو کلمات بلند کہنے کا حکم دیا جاتا ہے کہ جو ان کے مقامات عالیہ سے ناواقف ہے اسے اطلاع ہو یا شکرِ الٰہی اور اس کی نعمت کا اظہار کرنے کے لئے جیسا کہ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے لئے ہوا کہ انہوں نے اپنی مجلس وعظ میں دفعۃً فرمایا کہ "میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے"، فوراً دنیا کے تمام اولیاء نے قبول کیا۔ ایک جماعت کی روایت ہے کہ جملہ اولیائے جن نے بھی اور سب نے اپنے سر جھکادئے اور سرکار غوثیّت کے حضور جھک گئے اور ان کے اس ارشاد کا اقرار کیا مگر اصفہان میں ایک شخص منکر ہوا فوراً اس کا حال سَلب ہو گیا۔

اللہ تعالی علّامہ ذُوالقَرنَین قادری کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیں اپنے اکابرین کے منہج پر قائم رکھے۔

آمین

اِدْفع شَرار الشرّیا غَوثنا الابر — شَر کے شرر خطیر ہیں یا غَوث المدد

فقط والسلام

غریب الوطن

مفتی عبد الرحمٰن قادری (دار الافتاء غریب نواز، ملاوی افریقہ)

۵ ربیع الاَول ۱۴۴۸ھ بمطابق ۱۹ اگست ۲۰۲۶ء شب بدھ

تقریظِ کبیر

از: مفسر قرآن خلیفہِ حضور مرد مومن مرد حق، شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت علّامہ مولانا **مفتی محمد آصف عبد اللہ قادری** دامت برکاتہم العالیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اما بعد! اعلیٰ حضرت امام اہل سنّت امام احمد رضا علیہ الرحمہ ولی کامل اور عظیم مُحقّق ہیں۔ آپ چودھویں اور پندرھویں صدی کے مُجدّد ہیں۔ اعلیٰ حضرت حضور غوثِ اعظم سے بے پناہ محبت فرماتے ہیں۔ حضور غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں اعلیٰ حضرت "فتاوی رضویہ" جلد 26 صفحہ نمبر 558 پر فرماتے ہیں: اس میں شک نہیں کہ حضور پر نور سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا مرتبہ بہت اعلیٰ و افضل ہے۔ غَوث اپنے دَور میں تمام اولیائے عالم کا سردار ہوتا ہے اور ہمارے حضور (شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ) امام حسن عسکری رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد سے سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالٰی عنہ تک تمام عالم کے غَوث اور سب غَوثوں کے غَوث اور سب اولیاء اللہ کے سردار ہیں اور ان سب کی گردن پر ان کا قدم پاک ہے"

مزید "فتاوی رضویہ" جلد 7 صفحہ 574 پر اعلیٰ حضرت امام اہل سنّت امام احمد رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: پھر یہ مقبولانِ خُدا صرف اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ اسے خاص حضور پر نور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد بتاتے ہیں اور حضور کے ارشاد واجبُ الاِنقیاد پر رَدّ وایراد اگر انجانی سے نہ ہو تو معاذاللہ وہ آتش سوزاں وبلائے بے درماں وقہر بے امان ہے جس کا مزہ اس دارالغُرور والاقتباس میں نہ کُھلا تو گل کیا دُور ہے۔ ﴿اِنَّ مَوۡعِدَهُمُ الصُّبۡحُ ؕ اَلَیۡسَ الصُّبۡحُ بِقَرِیۡبٍ﴾ (ھود ۸۱)

ترجمہ: بیشک ان کا وعدہ صبح کا وقت ہے کیا صبح قریب نہیں۔

حضور (غوثِ اعظم) خود ارشاد فرماتے ہیں:

تَکذِیبُکُم لِی سمٌّ قاتلٌ لِأَدْیَانِکُمْ و سبب لذِهاب دُنیاکم وأُخراکُم.

یعنی، میرے ارشاد کو جُھٹلانا تمہارے دین کے لئے زہر قاتل اور تمہاری دنیاو عقبیٰ دونوں کی بربادی ہے۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ

امام اہل سنت امام احمد رضا علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ جلد 28 صفحہ نمبر 386 پر فرماتے ہیں:

کلب باب عالی عرض کرتا ہے الحمد للہ! اللہ نے ہمارے آقا (حضور غوثِ اعظم) کو اس (میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے) کہنے کا حکم دیا، کہتے وقت ان کے قلب مبارک پر تجلّی فرمائی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خلعت بھیجا، تمام اولیاء اَولین وآخرین جمع کئے گئے، سب کے مواجہ میں پہنایا گیا۔ ملائکہ کا جھمگٹ ہوا، رِجالُ الغَیب نے سلامی دی۔ تمام جہان کے اولیاء نے گردنیں جھکادیں۔ اب جو چاہے راضی ہو، جو چاہے ناراض۔ جو راضی ہو اس کے لئے رضا، جو ناراض ہو اس کیلئے ناراضی۔ جس کا جی جلے اس سے کہو

﴿مُوتُوا بِغَیظِکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ (آل عمران ٤/ ١١٩)

ترجمہ: مر جاؤ اپنی جلن میں۔ بے شک اللہ دلوں کی جانتا ہے۔

وللہ الحُجّۃ البَالغَۃُ۔

اللہ ہم سب کو مسلکِ اعلیٰ حضرت پر ہمیشہ قائم ودائم رکھے۔

علّامہ ذُوالقَرنَین اصغر القادری رضوی صاحب نے اپنی کتاب "اَلْبَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّۃُ فِی إِثْبَاتِ أَنَّ الْقُطبِیَّۃَ الْکُبْرٰی لِلْغَوث الْجِیْلِی مُسْتَمِرَّۃٌ حَتّٰی ظُھُوْرِ الْمَھْدِیْ" رضی اللہ عنہما میں اس بات کو دلائل سے ثابت کیا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ امام مہدی تک غوثِ اعظم ہیں۔ اس بارے میں جتنے اعتراضات کئے گئے ان کا علمی اور تحقیقی جواب دیا ہے۔ اللہ مُصنّف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دونوں جہاں میں خوش رکھے، کامیاب فرمائے۔ اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رضا ہمیشہ کے لئے دونوں جہاں میں نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

سگِ غوث ورضا فقیر محمد آصف عبد اللہ قادری رضوی

تقریظ جمیل

از: مبلغ اسلام، شمشیر اعلیٰ حضرت، حضرت علّامہ **حافظ محمد احسان اقبال قادری اختری** دامت برکاتہم العالیہ
(کولمبو، سری لنکا)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

غوثِ اعظم ہمن بے سرو ساماں مددے قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

حضرت علّامہ ذُوالقَرنَین قادری رضوی صاحب حفظہ اللہ کی کتاب "الیوَاقِیتُ القَادِرِیَّۃُ فِی إِثْبَاتِ أَنَّ القُطبِیَّۃَ الکُبْرٰی لِلْغَوث الجِیْلِیّ مُسْتَمِرَّۃٌ حَتّٰی ظُھُورِ المَھْدِیّ" کی پی ڈی ایف ملی مگر طویل سفر کی وجہ سے فی الحال فہرست دیکھی اور اسی سے ہی دل باغ باغ ہو گیا۔ الحمد للہ!

حدیث قُدسی "أَوْلِیَائِی تَحْتَ قِبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِی" کے تحت جب ہم اولیاء کرام کے مقام کا احاطہ نہیں کر سکتے، تو قُطب الاقطاب غَوثُ الاغواث سرکار سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات پاک کا احاطہ ہم سے کیسے ممکن ہو؟ جبکہ اُن کا مقام اتنا، جیسا کہ سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشارہ فرمایا:

صحابیّت ہوئی پھر تابعیّت بس آگے قادری منزل ہے یاغَوث
ہزاروں تابعی سے تو فزوں ہے وہ طبقہ مجملاً فاضل ہے یاغَوث

قابلِ مبارک باد ہیں صاحبِ کتاب جن کو اللہ پاک نے دفاعِ سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے چنا جو کہ یقیناً باعثِ شرفِ عظیم ہے اور امامِ اہلسنّت کا یہ شعر علّامہ صاحب کے لئے موزوں ہے:

میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

اللہ پاک ہم سب کو سیّدنا غوثِ اعظم کی سچی غلامی اور اُن کا ادب صحیح معنیٰ میں بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم

نزع میں، گور میں، میزاں پہ، سرِ پُل پہ، کہیں نہ چُھٹے ہاتھ سے دامانِ مُعَلّٰی تیرا

سگِ غَوث و رضا محمد احسان قادری
کولمبو، سری لنکا

تقریظِ بدیع

از: شمشیر اعلیٰ حضرت، اسیر ناموس رسالت، خلیفۂ حضور تاج الشّریعہ، پیر طریقت حضرت علّامہ پیر

سیّد سیّدی خُرّم ریاض شاہ صاحب قبلہ رضوی دامت برکاتہم القُدّسیہ

قُطب اکرم غوثِ اعظم

(شیخ سیّدنا عبد القادر جیلانی حَسنی حُسینی رضی اللہ عنہ)

شہنشاہ بغداد، غوثِ اعظم جیلانی، غَوث الاَغواث ہیں، فردُ الاَفراد ہیں، سِرُّ الاَسرار ہیں، قُطب الاَقطاب ہیں۔ آپ ربِّ قادر کے وہ بندۂ مکرم، اولیائے امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کے وہ قُطب محتشم ہیں کہ جن کی ذاتِ والا صفات میں ذاتِ الٰہی کی قدرتوں کے انوار ضیابار ہیں۔ آپ باطنی اَسرار کا مخزن اور ظاہری انوار کا سدا بہار گلشن ہیں۔ آپ حقائقِ شریعت اور دقائقِ طریقت کا بحرِ ذَخار ہیں۔

خوب کہا اس زمانہ میں آپ کے نائبِ محترم مجدّدِ اعظم امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے:

بندہ قادر کا بھی قادر بھی ہے عبد القادر — سِرِّ باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبد القادر

غَوث صمدانی، شہبازِ لامکانی، میر میراں محی الدین شیخ سیّد عبد القادر جیلانی صلی اللہ تعالیٰ علی جدّہ و علیہ وسلم کی ذات بحرِ حَسنات، برکاتِ صمدیہ، ترقیاتِ سَرمدیہ، تجلّیاتِ محمدیہ اور نفحاتِ احمدیہ کی جامع اور آپ کا وجودِ مسعود افضال و اکمال کے نور سے معمور ہے۔ آپ ہی کے دم سے معرفت و حقیقت کے مہ و خورشید تاباں و درخشاں ہیں۔

آیئے غوثِ اعظم کے مظہرِ نورانی، تجدید و صداقت کی چمکتی نشانی، امام احمد رضا کی زبانی قادری مناقب کے موتی چنتے ہیں اور سر دھنتے ہیں، فرماتے ہیں:

منبعِ فیض بھی ہے مجمعِ افضال بھی ہے — مہرِ عرفان کا منوّر بھی ہے عبد القادر

بتولی گلشن کے اس گلِ سرسبد، عَلَوی جواہر کی کان، منصبِ غَوثیّتِ کُبریٰ کی شان یعنی سرکار غوثِ اعظم قُطب اکرم شیخ سیّد عبد القادر جیلانی حَسنی حُسینی رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ ناز میں اَقطاب و اَبدال،

اَفراد و اَوتادِ شانِ نیاز کے ساتھ حاضر رہتے ہیں۔ جہانِ غَوثیّتِ کُبریٰ کے اسرار اور باغِ قُربِ الٰہی کے ازہار سے اس محمدی نور کی جلوہ گاہ یعنی بغداد کے دولہا کے طفیل دامنِ مراد بھرتے ہیں۔

ایک مرتبہ پھر کلامِ امام سنئے اور امام الکلام کے دریائے عشق کے ساحل سے عقیدت و حقیقت کے موتی چنئے، فرماتے ہیں:

قُطب اَبدال بھی ہے محور ارشاد بھی ہے مرکز دائرۂ سرّ بھی ہے عبدالقادر

جیلاں کے نوشاہ، اولیاء کے سرتاج حضور غَوثُ الوریٰ رضی اللہ عنہ چونکہ قُطبیّتِ کُبریٰ کے منصبِ جلیلہ پر فائز ہیں، اس لیے ارض و سما اور شرق و غرب میں آپ کو اختیار و اقتدار و دیعت فرمایا گیا، حتیٰ کہ اولیاء کے احوال و مراتب بھی آپ کے دستِ غَوثیّت میں ہیں۔

آیئے پھر تاجدارِ بریلی کے گلشنِ نعت و منقبت میں حاضر ہوتے ہیں اور مناقبِ غَوثیہ کے گلہائے رنگارنگ کی عطر بیزی سے مشامِ ایمان معطر کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے کارِ عالم کا مدبّر بھی ہے عبدالقادر

سرکارِ غَوثیّت مدار رضی اللہ عنہ کے مذکورہ مناقب کا عرفان حاصل کرنے کے لیے مجدّدِ اعظم امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے فتاویٰ اور منظوم کلام کا مطالعہ کیجیے، جس کی تفصیل و تشریح آپ کو مُحقّق و مُصنّف اور شریعت و طریقت کے احکام سے آگاہ، فدائے غَوثُ الوریٰ حضرت علّامہ مفتی محمد ذُوالقَرنَین اصغر القادری رضوی مہتمم جامعہ اصغریہ قادریہ حَفظَہُ اللہ تعالیٰ کی کتابِ مستطاب "اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّةُ فِیْ إِثْبَاتِ أَنَّ الْقُطبِیَّةَ الْکُبْرٰی لِلْغَوث الْجِیْلِیْ مُسْتَمِرَّةٌ حَتّٰی ظُهُوْرِ الْمَهْدِیْ" میں بڑی شان و شوکت سے ملے گی۔

اس کتابِ عقیدت مآب کو قبلہ مفتی اصغر القادری صاحب نے قُطب اعلیٰ سرکار غوثِ اعظم کے ان دو فرامین سے مستدل عنوان پیش کیا:

وَلَنَا الوِلَایَةُ مِنْ أَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ إِمَامُنَا المهْدِیْ فَهُوَ خِتَامُنَا

أَفَلَتْ شُمُوْسُ الْأَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا أَبَدًا عَلٰی أُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

حضرت مفتی ذُوالقَرنَین اصغر القادری زید علمہ کا یہ عنوان ہی کسی متردد و مخالف کی تحقیق کے نام پر تخریب کے مقابل گویا سدِ سکندری ہے۔ سرکار غَوث الاغواث غوثِ اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کی افضلیّت وقُطبیّتِ کُبریٰ پر اکابرِ علماء، اعاظمِ اولیاء اور مجدِّدِ اعظم امام احمد رضا کے ارشادات و تحقیقات کے ہوتے ہوئے کج روی کا شکار ہونا نامرادی کے سوا کچھ نہیں۔

محبوبِ سبحانی پیرانِ پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کے سچے عاشق و شَیدا حضرت مفتی اصغر القادری زید شرفہ نے اپنی تصنیفِ لطیف "اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّۃُ" میں اپنے وسعتِ مطالعہ اور طرزِ استدلال سے معترض و معاند کا ناطقہ بند کر دیا اور تفسیر و حدیث کے اجلّہ مُحقّقین سے ثابت کیا کہ شہنشاہِ بغداد ہی غَوث الاغواث ہیں اور اب بھی قُطبیّتِ کُبریٰ کے مقامِ رفیع پر فائز ہیں اور تا ظہورِ امام مہدی فائز رہیں گے۔

کوئی کیا جانے تیرے سر کا رتبہ کہ تلوا تاج اہلِ دل ہے یا غَوث
مشائخ میں کسی کی تجھ پر تفضیل بحکمِ اَولیا باطل ہے یا غَوث
ستم کوری وہابی رافضی کی کہ ہندو تک ترا قائل ہے یا غَوث

البتہ سیّدی اعلیٰ حضرت کی تحقیقِ انیق کو خود ساختہ کہنے والے اور آپ کی تصریحِ صریح کو بے دلیل گردانے والے کے لیے ہم دعا ہی کر سکتے ہیں کہ وہ محرومی و بے ادبی اور تحریف و تخریب کا اندھیرا رستہ چھوڑ کر، ملمع سازی سے ناطہ توڑ کر تسلیم و رضا کا دامن تھام لے، کیونکہ:

بدل یا فرد جو کامل ہے یا غَوث ترے ہی در سے مُستکمل ہے یا غَوث
اسے اِدبار جو مُدبّر ہے تجھ سے وہ ذی اقبال جو مقبل ہے یا غَوث

حضرت مفتی اصغر القادری زید شرفہ کی "اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّۃُ" میں عقیدت و حقیقت کے موتیوں کی چمک اور قادری فردوس کے اکوابِ فضہ میں معارف کے کندنی مشروب کی چھلک خوب دکھائی دیتی ہے۔

پی کے پلا کے مے کشو کچھ تو بچی کھچی ہی دو قطرہ دو قطرہ ہی سہی کچھ تو برائے نام دو

حضرت شیخ مُحقّق، حضرت ملّا علی قاری، امام ربانی، مفسرِ مُحقّق سیّد محمود آلوسی، شاہ ابوالحسین احمد نوری اور سیّدی اعلیٰ حضرت کن کن بارگاہوں سے صاحبِ الیواقیت القادریہ نے غَوثُ الاَغواث غوثِ اعظم جیلانی کی قُطبیّتِ کُبریٰ کی شان دِکھلاتے یاقوت اور نور لُٹاتے الماس چُن کر مالا کی صورت میں عقید تمندانِ بارگاہِ قادریت اور راہروانِ راہِ حقیقت کی خدمت میں عظیم تحفہ پیش کیا ہے۔ مفتی صاحب کی الیواقیت کو سیّدنا شاہ ابو المعالی قُدّس سرّہ العالی کی "تُحفۃُ القَادریہ" کے بعد تحفۃ القادریہ کا ہی نام دیا جائے تو بے جانہ ہو گا۔

حضرت اصغر کی جودت خوب ہے ان کو ذکرِ غَوثیّت مرغوب ہے
شاہ جیلاں کی فضیلت کا بیاں ان کی فطرت ہے انہیں مطلوب ہے

اگر کسی کی آنکھوں میں موتیانہ اُتر آیا ہو تو سرکارِ اعلیٰ حضرت سے لے کر متقدمین و اکابرین کی نگارشات تک غوثِ اعظم کی قُطبیّتِ کُبریٰ کے موتی دعوتِ نظارہ دیتے رہیں گے۔ اور اگر استخفاف و انکار کے زہر سے زبان نہ پھول گئی ہو تو بزرگوں کی تحقیقات میں مسکراتے پھول غَوث جیلاں کی قُطبیّتِ کُبریٰ کے قصرِ معلّٰی کا پتہ دیتے رہیں گے۔

خدا سے مانگ لے حُسنِ عقیدت اسی میں ہے نہاں رمزِ حقیقت
شہِ بغداد کی چوکھٹ پہ آجا تجھے مل جائے گا نورِ طریقت

مفتی اصغر القادری صاحب زِید مَجدہٗ کا اُسلوب تحقیقی ہے جس میں مطالعہ کی گہرائی شامل ہے، زبان شستہ اور لہجہ شائستہ ہے، بیان سلیس ہے جس میں معنوی ربط قائم رکھا گیا ہے اور اندازِ محبت سے بھرپور ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ آپ بارگاہِ حضرتِ محبت القادری علیہ الرحمہ سے ہی فیضیاب و سیراب ہوئے ہیں:

محبت کی مے مجھ کو مولا پلا دے مودّت کی مے مجھ کو مولا پلا دے

رہوں مست و سرشار عشق نبی میں ہاں الفت کی مے مجھ کو مولا پلا دے

مفتی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے منکرِ نادان کو سمجھانے کی سعی بلیغ فرمائی ہے اور بزعمِ خویش محقّق کو حق قبول کرنے کی دعوت دی ہے۔ آپ نے مدبّرانہ انداز میں ہر اشکال کا شافی جواب دے کر مخالف کو ساکت وصامت کر دیا ہے۔

دعا ہے کہ ربِّ جلیل مفتی صاحب کی اس تحقیقی وعلمی کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، شانِ غوثِ اعظم کا مُنکر اِن جلی تحریروں سے ہدایت پائے اور مقرِّ شانِ غَوث جلی ان تنویروں سے حظِّ عظیم اٹھائے۔

آمین یا ربَّ العَالمین بجاہِ النّبیِّ الأمین علیہ وعلی آلہ وصَحبہ التّحیّۃ والتّسلِیم

دعا گو

گدائے کوچۂ بغداد

سیّد خُرّم ریاض رضوی

تقریظ جمیل

از: خلیفۂ پیر طریقت رہبر شریعت علّامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری صاحب علیہ الرحمہ وخلیفۂ حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں ازہری صاحب علیہ الرحمہ مُصنّفِ کُتب کثیرہ "قاطع نجدیت"

حضرت علّامہ شہزاد ترابی قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

أَمَّا بَعْدُ، فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

موجودہ دَور فتنوں کا دَور ہے۔ ہر روز نت نئے فتنے جنم لے رہے ہیں اور ایسے ایسے فتنے اُمڈ رہے ہیں جو کبھی وہم و گمان میں بھی نہ تھے۔ انہی فتنوں میں سے ایک فتنہ اُٹھا جس نے پیرِ پیراں غَوثُ الوریٰ رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ اور غَوثیّت عظمیٰ کے خلاف لکھنا شروع کیا اور یہی نہیں آپ کے مبارک قدم کا بھی انکار کیا اور ستم بالائے ستم یہ کہ حضور غَوثُ الوریٰ رضی اللہ عنہ کی افضلیّت کا انکار اور پھر حضور سیّدی مُرشدی امام شاذلی رضی اللہ عنہ سے تقابل شروع کر دیا۔ سلسلہ شاذلیہ کو سلسلہ قادریہ سے بھی ارفع واعلیٰ قرار دینا شروع کیا اور یہ ساری کاروائی ڈاکٹر ابو بکر شاذلی کی جانب سے ڈالی گئی۔

فقیر قادری تُرابی کی عادت ہے کہ میں کسی صحیح سنّی صحیح العقیدہ عالم کے خلاف ویڈیو کلپ نہیں بناتا مگر ڈاکٹر ابو بکر شاذلی نے جب ہمارے شیخ کے متعلق بے ادبانہ تحریر لکھی تو پھر مجھ سے رہا نہ گیا اور سب سے پہلے ان کے خلاف کلپ بنانے کی مجھے سعادت نصیب ہوئی۔ کہیں سے آواز آئی، بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں، فرض، واجب، سنّت کا مسئلہ تھوڑی تھا اور نہ ہی ضروریات اہلسنّت کا مسئلہ تھا، بیٹھ کر گفتگو کر لیتے۔

یاد رہے! کئی مفتیان کرام اور علمائے کرام ان سے مل چکے ہیں اور انہیں سمجھا چکے ہیں مگر وہ نہ مانے۔ امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی "فتاوی رضویہ" اور منقبتیں شانِ غَوثُ الوریٰ میں دکھائی

گئیں تو کہنے لگے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جذبات میں لکھ دیا ہے۔ واہ واہ کیا جواب ہے۔ قارئین یاد رکھیں! کتابیں لکھ کر اور تقسیم کر کے پبلسٹی کر کے کاروائی ڈاکٹر ابو بکر شاذلی نے ڈالی ہے، اس لئے ہمارے علماء نے جواب دینا مناسب سمجھا۔ زیر نظر کتاب "اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّةُ فِیْ إِثْبَاتِ أَنَّ الْقُطْبِیَّةَ الْکُبْرٰی لِلْغَوْثِ الْجِیْلِیْ مُسْتَمِرَّةٌ حَتّٰی ظُهُوْرِ الْمَهْدِیْ" اس کی ایک کڑی ہے۔

محترم المقام حضرت علّامہ مولانا ذُوالقَرنَین قادری رضوی صاحب سلّمہ نے دلائل اور براہین کے ساتھ ڈاکٹر ابو بکر شاذلی کا بھرپور رَدّ کیا ہے۔ اس کتاب کی خوشی ہمیں استاذ العلماء، مُصنّف کُتُب کثیرہ، مجاہد اہلسنّت، عاشق اعلیٰ حضرت حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد افضل ضیائی صاحب سلّمہ نے سنائی تھی۔

کتاب پڑھ کر دل خوش ہو گیا۔ ہمیشہ کے لیے قارئین کے لیے بہت بڑا سرمایہ تیار کیا گیا ہے۔ ہر بات دلیل کے ساتھ کی گئی ہے۔ میں ہمارے ڈاکٹر ابو بکر شاذلی اور ان کے خلفاء اور ان کی اندھی تقلید کرنے والوں سے کہوں گا کہ وہ تعصّب کی عینک اُتار کر دیانت داری سے اس کتاب کا مطالعہ کریں تو ضرور دل و دماغ کی کھڑکیاں جو بند ہیں کھل جائیں گی۔

رب تعالیٰ مُصنّف اور ان کے معاونین کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اس کتاب کو ہر مسلمان کے لیے نافع بنائے آمین ثم آمین۔

فقط والسلام

الفقیر محمد شہزاد قادری ترابی (خلیفۂ تاج الشّریعہ)

۵/ ربیع الاول ۱۴۴۸ھ بمطابق ۱۹/ اگست ۲۰۲۶ء شب بدھ

تقریظِ کریم

از: محافظ عقیدہ ختم نبوّت "پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت" خلیفہ وداماد محترم پیر طریقت رہبر شریعت علّامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری صاحب علیہ الرحمہ "مرید وخلیفۂ حضور تاج الشّریعہ "مُخلص ومُشفق من

حضرت علّامہ **پیر سیّد زمان علی شاہ** صاحب جعفری قبلہ مدظلہ العالی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مرکزِ عقیدت

(حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ)

حضور سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ تمام اولیاء کے سردار ہیں۔ آپ کی شانِ غَوثیّت اور اولیاء پر فضیلت مُسلّمہ ہے۔ یہ آپ کی وِلایت کا اِعجاز ہے کہ ملّتِ اسلامیہ کا بچہ بچہ آپ کی محبت وعقیدت سے سرشار ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت شاہ بہاء الدین نقشبند، حضرت شاہ شہاب الدّین سہروردی جیسے اکابرِ اولیاء اور ائمہ طریقت نے آپ کی افضلیّت کو دل وجان سے تسلیم کیا۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت مجدّدِ دین وملّت علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا:

یہ چشتی سہروردی نقشبندی ہر اک تیری طرف مائل ہے یا غَوث

اور اپنی ایک شہرہ آفاق منقبت میں یوں رقمطراز ہیں:

واہ کیا مرتبہ اے غَوث ہے بالا تیرا اُونچے اُونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا اولیاء مَلتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

سیّدنا امام اعظم وسرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہما کے سچے ترجمان اور روحانی وارث امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے کلام وفتاویٰ کی موجودگی میں ہم اہلسنّت کو کسی دوسری جانب نگاہ اُٹھانے کی اصلاً حاجت نہیں۔

اگر ساداتِ حرمَین شریفَین اور مُفتیانِ عرب وعجم نے اعلیٰ حضرت کی تصنیفات کو حرزِ جاں بنایا اور آپ

کے ارشادات پر کامل اعتماد فرمایا، تو آج کے علماء کو بھی اپنا قبلہ درست رکھنا چاہیے اور اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ کو بسر و چشم قبول کرنا چاہیے۔ ہم نے عمر بھر تاجدارِ اہلسنّت پیر طریقت حضرت سیّدی شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ اور بڑے بڑے علماء، مفتیانِ کرام اور صوفیائے عظام سے یہی سنا ہے کہ سرکار غوثِ اعظم افضلِ اولیاءِ امت ہیں، سرکار غوثِ اعظم مخلوق کے غَوث اور قُطبوں کے قُطب ہیں۔ سیّدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہورِ مبارک تک جتنے غَوث ہوں گے، سب آپ کے ہی نائب ہوں گے۔ سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا:

تو ہے وہ غَوث کہ ہر غَوث ہے شَیدا تیرا تو ہے وہ غَیث کہ ہر غَیث ہے پیاسا تیرا

اہلسنّت کے فاضل و مُحقّق عالم و مفتی حضرت مولانا ذُوالقَرنَین اصغر القادری دامت برکاتہم نے اسی حقیقتِ قُدّسیہ کو روزِ روشن کی طرح ظاہر کیا ہے اور بڑے بڑے جلیل القدر ائمہ دین کی تصریحات سے ثابت کیا ہے کہ حضور سرکار غوثِ اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ آج بھی قُطبیّتِ کُبریٰ کے مقام پر اَصالتاً فائز ہیں اور تا ظہورِ امام مہدی فائز رہیں گے۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

اللہ تعالیٰ مفتی اصغر القادری صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے بروقت قلم اُٹھایا اور اہلسنّت، بزرگوں اور اولیائے امت کی ترجمانی کرتے ہوئے سرکار غوثِ اعظم کی غَوثیّتِ کُبریٰ کے حقائق کو آشکار کیا۔ میرے مُرشدِ کریم سیّدی تاجُ الشّریعہ علیہ الرّحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

پیروں کے آپ پیر ہیں یا غَوث المدَد اہلِ صفا کے میر ہیں یا غَوث المدَد

اللہ تعالیٰ حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہٹ دھرمی سے بچائے۔

فقط

خادمِ اہلسنّت

سیّد زمان علی جعفری اختر القادری

تقریظِ جلیل

از: آلِ رسول، عالم نبیل، فاضل جلیل، استاذ العلماء

حضرت علّامہ مولانا مفتی سیّد محمد عمران شاہ اصغر القادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اما بعد! حضرت محبوبِ سبحانی، قُطب ربانی، غَوث صمدانی، قندیل نورانی، حُجّت ربانی، شہبازِ لامکانی، نجیبُ الطرفَین، غَوث الثّقلَین، سلطانُ الاولیاء، ابو محمد مُحیّ الدین، پیرِ پیراں، میرِ میراں، شاہ جیلاں، پیران پیر روشن ضمیر سرکار غوثِ اعظم دستگیر الحَسَنی والحُسینی امام ربانی سیّدی سلطان شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ بالاتفاق، بالاجماع (اجماع مشائخ)، بلا اختلاف، بلا تعطّل مستقل غوثِ اعظم ہیں۔ منصب غَوثیّتِ کُبریٰ، تاجِ غَوثیّتِ عُظمیٰ اور دنیائے وِلایت کی بادشاہت کا تاج تا ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ آپ ہی کے سر پر ہے۔

میرے مُرشد کریم: آفتاب طریقت، ماہتاب معرفت، زُبدۃُ العارفین، قُدوۃُ السّالکین، شیخ المشائخ، سندُ الاولیاء، شہزادۂ غوثِ اعظم، نائب غوثِ اعظم، غَوثِ زماں، سیّدی سندی مُرشدی الکریم سائیں سیّد اصغر علی شاہ محبت القادری الجیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "کسی بھی ولی، قُطب، غَوث، ابدال، قلندر، نُقباء، نُجباء کی وِلایت مُحقّق و مُصدّق تب ہی ہوتی ہے جب کہ سرکار غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اس کی وِلایت کی تصدیق فرمائیں اور قبول فرمائیں۔ غَوث پاک کے دستخط، مہر اور قبولیت کے بغیر کسی بھی فرد کا وِلایت نامہ بارگاہ مولا علی مشکل کشا، شیر خُدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم میں پیش ہی نہیں ہوتا۔"

امام ربانی مُجدّدِ الف ثانی رضی اللہ عنہ:

امام ربانی فرماتے ہیں کہ سیّدی شیخ عبد القادر جیلانی غوثِ اعظم کو مولیٰ علی مرتضیٰ اور حسنین کریمین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے ذریعے و توسُّط سے اللہ تعالیٰ نے ایسا نوازا ہے کہ اب یہ قانون بن

چکا ہے کہ وِلایت کی منازل وہی طے کریگا جس کو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے فیض حاصل ہو۔

حضرت شیخ خلیفہ رضی اللہ عنہ:

آپ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا ہے کہ:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللهِ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے

تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صَدَقَ الشَّیْخُ عبدُ القَادر فکیفَ لَا هُوَ القُطبُ وأنا أرعَاهُ

شیخ عبد القادر جیلانی نے سچ کہا ہے اور کیوں نہ کہتے، جبکہ وہ قُطب ہیں اور میری زیرِ نگرانی ہیں

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمہ:

آپ فرماتے ہیں کہ غَوثیّت عظمیٰ و کُبریٰ کا تاج سرکار غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا، یعنی امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور تک غَوثیّت عُظمیٰ کا منصب آپ ہی کے پاس رہے گا۔

"اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّةُ فِیْ اِثْبَاتِ اَنَّ الْقُطبِیَّةَ الْکُبْرٰی لِلْغَوث الْجِیْلِیْ مُسْتَمِرَّةٌ حَتّٰی ظُهُوْرِ الْمَهْدِیْ" رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

برادر گرامی قدر، فاضل جلیل حضرت علّامہ مولانا مفتی ذُوالقَرنَین اصغر القادری رضوی مدظلہ العالی کی یہ تصنیف لطیف دراصل ناعاقبت اندیش ڈاکٹر مفتی (ابو شر) شاذلی کی کتاب "سیرتِ غوثُ الاَغواث" کے باب ششم (چھٹا باب) کے جواب وردّ میں ہے۔

ابو شر اس لئے کہ موصوف نے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی "غَوثیّتِ کُبریٰ اِلیٰ ظہور المہدی" کا انکار کر کے اہلسنّت میں ایک بڑا فتنہ و شر پھیلایا۔ نہ یہ ضروریاتِ دین کا مسئلہ تھا اور نہ کفر و ایمان کا! ضرورت کیا تھی اس شرارت کی کہ جس سے کئی علماء و مشائخ اور لاکھوں مسلمانوں، خصوصاً قادریوں کے دل چھلنی کیے جائیں؟

خیال رہے کہ رد اس لیے لکھا گیا کہ خصوص کے انکار سے نصوص کا انکار ہو جاتا ہے۔ ابنِ سقا نے خاص (غوثِ وقت) کی بے ادبی کی اور نصوصِ دینِ اسلام کا منکر ہو گیا۔ بہر حال، کسی عالم کے لیے "شر" کا لفظ بلاشبہ درست نہیں، لیکن جو شخص "شر" پھیلائے تو اسے کیا کہا جائے؟ جبکہ وہ اپنے "شر" پر قائم ہو اور اسے شر ہی نہ سمجھے۔ ابو شر نے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں جو بے ادبی کی ہے، یہ لفظ اس کے مقابلے میں لاکھ درجہ کمتر ہے۔ الغرض، موصوف اگر اس "شر" سے رجوع کر لیں تو ہم بلا تاخیر ان کے لیے لقبِ "ابو شر" سے رجوع کر لیں گے۔

ابو شر اور جھوٹی و سستی شہرت:

ابو شر نے عوام میں مشہور اس کہاوت پر عمل کرتے ہوئے کہ "جھوٹی و سستی شہرت حاصل کرنے کا آسان طریقہ ہے کہ کسی بڑے کی شان میں بے ادبی کی جائے" پر عمل کرتے ہوئے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے منصب (غوثیتِ کبریٰ اِبی ظہور المہدی) کا انکار کیا۔ یہ نہ جانتے ہوئے کہ جب تصوف و طریقت اور راہِ سلوک میں کوئی مردود ہو جاتا ہے، دھتکار دیا جاتا ہے، تب ہی وہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بے ادبی کرتا ہے۔ بعض اوقات مشائخ و اولیاء کا محبوب ہونے کے باوجود اگر کوئی غَوث پاک کا بے ادب ہو جائے تو وہ مردود، غیر مقبول اور مبغوض ہو جاتا ہے، اور پھر جھوٹی اور سستی شہرت کا انجام یہ ہوتا ہے کہ سچی ذلت نصیب ہوتی ہے جو ساری زندگی مہنگی پڑتی ہے۔

الیَواقِیتُ القَادریہ اور بشارت:

کچھ عرصہ پہلے میرے مُرشد پاک سائیں اصغر علی شاہ قادری جیلانی علیہ الرحمہ حسبِ عنایت و معمول خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ "ذُوالقَرنَین کچھ لکھ رہا ہے اور وہ جو لکھ رہا ہے وہ سب قبول و مقبول ہے۔"

میں نے مفتی صاحب سے پوچھا کہ آپ کچھ لکھ رہے ہیں؟ تو مفتی صاحب نے صرف اثبات میں جواب دیا اور "اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّۃُ" کا کوئی ذِکر نہ کیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد برادر گرامی نے مجھے مفتی

ابو شر کے حوالے سے چھٹے باب کا حوالہ دیا (یعنی سیرتِ غوثُ الاَغواث کے چھٹے باب کا) اور کہا کہ آپ نے جو مجھ سے پوچھا تھا کہ میں کچھ لکھ رہا ہوں، تو میں اس وقت اسی کتاب کے چھٹے باب کا جوابی رد لکھ رہا ہوں۔

آج جبکہ یہ کتاب میرے سامنے ہے، میں نے بھرپور اور گہرا مطالعہ کیا اور اسے اول تا آخر بہت خوب پایا۔ کتاب پڑھ کر ایسا لگتا ہے کہ غَوثُ الاَعظم کے شہزادے اور مُرشد پاک نے اپنے جدِّ اعلیٰ کے مقام "قُطب الاِرشاد بالاَصالہ" کے دفاع میں اپنے خادم و مریدِ خاص کے ذریعے چن چن کر نور کے موتی کسی تسبیح میں پرو دیے ہوں۔ آسان الفاظ میں یوں سمجھیں کہ "اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّۃُ" ایک خاص حکم کے مطابق سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقامِ غَوثیّتِ عُظمیٰ کے دفاع میں ایک کشفی کتاب ہے۔

برادرم مفتی صاحب:

برادر گرامی نے ابو شر کو چاروں طرف سے گھیر کر دلائل کے انبار لگا دیے۔ نہ صرف دلائل، بلکہ جابجا قارئین کو ابو شر کے دَجل و فریب سے بھی باخبر کرتے رہے؛ جیسے کہ سیّدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کے فرمان کو "تفرُّد" کہنا۔ وہیں علّامہ صاحب نے اس کی پکڑ بھی کی اور ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت کرتے رہے کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا منصب "قُطب الارشاد بِالاَصالہ" یعنی غَوثیّتِ کُبریٰ سرکار غوثِ اعظم کے دور سے اب تک جمہورِ اولیاء و مشائخ کا نظریہ و مذہب ہے۔ ابو شر نے انفرادی اور شاذ اقوال کو جمہور و مشاہیر کے اقوال و نظریات کے مقابلے میں کھڑا کر کے دجل و فریب سے کام لیا۔ جیسا کہ ابو شر کا کہنا کہ سرکار غوثِ اعظم کا فرمان "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللهِ" حالتِ سُکر میں تھا معاذ اللہ! اس کے جواب میں علّامہ نے اکابر اولیاء کے اقوال نقل کیے اور ان مشاہیر میں ان بزرگوں کے حوالے دیے جو اپنے دَور میں بذاتِ خود منصبِ قُطبیّت و غَوثیّت پر فائز رہے۔ چند مشائخ کے نام درج ذیل ہیں:

امام ربانی مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ — امام المکاشفین شیخ محی الدین ابنِ عربی علیہ الرحمہ

امام التصوّف امام عبد الرزاق کاشانی علیہ الرحمہ صاحب روح المعانی علّامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ
قاضی اسلام سیّدی قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ حضرت سیّد السّادات شاہ باسط علی قلندر علیہ الرحمہ
حضرت شاہ ابو الحسین نُوری علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ

اور دیگر اولیائے کاملین و مشائخ عظام کے اقوال کو قلمبند فرمایا۔ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے سرکار غوثِ اعظم کے جو مناقب بیان فرمائے، ان کو بھی قلمبند فرمایا۔

اور جہاں جہاں ابوشر نے چالاکی اور دھوکے سے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شان گھٹانے کے لیے مکر و تعصُّب کا سہارا لیا، وہاں وہاں نہ صرف اس کی پکڑ کی، بلکہ بار بار قارئین کو اس کی چالبازی پر مطلع بھی کرتے رہے۔ گویا مفتی صاحب کا قلم ابوشر کے مقابلے میں "شمشیر اعلیٰ حضرت" کا کام کر رہا ہو اور اپنے شیخ کے مقام کا دفاع کر رہا ہو۔ "اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّۃُ" کا اُسلوب ابوشر کو جابجا دعوتِ فکر دے رہا ہے کہ توبہ کرو، اپنی بے ادبی سے رجوع کرو، ورنہ سرکار غوثِ اعظم کے غلام آپ کو چین سے جینے نہیں دیں گے۔ جتنا بھی جیو گے، بے سکون رہو گے، اور خُدانخواستہ اسی حال میں مرے تو مرنے کے بعد بھی چین نہیں پاؤ گے۔ اور یہ محض (ان سے) حُسنِ عقیدت نہیں، بلکہ اعلیٰ حضرت کا بھی یہی فرمان ہے کہ:

الامان قہر ہے اے غَوث وہ تیکھا تیرا! مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا!

دعا ہے کہ اللہ کریم مؤلّفِ موصوف کی سعیِ جمیل کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور تمام اہل محبت اور قادریوں کو "اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّۃُ فِیْ إِثْبَاتِ أَنَّ الْقُطبِیَّۃَ الْکُبْرٰی لِلْغَوث الْجِیْلِیْ مُسْتَمِرَّۃٌ حَتّٰی ظُھُوْرِ الْمَھْدِیْ" پڑھنے، سمجھنے اور یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، تاکہ مستقبل میں اگر کوئی اور ابوشر بارگاہ غوثیّت میں بے ادبی کی جُرأت کرے تو جواب میں یہ کتابِ مستطاب پیش کر دی جائے۔

سیّد عمران شاہ اصغر القادری

۱۹ اگست ۲۰۲۶ء

تقریظ مبارک

از: سجادہ نشین دربار عالیہ قادریہ، صاحبزادہ حضرت سیّد علی جندل شاہ گیلانی زید شرفہ

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ، وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَأَوْلِیَاءِ أُمَّتِہٖ أَجْمَعِینَ

اما بعد:

سیّدی، سندی، مُرشدی، والد گرامی، نائبِ غوثِ اعظم، جامع شریعت وطریقت حضرت سخی سیّد سائیں اصغر علی شاہ محبت القادری الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: ”حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مقام کی کامل معرفت حاصل کرنے کے لیے پہلے خود وِلایت کے اعلیٰ ترین مقامات تک پہنچنا ضروری ہے۔“

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شان اور مقام کسی عارف باللہ سے پوچھو کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کیا ہیں؟

شرق وغرب، ہند وسندھ، عرب وعجم؛ ہر سمت آپ کی جاگیر ہے۔ آپ جیسا ولی نہ رب نے پیدا کیا اور نہ کرے گا۔ جس طرح انبیاء کرام میں حضور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے، اسی طرح اولیاء میں آپ کی برتری ہے۔

غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء چوں محمد در میانِ انبیاء

چنانچہ روایت ہے کہ آپ کے والدِ ماجد حضرت ابو صالح سیّد موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ولادت کی رات مُشاہدہ فرمایا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمع صحابہ کرام واولیائے عظام ان کے گھر جلوہ فرما ہوئے ہیں اور ان الفاظِ مبارکہ سے خطاب فرما کر بشارت سے نوازا: «یَا أَبَا صَالِحٍ! أَعْطَاکَ اللّٰہُ ابْنًا، وَھُوَ وَلَدِی وَمَحْبُوبِی وَمَحْبُوبُ اللّٰہِ تَعَالٰی، وَسَیَکُونُ لَہٗ شَأْنٌ فِی الْأَوْلِیَاءِ وَالْأَقْطَابِ کَشَأْنِی بَیْنَ الْأَنْبِیَاءِ وَالرُّسُلِ.»

یعنی: اے ابو صالح! اللہ عزّوجلّ نے تم کو ایک فرزند عطا فرمایا ہے اور وہ میرا بیٹا ہے، میرا اور اللہ عزّوجلّ کا محبوب ہے، اور اس کی اولیاء اور اَقطاب میں ویسی شان ہوگی جیسی انبیاء اور مرسلین علیہم السلام میں میری شان ہے۔ (تفریح الخاطر، المنقبۃ الثانیۃ فی ولادتہ رضی اللہ تعالی عنہ، صفحہ 26)

چنانچہ آپ کی اس شان کو ہر ولی نے تسلیم کیا اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ جس نے شک کیا، اس کی وِلایت سلب ہوئی۔

لیکن افسوس کہ آج ہمیں یہ دن بھی دیکھنا پڑا کہ اہلِ سنّت کے ایک مفتی صاحب نے سرکار غوثِ اعظم پیرانِ پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کی اس سیادت و غَوثیّت کا انکار کیا اور الٹی سیدھی تاویلیں پیش کیں۔

مگر الحمد للہ! غَوث پاک کے غلام زندہ ہیں۔ معزز علماء و مشائخ نے اس مفتی صاحب کے اعتراضات کے دندان شِکن جوابات دیے ہیں۔ انہی میں سے سیّدی، مُرشدی، عارفِ باللہ، قبلہ والد گرامی، نائبِ غوثِ اعظم ابوتراب سیّد سائیں اصغر علی شاہ محبت القادری الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدِ خاص علّامہ محمد ذُوالقَرنَین اصغر القادری صاحب نے مُرشدِ گرامی کی خصوصی نظرِ عنایت اور امامِ اہلِ سنّت الشّاہ امام احمد رضا خان سیّدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فیض سے مفتی صاحب کے بے جا اعتراضات کا بہترین جواب دیا ہے۔

فقیر کا دل باغ باغ ہو گیا ہے اور صرف اتنا کہتا ہے کہ:

مخالف نے بہت زور سے انکار کیا جندل ذُوالقَرنَین نے ادب سے دفاعِ غَوث کیا

فقیر اس کی دل سے مبارک باد پیش کرتا ہے کہ علّامہ صاحب نے حق ادا کر دیا ہے۔

دعا گو ہوں کہ بارگاہِ غَوثیّت مآب رضی اللہ عنہ میں یہ سعیِ جمیل مقبول ہو۔

اللہ پاک عالمِ اسلام کو تمام اولیاء کرام کا ادب اور ان کی شان کے مطابق انہیں ماننے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

فقیر قادری سیّد علی جندل شاہ گیلانی عفی عنہ
خادم دربار عالیہ قادریہ شریف (کراچی)

تقریظِ نفیس

از: عالم نبیل، فاضل جلیل، مُصنّف عظیم، مُحقّق و مدقّق، استاذ العُلماء

حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد افضل رضوی امجدی ضیائی دامت برکاتھم العالیہ

غَوث الاغواث و غَوثیتِ عظمٰی

قُطب الاَقطاب فردُ الاَحباب غَوثُ الاغَواث شیخ شیوخُ العالم غَوثُ الثّقلَین شیخ الاسلام والمسلمین حضور سیّدنا غَوث الاعظم مُحی الدّین ابو محمد سیّد عبد القادر جیلانی حَسنی حُسینی بغدادی رضی اللہ عنہ اہل بیت اطہار میں سے کامل ولی اور ساداتِ حُسینیہ میں بڑی بزرگی کے مالک ہیں۔ قصبہ جیل کی طرف جسے جیلان یا گیلان بھی کہتے ہیں آپکی نسبت ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ میں ہوئی۔ 90 سال کی عمر مبارک میں ۵۶۱ھ کو وصال مبارک ہوا۔ (گوشہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ماہرہ مطہرہ ص ۳۰)

حضور سیّدنا غَوث الاغواث غوثِ اعظم اپنی مبارک کتاب "فتوح الغیب" شریف میں مقام ولایت تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کُتب انبیاء سابقین میں فرمایا ہے: اے اولاد آدم! میں ہی وہ اللہ تعالیٰ ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

أقولُ للشّیئ کُن فیکون أَطِعْنِیْ أَجْعَلْكَ تقولُ للشّیئ کُن فیکُون وقد فعلَ ذالك بکثیر من أنبیائِہٖ و أولیائہ و خوّاصہ من بنی آدمَ.

یعنی، میں کسی شے سے کہہ دیتا ہوں "کُنْ" ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے پس جب تم میری اطاعت و فرمانبرداری کروگے تو میں تمہیں اسی مقام پر فائز کردوں گا کہ جب تو کسی سے کہے گا "کُنْ" ہو جا تو وہ ہو جائے گا۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں سے بے شمار انبیاء کرام، اولیائے کرام اور خواص کو اس صفت اور مرتبہ سے نوازا ہے۔ (فتوح الغیب شریف، مقالہ نمبر ۱۲ علی ھامش بھجۃ الأسرار، ص ۳۸ و ۳۹)

برکات الہند سیّدی الشّاہ عبد الحق مُحدّث دہلوی رضی اللہ عنہ اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "

یکے از اکمل افراد ایں طائفہ ذات شریف اُوست إلخ ،" یعنی،ان حضرات میں ایک حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات شریف بھی ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے آپ کو کائنات میں تصرف اور اقتدار حاصل ہے در حقیقت ہر حال و مقام میں جو ان مقامات میں مذکور ہیں وہ اپنے حال شریف کا بطور کنایہ اظہار ہے۔ (شرح فتوح الغیب ص ۱۰۰ ، سیرت غوث الثقلین، ص ۱۸۲ - ۱۸۳)

عارف باللہ عاشقِ رسول علّامہ قاضی یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمہ حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں: آپ سلطانُ الاولیاء امامُ الاصفیاء ولایت کے پختہ ستونوں میں ایک ستون ہیں ان کامل اولیاء کرام میں سے ہیں جن کی ولایت پر اُمّتِ محمدیہ کے علماء وغیرہم تمام لوگوں کا اتفاق ہے اور آپ کی کرامات اتنی کثیر ہیں کہ حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں۔ وأحد أركان الوِلاية الأقويَاء الذين وقعَ الإجماع على ولايتِهم عند جَميع أفراد الأمة المحمّدية مِن العُلَماء و غير العُلماء وعن سائر الأولياء كثيرةً جداً قد ثبتت. (جامع کرامات الاولیاء، ص ۲۰۰)

سیّدی الشّیخ عمر الحلاوی فرماتے ہیں: میں کئی برس شام، مصر اور مغرب ممالک میں پھرتا رہا اس عرصہ میں تین سو ساٹھ 360 مشائخ کرام سے ملاقات کی تو ان سب کو میں نے یہی کہتے سنا: الشّیخ عبد القادر شَیخُنا وقدوتنا حضور شیخ عبد القادر جیلانی ہمارے شیخ اور پیشوا ہیں۔(قلائد الجواہر، سیرت غوث الثقلین، ص ۱۰۹)

حضور سیّدنا غوثِ اعظم فرماتے ہیں: وعزّة رَبّي أن السُّعداء والأشقياء ليُعرضُون على عَيني في اللّوح المحفوظ أنا غائصٌ في بِحارِ علم الله و مُشاهدَته. (بهجة الأسرار ، ص ۲۲)

یعنی،مجھے اپنے ربّ جلیل کی عزّت و عظمت کی قسم میرے سامنے نیک بخت اور بد بخت لوگ پیش کیے جاتے ہیں،میری نظر لوح محفوظ پر ہوتی ہے،میں اللہ تعالیٰ کے علوم ومشاہدات کے سمندروں میں تیرنے والا ہوں۔

حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قیامت تک اپنے مریدوں کا اس بات کا ضامن ہوں کہ ان میں سے کوئی بھی توبہ کے بغیر نہیں مرے گا۔ سیّدی شیخ بقا بن بطو اور سیّدی شیخ علی بن ابو نصر بتی اور سیّدی شیخ ابو سعید قیلوی حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مدرسہ کے دروازے پر جھاڑو دیتے اور پانی چھڑکا کرتے تھے۔ سیّدی شیخ عثمان صرلحنی فرماتے ہیں: میں نے اکثر عراق کے مشائخ کو جو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے دیکھا: إذا وَصلُوا إلى بابِ مدرستِه وربِاطِه، قَبّلُوا العَتبةَ. جب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے خانقاہ غوثیہ کے

دروازے پر حاضر ہوتے تو چوکھٹ کو چومتے۔ آپ فرماتے ہیں: الإنسُ لهم مشايخُ والجنُّ لهم مشايخُ والملائكة لهم مشايخُ وأنا شَيخُ الكُلّ۔ (بهجة الأسرار، صفحه 52)

یعنی، غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انسانوں کے پیر ہوتے ہیں، جنوں کے پیر ہوتے ہیں اور ملائکہ کے بھی پیر ہوتے ہیں لیکن میں سب کا پیر ہوں۔

نیز فرماتے ہیں: بَيني وبينكم وبينَ الخَلقِ كلِّهم بُعدُ ما بين السَّماء والأرض، لا تَقِيسُوا بأحدٍ، ولا تَقيسُوا عَليّ أحدًا.

یعنی، میں اور تم میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان وزمین میں مجھ سے کسی کو نسبت نہ دو اور مجھے کسی پر قیاس نہ کرو۔ (فتاوی رضویہ ۲۸/۳۸۶، مطبوعہ لاہور، بهجة الأسرار، ص ۲۲ و ۲۳)

حضرت سیّدی شیخ ابو عمرو عثمان صریفینی نے فرمایا: خُدا کی قسم! اللہ نے اولیاء میں حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی کی مثل نہ پیدا کیا نہ کبھی پیدا کرے گا۔ (فتاوی رضویہ ۲۸/۳۸۶، مطبوعہ لاہور)

بقسم کہتے ہیں شاہانِ صریفین و حریم کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

سیّدی الشّیخ امام جمال الملۃ والدین ابو محمد بن عبد بصری سے حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق پوچھا گیا کہ آپ زندہ ہیں یا انتقال فرما گئے ہیں؟ اس پر آپ نے فرمایا: اجتمعتُ بأبي العبّاس الخَضِر عليه والسّلام..... وقلتُ: أخبرني عَن حالِ الشَّيخ عبد القادر. قَال: هو فَرْدُ الأحباب، وقُطبُ الأولياء في هذا الوقت، وما أوصل الله تعالىٰ وليّاً إلى مقام، إلا وكان الشَّيخ عبد القادر أعلاه، ولا سَقَى اللهُ حبيبًا كأسًا من حُبِّه، إلا وكان للشَّيخ عبد القادر أهناه، ولا وَهَبَ اللهُ لمُقَرَّبٍ حالاً، إلا وكان الشَّيخ عبد القادر أجَلُّه، وقد أودَعَه اللهُ تعالىٰ سِرّاً من أسرارِهٖ سبق به جمهورُ الأولياء، وما اتَّخَذَ اللهُ وليًّا كان أو يكونُ، إلّا وهُو مُتَأدِّبٌ معه إلى يوم القيامة.

یعنی، میں حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام سے ملا اور عرض کی: مجھے حضرت شیخ عبد القادر کے حال سے خبر دیجئے۔ حضرت خضر نے فرمایا: وہ آج تمام محبوبوں میں یکتا اور تمام اولیاء کے قُطب ہیں اللہ تعالیٰ

نے کسی ولی کو کسی مقام تک نہ پہنچایا جس سے اعلیٰ مقام شیخ عبد القادر کو نہ دیا ہو نہ کسی حبیب کو اپنا جام محبت پلایا جس سے خوشگوار تر شیخ عبد القادر نے نہ پیا ہو، نہ کسی مقرّب کو کوئی حال بخشا کہ شیخ عبد القادر اس سے بزرگ تر نہ ہوں۔ اللہ نے ان میں اپنا وہ راز ودیعت رکھا ہے جس سے وہ جمہور اولیاء پر سبقت لے گئے، اللہ نے جتنوں کو ولایت دی اور جتنوں کو قیامت تک دے گا سب شیخ عبد القادر کے حضور ادب کئے ہوئے ہیں۔(فتاوی رضویہ ۲۸/ ۳۸۸، مطبوعہ لاھور . بھجۃ الأسرار، ص ۳۲۵-۳۲۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

امام ابو عبد اللہ بطائحی کو سنا کہ فرماتے تھے: میں حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں اُمِّ عُبیدہ گیا اور حضرت سیّدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں چند روز مقیم رہا ایک روز حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا ہمیں حضرت شیخ عبد القادر کے کچھ مناقب واَوصاف سناؤ، میں نے کچھ مناقب شریف ان کے سامنے بیان کئے میرے اثنائے بیان میں ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے کہا کیا ہے اور حضرت سیّد رفاعی کی طرف اشارہ کر کے کہا ہمارے سامنے ان کے سوا کسی کے مناقب ذِکر نہ کرو، یہ سنتے ہی حضرت سیّد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو ایک غضب کی نگاہ سے دیکھا کہ فوراً اس کا دم نکل گیا لوگ اس کی لاش اُٹھا کر لے گئے، پھر حضرت سیّد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وَمَن یَستطیعُ وصفَ مناقبِ الشَّیخ عبد القادر؟ ومَن یَبلُغُ مبلغَ الشَّیخ عبد القادر؟ ذلك رجلٌ، بحرُ الشَّریعة عن یَمینه، وبحرُ الحقیقة عن یساره، من أیِّهما شاء اغترَفَ، الشَّیخ عبد القادر، لاثانیَ له فی عصرِنا هٰذا .

یعنی، شیخ عبد القادر کے مناقب کون بیان کر سکتا ہے، شیخ عبد القادر کے مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے، شریعت کا دریا ان کے داہنے ہاتھ پر ہے اور حقیقت کا دریا ان کے بائیں ہاتھ پر جس میں سے چاہیں پانی پی لیں، ہمارے اس وقت میں شیخ عبد القادر کا کوئی ثانی نہیں۔ (فتاوی رضویہ ۲۸/ ۳۹۰، مطبوعہ لاھور - بھجۃ الأسرار، ص ۲۳۸)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان فاضل ومُجدِّد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں: مسلمان ان احادیث صحیحہ جلیلہ کو دیکھے اور اس شخص کے مثل اپنا حال ہونے سے ڈریں جس کا خاتمہ حضرت غوثیت کی شان میں گستاخی اور حضرت سیّد رفاعی کے غضب پر ہوا، والعیاذ باللہ ربِّ العالمین۔ اے شخص! ظاہر شریعت میں حضرت سرکار غوثیت کی محبت بااین معنی رکنِ ایمان نہیں کہ جو ان سے محبت نہ رکھے شرع اسے فی الحال کافر کہے یہ تو صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے لئے ہے مگر واللہ کہ ان کے مخالف سے اللہ عزّوجلّ نے لڑائی کا اعلان فرمایا ہے خصوص کا انکار نصوص کے انکار کی طرف لے جاتا ہے، عبد القادر کا انکار قادر مطلق عزّوجلّ کے انکار کی طرف کیوں نہ لے جائے گا۔

بازِ اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھیرنی دیکھ اُڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا
شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرہ تیرا

(فتاویٰ رضویہ ۲۸/۳۹۱، مطبوعہ لاہور)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان فاضل و مُحدِّث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ذَكَرَ كثيرون من العارفين الذين ذكرناهم وغيرهم، أنه لم يَقُل إلا بأمرٍ إعلامًا بقطبيّته، فلم يَسَعْ أحدًا التخلُّف، بل جاء بأسانيد متعدّدة عن كثيرين، أنهم أخبَرُوا قبل مولده بنحو مائة سنة، أنه سيُولَدُ بأرض العجم مولودٌ له مَظهرٌ عظيم، يقول ذلك فتَدْرُجُ الأولياءُ في وقته تحت قَدَمِه.

اولیاء کرام کہ ہم نے ذکر کئے یعنی حضرت نجیب الدین سہروردی و حضرت سیّد احمد رفاعی و حضرت شعیب مغربی و حضرت عبد الرحیم قناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہوں نے اور ان کے سوا بہت عارفین کرام نے تصریح فرمائی کہ حضور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی طرف سے ایسا نہ فرمایا بلکہ اللہ عزّوجلّ نے ان کی قُطبیّتِ کُبریٰ ظاہر فرمانے کے لئے انہیں اس فرمانے کا حکم دیا ولہذا کسی ولی کو گنجائش نہ ہوئی کہ گردن نہ جھکاتا اور قدم مبارک اپنی گردن پر نہ لیتا بلکہ متعدّد سندوں سے بہت اولیاء کرام متقدّمین سے مروی ہوا کہ انہوں نے سرکار غوثیت کی ولادت مبارکہ سے تقریباً سو برس پہلے خبر دی تھی کہ عنقریب عجم میں ایک صاحب عظیم مظہر والے پیدا ہوں گے اور یہ فرمائیں گے کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اس فرمانے پر اس وقت کے تمام اولیاء ان کے قدم کے نیچے سر رکھیں گے اور

اس قدم کے سایہ میں داخل ہوں گے۔ (فتاویٰ رضویہ ۲۸/۳۹۸، مطبوعہ لاہور۔ فتاویٰ حدیثیہ ص ۳۱۴)

فتاویٰ حدیثیہ نے ابنُ السّقا کی بد انجامی میں یہ لکھا (یہ وہ شخص تھا جس نے غوثِ وقت کی شان میں بے ادبی کا ارتکاب کیا تھا) کہ جب وہ بد بخت کہ بہت بڑا عالم جیّد اور علوم شرعیہ میں اپنے اکثر اہل زمانہ پر فائق اور حافظ قرآن اور علم مناظرہ میں کمال سر آوردہ تھا جس سے جس علم میں مناظرہ کرتا اسے بند کر دیتا، ایسا شخص جب شان غوث میں گستاخی کی شامت سے معاذ اللہ نصرانی ہو گیا بادشاہ نصاریٰ نے اسے بیٹی تو دے دی مگر جب بیمار پڑا اسے بازار میں پھینک دیا بھیک مانگتا اور کوئی نہ دیتا، ایک شخص جو کہ اسے پہچانتا تھا گزرا اس سے پوچھا تو حافظ تھا اب بھی قرآن کریم میں سے کچھ یاد ہے، کہا سب محو ہو گیا صرف ایک آیت یاد رہ گئی ہے: ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ﴾ ترجمہ: کتنی تمنائیں کریں گے کہ انہوں نے کفر اختیار کیا کہ کسی طرح مسلمان ہوتے۔ (فتاویٰ رضویہ ۲۸/۳۹۹، مطبوعہ لاہور)

ابنِ سقا کی ایسی کیا غلطی تھی جس کی وجہ سے اس کا اتنا عبرتناک انجام ہوا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس نے اس وقت کے غوث کی بے ادبی کی تھی جس کے نتیجہ میں وہ اللہ کے غضب میں مبتلا ہو کر ایمان تک ضائع کر بیٹھا۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا الشّاہ امام احمد رضا خان فاضل و مُحدّث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ "فتاویٰ رضویہ شریف" میں نقل فرماتے ہیں: امام عبد اللہ بن علی بن عصرون تمیمی شافعی سے روایت ہے میں جوانی میں طلب علم کے لئے بغداد گیا اس زمانے میں ابنِ سَقا مدرسہ نظامیہ میں میرے ساتھ پڑھا کرتا تھا، ہم عبادت کرتے اور صالحین کی زیارت کرتے تھے، بغداد میں ایک صاحب کو غوث کہتے، اور ان کی یہ کرامت مشہور تھی کہ جب چاہیں ظاہر ہوں جب چاہیں نظروں سے چھپ جائیں، ایک دن میں اور ابنِ سقا اور اپنی نوعمری کی حالت میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ان غوث کی زیارت کو گئے، راستے میں ابنُ السّقا نے کہا آج ان سے وہ مسئلہ پوچھوں گا جس کا جواب انہیں نہ آئے گا۔ میں نے کہا میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا دیکھوں کیا جواب دیتے ہیں، حضرت شیخ عبد القادر قُدّس سرہٗ العالی نے فرمایا معاذ اللہ کہ میں ان کے سامنے ان سے کچھ پوچھوں میں تو ان کے دیدار کی برکتوں کا نظارہ کروں گا۔ جب ہم ان غوث کے یہاں حاضر ہوئے ان کو اپنی جگہ نہ دیکھا تھوڑی دیر میں دیکھا تشریف فرما ہیں ابن السقا کی

طرف نگاہ غضب کی اور فرمایا: تیری خرابی اے ابن السّقا! تو مجھ سے وہ مسئلہ پوچھے گا جس کا مجھے جواب نہ آئے تیرا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے، بے شک میں کُفر کی آگ تجھ میں بھڑکتی دیکھ رہا ہوں۔ پھر میری طرف نظر کی اور فرمایا اے عبد اللہ! تم مجھ سے مسئلہ پوچھو گے کہ میں کیا جواب دیتا ہوں تمہارا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ، ضرور تجھ پر دنیا اتنا گوبر کرے گی کہ کان کی لو تک اس میں غرق ہو گے، بدلہ تمہاری بے ادبی کا۔ پھر حضرت شیخ عبد القادر کی طرف نظر کی اور حضور کو اپنے نزدیک کیا اور حضور کا اعزاز کیا اور فرمایا: اے عبد القادر! بے شک آپ نے اپنے حُسنِ ادب سے اللہ و رسول کو راضی کیا گویا میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ آپ مجمع بغداد میں کرسی پر تشریف لے گئے اور فرمارہے ہیں کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، اور تمام اولیائے وقت نے آپ کی تعظیم کیلئے گردنیں جُھکائی ہیں۔ وہ غَوث یہ فرما کر ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئے پھر ہم نے انہیں نہ دیکھا۔ حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تو نشانِ قُرب ظاہر ہوئے کہ وہ اللہ عزّوجلّ کے قُرب میں ہیں خاص و عام ان پر جمع ہوئے اور انہوں نے فرمایا: میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اور اولیاء وقت نے اس کا ان کے لئے اقرار کیا، اور ابن السقا ایک نصرانی بادشاہ کی خوبصورت بیٹی پر عاشق ہوا اس سے نکاح کی درخواست کی اس نے نہ مانا مگر یہ نصرانی ہو جائے، اس نے یہ نصرانی ہونا قبول کر لیا، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ رہا میں، میرا دمشق جانا ہوا وہاں سلطان نور الدین شہید نے مجھے افسرِ اوقاف کیا اور دنیا بکثرت میری طرف آئی۔ غَوث کا ارشاد ہم سب کے بارے میں جو کچھ تھا صادق آیا۔ (فتاوی رضویہ، ۲۸/ ۳۹۲تا۳۹۶، مطبوعہ لاہور)

احباب ذی وقار! یہ چند عبارات ہم نے اکابرین امت کی بطور نمونہ حصولِ برکت کیلئے بیان کی ہیں ورنہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان و عظمت بہت بلند و رفیع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غَوثیّتِ عُظمیٰ کا تاج عطا فرمایا اور تا ظہورِ امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اولیائے کرام کو آپ کے ماتحت فرمایا ہے اور یہ ایسی مسلمہ حقیقت ہے جسکو ماننے کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ جب سے اللہ اور رسول نے آپ کو یہ مقام عطا فرمایا آج تک جمہور اولیاء کاملین محقّقین و علمائے کرام نے اسے تسلیم کیا نہ صرف تسلیم کیا بلکہ آنے والوں کو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان غَوثیّت عظمیٰ کو بیان بھی فرمایا جس پر بے

شمار کتب اکابر امت شاہد ہیں لیکن عِناد اور بغض کا کیا جائے؟ کہ جب کسی پر عِناد اور بغض کا غلبہ ہو جائے تو اس کا نتیجہ بڑا بھیانک ہوتا ہے۔ ہمارے اس دور میں ایک شخص جس کا نام ڈاکٹر ابو بکر شاذلی ہے، اٹھا اور اس نے ایک کتاب لکھ ڈالی جس میں ایک طویل باب لکھا اور کئی صفحات محض اس لئے کالے کر ڈالے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غَوثیّت عظمیٰ منسوخ ہو گئی ہے۔ اس شخص نے قادریت اور رضویت پر جو وار کئے ہیں شاید ہی کسی نے کئے ہوں یہ کیسی جعلسازی ہے کہ جو شخص حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غَوثیّت عظمیٰ کو منسوخ قرار دینے پر تلا ہوا ہے وہ اپنے آپ کو قادریت اور رضویت کا آفتاب و ماہتاب سمجھتا ہے تمہاری اس دوہری چال پر میں تمہیں کیا لقب دوں سوائے اس کے کہ امام اہلسنّت نے فرمایا:

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
شہد دکھائے زہر پلائے قاتل ڈائن شوہر کُش اس مردار پہ کیا للچایا دنیا دیکھی بھالی ہے

اس شخص نے تاویلات فاسدہ کا سہارا لیکر یہ سمجھ لیا تھا کہ میں نے بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہے اس کی کتاب کا متعلقہ باب بلاشبہ صراط مستقیم پر گامزن پاکانِ اُمت کی تصریحات و ارشادات سے عدول کرنے کے پیشِ نظر گمراہ کن اور فتنہ پھیلانے کا باعث ہے اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں بے ادبی و تاریخی بے باکی کے نتیجہ میں "مَنْ عَادَلِیْ وَلِیاً فَقَدْ اٰذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ" کا سزاوار ہے اس کی کتاب دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ ابنِ سَقا کی سوچ کے حامل آج بھی دنیا میں موجود ہیں۔

احباب کو یہ پڑھ کر مسرّت ہو گی کہ جہاں ابنِ سَقا کی سوچ کے حامل دنیا میں موجود ہیں وہاں اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا الشّاہ امام احمد رضا خان فاضل و مُحدّث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی بیٹے بھی موجود ہیں۔

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی خورشیدِ علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

بفضلہ تعالیٰ ممتاز عالمِ دین صاحب تقویٰ و طہارت صوفی مزاج عاشقِ غَوثُ الورٰی محبِّ اعلیٰ حضرت و خادمِ شیخ مُحقّق حضرت قبلہ مفتی محمد ذُوالقَرنَین قادری فاضل دارالعلوم امجدیہ کراچی نے بروقت

قلم اٹھایا اور بحمد اللہ تحقیق کا حق ادا کر دیا اور اس ڈاکٹر کے شیش محل کو جو اس نے ریت کے ذروں پر سجایا تھا هَبَآءً مَّنْثُوْراً کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی نظرِ عنایت سے آپ نے اس ڈاکٹر پر ایسی کاری ضربیں لگائی ہیں کہ اب یہ کراہتا تو رہے گا لیکن آواز نہیں نکال پائے گا۔ اللہ تعالیٰ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے صدقہ و طفیل قبلہ مفتی محمد ذُوالقَرنَین قادری امجدی کو اس عظیم سعادت حاصل کرنے پر جو آپ نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی حمایت میں بروقت قلم اُٹھایا اور عاشقانِ غَوثُ الورٰی کے کلیجوں کو ٹھنڈا کر دیا بہترین صلہ اور جزائے خیر عطا فرمائے اور اس ڈاکٹر کو بھی حق تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ضد چھوڑ کر حقیقت کو تسلیم کرے بصورت دیگر ابنِ سَقا کا انجام یاد رکھنا چاہیے۔

واہ کیا مرتبہ اے غَوث ہے بالا تیرا اُونچے اُونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
یہ دل یہ جگر ہے یہ آنکھیں یہ سر ہے جہاں چاہو رکھو قدم غوثِ اعظم

کتبہ
محمد افضل امجدی
مدرس مرکزی دارالعلوم جامعہ حنفیہ رجسٹرڈ قُصور
24 اگست 2026ء/10 ربیع الاول 1448ھ

تصدیق و تائید

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيم

از: صاحبزادہ پیر مفتی محمد حسن علی قادری اشرفی

ناظمِ اعلیٰ مرکزی دار العلوم جامعہ حنفیہ رجسٹرڈ قُصور و سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ اشرفیہ قُصور

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

أما بعد! زیر نظر کتاب "اَلْيَوَاقِيْتُ الْقَادِرِيَّةُ فِيْ إِثْبَاتِ أَنَّ الْقُطْبِيَّةَ الْكُبْرٰى لِلْغَوْثِ الْجِيْلِيْ مُسْتَتِرَةٌ حَتّٰى ظُهُوْرِ الْمَهْدِيْ" رضی اللہ عنہما فاضل جلیل حضرت فنافی الشّیخ محافظ ناموس غوثِ اعظم حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد ذُوالقَرنَین اصغر القادری کی تصنیف لطیف ہے۔ جس کو حضرت موصوف نے بہت عقیدت و محبت و دلائل سے تحریر فرمایا اس کی تحریر کی وجہ یہ بنی کہ کراچی کے ایک ڈاکٹر نے اپنی ایک کتاب میں حضرت غَوث پاک رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ کا انکار کیا علماء کی گرفت پر اس نے اپنے دلائل قائم کئے اور اپنے موقف پر ڈٹا رہا اور پھر ہٹ دھرمی سے اس موقف پر قائم رہا۔ اسی کتاب کا ایک حصہ میرے پاس واٹس ایپ پر پی ڈی ایف کی صورت میں آیا جس کو فقیر نے مفتی محمد افضل امجدی صاحب کو سینڈ کیا۔ مفتی صاحب نے بتایا کہ اس میں بہت غلط موقف اپنایا گیا ہے جو کہ ہمارے اکابرین کے موقف کا انکار تھا۔ پس اس کے بعد مفتی صاحب نے حضرت سے گزارش کی جسکی بناء پر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ سے خصوصی توجہ اور عنایت کا کرم ہوا اور آپ نے یہ کتاب مستطاب تألیف فرمائی۔ ہمیں اپنے اکابرین کی تحقیق کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا چاہئے اور پھر بارگاہ غَوثیّتِ کُبریٰ مآب میں تو تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا بے ادبی کا مگر ڈاکٹر اپنے دماغ سے بے جا دلائل قائم کر رہا ہے اور خود کو بارگاہ غَوثیّت سے دُور کر رہا ہے تو ٹھیک ہے اگر اسکو غَوثیّت مآب کی بارگاہ سے دُور ہونا منظور ہے تو ہو جائے ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ ہمارے غَوث کو غوثِ اعظم اور ان کی غَوثیّتِ کُبری کا انکاری ہے تو جہاں چاہے جائے ہم اس سے اعلان لا تعلقی کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا الشّاہ امام احمد رضا خاں فاضل و

مُحدّث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ مُحقّق سیّدی الشاہ عبد الحق مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق پر ہم سر تسلیم خم کرتے ہیں اور اسی پر کاربند رہیں گے۔

بندہ قادر کا بھی قادر بھی ہے عبد القادر سرّ باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبد القادر

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل و مُحدِّث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے قدم مبارک کی شان یوں بیان کرتے ہیں:

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

حضور کی بارگاہ میں وسیلہ بناتے ہیں کہ

تیری سرکار میں لاتا ہے رضاؔ اس کو شفیع جو میرا غوث ہے اور لاڈلہ بیٹا تیرا

ہم حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ کو اسی طرح مانتے ہیں جس طرح ہمارے بزرگوں نے مانا۔ حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کے بعد غَوثیّتِ کُبریٰ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کو عطا ہوئی اور آپ کے پاس تا ظہور مہدی یہ منصب غَوثیّتِ کُبریٰ رہے گا پھر امام مہدی اس منصب کے امین ہوں گے۔ اللہ کریم ہمیں اپنے اکابرین کے نظریات پر ہمیشہ قائم رکھے اور بزرگوں کی بارگاہ کا بالخصوص حضرت سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ کا باادب غلام بنائے۔ آمِین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

تجھ سے دَر دَر سے سَگ سَگ سے ہے مجھ کو نسبت میری گردن میں بھی ہے دُور کا ڈورا تیرا

بندہ در غوثِ اعظم

فقیر ابو محمد، محمد حسن علی قادری اشرفی

ناظم اعلیٰ مرکزی دار العلوم جامعہ حنفیہ رجسٹرڈ قُصور

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ اشرفیہ قُصور

23 اگست 2026 / 9 ربیع الاول 1448ھ

تقدیم

یَا شَیخ عَبدُ القَادِر جِیلانِیْ شَیئاً لِلّٰہ

مقام غوث الاعظم وقطب الارشاد اکابر صالحین اُمت کی نظر میں

از: پیر طریقت رہبر شریعت "مجیدِ ملّت" حضرت پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری دامت برکاتہم العالیہ

(صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، انٹرنیشنل ومسند نشین خانقاہ قادریہ رضویہ مجیدیہ)

امام احمد رضا خان محمدی سنی حنفی قادری برکاتی مُحدّث بریلی ابن مولانا مفتی محمد نقی علی خاں قادری برکاتی بریلوی 108 برس ہجری قبل دنیا میں تمام اہل سنّت وجماعت کے متفق امام اہل سنّت، مُجدّدِ دین وملّت، عظیمُ المرتبت مفتی، فقیہ، مجتہد فی المسائل اور صرف نام کے نہیں حقیقتاً رہبر شریعت ورہبر طریقت تھے۔ ان کی تحقیقات کو جمہور اہل سنّت وجماعت کے پچھلے سو سال میں کسی نے کسی بھی متفق علیہ مسئلہ پر اعتراض نہ کیا۔ بلکہ آپ کی تحقیقات کو حرفِ آخر جانا کیونکہ اس سے زیادہ تحقیق شاید ممکن نہیں کہ امام احمد رضا ہر موضوع پر تحقیق کا حق ادا کرتے نظر آتے ہیں کسی نے صحیح ترجمانی کرتے ہوئے لکھا:

وادی رضا کی کوہِ ہمالہ رضا کا ہے — جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے
اگلوں نے بھی لکھا ہے بہت دین پر مگر — جو کچھ ہے اس صدی میں وہ تنہا رضا کا ہے

امام احمد رضا خان قادری بریلوی قُدّس سرّہُ العزیز سے مؤرخہ ۱۱ جمادی الاُولیٰ ۱۳۳۶ ہجری میں قاضی عبد الغفار نے بنگلور انڈیا کی جامع مسجد سید شاہ سے مراسلہ بھیجا کہ حضرت غَوثُ الثّقلَین (عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ) نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ (میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے) فرمایا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن کی تفضیل (تفضیل) قرآن واحادیث سے منصوص (ثابت) نہیں ایسے ماوراء متقدمین و متاخرین سے ان کو فضیلت ہے اور حضرت شیخ احمد سرہندی کے آخر مکتوبات میں ہے کہ مُجدّدِ نائب مناب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے ہیں، اصل منبعِ فیوض حضرت غَوثُ الثّقلَین ہیں پس اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت غَوثُ الاَعظم رضی اللہ عنہ ان سب اولیاء سے افضل ہیں اور ان کے بعد خواجہ

خواجگان بہاالدین نقشبند قدّس سرّہ العزیز، حضرت خواجہ مُعین الدّین چشتی قدّس سرّہ سب کے سب حضرت غَوثُ الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب ہیں تو یہ عقیدہ بخیال صوفیا جائز ہے یا نہیں؟

امام احمد رضا خاں قادری مُحدِّث بریلی علیہ الرحمہ نے اس استفتاء کا نہایت مختصر مگر مُدلل اپنی منظومات کے ساتھ جواب دیا ہے وہ پہلے ملاحظہ فرمائیں۔

الجواب (بصورت فتویٰ):

عقیدہ وہ چیز ہے جس کا اعتقاد و مدار سُنیّت (عقائد اہل سنت وجماعت) اور اس کا انکار بلکہ اس میں تردّد (شک یا بدگمانی) گمراہی وضلالت، اس قسم کے امور ان مسائل سے نہیں ہوتے، ہاں وہ مسلک جو ہمارے نزدیک مُحقّق ہے اور بشہادت اولیاء (اولیائے کاملین کے نزدیک) و شہادت سیّدنا خضر علیہ الصّلوۃ و السّلام و بمرویات اکابر آئمہ کرام ثابت ہے یہ ہی ہے کہ، باستثناء ان کے جن کی افضلیّت منصوص ہے جیسا جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین و بعض اکابر تابعین عظام ہیں اور اپنے ان القاب سے ممتاز ہیں، لہٰذا اولیاء وصوفیا و مشائخ ان الفاظ سے ان (صحابہ وتابعین) کی طرف ذہن نہیں جاتا اگرچہ وہ خود سرداران اولیاء ہیں کہ وہ ان الفاظ سے مفہوم ہوئے ہیں۔ وہ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوں جیسے سائر اولیاء عشرہ کہ احیائے مَوتیٰ فرماتے تھے۔

خواہ حضور (غوث الاعظم) سے مقدّم (پہلے) ہوں جیسے حضرت معروف کرخی و بایزید بسطامی و سیّد الطائفہ جنید و ابو بکر شبلی، ابو سعید خراز اگرچہ وہ خود (غوث الاعظم کے سلسلے کے اوپر) کے مشائخ ہیں اور جو حضور (غوث الاعظم) کے بعد ہیں جیسے خواجہ غریب نواز سلطان الہند و حضرت شیخ الشُّیوخ شہاب الدین سہروردی و حضرت سیدنا بہاؤالدین نقشبند اور ان اکابر کے خلفاء، مشائخ و غیرہم قدّس اللہ اسرارھم وأفاضَ علینا برکاتھم و أنوارھم (اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے اسرار کو مقدّس بنائے اور ان کی برکات و انوار ہمیں عطا فرمائے)۔

حضور سرکار غَوثیّت مدار (حضرت شیخ عبد القادر جیلانی غوث الأعظم) بلا استثناء ان سب (متقدّمین ومتأخّرین) سے اعلیٰ

واکمل وافضل ہیں اور حضور (غوث الاعظم) کے بعد جتنے اکابر ہوئے اور تازمانہ سیّدنا امام مہدی ہوں گے کہ وہ کسی سلسلہ کے بھی ہوں، سلسلہ سے جُدا افراد ہوں، غَوث، قُطب، امامین، اَوتاد اربعہ، بُدلائے سبعہ، اَبدال سبعین، نُقبا، نُجباء، ہر دور کے عظماء، کُبرا، سب حضور (غوث الاعظم) سے مستفیض اور حضور کے فیض سے کامل ومکمل ہیں۔

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آں ہر کجا مینگری انجمنے ساختہ اند

(بابا افغانی شیرازی)

یعنی، اس گھر میں ایک ہی چراغ ہے اس کی روشنی سے جہاں کہیں تو دیکھے انجمن بنائے ہوئے ہیں۔

یہ چشتی نقشبندی سہروردی ہر اک تیری طرف مائل ہے یا غَوث
ملائک کے بشر کے جن کے حلقے تیری ضوء ماہ ہر منزل ہے یا غَوث
بخارا و عراق و چشت و اجمیر تری لو شمع ہر محفل ہے یا غَوث

(حدائق بخشش)

امام احمد رضا اپنی ہی ایک اور منقبت غَوثُ الاَعظم بعنوان **وصل سوم در حسن مفاخرت از سرکار قادریت** سے چند اشعار نقل کرتے ہیں وہ بھی ملاحظہ کریں:

شجرِ سروسہی کس کے اُگائے تیرے معرفت پھول سہی کس کا کھلایا تیرا
تُو ہے نوشاہ بَراتی ہے یہ سارا گلزار لائی ہے فصل سمن گوندھ کے سہرا تیرا
کس گلستان کو نہیں فصل بہاری سے نیاز کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا
نہیں کس چاند کی منزل میں تیرا جلوہ نور نہیں کس آئینہ کے گھر میں اُجالا تیرا
راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خُدّام باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا
مزرعِ چشت و بخارا و عراق و اجمیر کون سی کِشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

(حدائق بخشش حصہ اول)

امام احمد رضا آگے مزید رقمطراز ہیں: یہ ضرور ہے کہ ہر شخص (مرید) اپنی سرکار (شیخ طریقت / خانقاہ)

کی بڑائی چاہتا ہے مگر من و تو زید و عمر (یا آج کے کسی محقق) کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا چاہنا اس کا ہوتا ہے جس کے ہاتھ میزان فضل ہے۔ غلبۂ شوق اور چیز ہے اور ثبوت دلائل اور، ہم (احمد رضا) جو کہتے ہیں خود (اپنی طرف سے نہیں) کہتے ہیں بلکہ اکابر کا (وہ) ارشاد (نقل کرتے ہیں) کہ اجلۂ اعاظم کا جس پر اعتماد ہے۔ ایک تو خود حضور (غوث الاعظم) کا وہ فرمان واجب الاذعان "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" (میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے) کہ حضور (غوثُ الاعظم) والا سے متواتر ہوا اور اکابر اولیاء نے بحکم الٰہی اسے قبول کیا اور قدمِ اقدس اپنی گردنوں پر لیا (زندہ اولیاء نے online اپنی اپنی گردن پر جہاں بھر میں لیا)۔ نیز ارشاد اقدس (غوث الاعظم) ہے: آدمیوں کے لئے شیخ ہیں اور جنات کے لئے شیخ ہیں اور فرشتوں کے لئے شیخ ہیں اور میں ان سب کا شیخ ہوں، مجھے کسی پر قیاس نہ کرو (جو کہ دور حاضر کے محقق اپنے طور قیاس کر رہے ہیں) اور نہ کسی کو مجھ پر قیاس کرو۔
(بهجة الأسرار)

اس فرمان کی تائید میں قصیدہ غوثیہ کے اشعار ملاحظہ کریں:

أنَا البَازِیُ أشْهَبُ کلِّ شَیْخٍ وَمَن ذَا فِی الرِّجال أُعْطِیَ مِثالِی

میں باز ہوں، تمام شیوخ پر غالب ہوں مردان خدا میں سے کون ہے جن کو میرا جیسا مرتبہ دیا گیا

فَمَنْ فِی أولیاءِ الله مِثْلِیْ وَ مَن فِی العِلمِ وَالتَّصْرِیْفِ حَالِی

تو اولیا اللہ میں سے کون میری مثل ہے اور کون میرے علم اور تصرف میں میرے حال کو پہنچا ہے

آگے امام احمد رضا خان دو جلیل القدر مشائخ کے حوالے سے رقمطراز ہیں: حضور (سیّدنا غوثُ الاعظم) کے زمانہ اقدس کے دو جلیل القدر ولی (۱) حضرت سیّدی ابو السّعُود بن احمد بن ابی بکر حریمی، (۲) حضرت سیّدی ابو عمرو عثمان الصّریفنی قدّس اللہ سرّھما فرماتے ہیں:
خُدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے نہ کوئی ولی ظاہر کیا نہ ظاہر کرے مثل شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ (بهجة الأسرار)

بقسم کہتے ہیں شاہانِ صریفین و حریم کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی قُطب خود کون ہے خادم ترا چیلا تیرا

امام احمد رضا حضرت خضر علیہ السلام کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ سیّدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں: اللہ سبحانہٗ وتعالی نے جس ولی کو کسی مقام تک پہنچایا شیخ عبد القادر جیلانی اس سے اعلیٰ رہے اور جس مقرّب کو کوئی حال عطا کیا شیخ عبد القادر اس سے بالا رہے۔ اللہ کے جتنے اولیاء ہوئے اور جتنے ہوں گے قیامت تک سب شیخ عبد القادر کا ادب رکھتے ہیں۔ اس روایت کو "بهجة الأسرار" میں شیخ مقتدا جمال الدین بن ابو محمد بن عبد البصری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا اور انہوں نے اس کو سیّدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے بالمشافہ بلاواسطہ روایت فرمایا۔ اس کو امام احمد رضا نے یوں قلمبند فرمایا:

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

(فتاوی رضویہ، جلد 28، ص 361-365)

امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالی عنہ جیسا علم لدُنّی رکھنے والا شاید نہ ان کے زمانے میں کوئی تھا، اور نہ شاید ان جیسا ابھی تک کوئی دوسرا سامنے آیا ان کے علم و عرفان سے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور لکھا جا سکتا ہے پھر اس کسوٹی پر ان کے بعد والوں کو سمجھا جا سکتا ہے راقم صرف اتنا بتانا چاہتا ہے کہ امام احمد رضا کے پاس یہ علم لدُنّی ان کے زمانہ طالب علمی سے نظر آتا ہے۔

ملاحظہ کریں، ایک عبارت جو خود فاضل بریلی نے اپنے علم و قلم سے متعلق لکھی اگر وہ خود نہ لکھتے تو شاید ہم اس بات تک نہ پہنچ پاتے مگر انہوں نے از قلم خود لکھ کر بتا دیا کہ اللہ نے ان کو کم عمری بمشکل 10 سال کی عمر میں وہ علمِ نافع اور علم لدُنّی عطا کر دیا جو کم کم نصیب ہوتا ہے۔

ایک مقام پر آپ قلمبند ہیں: میں نے ان جملہ علوم (نقلیہ وعقلیہ) کی بڑی بڑی کتابوں پر حواشی بھی لکھے ہیں حاشیہ نویسی کا سلسلہ زمانہ طالبِ علمی سے اب تک جاری ہے کیونکہ اس وقت (دوران طالب علمی) میرا یہ دستور رہا کہ جب کوئی کتاب پڑھی اگر وہ میرے ملک میں ہے (یعنی میری ذاتی ہے) تو اس پر حواشی لکھ دیے ، اگر کسی جگہ عبارت میں اعتراض ہو سکتا ہے تو اس جگہ حاشیے میں اعتراض لکھ دیا اور اگر کسی عبارت کا

مضمون پیچیدہ ہوا تو اس کی پیچید گی دور کر دی۔

حنفی اصول فقہ کی مشہور کتاب (مُصنّفہ مُحبّ اللہ قُدّس سرّہٗ) مسلّم الثبوت پر، صحیح بخاری کے نصف اول پر، صحیح مسلم اور جامع ترمذی پر، رسالہ قُطبیہ پر حاشیہ، امور عامہ پر اور شمس بازغہ پر اکثر حواشی اس وقت لکھے جبکہ طالب علمی کے زمانے میں اپنے سبق کے لیے مطالعہ کرتا تھا علاوہ ازیں تیسیر شرح جامع صغیر پر، شرح چغمینی اور تصریح پر، اقلیدس کے تین مقالوں پر اور الزیج الاجدپر اور علّامہ شامی کی رد المحتار پر بھی حواشی لکھے۔ جب پڑھنے سے فراغت پائی نصف شعبان 1286ھ میں میرا نام فارغ التحصیل علماء میں ہونے لگا۔(الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ از امام احمد رضا بحوالہ رسائل رضویہ جلد دوم مکتبہ حامدیہ، 1976 صفحہ309)

امام امام احمد رضا خان جیسے عالم بے بدل کہ جس نے 55 سال تک علم و عرفان کے ایسے دریا بہائے کہ قلم لکھتا چلا جائے مگر ان کے علم کے دریا خشک نہ ہوں گے یہی وجہ ہے کہ علمائے اہلسنّت کا ایک بڑا طبقہ پچھلے ڈیڑھ سو سال سے ان کے قلم سے نکلی ہوئی ہر ہر عبارت کو حُجت مانتا ہے۔ ان کے تمام فتاوی اور رسائل کی عبارتوں کو حق مانتا ہے اسی قلم سے نکلے ہوئے ایک عربی خطبے میں غَوثُ الاعظم کے فضائل ملاحظہ کریں اور دور حاضر کے ایک معترض مقام غوثِ اعظم کی عبارتوں کو پڑھیں فرق ظاہر ہو جائے گا کہ کہاں مقام غوثِ اعظم کا ادراک رکھنے والے کا قلم اور کہاں معترض کا بچکانہ قلم جس کو ابھی صدیاں درکار ہوں گی کہ امام احمد رضا کے قلم کی جولانیوں کو سمجھے ملاحظہ کریں مقام غَوثُ الاعظم:

لا سیّما علی ھذا الفردِ الفَرید، الغَوثِ المجید، الغَیثِ المجید، واھب النِّعم، سالب النِّقم، کاسبِ العَدَم، صاحبِ القَدَم، جود الجود، و کرم الکرم، ملاذ العرَب ومعاذِ العجم، مناح العَطایا، منّاع الرّزایا، القُطب الرَّبّانی، الغَوث الصَّمدانی، سیّدنا ومولانا أبی محمد عبد القادر الحَسنی الحُسینی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وأرضاہ، وجعل حِرزَنا فی الدَّارین.

(رسالہ أزھار الانوار من صبا صلوۃ الاسرار 1305 از امام احمد رضا خان ماخوذ فتاوی رضویہ (جلد 7 صفحہ 634 مطبوعہ لاہور)

یعنی، ایسا یکتا و منفرد، بزرگی والے غَوث، برکت دینے والی بارش، انعامات دینے والے، مصیبتوں کو ٹالنے

والے،عدم سے کمالات حاصل کرنے والے،اولیاء کی گردن پر قدم رکھنے والے، سخیوں کے سخی، کریموں کے کریم، عرب و عجم کی جائے پناہ، عطیات دینے والے، مصیبتوں کو دفع کرنے والے، قُطب ربانی، خدائی مددگار ہمارے آقا و مولی ابو محمد عبد القادر حَسنی و حُسینی وجیلانی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور انہیں اپنی رضا عطا فرمائے اور ان کو دونوں جہانوں میں ہمارے لیے محفوظ خزانہ بنائے (ایضاً)

چند فضائل سیّدنا غوثُ الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی بقلم رضا

اس میں شک نہیں کہ حضور پُرنور سیّدنا غَوثُ الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا مرتبہ بہت بلند اعلی و افضل ہے۔ غَوث اپنے دور میں تمام اولیاء عالم کا سردار ہوتا ہے اور ہمارے حضور (عبد القادر جیلانی) سیّدنا امام حسن عسکری رضی اللہ تعالی عنہ (ت260ہجری) کے بعد سے سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ کی تشریف آوری تک تمام عالم کے (فرشتوں،جنات وانسانوں) کے غَوث اور سب غَوثوں کے غَوث اور سب اولیاء اللہ کے سردار ہیں اور ان سب کی گردن پر ان کا قدم پاک ہے۔(فتاوی رضویہ جلد26صفحہ559مطبوعہ لاہور)

اور نظم میں یوں ارشاد فرمایا:

ملائک کے بشر کے جن کے حلقے تیری ضوماہ ہر منزل ہے یا غَوث
بُخارا و عراق و چِشت و اجمیر تیری لو شمع ہر محفل ہے یاغَوث
صحابیّت ہوئی پھر تابعیّت بس آگے قادری منزل ہے یا غَوث
مشائخ میں کسی کی تجھ پر تفضیل بحکمِ اولیاء باطل ہے یا غَوث
یہ چشتی ، سہروردی ، نقشبندی ہر ایک تیری طرف مائل ہے یا غَوث

افضل سلسلۂ طریقت بقلمِ رضا

بلا شبہ خاندان اقدس قادری(سلسلہ قادریہ) تمام (سلاسل کے)خاندانوں سے افضل ہے کہ حضور پُرنور سیّدنا غَوثُ الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ افضل الاَولیاء و امامُ العُرفا و سیّدُ الاَفراد و قُطب الارشاد ہیں مگر حاشاللہ کہ دیگر سلاسل حقّہ راشدہ (معاذاللہ) باطل ہوں یا ان میں بیعت ناجائز حرام ہو۔۔۔ ایسا کہنا خود

صریح باطل وغلو ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد26صفحہ568لاہور)

امام احمد رضا ایک اور مقام پر بھی خاندان قادریہ کو افضل ترین بتاتے ہوئے رقم طراز ہیں: ہمارے نزدیک خاندان عالی شان قادری سب سلاسل کے خاندانوں سے اعلیٰ وافضل ہے اور تبدیل شیخ بلاضرورتِ شرعیہ جائز نہیں آگے فرماتے ہیں اگر پیر سُنّی صحیح العقیدہ عالم ہے اور اس کا سلسلہ بھی متّصل ہے اور وہ فاسق نہیں تو اس سے دل رجوع نہ ہونا شیطانی وسوسہ ہے، توبہ کرے اور اس سے متعلق اپنا اعتقاد درست کرے۔ (فتاوی رضویہ جلد26صفحہ576-577)

محترم المقام حضرت علّامہ محمد ذُوالقَرنَین اصغر القادری رضوی مہتمم جامعہ اصغریہ قادریہ نے حال ہی میں اپنی ایک تصنیف "اَلْیَوَاقِیْتُ الْقَادِرِیَّۃُ فِیْ إِثْبَاتِ أَنَّ الْقُطبِیَّۃَ الْکُبْرٰی لِلْغَوث الْجِیْلِیْ مُسْتَمِرَّۃٌ حَتّٰی ظُھُوْرِ الْمَھْدِیْ" مسودہ فقیر کو دیا اور حکم دیا کہ اس پر تقریظ یا مقدمہ تحریر فرمادیں راقم نے عرض بھی کی کہ کہاں غَوث الاعظم کا مقام قُطبیّت کُبریٰ اور کہاں اس گنہگار کا قلم، وہ تو قُطبوں کے قُطب غَوثوں کے غَوث اور امام الاولیاء وقُطب الاَقطاب تا ظہور امام مہدی ہیں، لیکن آپ کے اصرار پر راقم نے حامی بھر لی۔

ان کی کتاب کے مسوّدے کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ ایک مفتی صاحب، جو ہومیوپیتھک ڈاکٹر بھی ہیں، انہوں نے سلسلہ قادریہ کے ایک ہزار سالہ پرانے اولیاءِ کاملین کے ایک متفقہ فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے سرکارِ بغداد، حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے منصبِ غَوثیّتِ کُبریٰ (اِلیٰ ظہورِ مہدی) کا نہ صرف انکار کیا، بلکہ درپردہ سلسلہ شاذلیہ کے بزرگ، غَوث زماں حضرت سیّدنا شیخ ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمہ کو حضور محبوبِ سبحانی، پیرانِ پیر دستگیر حضرت غَوثُ الثّقلَین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ پر فضیلت دینی چاہی ہے۔

وہ سلسلہ شاذلیہ کو تمام سلاسِل میں افضل سلسلہ بھی قرار دے رہے ہیں اور یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ اب جو بھی غَوث وقت آئے گا، وہ صرف سلسلہ شاذلیہ ہی سے ہوگا؛ اور اپنے ایک بیان میں یہ

دعویٰ بھی کر رہے ہیں کہ صرف شاذلی طریقت ہی لوگوں کو ڈائریکٹ (براہِ راست) اللہ تعالیٰ سے جوڑ دیتی ہے، اور یہ اعزاز کسی اور سلسلے والے کو حاصل نہیں، کیونکہ وہ مرید کو صرف پیر کی محبت سکھاتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ علّامہ ذُوالقَرنَین قادری صاحب نے اپنی کتاب کی ابتدا میں وجہِ تالیف بیان کرتے ہوئے (ہومیو) ڈاکٹر عالم کے حوالے سے بتایا کہ کتاب لکھنے کی اصل وجہ ان (ہومیو) ڈاکٹر کی کتاب کے چھٹے باب کے حوالے سے کئی عبارتیں پڑھنے کے بعد ان کا جواب لکھنا ضروری ہوا اس لیے ان کے اعتراضات کا جواب جو سرکار غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مقام غَوثیتِ کُبریٰ اور دیگر معاملات سے متعلق ہے لکھا ہے۔

محترم ذُوالقَرنَین قادری صاحب کا ایک اقتباس بڑا اہم ہے جو انہوں نے مخالفِ غوثِ اعظم کے لیے لکھا کہ (ہومیو) ڈاکٹر عالم کے بعض معتقدین اور شاگردوں کی طرف سے بالواسطہ یہ پیغام ملا کہ (ہومیو) ڈاکٹر صاحب نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا بلکہ انہوں نے تو صرف بزرگان دین کے اقوال (مخالفت مقام غوثیتِ کُبریٰ غوث الاعظم) لکھے ہیں، اس کا جواب دیتے ہوئے علّامہ ذُوالقَرنَین رقم طراز ہیں:

اگر بات واقعی ایسی ہوتی تو علماء مشائخ اور اس فقیر کو جواب لکھنے کی زحمت کیوں کرنی پڑتی لیکن افسوس کے معاملہ اس کے برعکس ہے۔

آگے مولانا ذُوالقَرنَین لکھتے ہیں: کیا بزرگان دین کے اقوال پیش کرنے کا یہی طریقہ ہے جو (ہومیو) ڈاکٹر نے طریقہ اپنایا ہے کہ پہلے بزرگان دین کے واضح ارشادات کی (از خود) تاویل کی جائے، ان کے (حقیقی) مفہوم کو رد کیا جائے، اپنا (خود ساختہ) نیا نظریہ پیش کیا جائے اور پھر کہا جائے کہ ہم نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا صرف بزرگان دین کے ارشادات نقل کیے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ (ہومیو) ڈاکٹر نے بزرگان دین کے ایک مسلّمہ نظریے کے خلاف (جو ۱۰۰۰ برس سے متفق علیہ چلا آرہا ہے) اپنا (خود ساختہ) نیا موقف اختیار کیا اور پھر اس موقف کے اثبات میں پورا ایک باب ششم قائم کر دیا۔

حضرت علّامہ ذُوالقَرنَین قادری رضوی صاحب نے موصوف (ہومیو) ڈاکٹر صاحب کی کتاب کا بغور مطالعہ کیا اور وہ مُصنّف سے اچھی طرح واقف بھی ہیں اور پھر تعجب کے ساتھ ان کے غلط نظریے کا تعاقب فرمارہے ہیں ایک جگہ وہ تعاقب کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

موصوف (ہومیو ڈاکٹر) نے کسی بھی غَوثُ الزّمان کا حضور غَوث پاک (شیخ عبدالقادر جیلانی) سے حصول فیض کی نفی میں ایک قاعدہ قائم کیا کہ غَوثِ زمانہ اللہ عزّوجلّ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوازندہ یافوت شُدہ ولی کا محتاج نہیں ہوتا کہ غَوثِ زماں جسے چاہے ولی بنادے یا معزول کردے۔(صفحہ 361)

لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ موصوف (ہومیو ڈاکٹر) چند ہی صفحات کے بعد اپنے ہی قائم کردہ اس قاعدے سے (جو اوپر بیان ہوا) کو فراموش کر بیٹھے (کہ نہ تو کوئی غَوث قیامت تک غَوثُ الاَعظم رہے گا اور نہ وہ کسی کو ولی بنا سکتا ہے یا معزول کر سکتا ہے) اور خود ہی حضور سیّدنا امام شاذلی رضی اللہ تعالی عنہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:-

قُطب الاَقطاب (غَوثُ الاَغواث) امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ اب قیامت تک جتنے غَوث ہونگے وہ آپ ہی کی طریقت پر چل کر مرتبہ غَوثیّت پائیں گے اور آپ ہی کی دعا کی برکت سے مرتبۂ غَوثیّت پائیں گے۔(صفحہ 369)۔۔۔!!!

راقم کے نہ صرف علم میں یہ بات آئی بلکہ ایک فتویٰ نما عبارت مجھے ملی جو شیخ طریقت خلیفۂ مفتی اعظم ہند حضرت علّامہ مولانا عبد الہادی قادری نوری رضوی (مقیم حال مدینہ منوّرہ) مقیم ساؤتھ افریقہ نے موصوف (ہومیو ڈاکٹر) کے متعلق اپنی خلافت قادریہ رضویہ نوریہ واپس لینے کا اعلان کیا کہ جو شخص سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی وِلایتِ کُبریٰ قُطب الاِرشاد کا منکر ہو جائے تو اس سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں اس لیے حضرت نے ان سے علیحدگی کا اعلان فرمادیا۔

اس کا اقتباس ملاحظہ کریں:

موصوف (ہومیو ڈاکٹر) کے نزدیک سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا زمانہ غَوثیّتِ کُبریٰ ان کے وصال 561 ہجری کے بعد ختم ہو چکا۔

موصوف کے نزدیک تا ظہور امام مہدی اب اولیاء دیوان کا سربراہ سلسلہ شاذلیہ سے ہو گا اور وہی غَوثیّتِ کُبریٰ کے مقام پر فائز ہو گا

سلسلہ عالیہ قادریہ کی بنیاد ہی حضور غَوثُ الاعظم کی سچی محبت تعظیم اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالی عنہ کے نقش قدم پر استوار ہے لہٰذا مسلکِ حق کی صیانت اور مسلمانوں کو فکری انتشار و فتنہ سے بچانے کے لیے اس خلافت کی تنسیخ کا اعلان ناگزیر ہے لہذ آج 17 صفر المظفر 1448 ہجری یکم اگست 2026 سے موصوف مفتی (ہومیو ڈاکٹر) شاذلی صاحب کا مجھ سے میرے سلسلے سے یا میری دی ہوئی کسی بھی اجازت و خلافت سے کوئی تعلق نہیں ہے نہ وہ میرے سلسلے میں کسی کو مرید کرنے یا کسی اور کو اجازت و خلافت دینے کے مجاز ہیں۔ (خلفیۂ مفتی اعظم ہند فقیر عبدالہادی، ڈربن، ساؤتھ افریقہ)

قارئین کرام! راقم نے اس کے علاوہ انڈیا، پاکستان کے کئی علماء و مشائخ کے ویڈیو کلپ (ہومیو ڈاکٹر) کے خلاف اسی موضوع پر خود سنے ہیں سب کا یہی موٴقف ہے کہ موصوف نے یہ جو کچھ لکھا یہ خود ساختہ ہے اور نہ ان سے پہلے کسی مُحقّق نے یہ جُرأت گُستاخی کی اور نہ شاید کوئی آئندہ حضور سیدنا غَوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی بارگاہ میں ایسی گُستاخی کی جرأت کر سکے گا لیکن موصوف نے اللہ کے اس ولی کامل سے جنگ کا اعلان کیا ہے جس کے لاکھوں معترف پہلے رہے اور ہزاروں آج بھی عُلماء مشائخ ان کی شان اور منصب غَوثیّتِ کُبریٰ کے معترف ہیں اور تا ظہور مہدی تمام کامل علماء و مشائخ ان کی عظمت کے معترف رہیں گے۔

سیّدنا امام احمد رضا خان محمدی سُنّی حنفی قادری بریلوی علیہ الرحمہ جو چودھویں صدی کے سب سے بڑے عالم مفتی فقیہ مُحدِّث مفسّر اور شیخ طریقت تھے اور مجدِّد وقت تھے ان کا یہ فیصلہ آج بھی سر تسلیم ہے کہ

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

عزیزی و مُحبّی گرامی القدر محترم المقام حضرت علّامہ مولانا مفتی ذُوالقَرنَین اصغر القادری رضوی

دامت برکاتہم العالیہ نے موصوف (ہومیو ڈاکٹر) کو سمجھانے کے لیے تقریباً 350 صفحات میں بیسیوں کتابوں اور کابر اولیاء عظام کے اقوال نقل کر کے ان کو حقیقی تصویر دکھائی ہے اگر وہ موصوف ان باتوں کو سمجھ لیتے ہیں تو اچھی بات ہے ورنہ سیّدنا غَوثُ الاَعظم سے الجھنے والوں کا انجام ہم نے دنیا میں دیکھا ہے تاریخ میں تو بہت سارے واقعات ہیں مگر اس دنیا میں بھی ہم نے کئی لوگوں کو ان سے جنگ کرتے دیکھا اور ان کا انجام بھی دیکھا۔ دعا کر سکتا ہوں کہ کاش حضرت ذوالقرنین کے دلائل موصوف پر اثر کر جائیں اور وہ رجوع کریں اور اعلیٰ حضرت کے صرف چند اشعار کے معنی اچھی طرح سمجھ لیں:-

تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی قُطب خود کون ہے خادم تیرا چیلا تیرا
سُکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں خِضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رُتبہ تیرا
یہ چشتی سہروردی نقشبندی ہر ایک تیری طرف مائل ہے یا غَوث
صحابیّت ہوئی پھر تابعیّت بس آگے قادری منزل ہے یا غَوث

راقم محترم المقام حضرت علّامہ ذُوالقَرنَین قادری رضوی کو بروقت اتنا مفصّل اور دلائل کے ساتھ اس رسالے کی تکمیل پر مبارکباد پیش کرتا ہے اللہ تعالی ان کی اس کوشش کو قبولِ بارگاہ بنائے اور موصوف ڈاکٹر کو عقل سلیم عطا کر کے حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وجہِ تالیف
میں نے یہ کتاب کیوں لکھی؟

حضور سیّدُنا شیخُ الإسلام والمسلمین، إمامُ الفریقَین ،مُعلِّم الطّرفَین ، غَوثُ الثّقلَین سُلطانُ العَارفِین، صاحبُ القَدم علی رِقابِ الأولیاء، قدوۃُ الأولیاء العَارفِین الأکابر، عَلَمُ الطّریقۃ، رُکنُ الشّریعۃ، شیخُ الشُّیوخ، أستاذُ أربابِ الوجود، فردُ الأفراد، غَوثُ الأغواث، غَوثُ الأعظم سیّدنا محبوب سبحانی، غَوث صمدانی، قُطب ربّانی أبو محمد محی الدّین عبد القادر الجیلانی الحَسَنی و الحُسَینی قَدّس اللہُ روحَہ ونوّرَ ضریحَہ کی شانِ اقدس میں جتنی کُتب تصنیف کی گئی ہیں، شاید ہی کسی اور ولیٔ کامل کی شان میں اتنی کثرت سے لکھی گئی ہوں۔ اکابر اولیاء، صوفیاء عظام اور علماء اعلام نے اپنے اپنے انداز میں آپ کے فضائل، مناقب اور مقاماتِ عالیہ کو قلم بند کیا۔ جس نے جو لکھا، محبت، ادب اور عقیدت کے ساتھ لکھا۔

اتنی ساری کُتُب کے بعد فقیرِ قادری کو مزید کچھ لکھنے کی حاجت نہ تھی، مگر ایک ایسی بات سننے میں آئی جس نے دل کو رنجیدہ بھی کیا اور حیران بھی، کہ شیطان اہلِ علم پر کس کس انداز سے حملہ کرتا ہے، اور ان حملوں میں ایک خطرناک حملہ "علم کا تکبّر" بھی ہے۔

برادرِ مکرم واستاذ الاساتذہ، مُصنّف کُتُبِ کثیرہ حضرت علّامہ مفتی محمد افضل امجدی زِید شرفہٗ سے معلوم ہوا کہ اہلسنّت ہی کے ایک ڈاکٹر صاحب نے حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ اِلیٰ ظہور مہدی رضی اللہ عنہ کا انکار کرتے ہوئے اس موضوع پر مستقل بحث قائم کی ہے۔ موصوف کی ایک PDF فائل فقیر کے مطالعہ میں آئی۔ اسے پڑھ کر دل کو شدید صدمہ پہنچا۔ بعد ازاں ڈاکٹر صاحب نے ایک کتاب بنام "سیرتِ غوثُ الاَغواث سیّدنا امام ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ" تحریر کی اور اس کے چھٹے باب میں اس کو شامل کیا۔

ڈاکٹر صاحب نے تقریباً ایک سو تیس صفحات اس دعویٰ پر سیاہ کیے جس کا مفہوم و خلاصہ یہ نکلتا

ہے کہ حضور سیّدنا غوثِ اعظم حضرت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ صرف اپنے زمانے کے غَوثِ اعظم تھے، اب ان کے پاس غَوثیّتِ کُبریٰ کا مقام نہیں۔

سرکار غوثِ اعظم کے وصال کو تقریباً نو صدیاں گذر چکی ہیں مگر فقیر کی نظر میں ایسا کوئی ولی نہیں جس نے یہ کہا ہو کہ اب سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، غوثِ اعظم نہیں رہے یا ان کے پاس اب غَوثیّتِ کُبریٰ بالأصالہ کا منصب نہیں رہا۔

شیخ سعدی فرماتے ہیں:

ہر کسے را نتواں گفت کہ صاحبِ نظر است عشق بازی دِگر و نفس پرستی دِگر است

ہر شخص کے لئے نہیں کہہ سکتے کہ وہ صاحبِ نظر ہے عشق کی راہ الگ ہے اور نفس پرستی کی راہ الگ۔

غَوثِ زماں و قُطب کبیر، امام العاشقین سیّدنا شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عُلومُ النَّظرأوهامٌ إذا قُرِنَتْ بعلوم الإلهام (اليواقيت والجواهر صفحه 37)

یعنی، علومِ نظریہ محض اوہام ہیں، مگر جب علومِ الہام کے ساتھ مل جائیں۔

کیونکہ عقل، قیاس اور ذہنی استدلال خطا کر سکتے ہیں، اس لیے مجرد نظری استدلال کو "وہم" فرمایا گیا، لیکن جب اسی کے ساتھ الہامِ الٰہی کی روشنی شامل ہو جائے تو پھر یہی چیز صاحبِ کشف و معرفت کے لیے یقین کا درجہ اختیار کر لیتی ہے۔

امام المکاشفین سیّدنا ابنِ عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: إيّاك أن تقنعَ فی باب مَعرفةِ الله بِدُون الكَشف. (الیواقیت، صفحہ 37)

یعنی: اس بات سے بچو کہ معرفتِ الٰہی کے باب میں کشف کے بغیر قناعت کر لو۔

امام اہلسنّت واقفِ اسرارِ حقیقت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"آدمی اگرچہ کتنا ہی بڑا عالم زاہد کامل ہو اس پر واجب ہے کہ ولی عارف کو اپنا مُرشِد بنائے بغیر اسکے ہر گز چارہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 21، صفحہ 463)

تصوّف کی دو حقیقتیں ہمیشہ پیشِ نظر رہنی چاہئیں:

۱۔ علمِ باطن و معرفت کی تعریف جاننا۔

۲۔ علمِ باطن و معرفت کا حامل ہونا۔

جاننے اور ہونے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مثلاً غَوث، قُطب اور اَبدال کی تعریفات جان لینا الگ چیز ہے، جبکہ حقیقتاً غَوث، قُطب یا اَبدال کے مرتبے پر فائز ہونا بالکل الگ چیز ہے

الغرض! ڈاکٹر موصوف کو چاہیے تھا کہ اکابر اولیاء کی اتباع میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کو بیان کرتے، مگر بد قسمتی سے انہوں نے انکارِ افضلیّت اور انکارِ قُطبیّتِ کُبریٰ الیٰ ظہورِ المہدی کی بحث میں اتنے سارے صفحات سیاہ کر ڈالے۔

﴿ڈاکٹر صاحب کی کتاب کے بابِ ششم پر فقیر کی گزارشات﴾

نوٹ﴾ ہمیں ڈاکٹر صاحب کے بعض معتقدین اور شاگردوں کی طرف سے بالواسطہ یہ پیغام ملا کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا، بلکہ انہوں نے تو صرف بزرگانِ دین کے اقوال ہی پیش کیے ہیں!

فقیر عرض کرتا ہے کہ اگر بات واقعی ایسی ہی ہوتی، تو علماء، مشائخ اور اس فقیر کو جواب لکھنے کی زحمت ہی کیوں اٹھانی پڑتی؟

لیکن افسوس کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔

ڈاکٹر موصوف نے ان بزرگوں اور مشائخ کے اقوال کی اپنی طرف سے تاویلیں کیں اور انہیں رد کیا، جن کے کلام میں سرکار غَوثُ الاَعظم رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ تا ظہورِ امام مہدی کا اثبات موجود ہے۔

کیا بزرگانِ دین کے اقوال پیش کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ پہلے ان کے واضح ارشادات کی تاویل کی جائے، ان کے مفہوم کو رَدّ کیا جائے، اپنا ایک نیا نظریہ قائم کیا جائے، اور پھر یہ کہا جائے کہ ہم نے تو اپنی طرف

سے کچھ نہیں کہا، صرف بزرگانِ دین کے ارشادات نقل کیے ہیں؟

اگر بزرگوں کے اقوال جس طرح انہوں نے ارشاد فرمائے تھے، اسی طرح، ان کے اصل مفہوم کے ساتھ نقل کر دیئے جاتے، تو آج یہ نوبت ہی کیوں آتی؟

خلاصہ یہ ہے کہ ڈاکٹر موصوف نے بزرگانِ دین کے ایک مُسلّمہ نظریے کے خلاف ایک نیا موقف اختیار کیا، اور پھر اس موقف کے اثبات میں پورا ایک باب قائم کر دیا۔

حالانکہ یہ نہ کُفر و ایمان کا مسئلہ تھا، نہ ضروریاتِ دین میں سے؛ پھر آخر ایسی بحث چھیڑنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟

امامِ اہلسنّت، سیّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ تقریباً سوا سو سال پہلے مشائخِ کرام کے اقوال کی روشنی میں اس باب کی وضاحت فرما چکے تھے۔ اور یہ ایک ایسا باب تھا جسے ہمارے اکابر نے اپنے علم و بصیرت سے طے فرما دیا تھا۔ معلوم نہیں ڈاکٹر موصوف کو کیا ضرورت محسوس ہوئی کہ اس بحث کو دوبارہ اٹھایا، اور پھر اس کے خلاف اپنا ایک نیا نظریہ بھی قائم کر لیا۔

اب جبکہ علماء و مشائخ اس موقف پر علمی جواب دے رہے ہیں، تو انہیں "انتشاری" قرار دیا جا رہا ہے اور خاموشی کی تلقین کی جا رہی ہے۔

فقیر کی مؤدبانہ گزارش ہے کہ یہ نصیحت ذرا خود ڈاکٹر موصوف کی کتاب کے چھٹے باب تک بھی پہنچائی جائے۔

سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے مشائخ عظام کے کلام کی روشنی میں واضح فرمایا کہ قُطب اور قُطب الاَقطاب دو الگ الگ مراتب ہیں۔ ہر قُطب اپنے زمانے کا سردار ہوتا ہے، مگر قُطب الاَقطاب بمعنی اول یعنی غَوثُ الاَغواث کہ زمانوں کے غَوثوں کا غَوث ہو، غَوثوں کو غَوثیّت اس کی عطا سے ملتی ہو اور غَوث اپنے اپنے دَور میں اسی کی نیابت سے غَوثیّت کرتے ہوں، وہ سیّدنا امام حسن (عسکری) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضور پُرنور محی الشّریعۃ والطّریقۃ والحقیقۃ والدّین ابو محمد ولی الاَولیاء، امامُ الاَفراد،

غَوثُ الاغواث، غَوثُ الثَّقلَین، غَوثُ الکل، غوثِ اعظم سیّد شیخ عبد القادر حَسنی حُسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور تا ظہور سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مرتبہ عظمیٰ اسی سرکارِ غَوثیّت بار کے لئے رہے گا(فتاویٰ رضویہ، جلد28، صفحہ 374)

جبکہ ڈاکٹر موصوف نے امامِ اہلسنّت رحمۃ اللہ علیہ کے اسی مؤقف کو، جو مشائخ کرام کے کلام سے مؤید ہے، رَدّ کر دیا ہے۔

فقیر کی نہایت مخلصانہ گزارش ہے کہ ڈاکٹر موصوف اپنے اس مؤقف پر از سرِ نو غور فرمائیں، اور اپنی کتاب کے چھٹے باب سے اس نظریے کو نکال دیں اور اپنے مؤقف سے رجوع فرمالیں۔

یہ بات بھی پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ یہ مسئلہ ضروریاتِ دین میں سے نہیں۔ لہٰذا اپنے مؤقف پر نظرِ ثانی کی جائے، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ بزرگانِ دین، مشائخ کرام اور سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مؤقف کو قبول کر لینا ہی درست، زیادہ محتاط، زیادہ باوقار اور اہلِ علم کے شایانِ شان ہے۔

اور ایک بات ڈاکٹر صاحب سے دل کی گہرائی سے عرض ہے:

لوگ کیا کہیں گے، اس کی فکر نہ کیجیے۔ اہلِ علم سے علمی میدان میں خطا ہو سکتی ہے؛ یہ انسانی کمزوری ہے۔ لیکن اپنی خطا محسوس ہونے کے بعد اس سے رجوع کر لینا کمزوری نہیں، بلکہ علم، دیانت اور حق پسندی کی علامت ہے۔ لوگ اگر یہ کہیں کہ "دیکھیے! ڈاکٹر صاحب کو اپنی رائے سے رجوع کرنا پڑ گیا" تو انہیں کہنے دیجیے۔ کل یہی لوگ یہ بھی کہیں گے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی علمی وجاہت سے زیادہ حق کو اہمیت دی اور اپنی رائے کے بجائے اکابر کے مؤقف کو ترجیح دی۔ یہی تو اہلِ علم کا حُسن ہے کہ وہ اپنی ذات کو حق کا معیار نہیں بناتے، بلکہ جب حق ان پر واضح ہو جائے تو اپنی رائے کو حق کے تابع کر دیتے ہیں۔ اور خصوصاً جب معاملہ سرکار غَوثُ الاعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت، قدمِ مبارک اور غَوثیّتِ کُبریٰ جیسے باب سے متعلق ہو تو احتیاط، ادب اور رُجوع کا راستہ ہی زیادہ سلامتی والا ہے۔

تاریخِ اہلِ حق میں ایسے مواقع آئے ہیں جب اہلِ علم و مشائخ نے اپنی سابقہ رائے یا قول یا خیال

سے رجوع کیا، تو یہ ان کی کمزوری نہیں بلکہ ان کے اخلاص، تواضع اور حق پسندی کی دلیل بن گیا۔ خاص طور پر قدمِ غوثِ اعظم کے بارے میں چند ایک مشائخ کو کچھ خدشات گزرتے ہی وِلایت سلب ہوئی، لیکن توبہ کی تو سَلَب شُدہ مقام و مرتبہ دوبارہ ملا!

لہٰذا فقیر کی یہ گزارش و جواب کسی شخص کو زیر کرنے کے لیے نہیں، بلکہ ایک علمی موقف کی اصلاح اور ادبِ اکابر کی حفاظت کے لیے ہے۔

ڈاکٹر صاحب! ابھی بھی وقت ہے۔ اپنی کتاب کے اس باب پر دوبارہ نظر ڈال لیجیے۔ ان شاء اللہ دل گواہی دے گا کہ اس مقام پر اکابر کے موقف کے خلاف رائے قائم ہو گئی ہے، لہٰذا بلا تامل رجوع فرما لیجیے۔ یقین جانیے، اس سے آپ کی علمی قدر کم نہیں ہو گی؛ بلکہ اہلِ انصاف کے نزدیک آپ کی قدر و منزلت میں اضافہ ہی ہو گا۔

ورنہ جس نے انکار کیا اور اسی پر قائم رہا، اس کا انجام بہت بُرا ہوا۔ نَعوذُ بِاللہ مِن ذٰلِك

وقت کے غَوث کی گُستاخی

ابنِ سَقا بڑا عالم تھا۔ اس نے کہا: "میں اس غَوث سے ایک مشکل سوال کروں گا جس کا وہ جواب نہ دے سکے گا۔" بظاہر یہ صرف ایک سوال تھا، لیکن حقیقت میں یہ اپنے علم پر غرور، ولیِ کامل کو عاجز سمجھنے، اور اللہ والے کے مقابل آنے کی جسارت تھی۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب بندوں کے ساتھ یہ طرزِ تکبّر پسند نہ آیا۔

چنانچہ غَوثِ وقت نے سوال سنے بغیر ہی فرمایا: "یہ رہا تیرا سوال، اور یہ اس کا جواب۔ اور میں تیرے باطن میں کُفر کی آگ بھڑکتی دیکھ رہا ہوں۔" بعد ازاں وہ ایک عیسائی عورت کے عشق میں مبتلا ہوا، دین سے پھر گیا اور مرتد ہو کر مرا۔

یہ واقعہ اہلِ بصیرت کے لیے بڑی عبرت رکھتا ہے۔ جب وقت کے غَوث کے مقابل محض علمی غُرور کا یہ انجام ہو سکتا ہے، تو پھر ہر اس شخص کو اپنے انجام سے کس قدر ڈرنا چاہیے جو غَوثوں کے غَوث،

سیّدُ الاولیاء، محبوبِ ربّانی کے مقامِ عظمت کا انکار کرے اور اپنے ناقص استدلال کو اکابر امت کے ذوقِ معرفت پر ترجیح دینے لگے۔

اسی لیے میرے امام نے فرمایا:

الاماں قہر ہے اے غوث وہ تیکھا تیرا — مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا
قہر کہ اب چند مخالف تیرے — چاہتے ہیں کہ گھٹا دیں کہیں پایہ تیرا
عقل ہوتی تو خُدا سے لڑائی لیتے — یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

سیّدی اعلی حضرت فرماتے ہیں: "یہ ضرور ہے کہ ہر شخص اپنی سرکار کی بڑائی چاہتا ہے مگر من و تو، زید و عمرو کے چاہے کچھ نہیں ہوتا، چاہنا اس کا ہے جس کے ہاتھ میزانِ فضل ہے۔ غلبۂ شوق اور چیز ہے اور ثبوتِ دلائل اور۔" (فتاویٰ رضویہ جلد 28 ص 363)

مزید ارشاد فرماتے ہیں: "ایک تو مقبولانِ بارگاہِ احدیّت میں اپنی طرف سے ایک کو افضل اور دوسرے کو مفضول نہ بتائے، کہ فضل تو اللہ کے دستِ قدرت ہے، جسے چاہے عطا فرمائے۔"

دوسرے یہ کہ جب دلیلِ مقبول سے ایک کی افضلیّت ثابت ہو تو اس میں اپنے نفس کی خواہش، ذاتی تعلق، نسب، نسبتِ شاگردی یا مریدی وغیرہ کو اصلاً دخل نہ دے۔ فضل ہمارے ہاتھ میں نہیں کہ اپنے مشائخ و اکابر کو ہر حال میں دوسروں سے افضل ثابت کریں۔ جسے اللہ نے افضل فرمایا وہی افضل ہے، اگرچہ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہ ہو، اور جسے مفضول رکھا وہی مفضول ہے اگرچہ ہمارے سب علاقے اس سے ہوں۔ یہی اسلامی شان ہے اور مسلمانوں کو اسی پر قائم رہنا چاہیے۔ اکابر خود رضائے اِلٰہی میں فنا تھے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے ان سے افضل فرمایا، کیا وہ اس پر خوش ہوں گے کہ ان کے متوسّل انہیں اس سے افضل قرار دیں؟ حاشا للہ! بلکہ وہ سب سے پہلے اس پر ناراض اور سخت غضبناک ہوں گے، تو کیا فائدہ کہ اللہ عزّوجلّ کی عطا کا خلاف کیا جائے اور اپنے اکابر کو بھی ناراض کیا جائے۔ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ، جلد 8، صفحہ 368)

اب جبکہ ڈاکٹر موصوف یہ جسارت کر چکے اور سیّدنا امام شاذلی رضی اللہ عنہ کی تفضیل بر غوث الثّقلین

رضی اللہ عنہ کرنا چاہی اور اسے مستقل کتابی صورت بھی دے چکے، تو کیا واقعی یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ سیّدنا شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ اس طرزِ تحریر سے راضی ہوں گے؟

غَوث زماں حضرت سیّدنا شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کی ناراضگی سے خُدا کی پناہ! اور پھر اس سے بڑھ کر غَوثُ الاَغواث، غَوثُ الثّقلَین، سیّدُ الاولیاء، امامُ الاکابر، قُطب الاَقطاب سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ناراضگی کا کیا عالم ہو گا؟ العیاذُ باللہ!

چونکہ اس موضوع میں ڈاکٹر صاحب نے سیّدی اعلیٰ حضرت اور دیگر مشائخ کی مخالفت کی، اس لیے ضروری ہوا کہ اس کا جواب دیا جائے۔

نوٹ لطف کی بات یہ ہے کہ کتاب کے ٹائٹل پر ڈاکٹر صاحب کے بڑے بڑے القابات میں سے ایک لقب "آفتابِ قادریت" اور دوسرا "ماہتابِ رضویت" لکھا ہوا ہے۔ حالانکہ اس باب میں نہ وہ سرکار غوثِ اعظم کی غَوثیّتِ کُبریٰ "اِلیٰ ظہور المہدی" کو مانتے ہیں، نہ سرکار غوثِ اعظم کے سلسلہِ عالیہ قادریہ کو افضل تسلیم کرتے ہیں، اور نہ ہی غَوثیّتِ کُبریٰ کے اس باب میں سیّدی اعلیٰ حضرت کی تحقیق کے قائل ہیں۔ بلکہ پہلے وائرل پی ڈی ایف میں اعلیٰ حضرت کی تحقیق کو (نام لئے بغیر) "خود ساختہ" اور بعد ازاں "بے دلیل" کہہ کر رد کر دیا۔

چونکہ ڈاکٹر موصوف بخوبی جانتے ہیں کہ ان کی کتاب اُردو میں ہے اور بالخصوص پاک وہند اور بالعموم پوری دنیا میں سرکار غوثِ اعظم اور سیّدی اعلیٰ حضرت کی نسبت ہی سے عزّت ملتی ہے، اس لیے انہوں نے اپنے القاب میں "آفتابِ قادریّت"، "مہتابِ رضویّت" لکھوایا ہو گا تاکہ عوام یہ سمجھے کہ یہ قادریہ رضویہ سلسلے کے بہت بڑے معتقد ہیں، (ہونگے مگر اس باب میں نہیں) تو انہوں نے ضرور غوث پاک اور اعلیٰ حضرت ہی کی شان بیان کی ہو گی۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ: شہد دکھائے، زہر پلائے"

چنانچہ فقیرِ قادری نے اپنے آقا و مولیٰ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ

اِلیٰ ظہور المہدی کے متعلق یہ چند صفحات رقم کیے، اس امید پر کہ سگانِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ میں اس مسکین کا نام بھی شامل ہو جائے۔

مَن کہ سگ باشم زِ کوئے تو کُجا بیروں رَوَم
چوں یقیں دانم کہ سگ را نیز وجہِ نان توئی

(اعلیٰ حضرت)

یعنی، میں کہ تیرے کوچے کا کتا ہوں۔ تیرے در کو چھوڑ کر کہاں جاؤں! جبکہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ کتے کی روٹی کی وجہ آپ ہی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کا دعویٰ ڈاکٹر صاحب نے اپنے اس دعوے پر تقریباً ۱۳۰ صفحات سیاہ کیے ہیں (نوٹ ڈاکٹر صاحب نے خود بھی اپنے نظریے کے مخالفین کے لئے اپنی کتاب میں بعینہٖ یہی لفظِ سیاہ لکھا ہے ملاحظہ کریں صفحہ ۴۶۰) جسکا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ حضور سیّدنا غوثِ اعظم، پیرانِ پیر دستگیر رضی اللہ عنہ صرف اپنے زمانے کے غوثِ اعظم تھے، اور اب ان کے پاس غَوثیّتِ کُبریٰ کا مقام و منصب باقی نہیں رہا۔

130 صفحات کا خلاصہ

ڈاکٹر صاحب نے جن ایک سو تیس صفحات میں اشکالات و اعتراضات کے انبار لگائے اور خود ہی خود ساختہ نتائج اخذ کیے، فقیر ان کی طویل تفصیلات میں جائے بغیر ان کا لُبِّ لُباب قارئین کے سامنے رکھتا ہے، تاکہ ہر ذی شعور خود اندازہ کر سکے کہ موصوف سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی افضلیّت اور سیادت کے کس حد تک مخالف ہیں۔

موصوف لکھتے ہیں:

۱۔ اگر کوئی کہے کہ فلاں عظیم ولی (وائرل pdf میں سرکار غوثِ اعظم کے نام کی صراحت ہے) کے بعد قُطبیّتِ کُبریٰ کا منصب کسی کی طرف منتقل نہ ہوا بلکہ امام مہدی سے قبل جتنے غَوث آئیں گے وہ سب اسی عظیم ولی کے نائب ہوں گے ہم جواب میں کہتے ہیں تمہارا یہ دعویٰ درست نہیں۔ (صفحہ 371)

۲۔ فوت شُدہ بزرگ غَوثیّتِ کُبریٰ کے منصب پر فائز نہیں رہتا۔(صفحہ 344)ڈاکٹر صاحب کی مراد واضح ہے چونکہ سرکار غَوث پاک رضی اللہ عنہ وصال فرما چکے ہیں لہذا آپ غَوثیّتِ کُبریٰ کے منصب پر اب فائز نہیں۔

۳۔ ہر زمانے کا قُطب یا غَوث ہی اپنے زمانے کا قُطب الاَقطاب یا غوثِ اعظم ہوتا ہے (صفحہ 355) ڈاکٹر صاحب کی مراد واضح ہے کہ غوثِ اعظم کالقب سرکار غوثِ اعظم کا مخصوص اور مستقل لقب نہیں۔

۴۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کوئی ایک دو ہی بزرگ ایسے گزرے ہیں جو شیخُ الکُل تھے مگر علماء کی عبارت سے ظاہر ہے کہ ہر زمانے کا غَوث اپنے زمانے میں شیخ الکل ہوتا ہے(صفحہ 358)

نوٹ: یہ بھی سیّدی اعلیٰ حضرت کے اس فرمان کے خلاف ہے جس میں آپ نے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو شیخُ الکُل لکھا۔

۵۔ تمہارے دعویٰ کی شرعی دلیل کیا ہے؟یعنی کون سی آیت یا حدیث میں وارد ہوا کہ اب فلاں عظیم ولی ہی امام مہدی تک غوثِ اعظم ہیں(صفحہ 376)

نوٹ اس عبارت میں بھی واضح ہے کہ ڈاکٹر موصوف عظیم ولی سرکار غوثِ اعظم کی الی ظہور المہدی منصبِ غَوثیّت کو تسلیم نہیں کرتے۔

۶۔(حصولِ فیض کے لیے) کسی "خود ساختہ غَوثوں کے غَوث " کے واسطہ کی کوئی حاجت نہیں(ملخصاً صفحہ 376)

۷۔ غَوثیّتِ عظمیٰ کا منصب بعض مخصوص افراد کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ ہر زمانہ کا غوثِ اعظم جب انتقال کر جاتا ہے تو اس کی غَوثیّتِ عظمیٰ تمام تر ذمہ داریوں کے ساتھ اگلے زندہ غَوث کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔(صفحہ 369)

مراد واضح ہے یعنی سرکار غوثِ اعظم اب غَوثیّتِ کُبریٰ کے منصب پر فائز نہیں۔

۸۔ بعض حضرات کے نزدیک غَوث ایک الگ مرتبہ ہے اور غوثِ اعظم ایک الگ مرتبہ ہے یا بعض علماء نے مستقل غَوث یا ذیلی غَوث کا فرق کیا ہے (میری) اس عبارت سے اس فرق کی بھی نفی ہو گئی کہ بعض

مستقل غوث ہوتے ہیں اور بعض غیر مستقل، کیونکہ حدیث شریف اور اُمّت کے معتبر علماء کے کلام میں ایسی کسی بات کا ذکر نہیں ملتا۔ ہاں! بعض متأخّرین نے یہ فرق کرنے کی کوشش کی ہے مگر یہ فرق رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے عمومی مفہوم اور تصریحاتِ علماء کے صریح خلاف ہے۔ لہٰذا ایسا فرق بے دلیل ہے اور اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (صفحہ 350)

نوٹ یہ فرق سیّدی اعلیٰ حضرت نے بزرگوں کے اقوال کی روشنی میں کیا ہے ڈاکٹر موصوف نے اعلیٰ حضرت کا نام لیے بغیر، بعض متأخّرین کہہ کر پہلے (وائرل pdf میں خود ساختہ) اور بعد ازاں (کتاب میں) بے دلیل کہہ کر رد کر دیا۔

یہ ہے ڈاکٹر موصوف کے ان ۱۳۰ صفحات کا "خراشہ" جسے فقیر نے اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی انہوں نے کئی اعتراضات کیے ہیں جن کے جوابات فقیر نے اپنی اس کتاب میں تفصیلاً قلمبند کر دیے ہیں۔

یہ جسارت کیوں؟ ایک بڑا سوال! ممکن ہے کسی قاری کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ کیا ڈاکٹر موصوف اولیاءِ کرام اور ان کی شان ہی کے منکر ہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ جی نہیں! موصوف سنّی، رضوی اور باقاعدہ صاحب سلسلہ بھی ہیں۔ مگر اس مسئلے میں انہوں نے نہ صرف سیّدی اعلیٰ حضرت کی مُحقّقانہ رائے کی واضح طور پر مخالفت کی، بلکہ اعلیٰ حضرت کا نام لیے بغیر ان کی تحقیق کو پہلے "خود ساختہ" اور بعد ازاں "بے دلیل" قرار دے دیا۔

ڈاکٹر موصوف کی اس جرأت اور بے باکی کی وجہ سے خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند شیخ الاسلام حضرت علّامہ پیر عبد الہادی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ان کی خلافت کو منسوخ فرما دیا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ایسا کیوں کیا گیا؟ اتنا بڑا دعویٰ اور ایسی جسارت کیوں اختیار کی گئی؟ اس کی بنیادی وجہ بظاہر یہ ہے کہ موصوف اپنے سلسلہ یعنی سلسلۂ شاذلیہ کو تمام سلاسل پر فضلیت دینا چاہتے ہیں۔ اور در پردہ اپنے شیخِ سلسلہ غوث زماں حضرت سیّدنا شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کو حضور سیّدنا محبوبِ

سبحانی، قُطب ربانی، پیرانِ پیر، سرکارِ بغداد رضی اللہ عنہ پر ترجیح دینا مقصود رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر موصوف نے اپنی کتاب کا نام ہی سیرتِ غوثُ الاغواث رکھا یعنی جتنے غَوث ہیں ان سب کے غَوث حضرت سیّدنا امام شاذلی رضی اللہ عنہ ہیں اور آگے آپ پڑھیں گے کہ موصوف نے سلسلہ شاذلیہ کو ہی سب سے افضل سلسلہ قرار دیا ہے۔

نوٹ موصوف نے کسی بھی غَوث زماں کا حضور غَوث پاک رضی اللہ عنہ سے حصولِ فیض کی نفی میں ایک قاعدہ قائم کیا کہ: (موجودہ) غَوث زمانہ اللہ عزّوجلّ اور رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی زندہ یا فوت شُدہ ولی کا محتاج نہیں ہوتا.... (موجودہ) غَوث زماں جسے چاہے ولی بنادے یا معزول کر دے۔

(صفحہ 361)

اس قاعدے کا واحد مقصد یہی نظر آتا ہے کہ کوئی شخص حضور غَوث پاک رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ اعتقاد نہ رکھے کہ آپ کسی کو قُطب یا غَوث بنا سکتے ہیں۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ موصوف چند ہی صفحات کے بعد اپنے ہی قائم کردہ اس قاعدے کو فراموش کر بیٹھے، اور خود ہی حضور سیّدنا امام شاذلی رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھ دیا کہ: قُطب الاَقطاب سیّدنا امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ، کہ اب قیامت تک جتنے غَوث ہوں گے وہ آپ ہی کی طریقت پر چل کر مرتبہ غَوثیّت پائیں گے اور آپ ہی کی دعا کی برکت سے مرتبہ غَوثیّت پائیں گے۔ (صفحہ 369)

اب سوال یہ ہے کہ اگر وصال شُدہ غَوث کا دوسرے کی غَوثیّت میں کوئی دخل نہیں ہوتا، تو پھر یہاں یہ "استثناء" کیوں؟ موصوف نے یہ بھی لکھا کہ سیّدنا شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ اس سے مستثنیٰ ہیں!

اگر یہی سوال ہم موصوف سے کریں کہ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کے لیے یہ استثناء قرآن و حدیث کی کس نص سے ثابت ہے؟ یا اس دعویٰ پر کن جمہور اَولیاء کا اِجماع ہے؟ کیا موصوف اس کی کوئی ایک دلیل قران وحدیث یا اِجماع اَولیاء سے پیش کر سکتے ہیں؟

حاصلِ کلام گویا موصوف کا یہ خود ساختہ اُصول و قاعدہ دنیا کے ہر ولی اور بالخصوص غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے لیے تو نافذ ہے، مگر سرکارِ امام شاذلی رضی اللہ عنہ کے لیے یہ اُصول نہیں! اس جیسے علمی تعصُّب اور فکری تضاد کی وجہ سے ہمیں قلم اُٹھانا پڑا، ورنہ کیا ضرورت تھی ایک ایسے موضوع پر لکھنے کی جسے ہمارے امام آج سے تقریباً سوا سو سال قبل حل فرما چکے تھے اور دہائیوں تک اس پر کوئی بحث و مباحثہ نہیں ہوا، لیکن ڈاکٹر موصوف کو نہ جانے کیا سوجھی کہ دوبارہ اس پر نئی بحث چھیڑ کر اُمت میں انتشار پیدا کرنا چاہا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں، تمام اولیاء کرام بالخصوص سیّد الاَولیاء سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بے ادبی سے محفوظ فرمائے، آمین۔

فقیرِ قادری محمد ذُوالقَرنَین اصغر القادری رضوی

الحمدُ لله المتوحّد بِالأُلوهية والكمال والعَظمةِ والسُّلطان، الذى أحيى بذكره قُلوب أوليائِه، وجَعلَها مَطالع شُمُوس المعارف، وأكرمهم بالكرامات السّنية والقُرب، وجعل منهم قُطباً وغَوثاً وبدلاً وإماماً وفَرداً ووَتداً، وجعلَ الشّيخَ عبد القادر قُطبَ الإرشاد بالأصالة، وسيّدَ جميع أوليائه. والصّلاةُ والسّلامُ على القُطب الأعظم لِرُسُل الكِرام، المُختارِ من جميعِ الأنام، المبعُوثِ إلى كافّةِ الخَلقِ، والهَادى مِن ظُلماتِ الكُفر إلى نورِ الإسلام، وعلى آله الأطهار وأصحابه الغُرّ الكِرامِ، ومِن ذرّيّتِهِ الكريمةِ ابنِه الكريم الغَوثِ الأعظم السيّدِ الشّريف عبدِ القادر القُطبِ الأكبر، المستمرّ فى قُطبيّتِه إلى ظهورِ المَهدِى الأكرمِ.

حمد وصلاۃ کے بعد

اللہ سُبحانہ و تعالیٰ نے نظامِ کائنات کو اسباب کے تحت رکھا ہے اور بہت سے اُمور فرشتوں کے سپرد فرمائے ہیں، مثلاً کسی کے ذمّے پانی برسانا، کسی کے ذمّے ہوا چلانا اور کسی کے ذمّے رزق پہنچانا وغیرہ۔ (بہارِ شریعت)

چنانچہ حدیث شریف میں ہے: إِنَّ لله مَلَائِكَةً مُؤَكَّلِيْنَ بِأَرْزَاقِ بَنِي آدَمَ. (کنزالعمال)

یعنی، بیشک اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو بنی آدم کے رزق پر مقرر ہیں۔

غرض یہ کہ دنیا کے نظام میں اللہ ربّ العزّت نے ملائکہ کو اپنے حکم کے تحت مختلف اُمور کی انجام دہی پر مامور فرمایا ہے، اگرچہ ہمیں ان کی کیفیت کا مشاہدہ نہیں ہوتا، کیونکہ یہ ایک تکوینی اور باطنی نظام ہے۔

اسی طرح اہلِ سنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے کچھ خاص بندوں (اَقطاب و اَغواث و اَبدال وغیرہم) کو اس عالم میں تصرف کا اختیار عطا فرمایا ہے، مشیّتِ الٰہی سے بے شمار اُمور میں ان کی برکت اور

ان کے تصرفات سے بہت کچھ ہوتا ہے۔ چونکہ یہ معاملات بھی اُمورِ باطن سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے عام بندے اس کا ادارک نہیں کرسکتے، مگر چونکہ احادیث میں اس بارے میں بتایا گیا ہے اولیاء اللہ نے اس کی تصدیق فرمائی ہے اس لئے مکلّف کو انکار کی گنجائش نہیں۔

﴿اَقطاب واَبدال﴾

مُسند امام احمد بن حنبل میں ہے: ذُكِرَ أَهْلُ الشَّامِ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَهُوَ بِالْعِرَاقِ، فَقَالُوا: الْعَنْهُمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: لَا، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: الْأَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ، وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا، كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللهُ مَكَانَهُ رَجُلًا، يُسْقَى بِهِمُ الْغَيْثُ، وَيُنْصَرُ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ، وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ.

(مسند أحمد بن حنبل، جلد 2، صفحہ 221، مؤسّسة الرسالة، بیروت)

یعنی، حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے پاس اہلِ شام کا ذِکر کیا گیا حالانکہ آپ عراق میں تھے، انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین انہیں لعنت فرمایئے، تو آپ نے فرمایا: نہیں بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اَبدال شام میں ہوں گے، وہ چالیس مرد ہیں، جب ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا مقرر فرمادیتا ہے، ان کے ذریعے بارش برسائی جاتی ہے، ان کے ذریعے دشمنوں پر مدد کی جاتی ہے، اور ان کی وجہ سے اہلِ شام سے عذاب دُور کیا جاتا ہے۔

اسی طرح "تاریخ دمشق" میں ہے: عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: بُدَلَاءُ أُمَّتِي أَرْبَعُونَ رَجُلًا، اثْنَانِ وَعِشْرُونَ بِالشَّامِ وَثَمَانِيَةَ عَشَرَ بِالْعِرَاقِ، كُلَّمَا مَاتَ مِنْهُمْ وَاحِدٌ أَبْدَلَ اللهُ مَكَانَهُ آخَرَ، فَإِذَا جَاءَ الْأَمْرُ قُبِضُوا.... فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَقُومُ السَّاعَةُ

(تاریخ دمشق، جلد 1، صفحہ 291، دار الفکر، بیروت)

یعنی، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری اُمت کے بُدَلاء (ابدال) چالیس مرد ہیں، ان میں سے بائیس شام میں اور اٹھارہ عراق میں ہوتے ہیں، جب ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ اس کی جگہ دوسرا مقرر فرمادیتا ہے، اور جب امر (قیامت) آجائے تو سب کی

روح قبض ہو گی..... اور اس وقت قیامت قائم ہو جائیگی۔

علّامہ شامی علیہ الرحمہ کا فرمان خاتم المُحقّقین، علّامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: الأبدالُ أربعونَ رجلاً، لكُلّ واحدٍ منهم درجةٌ مخصوصةٌ، يَنطبقُ أوّلُ دَرجَاتِهم على آخر درجاتِ الصّالحينَ، و آخرُها على أوّلِ درجة القُطب، كُلّما مات واحدٌ منهم أبدلَ اللهُ مكانَه مَن يَليه ممّن هو دونَه، ويَظهرُ البدلُ فى كلّ من هُو أدنىٰ درجةٌ منه، حتى يَدخلَ فى أوّل دَرجَاتِهم واحدٌ مِن الصّالحين فيَنخرطُ فى سِلك الأبدال، ولا يَزالُ عدَدُهم كاملاً حتى إذا جاء أمرُ السّاعِة قُبِضوا جميعاً كما جاء فى الخبر. (إجابة الغَوث، صفحه 36، مكتبه القاهره، مصر)

یعنی، اَبدال چالیس مرد ہوتے ہیں، ان میں سے ہر ایک کا ایک مخصوص مقام و مرتبہ ہوتا ہے۔ ان کے ابتدائی درجات صالحین کے آخری درجات پر منطبق ہوتے ہیں (یعنی اَبدال کا ابتدائی مقام، صالح بندے کے آخری مقام کے برابر ہوتا ہے)، اور ان کا آخری درجہ قُطب کے ابتدائی درجہ کے برابر ہوتا ہے (یعنی جہاں اَبدال کے درجات کی انتہا ہوتی ہے وہاں قُطب کے درجات کی ابتدا ہوتی ہے)۔

جب ان میں سے کوئی فرد وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اس سے قریبی اور اس کے ماتحت افراد میں سے کسی کو مقرر فرما دیتا ہے، اور اس سے ادنیٰ درجے والوں میں اس کا ظہور ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ صالحین میں سے کوئی شخص اَبدال کے ابتدائی درجے پر فائز ہو کر ان کے سلسلے میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس طرح اَبدال کی یہ تعداد ہمیشہ مکمل یعنی چالیس رہتی ہے، یہاں تک کہ جب قیامت کا وقت آتا ہے تو وہ سب کے سب وفات دئے جاتے ہیں، جیسا کہ خبر میں وارد ہوا ہے۔

نکتہ ایک حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ چالیس (40) اَبدال شام میں ہونگے دوسری روایت میں آیا ہے کہ بائیس (22) شام اور اٹھارہ (18) عراق میں ہونگے۔

اس کا جواب ہمارے بزرگوں نے یہ دیا ہے کہ اَبدال چالیس ہی ہونگے ان میں سے کچھ ملک شام میں رہتے ہیں اور کچھ عراق میں لیکن ان کا مرکز یعنی ہیڈ کوارٹر ملک شام ہی ہے اور دنیا میں کہیں پر بھی یہ

جاسکتے ہیں۔(مرآۃ المناجیح)

الغرض چالیس اَبدال ہیں، ان میں سے جب کسی کا وصال ہوتا ہے تو عالمِ ظاہر میں وہ منصب خالی ہو جاتا ہے۔ اس منصب کو مکمل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس اَبدال کے نیچے جو اس سے کم درجے کا اَبدال ہے اسے ترقی دے کر وہ منصب عطا کیا جاتا ہے پھر اس کی جگہ اس سے نیچے والے کو پھر اس کے نیچے والے کو یہاں تک کہ آخری اَبدال کی جگہ کسی عبد صالح کو اَبدال کا رتبہ دیا جاتا ہے۔

مقصدِ عبارت ہماری اس تحریر کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اس نظامِ عالم میں کچھ خاص اللہ کے بندے ہیں جن کا وجود ہے جنہیں ایک خاص مقام بھی حاصل ہے اور ایسے لوگ قیامت تک رہیں گے جنہیں دنیا کے معاملات میں تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے اور ان سب سے بڑا رُتبہ و اختیار قُطب کے پاس ہوتا ہے کیونکہ قُطب کا مرتبہ ان سب سے بڑا ہوتا ہے جیسا کہ علّامہ شامی علیہ الرحمہ نے اَبدال کی بحث میں لکھا ہے کہ:

آخِرُھَا علٰی أوّلِ درجۃِ القُطبِ

یعنی، ان میں سے آخری درجہ والا قُطب کے پہلے درجہ پر ہے۔

یعنی، مطلب یہ ہے کہ جہاں اَبدالوں کے مقام کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے قُطب کے مقام کی ابتداء ہوتی ہے۔

قُطب کون ہوتا ہے؟

علّامہ شامی فرماتے ہیں: وھو فی اصطلاحِھم الخَلیفۃُ البَاطن وھو سیّدُ أھلِ زمانہٖ أکملُ النّاس مُتمکّنٌ فی مقَام الفَردیۃ تدُورُ علیہ أحوالُ الخَلق. (اجابۃ الغوث، صفحہ 29)

یعنی، صوفیاء و عارفین کی اصطلاح میں قُطب سے مُراد وہ باطنی خلیفہ جو اہلِ زمانہ کا سردار اور کامل انسان ہوتا ہے جو مقام فردیّت پر متمکّن ہوتا ہے اور مخلوق کے احوال اس کے اِرد گرد گھومتے ہیں۔

علّامہ شامی علیہ الرحمہ نے صوفیاء کی اصطلاح کا ذِکر فرمایا، ظاہر ہے یہ صوفیاء میں متعارف ایک

مقام و مرتبہ کا نام ہے تو اس کے لئے صوفیاء کی اصطلاح کا ذِکر کیا جائے گا۔ چنانچہ قُطب وہ کامل ولی ہوتا ہے جو باطن میں تمام اولیاء پر خلیفہ اور سردار مقرر ہوتا ہے اور وہی اپنے وقت میں مقامِ فردیّت پر متمکّن ہوتا ہے یعنی اکیلا ایسا شخص ہے جس کی بارگاہ میں مخلوق کے احوال پیش ہوتے ہیں اور وہ ربّ کی عطا سے جو چاہے کرتا ہے اسے اختیار حاصل ہوتا ہے۔

علّامہ شامی علیہ الرحمہ شیخ کاشانی علیہ الرحمہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: وأما قُطب بالنّسبة إلى ما فى عَالَم الشّهادة مِن المخلوقاتِ يَستخلفُ بدلاً عنه عند مَوتِه من أقرب الأبدال منه فحينئذٍ يقومُ مقامَه۔ (اجابۃ الغوث صفحہ ۳)

یعنی، اور رہا وہ قُطب جو اس عالمِ شہادت (ظاہری دنیا) کے اندر جو مخلوقات (ہیں) اس کی نسبت سے قُطب ہوتا ہے وہ اپنی وفات کے وقت اَبدال میں سے جو اس کے زیادہ قریب ہوتا ہے اس کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کر جاتا ہے اور پھر وہی اَبدال اس قُطب کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔

﴿قُطب کے وصال پر دوسرے قُطب کا مُقرر ہونا﴾

جیسا کہ ذِکر ہوا کہ عالمِ شہادت (عالمِ ظاہر) یعنی اس دنیاوی ظاہری زندگی میں، جب وقت کا قُطب یا غَوث وصال فرما جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا قُطب یا غَوث مقرر کیا جاتا ہے، کیونکہ قُطب وقت کا دنیاوی معاملات میں تصرف کرنے کے لیے اس عالمِ ظاہر میں وجودِ عنصری کے ساتھ موجود ہونا ضروری ہوتا ہے۔

چنانچہ سیّد المکاشفین حضرت محی الدّین ابن عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ومِن شَرطه أن يكونَ ذَا جسمٍ طبيعيٍّ و روحٍ و يكونَ مَوجوداً فى هذه الدّار الدّنيا بجسَدِه و حَقيقتِه فلا بدّ أن يكونَ موجوداً فى هذه الدّار بجسَده و رُوحِه" (الیواقیت والجواہر، صفحہ 338، علمیہ)

یعنی، قُطبِ وقت کے لیے شرط ہے کہ وہ طبیعی جسم اور روح کا حامل ہو، اور اس دارِ دنیا میں اپنی جسمانی حقیقت کے ساتھ موجود ہو، لہٰذا قُطب وقت کا اس دنیا میں اپنے جسم و روح کے ساتھ موجود ہونا

ضروری ہے اور ہم بھی اسی کے قائل ہیں کہ دنیاوی ظاہری زندگی میں قُطب وقت کا زندہ ہونا ضروری ہے۔

خیال رہے کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اگرچہ عالمِ ظاہر میں اپنے وجودِ عنصری کے ساتھ موجود نہیں، مگر آپ کی باطنی قُطبیّت و غَوثیّت کا منصب بدستور آپ ہی کے پاس ہے، اور تا قُربِ قیامت یعنی ظہورِ سیّدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ تک یہ عظیم منصب آپ ہی سے متعلق رہے گا۔

لہٰذا وقت کے ظاہری قُطب و غَوث کا بدلنا، سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ کے منافی نہیں، کیونکہ یہ دونوں منصب اپنے اپنے اعتبار سے جُداگانہ حیثیت رکھتے ہیں، جس کی تفصیل ان شاءاللہ تعالیٰ آگے آئے گی۔

انتہائی اہم بحث

قُطب کی تعریف اور اس کے اختیارات کے متعلق مختصر بحث سمجھنے کے بعد یہ اہم اور بنیادی نکتہ ذہن نشین کر لینا نہایت ضروری ہے، کیونکہ اسی سے غفلت انسان کو لغزش میں ڈال دیتی ہے۔

اور ڈاکٹر موصوف نے اسی نکتے کو خود ساختہ اور بے دلیل قرار دے کر رَدّ کر دیا، اور یہی چیز انہیں اس پوری بحث میں اضطراب و اشکال کی طرف لے گئی۔

یہ نکتہ امامِ اہلسنّت سیّدی اعلیٰ حضرت، قاضی القُضاۃ قاضی ثناءاللہ پانی پتی، شیخ محقّق سیّدی الشاہ عبدالحق مُحدّث دہلوی، امام عبدالرزاق کاشانی، عارف باللہ سیّدی شاہ ابوالحسین نوری اور دیگر اکابر کی کُتُب سے مستفاد ہوتا ہے، بلکہ حدیث شریف کی شرح میں خاتم المُحقّقین علّامہ شامی علیہ الرحمہ کے کلام سے بھی یہی نکتہ مستفاد ہوتا ہے (کہ قُطب کی ایک تقسیم استخلافاً بھی ہے)۔

لیکن ڈاکٹر موصوف نے سیّدی اعلیٰ حضرت کا نام لیے بغیر، شاید اس اندیشے سے کہ اہلِ سنّت یہ سوال نہ اُٹھائیں کہ "اعلیٰ حضرت نہ سمجھ سکے اور آپ سمجھ گئے؟" یہ لکھ دیا کہ: بعض مُتاخّرین نے یہ فرق کرنے کی کوشش کی ہے، مگر یہ فرق رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف کے عمومی مفہوم اور

تصریحاتِ علماء کے صریح خلاف ہے لہذا ایسا فرق بے دلیل ہے اور اس کا کوئی اعتبار نہیں۔(صفحہ 350)

حیرت ہے! ڈاکٹر موصوف کے نزدیک حضرت مُجدِّد الف ثانی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شاہ ابوالحسین نوری، سیّدی اعلیٰ حضرت، علّامہ شامی وغیرہم جیسے علماء ربّانیین معتبر نہیں! تو پھر نہ جانے معتبر علماء کون ہیں؟

آخر موصوف نے اتنی بڑی جرأت کیوں کی کہ ان اکابر کو "غیر معتبر" قرار دیا، اور قُطب کی تعریف میں ان کے بیان کردہ فرق کو غلط ٹھہرایا؟

صرف اس لیے کہ اس فرق کو مان لینے سے ان کا مدّعا باطل ہو جاتا ہے، اور ان کی پوری قائم کردہ تحقیق کی عمارت ایک ہی جملے سے زمین بوس ہو جاتی، نیز سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی "قُطبیّتِ کُبریٰ اِلیٰ ظُھورِ المَھدی" ثابت ہو جاتی، اور یہ بات موصوف کو گوارا نہیں۔

لہٰذا انہوں نے ان معتبر اکابر کو "بعض مُتأخّرین" کہہ کر، اور ان کے اقوال کو پہلے "خود ساختہ" اور بعد میں "بے دلیل" قرار دے کر ان کی تحقیق رَدّ کر دی، جس میں ان حضرات کی تنقیص بھی لازم آتی ہے۔۔۔ مگر موصوف کو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

اگر ڈاکٹر صاحب کو سیّدی اعلیٰ حضرت کی تحقیق پسند نہ تھی تو یہ لکھتے کہ سیّدی اعلیٰ حضرت کی تحقیق یہ ہے لیکن اس بارے میں میری اپنی الگ رائے ہے۔ مگر پہلے "خود ساختہ" اور بعد میں "بے دلیل" کہہ کر رَدّ کرنا بے ادبی اور بزرگوں کی توہین ہے۔

ڈاکٹر موصوف نے کہا کہ معتبر علماء کے کلام اور احادیث میں یہ فرق مذکور نہیں، اور یہ اُصول یاد نہ رہا کہ: عَدمُ الذِّکر لَیسَ ذکرُ العَدم (فتاویٰ رضویہ، جلد 20، صفحہ 557)

چونکہ یہ مسائل تصوّف سے تعلق رکھتے ہیں، اس لیے:

اوّلاً: ان کے لیے صریح احادیث سے ثبوت ہمیشہ ضروری نہیں ہوتا۔

ثانیاً: "عدمِ ذکر" کا مطلب "ذکرِ عدم" نہیں ہوتا؛ یعنی اگر کسی چیز کا ذکر حدیث شریف میں نہ

ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ چیز موجود ہی نہ ہو۔

ثالثاً: نہ جانے ڈاکٹر صاحب کے نزدیک معتبر علماء سے مراد کون ہیں؟ اگر بقول ڈاکٹر موصوف کے، تصوّف کے اس مسئلے میں حدیث ہی دلیل ہے تو پھر سب سے پہلے موصوف اپنی کتاب اور بالخصوص اس کے چھٹے باب کو سمندر برد کر دیں، ورنہ حدیث شریف سے یہ ثابت کر کے دکھائیں کہ: بار بار جو غَوث الاَغواث اور قُطب الاَقطاب کے القاب انہوں نے استعمال کیے ہیں، احادیث کی کون سی کُتُب میں مذکور ہیں؟ ڈاکٹر کی کئی باتیں اور دعوے حدیث شریف کی کسی بھی کتاب سے ہرگز ثابت نہیں! ورنہ ڈاکٹر موصوف بتائیں جو انہوں نے لکھا ہے کہ:

1۔ "کتنے غَوث ایسے ہوئے جن کے بارے میں ثابت ہے کہ انہیں براہِ راست اللہ عزّوجلّ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے غَوثیّت عطا فرمائی گئی۔ قُطب الاَقطاب، غَوثُ الاَغواث امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ اس کی زندہ مثال ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے غَوثیّت کے مرتبہ پر فائز کیا گیا۔" (صفحہ 371)

کیا ڈاکٹر موصوف اس دعویٰ پر حدیث پیش کر سکتے ہیں؟

2۔ ایک اور جگہ ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں: عقل سلیم رکھنے والا ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ شاذلی طریقت ہی سب سے افضل ہے۔۔۔! (بعض کا دعویٰ ہے ان کا سلسلہ افضل ہے لیکن) دیگر سلاسل بعض جُزوی اعتبارات سے افضل ہیں مگر امام شاذلی کی طریقت مجموعی اعتبار سے افضل ہے۔ (صفحہ 480، 481)

کیا ڈاکٹر موصوف اس دعویٰ کو حدیث کی کسی بھی کتاب سے قیامت تک ثابت کر سکتے ہیں؟ اپنی کتاب میں بار بار غَوث پاک کی افضلیّت پر "دلیلِ سمعی" کا مطالبہ کرنے والا اُصول، اس جگہ کہاں گیا؟ حالانکہ شاذلی بزرگ، شیخ محمد فاسی شاذلی نے سلسلہ شاذلیہ پر جو کتاب لکھی ہے، اس کے آخر میں واضح اور واشگاف الفاظ میں لکھا: لَیس مُرادِی بتَفضِیلِ الطّریقةِ الشّاذلیّةِ علی أنّها أفضلُ مِن جَمیعِ الطُرُقِ حَاشا و کَلّا

یعنی، میں نے جو طریقہ شاذلیہ کی تفضیل میں کتاب لکھی ہے، میری مراد یہ ہر گز نہیں کہ طریقہ شاذلیہ تمام طریقوں سے افضل ہے، حاشا و کلّا!

شیخ محمد فاسی شاذلی علیہ الرحمہ نے لفظ "حاشا و کلّا" لکھ کر اپنی بات کو خوب پختہ کیا کہ نہ سلسلہ شاذلیہ کبھی دوسرے سلاسل سے افضل ہوا ہے اور نہ ایسا ہو گا، کیونکہ "حاشا و کلّا" سختی سے کسی بات کے انکار کے لیے لایا جاتا ہے۔

حاشا وکلّا کی لُغوی تحقیق

حاشا اور کلّا کے مختلف معانی ہیں، اور جب یہ دونوں بطورِ مُرکب استعمال ہوں تو اس کا مطلب ہوتا ہے کسی بات کا سختی سے انکار کرنا۔ چنانچہ "مُغنی اللّبیب عن کُتُب الأعاریب" میں ہے: حَاشا: "والصّحیحُ أنها اسمٌ مرادفٌ للبَراءةِ، وزَعمَ بعضُهم أنها اسم فعلٍ بمعنی اتبرّأُ أو بَرئتُ" (جلد2، صفحہ 253)

یعنی، صحیح یہ ہے کہ یہ (حاشا) براءت (بے تعلقی وبیزاری) کا ہم معنی اسم ہے۔ اور بعض کا گمان ہے کہ یہ اسم فعل ہے جس کا معنی ہے "میں بیزار ہوتا ہوں" یا "میں بری ہوا"۔

کلّا: "حرفٌ معناه الرّدعُ والزّجرُ۔" (جلد3 صفحہ 60)

یعنی، کلّا ایک ایسا حرف ہے جس کا معنی الرَّدعُ (باز رکھنا، روکنا) اور والزَّجرُ (ڈانٹنا، جھڑکنا اور سختی سے منع کرنا) ہے۔

لہذا، جب ان دونوں الفاظ کو ایک ساتھ ملا کر لکھا جائے تو اس کا مفہوم بنتا ہے: "میں اس چیز، قول یا فعل سے مکمل طور پر بیزار ہوں، براءت کا اظہار کرتا ہوں اور اس سے سختی سے منع کرتا ہوں"۔

"فرہنگِ آصفیہ" میں لکھا ہے: "حاشا و کلّا" عربی ہے، حرفِ تردید ہے۔ پہلی بات کا رَدّ کرنے یا قسمیہ انکار کرنے کے واسطے بولتے ہیں، یعنی ہر گز ہوا ہے نہ ہو گا۔ (جلد2، صفحہ 154)

لہذا ڈاکٹر موصوف کا یہ دعویٰ کہ "سلسلہ شاذلیہ مجموعی طور پر افضل ہے" خود اپنے شاذلی

بزرگ کے بھی بالکل خلاف ہے اس لیے موصوف کم از کم اپنے شاذلی بزرگ کے اس فرمان کو ہی تسلیم کرلیں۔

3۔ ڈاکٹر موصوف ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ: "امام مہدی رضی اللہ عنہ سلسلہ شاذلیہ سے ہوں گے!" (صفحہ 502)

ڈاکٹر موصوف تو بار بار حدیث کا حوالہ طلب کرتے ہیں، ذرا یہ بتائیں کہ حدیث کی کون سی کتاب میں یہ روایت آئی ہے کہ (ایک ایسا وقت آئے گا جب سلسلہ شاذلیہ جاری ہو گا اور بالآخر امام شاذلی رضی اللہ عنہ کے) اس سلسلے میں امام مہدی منصبِ غوثیت پر فائز ہوں گے؟

اتنا بڑا دعویٰ؟ یاللعجب! اس لیے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کی آمد کی بشارت تو صحیح احادیث سے ثابت ہے، مگر کسی ایک روایت یا حدیث میں کہیں بھی یہ مذکور نہیں کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا تعلق بالخصوص سلسلہ شاذلیہ سے ہو گا۔

﴿قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾

ترجمہ: تم فرمادو، پیش کرو اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔

4۔ ایک جگہ اور موصوف اس سے بھی بڑا دعویٰ کر بیٹھے چنانچہ لکھتے ہیں: سیّدنا امام مہدی جو آخری زمانے میں پیدا ہونگے ان کا وِلایت میں رُتبہ ایسا ہی ہو گا جیسا سیّدنا امام ابوالحسن شاذلی کا ہے۔ (صفحہ 660)

بتایئے یہ دعویٰ حدیث شریف کی کونسی کتاب میں ہے؟ ڈاکٹر صاحب ان جیسے اُمور میں حدیث شریف کا مطالبہ کرتے ہیں اور دوسروں پر محبت کے غُلو کا الزام لگاتے ہیں مگر خود جو چاہیں دعویٰ کریں وہ سب جائز ہے!

5۔ کتاب میں دیوانِ صالحین کا ذِکر، غوثیتِ عُظمیٰ کا ذِکر، قُطبیّتِ کُبریٰ کا ذکر، قُطبِ مدار، اسی طرح یہ لکھنا کہ غوثیتِ کُبریٰ اور غوثیتِ عُظمیٰ ایک ہی مرتبے کے دو نام ہیں وغیرہ وغیرہ (اس کے علاوہ بھی کئی مثالیں ہیں لیکن فقیر اختصار سے کام لیتا ہے) ڈاکٹر موصوف نے اس طرح کی باتیں اور عبارتیں لکھیں سوال یہ ہے

کہ یہ سب حدیث شریف میں کہاں وارد ہیں؟اور ڈاکٹر موصوف نے کہیں پر بھی ان باتوں کو حدیث شریف سے ثابت نہیں کیا، مگر جب سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی افضلیّت اور قُطب کی دو قسموں کی بات آئی تو حدیث کا مطالبہ کر دیا۔ اس دوہرے معیار کو کیا نام دیا جائے!

6۔ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

قُطب کبیر مُجدِّد امام جلال الدین سیوطی شاذلی رضی اللہ عنہ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو زمانے کا غَوث یا قُطب ہوتا ہے، وہ وہی شخص ہوتا ہے جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل پر ہوتا ہے۔(صفحہ 340)

ہم یہ پوچھتے ہیں کہ حدیث شریف میں تو اس کی کوئی وضاحت نہیں فرمائی گئی کہ وہ شخص جس کا دل قلبِ اسرافیل علیہ السلام پر ہو، وہی وقت کا غَوث و قُطب ہوتا ہے۔ یہاں تو ڈاکٹر موصوف نے خود لکھا کہ " مجدِّد امام سیوطی کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے "یعنی امام سیوطی علیہ الرحمہ کی یہ وضاحت منظور ہے، لیکن جب مجدِّد دین و ملّت، جامعِ شریعت و طریقت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء و مشائخ قُطبیّت کی دو قسمیں (اَصالتاً اور نائباً) بیان کریں، تو یہ علماء ان کے نزدیک غیر معتبر اور ان کی تحقیق بے اصل و بلا دلیل ٹھہرتی ہے؟ اور اس کے لیے حدیث کا مطالبہ داغ دیا جاتا ہے؟ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

اسے بُغض سرکارِ غَوثیّت، بُغضِ قادریّت اور بُغضِ رضویّت، نہ کہیں تو اور کیا کہیں؟

قُطب کی دو صورتیں

غَوث و قُطب کے مقرر ہونے کے سلسلے میں پہلے یہ سمجھ لیں کہ خلافت کی دو قسمیں ہیں:

1۔ خلافتِ ظاہری 2۔ خلافتِ باطنی

خلافتِ ظاہری سے مراد خلیفۂ اسلام ہونا ہے، جبکہ خلافتِ باطنی سے مراد غَوث یا قُطب کے منصب پر فائز ہونا ہے۔

اس پر تو ڈاکٹر موصوف کو بھی اتفاق ہے، لیکن اہم نکتہ و فرق جسے وہ تسلیم نہیں کرتے، یہ ہے

کہ: خلافتِ باطنی دو طرح کی ہوتی ہے:

1۔ مستقلاً (اَصالۃً) 2۔ اِستخلافاً (نیابۃً)

حدیث شریف میں اَبدال کے متعلق فرمایا گیا: "كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللهُ مَكَانَهُ رَجُلاً"

(مسند احمد، جلد2، صفحہ 231)

یعنی، جب کوئی اَبدال (یا قُطب) وصال کرتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا مقرر کر دیا جاتا ہے۔

خاتم المحقّقین علّامہ شامی اس کے تحت فرماتے ہیں: "وأما القُطبُ بالنسبة إلى مَا فى عالَم الشّهادةِ من المخلوقاتِ يَستخلفُ بدلاً عنه عند مَوته مِن أقربِ الأبدال منه فحينئذٍ يقومُ مقامَه" (اجابۃ الغوث، صفحہ 3)

یعنی، وہ قُطب جو اس عالمِ شہادت (ظاہری دنیا) کی مخلوقات کی نسبت سے قُطب ہوتا ہے، وہ اپنی وفات کے وقت اَبدال میں سے اپنے قریب ترین درجے والے کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کرتا ہے پس وہی اس کا قائم مقام یعنی نائب بن جاتا ہے۔

نکتہ لفظِ "يَستخلفُ" یعنی اسے اپنا خلیفہ و جانشین بناتا ہے جو يَقومُ مقامَه (اس کا قائم مقام یعنی نائب بن جاتا ہے۔) اور یہی "نیابت" اور قُطب کی دوسری تقسیم ہے، معلوم ہوا کہ ایک قُطب نائباً ہوتا ہے۔

نوٹ قُطب حقیقتاً ربّ تعالیٰ بناتا ہے مگر ایک قُطب و غَوث وہ ہوتا ہے جسے براہِ راست یہ مرتبہ عطا کیا جاتا ہے، اور دوسرا وہ جسے کسی کی نیابت و وکالت میں مقرّر کیا جاتا ہے۔

لہٰذا وہ غَوث و قُطب جو براہ راست تقرّر ہوتا ہے، وہ مستقل و بالاَصالہ غَوث ہے، اور جسے کوئی قُطب اپنا جانشین مقرر کرے یا اس کی جگہ مقرّر ہو وہ نائب اور قائم مقام غَوث ہے۔

چنانچہ جامع شریعت، واقفِ اسرارِ طریقت سیّدی اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: "اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم.... پھر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری رضی

اللہ تعالیٰ عنہ تک یہ تمام حضرات مستقل غَوث ہوئے۔ امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے۔ ان کے بعد سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستقل غَوث، حضور تنہا غَوثیّتِ کُبریٰ کے درجہ پر فائز ہیں۔" (ملفوظات شریف، حصہ اول، صفحہ 71، مکتبۃ المدینہ)

یعنی، مَولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے لے کر امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ تک یہ تمام حضرات مستقل غَوث رہے، جبکہ ان کے درمیان جتنے غَوث وقُطب ہوئے وہ نائب و قائم مقام رہے۔

اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور سیّدنا قاضی الاسلام حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رضی اللہ عنہ نے لکھا: ایں منصب بوی (غَوث الثقلَین) متعلق شُد، صاحب ای منصب عالی را "امام" و "قُطب الإرشاد بالأصالة" نیز خوانند۔ (السیف المسلول، صفحہ 229)

یعنی، یہ منصب (غوثیت) حضرت غَوث الثّقلَین کے ساتھ متعلق ہوا اور اس منصبِ عالی کے حامل کو امام اور قُطب الإرشاد بِالأصالہ (یعنی مستقلاً) کہتے ہیں۔

مُفسّرِ قرآن علّامہ سیّد شہاب الدین محمود آلوسی بغدادی علیہ الرحمہ قُطب اور قُطب الاَقطاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: أن القُطبَ قد یکونُ مِن غیرهم لکنّ قُطبَ الأقطابِ لا یکونُ إلا مِنهم لأنهم أزکی النّاس أصلاً وأوفرُهُم فضلاً وأن مَن ینالُ هذهِ الرُّتبةَ منهم لا یَنالُها إلا علی سَبیلِ الأصالة دون النّیابَةِ والوَکالةِ. (روح المعانی، جلد 11، صفحہ 200، مکتبہ علمیہ)

یعنی، قُطب تو ان (اہلِ بیت) کے علاوہ کسی اور سے بھی ہو سکتا ہے، لیکن قُطب الاَقطاب صرف انہی میں سے ہوتا ہے؛ کیونکہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ پاکیزہ اصل اور بھرپور فضیلت والے ہیں، اور جو شخص ان میں سے یہ رُتبہ حاصل کرتا ہے وہ نیابت اور وکالت کے بغیر صرف اَصالتاً ہی اُسے پاتا ہے۔

لہٰذا جب سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ جلوہ فرما ہوئے تو آپ کو کسی کے نائب و وکالت کی حیثیت سے قُطب نہیں بنایا گیا، بلکہ مستقلاً و بالاَصالہ قُطب بنایا گیا۔

اور نائب ہوتے بھی کیسے ؟ آپ تو سیّد الاَولیاء ہیں، جن سے یہ اعلان کروایا گیا کہ:

"قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" اس لئے تمام اوّلین و آخرین اولیاء پر آپ کا قدمِ مبارک ہے۔

لہٰذا بنیادی فرق یہ ہے کہ: ایک قُطب مستقلاً مقرر ہوتا ہے، جبکہ دوسرا نیابۃً مقرر ہوتا ہے۔

تفصیل و تحقیق

اس بحث کی تفصیل یہ ہے کہ خُلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کو خلافتِ ظاہری بھی حاصل تھی اور خلافتِ باطنی بھی، اور وہ سب قُطبیّتِ کُبریٰ پر مستقلاً فائز تھے؛ یعنی انہیں یہ منصب براہِ راست بارگاہِ الٰہی سے، بفیضِ نبوّت عطا ہوا، نہ کہ کسی کی نیابت کے طور پر۔

چنانچہ سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اس مقام پر مستقلاً فائز ہوئے پھر سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مستقلاً غَوثیّتِ کُبریٰ پر فائز ہوئے نہ کہ کسی کا نائب ہو کر پھر سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح مستقلاً اس منصب پر فائز رہے پھر سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بھی مستقلاً غَوثیّتِ کُبریٰ پر فائز ہوئے یعنی یہ تمام حضرات اس منصب پر بِالاَصالہ فائز رہے۔

بعد ازاں یہ مَنصب حضرت امام حَسن مُجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہوا بالتّرتیب امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ تک مستقلاً اور بالاَصالہ منتقل ہوتا رہا یعنی یہ تمام حضرات مستقل غَوث مقرر ہوئے۔ اور حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کے بعد آنے والے حضرات اس منصب پر نیابۃً فائز رہے، یہاں تک کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ منصب مستقلاً عطا ہوا، اور آپ تنہا غَوثیّتِ کُبریٰ کے درجۂ کمال پر فائز ہوئے۔

اور پھر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد جتنے بھی غَوث آئے اور آئیں گے، وہ سب بطورِ نائب ہوں گے، یہاں تک کہ آخر زمانہ میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کو یہ منصب مستقلاً عطا ہو گا۔

اہم نوٹ خلافتِ باطنی کی ان دو صورتوں کا فرق سمجھنے کے ساتھ ایک اور اہم نکتہ بھی ذہن میں رہے: جو قُطب نیابۃً مقرر ہوتا ہے، اس کے لیے زندہ ہونا شرط ہے، کیونکہ اسے عالمِ ظاہر کے معاملات

میں تصرف کرنا ہوتا ہے، لہٰذا اس کا حیات ہونا ضروری ہے۔ جبکہ مستقل قُطب کے لیے اگرچہ حیات ہونا معمول ہے، لیکن لازم نہیں، کیونکہ اس منصب کا تعلق روح سے بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اصطلاحاتِ تصوّف کی ایک اہم کتاب جس کے مؤلّف الشّیخ السیّد محمد الکسنزان الحسینی لکھتے ہیں: القُطب الغَوث: هو مستودعٌ للأسرارِ الإلهيةِ في الكبكبة الأدميةِ يغيثُ بالله حاضراً أو غائباً، حيّاً كان أو ميّتاً. (موسوعة الكسنزان فيما اصطلح عليه أهل التصوّف و العرفان، جلد 18 ،صفحه 223 ،بحواله بوارق الحقائق، صفحه 440)

یعنی، القُطب الغَوث (غوثیتِ کُبریٰ کا حامل شخص) یہ تمام انسانیت (بنی آدم کے ہجوم) میں اللہ تعالیٰ کے اسرار کا خزانہ ہوتا ہے، جو اللہ کی عطا سے (لوگوں کی) فریاد رسی کرتا ہے، چاہے وہ (غَوثیتِ کُبریٰ کا حامل ظاہری طور پر) حاضر ہو یا غائب، زندہ ہو یا فوت شُدہ۔

نوٹ: چونکہ قُطب یا غَوث وقت کے لئے ظاہری دنیاوی زندگی میں زندہ ہونا بالاتفاق شرط ہے، لہذا یہ اس قُطب الغَوث کی بات ہو رہی ہے جسکے پاس غَوثیتِ کُبریٰ کا منصب ہو چاہے وہ غائب یعنی ابھی عالم دنیا میں ہی نہ آیا ہو یا آیا ہو یا پھر وصال فرمایا ہو اس کی روح کے ساتھ بھی یہ منصب قائم ہو سکتا ہے۔۔

چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالاتِ وِلایت کا فیض، زمانۂ ظہورِ سیّدنا آدم علیہ السلام سے سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی روح سے متعلق رہا، پھر آپ کی ذات سے متعلق ہوا، پھر بالترتیب ائمۂ اہلِ بیت میں منتقل ہوتا ہوا امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ تک پہنچا۔ اور آپ کے وصال کے بعد یہ منصب آپ رضی اللہ عنہ کی روحِ مبارک سے متعلق ہوا، اور پھر حضور غَوث پاک رضی اللہ عنہ کے ظہور کے بعد آپ کی ذاتِ اقدس سے متعلق ہوا، اور اب تا ظہورِ امام مہدی یہی منصب، یعنی قُطب الإرشاد بالأصالہ آپکی روحِ پاک کے ساتھ برقرار ہے۔ (ملخصاً از سیف المسلول، صفحہ 229)

خلاصۂ کلام جو مستقلاً قُطب ہو اسے "امام" یا "قُطبُ الأقطاب" یا "قُطبُ الإرشاد بالأصالة" کہتے ہیں۔ اور جو نیابۃً قُطب ہو اسے صرف "قُطب الإرشاد" وغیرہ کہا جاتا ہے۔ اور یہ سب ان معتبر علماء و مشائخ کے اقوال سے ثابت ہے۔

نوٹ قُطب وقت کے اور بھی نام ہیں، مثلاً: غَوث، قُطب المدار، قُطبِ جہاں، جہانگیرِ عالم، قُطبِ کبیر، غَوثِ کبیر وغیرہ۔

لہٰذا بزرگانِ دین کی عبارات میں جہاں "قُطب" کا لفظ آئے، وہاں سیاق وسباق کو ملحوظ رکھ کر یہ متعین کرنا ضروری ہے کہ مُراد قُطبیّتِ کُبریٰ یعنی قُطب الاِرشاد بالاَصالہ ہے یا صرف قُطب یعنی قُطب بالنّیابۃ۔ اسی پر پوری بحث کا صحیح فہم موقوف ہے۔

اور اسی بنیادی فرق کو پہلے "خود ساختہ" اور بعد ازاں "بے دلیل" کہہ کر ڈاکٹر موصوف نے محقّق علماء کو غیر معتبر قرار دینے کی جسارت کی۔ الأمَان والحَفِیظ

عقل ہوتی تو خدا سے لڑائی نہ لیتے یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

متقدّمین کے ہاں خلافتِ باطنی کی تقسیم

اگر ڈاکٹر صاحب، سیّدی اعلیٰ حضرت اور دیگر متأخّرین کی تحقیق اس بنیاد پر رَدّ کرتے ہیں کہ متقدمین نے "خلافتِ باطنی" کی تقسیم بیان نہیں کی، بلکہ ان کے نزدیک ہر زمانے میں صرف ایک ہی قُطب ہوتا ہے؛ تو ان کی علمی رہنمائی کے لیے جلیل القدر صوفی حضرت امام عبد الرزاق کاشانی (المتوفی 730ھ) کی تحقیق پیش ہے۔ آپ کے نزدیک خلافت باطنی (قُطبیّت) کے دو الگ الگ درجات ہیں:

(1) **قُطب:** یہ وہ ہستی ہے جو ہر زمانے میں کائنات میں اللہ کی نظرِ عنایت کا مرکز ہوتی ہے۔

(2) **قُطب الاَقطاب:** یہ وہ عظیم مرتبہ ہے جو "قُطبیّتِ کُبریٰ" کہلاتا ہے اور یہ براہِ راست حضور ﷺ کی نبوّت کا باطنی فیض ہے۔

امام کاشانی کی علمی وضاحت

امام کاشانی اپنی کتاب "اصطلاحاتُ الصُّوفیۃ" میں لکھتے ہیں: قُطب: هُو الواحدُ الذی هو مَوضعُ نظرِ الله تعالیٰ مِن العَالَم فی کُلِّ زمانٍ وهو عَلی قَلبِ إسرافیلَ علیه السّلام۔" (اصطلاحات الصُّوفیہ، صفحہ 145)

یعنی، قُطب وہ منفرد ہستی ہے جو ہر زمانے میں کائنات میں اللہ تعالیٰ کی نظرِ عنایت کا مرکز ہوتی ہے، اور وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے۔

قُطبیّتِ کُبریٰ "هی مرتبةُ قُطبِ الأقطاب ، وهو بَاطن نُبوّةِ محمد صلى الله عليه وسلم، ولا يكونُ إلا لورثته لاختصاصِه عليه السّلام بالأكملية؛ فلا يكونُ خاتم الوِلاية وقُطبُ الأقطاب إلا على باطن خاتم النُّبوّة" (اصطلاحات الصوفیہ، صفحہ 145)

یعنی، یہ (قُطبیّتِ کُبریٰ) "قُطب الاَقطاب" کا مرتبہ ہے اور یہ حضور ﷺ کی نبوّت کا باطن ہے۔ یہ مرتبہ صرف آپ ﷺ کے (کامل روحانی) وارثوں کو ہی ملتا ہے کیونکہ آپ ﷺ اکملیّت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ لہٰذا "خاتمُ الوِلایت" اور "قُطب الاَقطاب" کا مرتبہ صرف اسی کو حاصل ہوتا ہے جو باطنِ خاتمِ نبوّت پر فائز ہو۔

خلاصۂ کلام امام کاشانی وہ صوفی ہیں جن سے خاتم المحقّقین علّامہ شامی علیہ الرحمہ صوفیاء کے اقوال کے بارے میں استدلال فرماتے ہیں۔ انہی امام کاشانی کی اس اصطلاح وعبارت سے پتہ چلا کہ قُطبیّت کی تقسیم کوئی نئی بات نہیں ہے۔ امام کاشانی نے فرمایا ایک ہے قُطب جو ہر زمانے میں مرکز ہوتا ہے یعنی اپنے زمانے کا سردار ہوتا ہے، اپنے زمانے کا غَوث ہوتا ہے (جس کا ذکر ڈاکٹر موصوف بار بار کرتے ہیں) مگر امام کاشانی کی اگلی عبارت بھی تو ملاحظہ کریں جس میں آپ نے قُطب کی دوسری تقسیم فرمائی یعنی قُطبیّتِ کُبریٰ، جس کے متعلق آپ نے فرمایا یہ مرتبہ آپ ﷺ کے ان وارثوں کو ملتا ہے جو آپ کی نبوّت کے باطن سے مکمل فیض یاب ہوں اور یہی تو غَوثیّتِ کُبریٰ کا منصب اور قُطب کی دوسری تقسیم ہے۔

چنانچہ امام کاشانی کی اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ وِلایت کے درجات کی تقسیم کوئی نئی بات نہیں۔ فرق صرف الفاظ کا ہے:

امام کاشانی نے جسے "قُطب الاقطاب" اور "قُطبیّتِ کُبریٰ" کہا، متأخّرین علماء نے اسے ہی "غَوثیّتِ کُبریٰ" یا "قُطب الاِرشاد بالاَصالہ" یا "مستقل خلافت" کے نام سے بیان فرمایا۔ اور جسے امام

کاشانی نے "قُطب" کہا، متأخّرین نے اسے فقط "قُطب الإرشاد" یا "نائباً" قرار دیا۔ پس بعض جگہ محض الفاظ کا فرق ہے، منصب اور حقیقت ایک ہی ہے۔

اسی طرح صاحبِ "الدّرالمنظم" نے شیخ اکبر حضرت محی الدّین ابن عربی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ: قُطبیّتِ کُبریٰ قُطب الاَقطاب کا مرتبہ ہے جو کہ نبوّتِ آقا کریم ﷺ کا باطن ہے لہذا یہ (مرتبہ) آقا کریم ﷺ کے وارثوں کے لیے (مخصوص) ہے (اس لیے کہ آپ صاحبِ نبوّتِ عامہ اور رسالتِ شاملہ میں سارے عالم کے لیے اکملیّت کے ساتھ مخصوص ہیں) تو خاتمُ الولایۃ اور قُطب الاَقطاب وہی ہو گا جو باطنِ خاتمِ نبوّت پر ہو۔ (الدُرُّ المنظم فی مناقب غوثِ اعظم، جلد 1، صفحہ 50، مطبوعہ اصح المطابع، لکھنؤ ہند)

اس عبارت کو ڈاکٹر موصوف نے خود بھی ذِکر کیا مگر ادھر ادھر کی باتیں لکھیں اگر ڈاکٹر موصوف کو یہ عبارت منظور نہیں تو اسی کتاب میں ہی آگے صراحتاً "بالأصالہ" اور "نائباً" کا ذِکر ہے جسے ڈاکٹر موصوف نے چھوڑ دیا کیونکہ اسے ذِکر کرتے تو اپنا دعویٰ باطل ہو جاتا۔

چنانچہ ڈاکٹر موصوف نے جن سیّد السّادات حضرت باسط علی قلندر قُدّس سرّہ کی عبارت ذِکر کی وہی سیّد السّادات فرماتے ہیں: "غَوثُ الاعظم فریادرس بحکم الٰہی بالأصالہ ہوتا ہے اور غَوث اس کے خلفاء اور نائب ہوتے ہیں۔" (الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم، صفحہ 69)

معلوم ہوا کہ یہ کوئی نئی تقسیم نہیں بلکہ صوفیاء و مشائخ نے اس کا ذِکر فرمایا ہے کہ ایک مستقل ہوتا ہے اور ایک نائباً۔

اصطلاحاتِ صوفیاء کے حوالے سے ایک اور معتبر کتاب " موسوعة الكسنزان" میں قُطب اور اس کے متعلق ابحاث پر بڑی تفصیل کے ساتھ ذِکر کیے گئے ہیں مثلاً قُطبٌ، قُطبُ الأقطاب، قُطبُ الحَال، قُطبُ العِلم، قُطبُ المقام، قُطبُ الدّائرة، قُطبُ الوجود، قُطبُ الزّمان، قُطبُ الغَوث، قُطبُ الوَاحد، قُطبُ الإرشاد، قُطبٌ بالأصالہ، القُطبيّت، القُطبيّت بين النّيابة و الأصالة.

(موسوعہ الکسنزان فی ما اصطلح علیہ اہل التصوّف والعرفان، جلد 18 ص، فحہ 214)

معلوم ہوا کہ یہ کوئی نئی تحقیق و نئی تقسیم نہیں بلکہ اولیاء و مشائخ کے درمیان جاری و ثابت ہے۔ لہٰذا قُطب الاِرشاد بالاَصالہ وہ باطنی خلافت اور ولایتِ محمدیہ ہے جو سیّدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے منتقل ہوتی ہوئی سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچی اور قیامت کے قریب حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ پر اس کا اختتام ہوگا اور اسی وِلایت محمدی کے متعلق سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی قُطبیّتِ کُبریٰ کا ذِکر حضرت ملّا علی قاری، اکابر مشائخ اور بعد میں آنے والے بزرگوں نے ذِکر کیا جس کی تفصیل عنقریب آئے گی۔

﴿مجدّدِ الف ثانی رضی اللہ عنہ بطور نائبِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ﴾

جیسا کہ ہم نے ذِکر کیا کہ قُطبیّت مستقلاً بھی ہوتی ہے اور نائباً بھی، اس فرق سے ناواقفیت کی بناء پر بعض حضرات کو حضرت مُجدّدِ الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ایک فرمان سے شبہ ہوا کہ آپ نے "مکتوبات شریف" میں ایک جگہ لکھا ہے کہ الف ثانی (یعنی دوسرے ہزار کی صدی) میں جو مُجدّد ہوتا ہے اس مخصوص زمانے میں اُمت کو اسی سے فیوض ملتے ہیں۔

ملاحظہ کریں تفصیل:

و مجدِّد(الف) آن است که هر چه در آن مدت از فیوض به اُمّتان برسد، به توسّط اُو برسد، اگرچه اَقطاب و اَوتاد آن وقت باشند و بُدلاء و نُجباء باشند۔(مکتوباتِ امام ربانی، فارسی، دفتر دوم، مکتوب چہارم، صفحہ 812)

یعنی، (دوسرے ہزار کی صدی کا) مُجدّد وہ ہوتا ہے کہ اس مدت میں امت کو جو کچھ بھی فیوض و برکات پہنچتے ہیں، وہ اسی کے ذریعے سے پہنچتے ہیں، اگرچہ اس وقت کے اَقطاب، اَوتاد، بُدَلاء اور نُجباء موجود ہوں۔

یہ حضرت مُجدّدِ پاک کا فرمان ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجدّدِ الفِ ثانی (یعنی دوسرے ہزار کی صدی) میں امت کو جو فیوض و برکات پہنچے، وہ حضرت مُجدّدِ الف ثانی رضی اللہ عنہ کے توسّط سے

پہنچے۔ حالانکہ دوسری جگہ خود حضرت مُجدِّد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے تسلیم فرمایا ہے کہ جسے جو بھی فیض پہنچتا ہے، وہ حضرت غَوثُ الثَّقلین سے پہنچتا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: وصولِ فیوض و برکات در این راہ بہ ہر کہ باشد، ازاَقطاب و نُجباء، بہ توسّط شریفِ او مفہوم می شود، چہ این مرکز غیر اُو را میسّر نشُدہ۔ (مکتوبات، دفتر سوم مکتوب نمبر 133 صفحہ 1393)

یعنی، راہِ (سُلوک) میں فیوض و برکات کا حصول جس کسی کو بھی ہو، خواہ وہ اَقطاب ہوں یا نُجباء، وہ آپ (غَوثُ الثّقلَین) کی ذاتِ شریف کے توسّط سے ہی سمجھا اور پایا جاتا ہے، کیونکہ یہ مرکز ان کے سوا کسی دوسرے کو میسّر نہیں ہوا۔

تو پھر دوسرے ہزار کی صدی میں حضرت مُجدِّد پاک کے ذریعے فیض کیسے پہنچا؟ مکتوبات شریف میں ہی اس کا بہترین جواب دیا گیا ہے۔

نکتہ یہ وہی جواب ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا تھا کہ ایک قُطبیّت اَصالۃً ہوتی ہے اور دوسری اِستخلافاً و نیابۃً۔

چنانچہ جواب دیا گیا کہ: جواب گو ییم کہ مجدِّدِ اَلْفِ ثانی در این مقام نائبُ منابِ حضرتِ شیخ است و بہ نیابتِ حضرتِ شیخ این معاملہ بہ اُو مربوط است، چنان کہ گفتہ اند: نُوْرُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِّنْ نُوْرِ الشَّمْسِ فَلَا تَحْذُوْرَ۔

(مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، صفحہ نمبر 1393)

یعنی، ہم جواب میں کہتے ہیں کہ اس مقام پر مجدِّدِ الفِ ثانی، حضرت شیخ (عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ) کے نائبِ مناب (یعنی خلیفہ و قائم مقام) ہیں، اور حضرت شیخ کی نیابت ہی کی وجہ سے یہ معاملہ ان سے مربوط ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے: چاند کی روشنی سورج کی روشنی سے حاصل شُدہ ہوتی ہے، پس اس میں کوئی حرج نہیں۔

مطلب یہ کہ حضرت مُجدِّد پاک علیہ الرحمہ کو جو بھی کمالات یا مقامات حاصل ہیں، وہ حضرت غَوثُ الثّقلَین کی غلامی اور نیابت کا صدقہ ہیں۔ اسی حقیقت کو ایک خوبصورت مثال سے واضح کیا گیا کہ:

چاند کی اپنی کوئی روشنی نہیں ہوتی، بلکہ وہ سورج سے روشنی لے کر چمکتا ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ اور مجدّدین کے کمالات دراصل حضرت غَوثُ الثّقلَین جو روحانیت کے سورج ہیں کے نور کا عکس ہوتے ہیں۔ فَلَا مَحْذُوْرَ پس کوئی حرج نہیں !

لہٰذا اگر حضرت مجدّد پاک کی طرف کسی بڑے کمال کی نسبت کی جائے تو اس میں کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں، کیونکہ حقیقتاً وہ کمال حضرت غَوثُ الثّقلَین رضی اللہ عنہ ہی کا ہے، جو ان کی نیابت کے ذریعے ظاہر ہو رہا ہے۔

کائنات کے قُطبِ اعظم کون؟

اس عالَمِ ظاہر میں جو قُطب مقرر کیا جاتا ہے، عالَمِ ظاہر کے ابدالوں میں سے ایسا شخص ہوتا ہے جو تمام اَبدال سے زیادہ کامل ہو، پھر اسے مرتبۂ قُطبیّت پر سرفراز کیا جاتا ہے۔ یعنی غَوث زمان انہی اَبدال میں سے ہوتا ہے، اور یہی غَوث و قُطب اس عالمِ ظاہر کا قُطب اور تمام اہلِ زمانہ کا مددگار ہوتا ہے۔ پھر اس کے وصال کے بعد اس کا منصبِ ظاہری، یعنی منصبِ قُطبیّت بطورِ نیابت کسی اور کو عطا کر دیا جاتا ہے۔

جبکہ عالَمِ غیب اور عالَمِ ظاہر، یعنی دونوں جہانوں کی تمام مخلوقات کا قُطب وہ ذاتِ گرامی ہے کہ نہ کوئی قُطب اس کا قائم مقام ہو سکتا ہے، نہ اس سے پہلے کوئی قُطب تھا، اور نہ اس کے بعد کوئی اس کا "اس مقام میں" جانشین بن سکتا ہے، اور وہ "قُطب اعظم" حضور صاحبِ لَوْلَاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پاک ہے۔

چنانچہ علّامہ شامی علیہ الرحمہ، شیخ کاشانی علیہ الرحمہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: "وأما قُطب بالنّسبةِ إلیٰ جمیعِ المخلوقات فی عَالمی الغَیبِ والشّهادةِ ولا یَستخلفُ بدلاً من الأبدال ولا یقومُ مقامَهٗ أحدٌ من الخلائقِ وهو قُطبُ الأقطاب المتعاقبة فی عالَم الشّهادة لا یَسبقُه قُطب ولا یَخلفُه آخر، وهو الرّوحُ المُصطفویُّ علی صاحبها الصّلاة والسّلام المخاطب بقول: لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ"

(اجابۃ الغوث صفحہ 30)

یعنی، اور رہا وہ قُطب جو کائنات کی تمام مخلوقات کی نسبت سے قُطب ہوتا ہے، خواہ وہ عالَمِ غیب کی مخلوقات ہوں یا عالَمِ شہادت کی، تو کوئی بھی اَبدال ان کا خلیفہ و جانشین نہیں ہو سکتا اور نہ ہی مخلوقات میں سے کوئی ان کے اس مقام میں قائم مقام بن سکتا ہے۔ نیز وہ عالَمِ شہادت میں آنے والے یکے بعد دیگرے تمام اَقطاب کے بھی قُطب ہیں۔ نہ ان سے پہلے کوئی قُطب تھا اور نہ ان کے بعد کوئی قُطب ان کا جانشین بن سکتا ہے، اور وہ روحِ مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہیں، جنہیں "لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ" کے خطاب سے مشرف فرمایا گیا؛ یعنی اے محبوب! اگر آپ نہ ہوتے، تو میں افلاک (کائنات) کو پیدا نہ فرماتا۔

نوٹ فقیرِ قادری عرض کرتا ہے کہ شیخ کاشانی رحمہ اللہ نے قُطب و اَبدال کی مثال محض سمجھانے کے لیے ذِکر فرمائی ہے، ورنہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی نسبت قُطب کی کیا حقیقت! پھر حضور سیّد المرسلین صاحبِ لَولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان تو وَراءُ الوَرَاء ہے۔ نہ کوئی نبی آپ کے اس مقام میں آپ کا قائم مقام ہو سکتا ہے اور نہ کوئی رسول، تو پھر کوئی "اُمّتی قُطب" آپ کے اس مقامِ اقدس میں قائم مقام کیسے ہو سکتا ہے! الغرض یہ مثال صرف تفہیم و توضیح کے لیے بیان فرمائی گئی ہے۔

امام شَعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "أما القُطب الواحدُ الممدُّ لجميع الأنبياء والرُّسُل والأقطاب من حين نَشأَ الإنسانی إلى يَوم القيَامةِ فهو روحُ محمدٍ صلى الله عليه وآله وسلم" (الیواقیت والجواہر، صفحہ 340، دار الکتب العلمیۃ)

یعنی: اور وہ یکتائے زمانہ قُطب، جو آغازِ آفرینشِ انسانی سے لے کر قیامت تک ہر نبی، رسول اور قُطب کے لیے فیض و امداد کا سرچشمہ ہے، وہ صرف روحِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔

خاتمُ المُحقّقین علّامہ ابنِ عابدین شامی علیہ الرحمہ، حضرت شیخ عبد الرزاق کاشانی علیہ الرحمہ کی اس عبارت کی شرح میں فرماتے ہیں: "يعنی لا يَخلفهُ غيرُه فی هذا المقام الكَامِل وإن خلفَ ما دونه كالخُلَفاء الرّاشدين" (اجابۃ الغوث)

یعنی، شیخ کاشانی علیہ الرحمہ کے اس کلام کا مفہوم یہ ہے کہ اس کامل مقام، یعنی قُطبیّتِ عظمیٰ، میں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کوئی دوسرا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ بعض حضرات خلافت سے مشرف ہوئے، مگر وہ اس مقامِ اقدس سے فروتر درجے میں تھے، جیسا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم۔

نکتہ یعنی قُطبیّتِ عظمیٰ کا یہ اعلیٰ وارفع مقام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہے اور صرف آپ ہی کا حصہ ہے۔ آپ کی نیابت میں جو حضرات خلافت سے سرفراز ہوئے، مثلاً خُلَفائے راشدین رضی اللہ عنہم، وہ بھی آپ کے جلیل القدر مرتبے سے بدرجہ نیچے ہیں۔ کہاں مقامِ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کہاں ایک اُمّتی کا مقام! اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقامِ رفیع عالمین میں کسی اُولوالعزم رسول کو بھی حاصل نہیں، تو پھر دیگر انبیاء، رُسُل، صحابہ، اولیاء، اَغواث، اَقطاب اور اَبدال کو کیسے حاصل ہو سکتا ہے! اس کا وہم کرنا بھی جرأت و بے ادبی ہے۔

غرض قُطب اعظم و اکمل برائے کُل عالَمین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ذاتِ گرامی ہے، جس کی نہ کوئی مثل ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔

ہر نبی، رسول، صحابی، خلیفہ، قُطب، غَوث اور اَبدال کو جو بھی فیض ملتا ہے، وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے درِ اقدس سے ملتا ہے۔

لفظِ قُطب کا اطلاق

علّامہ شامی علیہ الرحمہ، امامُ المکاشفین حضرت سیّدنا محی الدین ابنِ عربی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: اعلم أنهم يتوسّعون فی إطلاقِ لفظِ القُطب فيُسمُّون كلّ مَن دار عليه مقام مِن المقامات قُطباً، وانفرَدَ فی زَمانِه على ابناء جِنسِه، وقد يُسمّى رَجلُ البَلد قُطب ذالك البَلد وشيخُ الجماعة قُطب الجماعةِ ولكن الأقطاب المصطلح على أن يكون لهم هذا الإسمُ مطلقاً من غيرِإضافة لا يكونُ إلا واحدٌ وهو الغَوثُ أيضاً، وهو سيّد الجماعة فی زمانِه ومنهم مَن يكونُ ظاهر الحكم، يَجوزُ الخلافةُ الظاهرةُ كما جاز الخلافةُ الباطنةُ كأبی بكرٍ وعمرَ وعثمانَ وعليٍّ رضی الله عنهم، ومنهم مَن يُجوّزُ الخلافةَ

الباطنۃ فقط کأکثر الأقطاب. (اجابۃ الغوث، صفحہ 31)

یعنی، امامُ المکاشفین محیُ الدّین ابنِ عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تصوّف کے علماء نے لفظِ "قُطب" میں وسعت سے کام لیا ہے۔ چنانچہ کبھی اس شخص کو، جو کسی مخصوص "مقام" پر فائز ہو، قُطب کہا جاتا ہے اور وہ اپنے زمانے میں روحانی کمالات کے اعتبار سے اپنے ہم عصروں سے منفرد ہوتا ہے۔ کبھی کسی شہر یا علاقے کے بزرگ کو اس شہر کا قُطب کہا جاتا ہے اور کبھی کسی جماعت کے شیخ کو "قُطب الجماعۃ" کہا جاتا ہے۔

لیکن اصطلاح میں وہ قُطب، جس پر یہ لفظ بغیر کسی اضافت کے بولا جاتا ہے، صرف ایک ہی ہوتا ہے اور وہی "غَوث" بھی ہوتا ہے، اور وہ اپنے زمانے میں جماعتِ اولیاء کا سردار ہوتا ہے۔ ان اَقطاب میں سے بعض وہ ہوتے ہیں جو خلافتِ ظاہری بھی رکھتے ہیں اور خلافتِ باطنی بھی، جیسا کہ خُلَفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور ان میں سے بعض وہ ہوتے ہیں جو صرف خلافتِ باطنی پر فائز ہوتے ہیں، جیسا کہ اکثر اقطاب۔

امامُ المکاشفین رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ لفظِ "قُطب" میں وسعت ہے۔ کبھی اس عالی مرتبہ ولی کو قُطب کہا جاتا ہے جو اپنے زمانے کے اولیاء کا سردار ہو، کبھی کسی شہر کے عظیم المرتبت ولی کو قُطب کہا جاتا ہے، اور کبھی کسی جماعتِ بزرگان کے شیخ کو قُطب کہا جاتا ہے۔ لہٰذا فقط "قُطب" کہنے سے وہ قُطب مراد نہیں ہوتا جو اپنے وقت میں ایک ہی ہوتا ہے، جسے "غَوث" کہا جاتا ہے، کیونکہ اس پر لفظِ قُطب کا اطلاق بغیر کسی اضافت کے کیا جاتا ہے مثلاً جب "قُطبِ مغرب" کہا جائے تو اس سے مراد مغرب، یعنی مراکش، کے اس شہر، علاقے یا ملک کا قُطب ہوتا ہے، کیونکہ یہاں لفظِ قُطب کی اضافت اس بلد کی طرف کی گئی ہے۔

لہٰذا جب بغیرِ اضافت صرف "غَوث" کہا جائے تو مراد وہی غَوث ہوتا ہے جو اہلِ زمانہ کا سردار ہوتا ہے۔

﴿خلافتِ ظاہری اور خلافتِ باطنی﴾

امام محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ کے اس کلام میں ایک دوسری اہم بات یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ خلافت کی دو قسمیں ہیں:

1۔ خلافتِ ظاہری 2۔ خلافتِ باطنی

بعض حضرات وہ ہیں جنہیں دونوں خلافتیں حاصل ہوتی ہیں، جبکہ بعض حضرات صرف خلافتِ باطنی پر فائز ہوتے ہیں۔

مثلاً خُلَفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کو خلافتِ ظاہری بھی حاصل تھی اور خلافتِ باطنی بھی جبکہ وہ حضرات جنہیں فقط خلافتِ باطنی حاصل ہوتی ہے، وہ حضرات اَقطاب ہوتے ہیں۔

﴿آپ علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کے بعد قُطب﴾

اس بارے میں علّامہ شامی علیہ الرحمہ نے حضرت شہاب المنینی علیہ الرحمہ کا یہ قول نقل فرمایا ہے: ذهبَ التُّونسی مِن الصُّوفية إلى أن أوّل مَن تقُطّب بعده صلى الله عليه وآله وسلم ابنتُه فاطمة رضى الله عنها. (إجابة الغوث صفحہ 33)

یعنی، صوفیہ میں سے حضرت تونسی علیہ الرحمہ کا نظریہ یہ ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے پہلے قُطب آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی، سیّدۂ کائنات حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

اور حضرت امام شعرانی علیہ الرحمہ نے ولی کامل، عارف باللہ حضرت علی خواص علیہ الرحمہ کے حوالے سے لکھا ہے: أبوبكرٍ الصِّديق رضى الله عنه وهو أوّلُ أقطابِ هٰذِهِ الأمّة. (الجواہر والدرر صفحہ 248)

یعنی، اس اُمّت کے پہلے قُطب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

اقول: یعنی قُطب الاِرشاد بالاَصالہ (قُطبیّتِ کُبریٰ) کے منصب پر سب سے پہلے فائز ہونے

والے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہیں، جبکہ سیّدۂ کائنات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہ مرتبہ عطا فرمایا گیا، جیسا کہ حضرت تونسی علیہ الرحمہ کا نظریہ ہے۔

غوث، قُطب اور اَبدال بنانے کی حکمت

امام شعرانی علیہ الرحمہ نے امام المکاشفین حضرت محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل فرمایا ہے: بالقُطب یَحفظُ اللہ الوجودَ علی عالَم الدُّنیا ونظیرُہ من الطِّب وعِلم تَقویم الصّحة.

(الیواقیت والجواہر، صفحہ 340)

یعنی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ قُطب کے ذریعے عالَمِ دنیا کے وجود کی حفاظت فرماتا ہے، اور اس کی مثال علمِ طب اور علمِ تقویمِ صحت کی سی ہے۔

یعنی جس طرح انسانی جسم کی صحت، بقا اور توازن کے لیے علمِ طب ضروری ہے، اور طبیب جسم کے نظام کو بگڑنے سے بچاتا ہے؛ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس عالَم کے روحانی و باطنی نظام کی حفاظت کے لیے غَوث، قُطب اور اَبدال مقرر فرمائے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے عالَم کے نظم، اس کے توازن اور اس کے وجود کی بقاو حافظت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

حکایت: حَکی أبوبکرٍ المطوعی، عمّن رَأی الخضر وتَکلّم معه، فقال له: اعلَم أن رسولَ اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم لما قُبِض بَکتِ الأرضُ، وقالت: إلهی وسیّدی، بقیتُ لا یَمشی علیّ نبیٌّ إلی یَومِ القیامة، فأوحَی اللہُ تعالی إلیها: اجعَلُ علی ظهرکَ مِن هذه الأمّةِ مَن قلوبُهم علی قُلوبِ الأنبیاء علیهم السّلام، لا أخَلّیک منهم إلی یَومِ القیَامة.

قالت: وکم هُم یا ربِّ؟ قال: ثلاثُ مائة وهُم الأولیاءُ، وسبعُون وهُم النُّجباء، وأربعُونَ وهُم الأوتاد، وعشرةٌ وهُم النُقباء، وسبعةٌ وهُم العُرفاءُ، وثلاثةٌ وهُم المختارون، وواحدٌ وهُو الغَوث.

(إجابة الغَوث، صفحه 43)

یعنی، حضرت ابو بکر المطوعی رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے ولی اللہ سے روایت کرتے ہیں جنہوں نے

حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کی اور ان سے گفتگو بھی کی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے پردہ فرما گئے تو زمین رونے لگی اور عرض کیا:

"اے میرے ربّ! اے میرے مولیٰ! اب میں اس حال میں رہ گئی ہوں کہ مجھ پر قیامت تک کوئی نبی نہیں چلے گا۔" اس پر اللہ تعالیٰ نے زمین کو وحی فرمائی:

"میں تمہاری پشت پر اس امت کے ایسے بندے رکھوں گا جن کے دل انبیاء علیہم السلام کے دلوں کی مانند ہوں گے، اور میں قیامت تک تمہیں ان سے خالی نہیں رکھوں گا۔"

زمین نے عرض کیا: "اے ربّ! ان کی تعداد کتنی ہو گی؟"

ارشاد ہوا: تین سو اَولیاء، ستر نُجباء، چالیس اَوتاد، دس نُقباء، سات عُرفاء، تین مُختار، اور ایک غَوث ہو گا۔

خلاصہ اس حکایت میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد زمین کے غم پر اللہ تعالیٰ نے اسے تسلّی دی کہ یہ دنیا کبھی بھی اولیاء، اَبدال اور غَوث جیسے برگزیدہ بندوں سے خالی نہیں رہے گی۔ یہ وہ پاکیزہ ہستیاں ہیں جن کے قُلوب انبیاء علیہم السلام کے قُلوب کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں، اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

حدیث شریف میں ثبوت

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: أخرجَ ابن عساکرٍ عن عبداللهِ ابنِ مَسعودٍ مَرفوعاً: إن لِلّٰهِ تعالیٰ فی الخَلق ثلثمائة نفس قُلوبُهم علی قَلبِ آدمَ، وله أربعون قُلوبُهم علی قَلبِ مُوسی، وله سبعةٌ قُلوبُهم علی قَلبِ إبراهیمَ، وله خمسةٌ قُلوبُهم علی قَلبِ جِبریلَ، وله ثلاثةٌ قُلوبُهم علی قَلبِ مِیکَائیلَ، وله واحدٌ قَلبُه علی قَلبِ إسرافیلَ. فکُلّما ماتَ الواحدُ أبدلَ الله مکانَه مِن الثلاثة، وکُلّما مَات واحدٌ مِن الثلاثةِ أبدلَ اللهُ مَکانَه من الخمسةِ، وکُلّما مَات واحدٌ مِن الخمسةِ أبدَلَ اللهُ مکانَه مِن

السبعةِ، وكُلّما مَات واحدٌ مِن السّبعةِ أبدلَ اللهُ مكانَه مِن الأربعين، وكُلّما مَات واحدٌ مِن الأربعين أبدلَ اللهُ مِن العَامة، بهم يَدفعُ البَلاء عَن هٰذهِ الأُمّة.

(مرقاۃ، کتاب المناقب، الفصل الثالث، جلد 11، صفحہ 809، العلمیۃ)

یعنی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ: بے شک اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تین سو (ایسے خاص بندے) ہیں جن کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل پر ہیں، اور چالیس ایسے ہیں جن کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل پر ہیں، اور سات ایسے ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہیں، اور پانچ ایسے ہیں جن کے دل حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دل پر ہیں، اور تین ایسے ہیں جن کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے دل پر ہیں، اور ایک ایسا ہے جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل پر ہے۔ جب اس ایک (فرد) کا وِصال ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ ان تین میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ مقرر فرما دیتا ہے۔ جب ان تین میں سے کوئی وِصال فرماتا ہے، تو ان پانچ میں سے ایک کو اس کی جگہ بدل دیا جاتا ہے۔ جب ان پانچ میں سے کسی کا وِصال فرماتا ہے، تو ان سات میں سے ایک کو اس کی جگہ منتخب کر لیا جاتا ہے۔ جب ان سات میں سے کوئی پردہ فرماتا ہے، تو ان چالیس میں سے ایک کو اس کی جگہ رکھ دیا جاتا ہے اور جب ان چالیس میں سے کوئی رُخصت ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ عام لوگوں میں سے کسی ایک کو (ترقی دے کر) اس کی جگہ مقرر فرما دیتا ہے۔ اور انہی کی بدولت اللہ تعالیٰ اس اُمت سے مصیبتوں اور بلاؤں کو دُور فرماتا ہے۔

اس حکایت اور روایت سے چند باتیں معلوم ہوئیں کہ:

۱۔ اس اُمت پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ زمین پر قیامت تک اللہ تعالیٰ مختلف مقام و مرتبہ کے اولیاء کو پیدا فرماتا رہے گا، اور یہ سلسلہ فیض و رحمت برابر جاری رہے گا۔

۲۔ ان اولیاء کی برکت سے اس اُمت سے بڑی بڑی بلائیں ردّ ہوں گی، جبکہ پچھلی امتیں عموماً ایک ہی بار عذاب یا ہلاکت کے ذریعے پکڑ لی جاتی تھیں۔

۳۔ اولیاء ہمیشہ موجود رہیں گے، اور اجتماعی طور پر ان میں سے کسی مقام و مرتبہ والے کا وِصال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے کسی دوسرے کو اس کی جگہ مقرر فرما دیتا ہے، یہاں تک کہ عام بندوں میں سے بھی کسی نہ کسی کو ترقی دے کر وِلایت عطا فرمائی جاتی رہتی ہے۔

ایک نکتہ ان جیسی روایات کی بناء پر علماءِ تصوّف نے اولیاء کرام کے مقام و مرتبہ کی اصطلاحات مقرر فرمائی ہیں، مثلاً: اَبدال، نُقباء، نُجباء، اَوتاد، اَفراد، اَغواث، اَقطاب، اَمامین وغیرہ۔

نکتہ اسی نظام کے تحت قُطب و غَوث جو اپنے زمانے کے اولیاء کا سردار ہوتا ہے، جب اس کا وِصال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے نظامِ وِلایت کے مطابق سب سے بڑے مرتبہ والے اَبدال کو قُطب کے منصب پر فائز فرما دیتا ہے۔

اہم نکتہ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ عالَمِ اَسباب (ظاہری دنیا) میں باطنی تصرفات کے نظام کو چلانے کے لیے قُطب وقت کو باقاعدہ تصرف و اختیار تفویض کیا جاتا ہے۔ چونکہ اس منصب کا تعلق براہِ راست دنیاوی معاملات سے ہوتا ہے، اسی لیے سنتِ الٰہیہ کے مطابق اس عہدے پر ہمیشہ کوئی زندہ ولی ہی فائز رہتا ہے۔ یہی حکمت ہے کہ جب قُطب وقت اس دارِ فانی سے پردہ فرماتے ہیں، تو کائنات کے انتظامی تسلسل کو برقرار رکھنے کے لیے فوراً کسی دوسرے زندہ ولی کو اس مقامِ قُطبیّت پر متمکن کر دیا جاتا ہے۔

سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شانِ بے مثال یہ ہے کہ آپ اپنے عہد میں نہ صرف قُطب کے منصب پر فائز تھے، بلکہ آپ کو قُطبیّتِ کُبریٰ کے عظیم ترین مرتبے سے بھی نوازا گیا تھا۔

آپ کے وِصالِ ظاہری کے بعد اگرچہ شیخ علی بن ہیتی آپ کی جگہ اس ظاہری منصبِ قُطبیّت پر بطور نائب مقرر ہوئے، لیکن قُطبیّتِ کُبریٰ کا وہ بلند پایہ مقام نہ تو آپ سے کبھی واپس لیا گیا اور نہ ہی کبھی لیا جائے گا۔ بلکہ یہ عظیم مرتبہ و تصرف ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ تک مستقل طور پر آپ ہی کے پاس رہے گا، جس کی تفصیل عنقریب پیش کی جائے گی۔

آخری قُطب

صوفیاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ: المهدِی فهو آخِرُ الأقطابِ من الأمة المحمّدیّةِ.
(الجواهر والدرر، صفحه 248)

یعنی، حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ امتِ محمدیہ کے اقطاب میں سے آخری قُطب ہیں۔

شیخ کمال الدین عبد الرزاق کاشانی علیہ الرحمہ "خَاتم الوِلایة" کی تعریف میں رقمطراز ہیں:

وهُو الذی یبلغُ به صلاحُ الدّنیا والآخِرَة (نهایة الکمال) ویختلُ بمَوته نظامُ العَالَم وهُو المهدی الموعُودُ فی آخرِ الزّمان. (اصطلاحات الصُّوفیه، ص 159، مطبوعه: انتشارات بیدار، مصر)

یعنی، خاتم الولایۃ سے مراد وہ ہستی ہے جس کے ذریعے دنیا اور آخرت کی بھلائی اپنے کمالِ انتہا تک پہنچ جائے گی، اور آپ کی وفات سے عالَم کا نظام درہم برہم ہو جائے گا؛ اور وہی وہ "مہدی مَوعُود" ہیں جن کا آخری زمانہ میں (ظہور کا) وعدہ کیا گیا ہے۔

خلاصۂ کلام اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی ولایتِ کاملہ کا وہ فیض جو سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ سے جاری ہوا اور ائمہ اہلِ بیت سے ہوتا ہوا سیّدنا غَوثُ الثّقلَین شیخ عبد القادر جیلانی تک پہنچا، وہ اپنے منصبِ قُرب اور فیض کی آخری منزل حضرت امام مہدی کی صورت میں پائے گا۔ آپ کے بعد ولایتِ کُبریٰ کا یہ مخصوص نظام اپنے اختتام کو پہنچے گا اور کائنات کا موجودہ نظم مٹ کر قیامت کی سمت بڑھے گا۔

قُطب کی صفات اور اس کے کام

اوصافِ قُطب کی جستجو ابن احمد بغدادی "المعروف بالمفید" بیان کرتے ہیں کہ کافی عرصہ سے میرے دل میں یہ خواہش تھی کہ مجھے کوئی ایسا مردِ کامل ملے جس سے میں قُطب کے اَوصاف، علامات اور ان کے کام معلوم کر سکوں۔ ایک دفعہ میں اور شیخ ابن وہب المقری جامعُ الرّصافہ میں داخل ہوئے، جہاں جلیل القدر بزرگ شیخ ابو سعید قیلوی اور عظیم ولی شیخ علی بن ہیتی تشریف فرما تھے۔ میں نے

حضرت شیخ ابو سعید قیلوی سے قُطب کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: إلى القُطبِ انتهتْ رئاسةُ هذا الأمرِ فِي وَقتِه وعنده، تخطّ رِجَال جلالةِ هذا الشأن، وإليه يُلقى أمرُ الكونِ وأهلُه فِي عصره.

یعنی، قُطب وہ ہستی ہے جس پر اس کے زمانے میں امر وِلایت کے معاملات کی انتہا ہوتی ہے؛ اسی کی بارگاہ میں عظیم الشان مردانِ خدا کے مراتب طے کیے جاتے ہیں اور اسی کے سپرد اَمرِ کُون اور اہلِ زمانہ کے معاملات کیے جاتے ہیں۔

ابن احمد بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے قُطب کی یہ شان سن کر شیخ قیلوی سے پوچھا کہ زمانہ حاضرہ کا قُطب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: "سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی"۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ کا نام سن کر میں ضبط پر قابو نہ رکھ سکا اور فوراً اُٹھ کھڑا ہوا؛ میرے ساتھ جو حضرات تھے وہ بھی کھڑے ہوئے اور ہم سب حضرت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضری کے لیے چل پڑے۔

ہم میں سے ہر ایک کی خواہش یہی تھی کہ قُطب سے ہی قُطبیّت کے بارے میں کچھ سنیں۔ جب ہم ان کی مجلس میں پہنچے تو آپ اس وقت کچھ کلام فرما رہے تھے، لیکن ہمیں دیکھتے ہی آپ نے وہ سلسلہ کلام ختم فرما کر قُطب کے بارے میں شاندار گفتگو فرمائی (جس کی تفصیل "بهجة الأسرار" شریف میں ہے)۔ آپ نے اس میں یہ بھی ارشاد فرمایا: ووَلي عهدَ الشَّولية وِالعَزلِ۔ (بهجة الأسرار، صفحه 157)

یعنی، "قُطب (اللہ کی طرف سے) تقرری و معزولی کا ولی عہد ہوتا ہے"۔

مطلب یہ ہے کہ کسی کو ولی مقرر کرنا یا معزول کرنا، یہ منصب اللہ نے اسی کے ہاتھ میں دیا ہے۔

نکتہ جب قُطب کی شان یہ ہے، تو قُطب الاَقطاب کی شان کا اندازہ کون کر سکتا ہے!

نوٹ خیال رہے کہ ڈاکٹر موصوف نے بھی یہ حکایت لکھی ہے اور اس کے آخر میں لکھا کہ: حضور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے قُطب کے اَوصاف بیان کرتے ہوئے یہ نہیں فرمایا کہ یہ میرے اوصاف ہیں بلکہ لفظِ "قُطب" ارشاد فرمایا، جس سے ظاہر ہے کہ ہر زمانے کا قُطب (غوثِ اعظم)

اپنے زمانے کے تمام اولیاء کا سردار اور سب سے فائق ہوتا ہے۔(صفحہ 368)

کیا مطلب؟ یعنی غَوث پاک قُطب ہیں مگر ان کے یہ اَوصاف نہیں!

ہم بھی سمجھتے ہیں کہ موصوف کیا ثابت کرنا چاہ رہے ہیں لیکن ہم نے کب انکار کیا ہے کہ ہر زمانے کے قُطب میں یہ اوصاف نہیں؟ بلکہ ہمارا یہ کہنا ہے کہ جب قُطبِ وقت کی یہ شان ہے تو قُطب الاَقطاب غَوثُ الاغواث سرکار غوثِ اعظم حضور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی کیا شان ہو گی!

باطنی نظامِ حکومت غَوث زماں، عارفِ سرِّ ربّانی حضرت سیّدنا شیخ عبد العزیز دباغ رضی اللہ عنہ باطنی اُمور کے متعلق فرماتے ہیں کہ غَوث غارِ حرا کے باہر تشریف فرما ہوتے ہیں اور آپ کے ساتھ سات اَقطاب ہوتے ہیں، جن میں سے ہر ایک کے ماتحت مزید اولیاءِ کرام ہوتے ہیں۔ اَقطاب غَوث کے حکم سے تصرف کرتے ہیں، جبکہ دیگر اولیاء ان اَقطاب کے زیرِ انتظام مختلف اُمور میں تصرف کرتے ہیں۔

دیوانِ غَوث اور اَراکینِ دیوان غَوث کے دیوان میں فرشتے اور جنّات بھی حاضر ہوتے ہیں کیونکہ وہ اُمور جو بعض اولیاء کرام کے براہِ راست تصرف سے باہر ہوں، ان کی بجا آوری کے لیے ہر شہر میں فرشتوں کی ایک مخصوص جماعت حاضر رہتی ہے۔ یہ تمام فرشتے انسانی شکلوں میں موجود ہوتے ہیں۔ اسی طرح جنّات کے سپرد بھی کچھ اُمور کر دیے جاتے ہیں۔

دیوان کے اَراکین روزانہ اگلے دن پیش آنے والے تمام اُمور اتفاقِ رائے سے طے کرتے ہیں، جو قضائے الٰہی کے عین مطابق ہوتے ہیں۔ یہ تمام حضرات ان اُمور کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتے ہیں اور ان کا تصرف تمام جہانوں میں ہوتا ہے، خواہ وہ عالَمِ علوی ہو یا سفلی۔ یہ حضرات ان تمام جہانوں کے رہنے والوں کے قُلوب اور خیالات تک میں تصرف کرتے ہیں۔ (ملخصاً از: الابریز شریف مترجم صفحہ 386 تا 400)

نوٹ ڈاکٹر موصوف نے سیّدی عبد العزیز دباغ رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کو نقل کر کے لکھا کہ :ان (فوت شُدہ) اولیاء سے زندوں کے معاملے میں مشورہ نہیں کیا جاتا کیونکہ انہیں زندوں کے معاملے میں کسی تصرف کا اختیار نہیں۔(صفحہ 368)

پہلی بات اس عبارت میں سیّدی عبد العزیز دباغ رضی اللہ عنہ نے یہ کہاں لکھا ہے کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی مشورہ نہیں کیا جاتا؟

دوسری بات وصال شُدہ بزرگ سے دنیاوی معاملات کے بارے میں مشورہ نہ لینا اس سے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی قُطبیّتِ کُبریٰ پر کیسے فرق آتا ہے؟

تیسری بات ہم پیچھے یہ ذِکر کر چکے ہیں کہ عالمِ ظاہر یعنی دنیاوی زندگی کے معاملات میں غَوث وقت کا زندہ ہونا لازم ہے کیونکہ اس کا تعلق دنیاوی ظاہری معاملات سے ہوتا ہے اس لیے زندہ اولیاء سے مشورہ کیا جاتا ہے لیکن اس سے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی قُطبیّتِ کُبریٰ اور تصرف پر کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ حضور غَوث پاک وہ ہستی ہیں کہ ان کے پاس تصرف کا اختیار بعدِ وصال بھی ہے۔اس لیے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اور آپ بعدِ وصال مکمل تصرف فرماتے ہیں اور وقت کا غَوث آپ ہی کی نیابت میں غَوثیّت انجام دیتا ہے اور غَوث پاک رضی اللہ عنہ کے تصرف کے ماتحت ہوتا ہے۔

چنانچہ شیخ ابوالبرکات بن صخر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :وممّن أعطی فی الأکوان التّصریفُ بعدموته کما کان له قبلَ مَوتِه.(زبدۃ الآثار، صفحہ 20)

یعنی،اور آپ ان ہستیوں میں سے ہیں جنہیں کائنات میں ان کی وفات کے بعد بھی اسی طرح تصرف عطا کیا گیا ہے جیسا کہ انہیں اپنی زندگی میں حاصل تھا۔

چنانچہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا تصرف قُطبِ وقت پر بھی ہے۔

﴿غوث پاک کی عطا سے قُطب بننا اور بہت کچھ عطا ہونا﴾

امام شطنوفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: أخبرنا الشّيخُ العارفُ أبوالخيرِ محمدُ بن محفوظٍ قال كنتُ أنا والشّيخ أبو السّعود بن أبي بكرٍ الحريميُّ والشّيخ خليلُ بن صرصريٌّ (وذكر معه أسماء عشرة شُيوخ وثلثة رِجال أهل الدّنيا) كلُّهم حاضِرين عند شَيخِنا الشّيخ محي الدّين عبد القادر الجيلي رضي الله عنه بمَدرستِه فقال: ليطلبَ كلٌّ منكم حاجةً أعطيها له (فطلبَ كلُّهم) وقال الشّيخ خليلُ بن الصرصريُّ: أريدُ أن لا أموتَ حتى أنالَ مقام القُطبيَّةِ. فقال الشّيخ عبدُ القادر رضي الله عنه: كلاّ نمدّ هؤلاء وهؤلاء مِنْ عَطَاء رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُوراً (الأية) قال أبو الخير: فوالله لقد نالُوا كلَّهم ما طَلبُوا، ورأيتُ كلّ واحدٍ منهم في الحالة التي أرَادَها إلا الشّيخ خليل بن الصرصريّ فإنه لم يأته الوَقت الذي وَعدَه في القُطبية. (بهجة الأسرار، صفحه 66، دار الكتب العلمية)

یعنی، شیخ عارف ابو الخیر محمد بن محفوظ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں، شیخ ابو السعود بن ابو بکر حریمی، شیخ خلیل بن احمد صرصری (کل دس مشائخ اور تین دنیا دار لوگ) سرکار سیّدنا محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مدرسہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔

اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا: "تم میں سے ہر ایک شخص اپنی کوئی حاجت طلب کرے تاکہ میں اسے عطا کروں"۔ (چنانچہ سب نے اپنی اپنی حاجت طلب کی) شیخ خلیل بن احمد صرصری نے عرض کی: "حضور! میں چاہتا ہوں کہ مقامِ قُطبیّت پانے سے پہلے مجھے موت نہ آئے!"

سب کی حاجت سن کر آپ نے قرآنِ مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَ هٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَ مَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا﴾ (إسراء، آية: 20)

ترجمہ: ہم آپ کے ربّ کی عطا سے ان (دنیا کے طلبگاروں) اور ان (آخرت کے طلبگاروں) سب کی مدد کرتے ہیں اور آپ کے رب کی عطا پر کوئی روک نہیں۔

سب کی حاجت برآوری اور شیخ صرصری کی قُطبیّت

حضرت ابو الخیر محمد بن محفوظ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "خُدا کی قسم! جس نے جو طلب کیا وہ پالیا اور میں نے ہر ایک کو اسی حالت میں دیکھا جس کی اس نے تمنا کی تھی۔ البتہ شیخ خلیل صرصری پر ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا جس میں ان سے قُطبیّت کا وعدہ کیا گیا تھا۔"

یعنی جس وقت شیخ محمد بن محفوظ یہ واقعہ بیان کر رہے تھے، اس وقت تک باقی تمام افراد کی حاجت پوری ہو چکی تھی اور انہوں نے خود مشاہدہ بھی کر لیا تھا، سوائے حضرت شیخ خلیل صرصری کے، کیونکہ ان کی قُطبیّت کا وقت ان کے وصال کے قریب مُقدّر تھا۔ لیکن بعد میں وہ وقت بھی آگیا اور کیوں نہ آتا! کہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی زبانِ مبارک سے نکلا ہوا لفظ پورا ہونا ہی تھا۔

چنانچہ اسی کتاب میں درج ہے:

أخبرنا الفقيهُ أبو الحسن الزّبيدی الشّافعی رضی الله عنه قال سمعتُ شيخَنا أبَا الغَيث عبدالله بن جبل اليمنی رضی الله عنه يقول: قُطب رجلٌ ببغداد، يقالُ له الشّيخُ خليل الصّرصری قبل مَوته بسبعةِ أيّام۔ (بهجة الأسرار، صفحہ 68، دار الکتب العلمیۃ)

یعنی، فقیہ ابو الحسن زبیدی شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ حضرت ابو الغَیث عبد اللہ بن جبل یمنی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرماتے تھے: "وہ شخص جسے خلیل صرصری کہا جاتا ہے، بغداد میں اپنے وصال سے سات دن پہلے قُطب کے منصب پر فائز ہو گیا تھا۔"

نکتہ جب غَوث پاک اپنی ظاہری حیات میں قُطب بناتے تھے تو بعد وِصال بھی بناتے ہیں کیونکہ آپ کے پاس بعد وصال بھی وہی تصرف ہے جو آپ کو زندگی میں حاصل تھا جیسا کہ ہم نے پیچھے ذِکر کیا۔

الغرض، جب دنیاوی زندگی میں ایک قُطب کا وِصال ہو جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا قُطب مقرر

کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ظاہری وِصال شریف کے بعد حضرت سیّدنا شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ قُطب مقرر ہوئے۔

چنانچہ سیّدی اعلیٰ حضرت "بهجة الأسرار" سے نقل فرماتے ہیں: قال الشّیخُ جاکیر سیّدی الشّیخ عبدالقادر رضی الله عنه ومنه انتقلت القُطبیّةُ إلی سیّدی علیِّ بنِ الهیتی رضی الله عنه۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد28، صفحہ422، بحوالہ بهجة الأسرار، ص422)

یعنی، حضرت شیخ جاکیر (یا جاگیر) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے سردار شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے قُطبیّت حضرت شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ کی طرف منتقل ہوئی۔

اہم نوٹ یہ وہی قُطبیّت ہے جو بطورِ نیابت عطا ہوتی ہے اور موجودہ قُطب، سابقہ قُطب کا اس منصب میں قائم مقام اور نائب ہوتا ہے۔ جبکہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اپنے وقت میں قُطب ہونے کے ساتھ ساتھ قُطبیّتِ کُبریٰ یعنی قُطب الاِرشاد بالاَصالۃ کے منصب پر بھی فائز تھے، لہذا قُطبیّتِ وقت کا منصب تو قائم مقام کو منتقل ہوا لیکن قُطبیّت کُبریٰ اور غَوثیّتِ کُبریٰ کا منصب آپ کی روح کے ساتھ تا ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ قائم ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

قُطب الارشاد بالأصالہ (قُطبیّتِ کُبریٰ و غَوثیّتِ کُبریٰ)

یہی وہ باب ہے جو اس کتاب کی تالیف کا اصل مُحرّک بنا۔ گزشتہ صفحات میں ہم یہ ذکر کر چکے ہیں کہ کائنات کے "قُطب اعظم" بِالذّات اور اَصالتاً صرف اور صرف صاحبِ لَولاک، حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔ کائنات میں جس کسی کو بھی خواہ وہ رسول ہو یا نبی، صحابی ہو یا ولی، غَوث ہو یا قُطب، اَبدال واَوتاد ہو یا ائمہ جو بھی فیض نصیب ہوتا ہے، اس کا اصل منبع ومرکز نائبِ رب العالمین، حضور اقدس ﷺ کی روحِ مبارک ہے؛ کیونکہ قُطب حقیقی، اعظم، اکمل اور اکرم وہی ہیں۔

کائنات میں کوئی بھی اس مقامِ کمال میں آپ ﷺ کا ہمسر جانشین نہیں ہو سکتا۔ تاہم، وہ ہستیاں جو آپ ﷺ کے شرف سے بہرہ مند ہوئیں، جیسا کہ خُلفاء راشدین، ان کے پاس خلافتِ ظاہری کے ساتھ ساتھ خلافتِ باطنی (یعنی غَوثیّتِ کُبریٰ) کا منصب بھی تھا۔ یہ نفوسِ قُدسیہ آپ ﷺ کے جانشین تو ہیں، مگر اس "مقامِ اعظم وخاص" میں نہیں بلکہ آپ ﷺ کے زیرِ سایہ ایک متعیّن مقام پر فائز ہیں، اور تا قیامت یہ فیضان جاری رہے گا۔

چنانچہ خُلَفاءِ ثلاثہ اور خلیفۂ رابع امامُ الاولیاء حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو غَوثیّتِ کُبریٰ کا منصبِ جلیل عطا ہوا، اور مولیٰ علی پاک سے یہ نور امام حَسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ، پھر بعد ازاں امام حسین پاک رضی اللہ عنہ اور بالترتیب ائمہ اہلِ بیت سے ہوتا ہوا امام حَسن عسکری رضی اللہ عنہ تک پہنچا؛ اور پھر حضور سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو تفویض ہوا، اور آپکے وصال کے بعد آپ کی روح پاک سے متعلق ہوا اور آخر زمانہ میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ اس منصبِ غَوثیّتِ کُبریٰ پر فائز ہوں گے اور آپ ہی خُلفاء محمدیہ میں سے آخری قُطب ہوں گے۔

غَوثیّتِ کُبریٰ اِلیٰ ظہورِ المہدی کا اِشارہ

حضور محبوبِ سبحانی، قُطبِ ربّانی، پیرِ پیراں، میر میراں، غوثِ اعظم حضرت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک شعر میں اس حقیقت کی طرف نہایت لطیف اشارہ فرمایا ہے:

ولنا الولایۃ مِن اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ وَإِمَامُنَا المهدِی فَهُوَ خِتامُنا

(سر الاسرار و مظہر الانوار، صفحہ 107، مکتبہ شاملہ، فتوح الغیب مع قصائد، صفحہ 85، مکتبہ علمیہ)

یعنی، ہماری وِلایت روزِ اَلَسْتُ سے ہے، اور ہمارے امام مہدی ہی ہمارے خاتم ہیں۔

سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد "ولنَا الوِلائِۃِ من اَلَسْتُ بِرَبِّکُم" اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ آپ کی وِلایت کسی وقتی محنت یا محض دنیاوی ریاضت کا نتیجہ نہیں، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک وہبی اور ازلی عطیہ ہے۔ یعنی جس وقت عالمِ ارواح میں اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح سے "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" کا عہد لیا، اسی وقت آپ کو منصبِ وِلایت عطا فرما دیا گیا۔

نوٹ میرے پیر و مُرشد عارف باللہ نائب غوثِ اعظم حضرت سخی سیّد سائیں اصغر علی شاہ محبت القادری الگیلانی فرمایا کرتے تھے کہ: ہر ولی کی وِلایت روزِ ازل سے مقرر تھی مگر سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو " ألستُ بِرَبِّکُم " والے دن خصوصی طور پر اس اعزاز سے نوازا گیا اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے خصوصیت کے ساتھ اپنی شانِ وِلایت بیان فرمائی....!

شعر کے دوسرے مصرعے کو آپ کے ایک اور دوسرے مشہور شعر کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

أَفَلتْ شُمُوْسُ الأَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا أبَداً عَلٰی فَلَکِ العُلٰی لَا تَغْرُبُ

یعنی، پہلوں کے سورج غُروب ہو گئے، جبکہ ہمارا سورج ہمیشہ فلکِ اعلیٰ پر رہے گا، کبھی غُروب نہیں ہو گا۔

اس شعر کی شرح میں امام یافعی علیہ الرحمہ نے تصریح فرمائی ہے کہ یہاں جمع متکلّم کی ضمیر سے خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ اسی بنا پر مذکورہ پہلے شعر میں بھی "ولَنا" کی ضمیر سے آپ ہی کی ذاتِ اَقدس مراد ہے۔ چونکہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت امام حَسن عسکری رضی اللہ عنہ کے بعد منصبِ فردیّتِ کُبریٰ اور غَوثیّتِ کُبریٰ پر فائز ہوئے، اور آپ کے اس منصب کا تسلسل ظہورِ

امام مہدی رضی اللہ عنہ تک رہے گا۔

لہٰذا اسی تناظر میں شعر کے دوسرے مصرعے سے یہ استنباط کیا جاسکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپکو منصبِ قُطبیّتِ کُبریٰ و غَوثیّتِ کُبریٰ عطا فرمایا، تو اس کے بعد آخر زمانے میں اس منصب پر صرف حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ فائز کیے جائیں گے۔ اس لئے آپ نے فرمایا:

إِمَامُنا المَهدی فهُوَ خِتَامُنا. یعنی، اور ہمارے امام مہدی ہمارے خاتم ہیں۔

یعنی جس منصبِ غَوثیّتِ کُبریٰ پر میں فائز ہوں، اس سلسلے کا اختتام حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ بابرکات پر ہو گا۔ اسی اعتبار سے آپ نے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کو اپنی غَوثیّتِ کُبریٰ کا "خاتم" قرار فرمایا۔

گویا اس کلام میں اس طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ قُطبیّتِ عظمیٰ کا یہ منصب، جو مجھ تک پہنچا ہے، اس اُمّت میں اپنی آخری کڑی حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ پر مکمل ہو گا۔

اسی لئے فرمایا: إِمَامُنا المَهدی فهُوَ خِتَامُنا

یعنی، ہمارے امام مہدی ہماری ولایتِ کُبریٰ اور غَوثیّتِ کُبریٰ کے خاتم ہیں۔

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ غَوثیّتِ کُبریٰ کا یہ منصب ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ تک آپ ہی کے پاس رہے گا۔

نکتہ: در حقیقت یہ شعر آپ کے اس دوسرے مشہور شعر سے پیدا ہونے والے ایک سوالِ مقدر کا جواب بھی معلوم ہوتا ہے، جس میں آپ نے فرمایا:

أَفَلَتْ شُمُوْسُ الأَوَّلِيْنَ وَشَمْسُنَا أَبَداً عَلٰى فَلَكِ العُلٰى لَا تَغْرُبُ

یعنی، پہلوں کے سورج غُروب ہو گئے، جبکہ ہمارا سورج ہمیشہ فلکِ اعلیٰ پر رہے گا اور کبھی غُروب نہیں ہو گا۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ "ہمیشہ" سے مراد کیا ہے؟ یعنی یہ دوامِ غَوثیّتِ کُبریٰ کس وقت تک

ہے؟

اس کا جواب دوسرے شعر میں خود ارشاد فرمایا: اَلْمَہدی فھُوَ خِتَامُنا

یعنی، حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ تک، جو اس سلسلۂ قُطبیّت و غَوثیّت کے خاتم ہیں۔

چنانچہ اسی استنباط کی تائید میں میرے امام، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں: غَوثُ الکُل، غوثِ اعظم سیّد شیخ عبد القادر جیلانی حَسنی حُسینی رضی اللہ عنہ ہیں اور تا ظہور سیّدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ تک یہ مرتبۂ عظمیٰ اسی سرکار غَوثیّت مآب کے لیے رہے گا۔ (اکسیر اعظم، صفحہ ۲۰۷)

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

نکتہ خیال رہے وہ اَقطابِ وقت جو حضرت امام حَسن عسکری رضی اللہ عنہ اور سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے درمیانی عرصہ میں مقرر ہوئے، وہ دراصل انہی کی نیابت میں بطور قائم مقام فرائض انجام دیتے رہے۔ اسی طرح سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد سے ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ تک جتنے بھی اقطاب و اغواث تشریف لائے یا آئیں گے، وہ غوثِ اعظم ہی کے نائبِ مناب ہوں گے، اگرچہ ان کے تصرفات اور اختیارات میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

نکتہ جیسا کہ اکابرین کے فرامین سے ثابت ہے کہ اس عالمِ ظاہر میں اولیاءِ کرام کو منصبِ قُطبیّت عطا کیا جاتا ہے، جو اپنے وقت کا "سردار" ہوتا ہے اور اولیاء کے معاملات کی نگرانی کے ساتھ ساتھ اُمورِ تکوینیہ (مثلاً بلاؤں کو ٹالنا، تقرری و معزولی وغیرہ) میں بحکمِ الٰہی تصرف فرماتا ہے۔ چونکہ ان معاملات کا تعلق انتظامِ عالم سے ہے، اس لیے ایک قُطبِ وقت کے وصال کے بعد فوراً دوسرا نائب مقرر کر دیا جاتا ہے تاکہ یہ نظامِ تکوین تا قیامت جاری رہے۔

اہم نکتہ (باطنی سر)

یہاں ایک نہایت لطیف باطنی راز ہے جسے علماءِ ربانیین نے واشگاف فرمایا۔ اسی نکتہ سے "تجاہُلِ عارفانہ" کی بنا پر ڈاکٹر صاحب ٹھوکر کھا گئے اور انہوں نے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی "غَوثیّتِ کُبریٰ" (جو تا ظہورِ امام مہدی محیط ہے) کا انکار کر دیا۔ وہ راز یہ ہے کہ:

ایک ہے "نبی کی نبوّت" اور دوسری ہے "نبی کی ولایت" حضور نبی کریم ﷺ کی وِلایت کا کامل ظہور امامُ الاَولیاء مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ذاتِ والاصفات میں متحقق ہوا، پھر ائمہ اہلِ بیت سے ہوتا ہوا امام حَسن عسکری رضی اللہ عنہ تک پہنچا۔ آپ کے پردہ فرمانے کے بعد یہ عظیم منصب آپ کی روح کے ساتھ متعلق ہوا۔

اور پھر سرکار غوثِ اعظم کے ظہور سے غَوث پاک کی ذات سے متعلق ہوا اور آپکے وِصال کے بعد آپکی روح پاک کے ساتھ متعلق ہے اور تا ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ آپکے کے ساتھ ہی متعلق رہیگا۔

اس بلند ترین منصب کے حامل کو "امام" یا "قُطب الاِرشاد بالاَصالہ" کہا جاتا ہے، اور اس کے منصب کو "قُطبیّتِ کُبریٰ" یا "غَوثیّتِ کُبریٰ" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ وہ مقامِ رفیع ہے کہ عالمِ ظاہر میں مقرر ہونے والا "وقت کا قُطب" بھی اسی صاحبِ منصب سے فیض پاتا ہے؛ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کے وسیلے کے بغیر وِلایت کی قبا بھی عطا نہیں کی جاتی۔ اگرچہ وقت کا قُطب اپنے زمانے کا "قُطب اکبر" ہی کیوں نہ ہو، اسے "قُطب الاِرشاد بالاَصالہ" کی بارگاہ سے رجوع کیے بغیر چارہ نہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت امام حَسن عسکری کے بعد اور امام مہدی رضی اللہ عنہ تک جو بھی منصبِ قُطبیّت پر فائز ہوا یا آئندہ ہوگا، ان کے باطنی کمالات اور فیوضات کا اصل سرچشمہ قُطب اعظم حضور خاتم المرسلین ﷺ کی عطا سے سیّدنا غَوثُ الثّقلَین، شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ بابرکات ہے۔

قاضی الاسلام، شیخ الاتقیاء، واقفِ اَسرارِ ربانی

﴿حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ کا فرمان﴾

فیوض و برکاتِ کارخانۂ وِلایت که از جنابِ اِلٰہی بَر اولیاء نازل می شود، اول بر یك شخص نازل می شود و از آن شخص قسمت شُده بهر یك از اولیاءِ عصر موافقِ مرتبه بحسبِ استعداد می رسد و هیچکس از اولیاء الله بے توسّطِ اُو فیضی نمی رسد و کسے از مردانِ خدا بے واسطه اُو درجه وِلایت نمی یابد. اقطابِ جزئی و اَوتاد و اَبدال و نُجباء و نُقباء و جمیع هفت اقلیم اَولیاءِ خُدا بوے محتاج می باشند. صاحبِ ایں منصبِ عالی را امام و قُطب الإرشاد بالأصالة نیز خوانند.

(السیف المسلول، صفحه 229)

یعنی، ولایت کے وہ فیوض و برکات جو جنابِ الٰہی سے اولیاء پر نازل ہوتے ہیں، وہ سب سے پہلے ایک (مرکزی) شخص پر نازل ہوتے ہیں، پھر اس شخص سے تقسیم ہو کر زمانے کے دیگر اولیاء کو ان کے مرتبے اور استعداد کے مطابق پہنچتے ہیں۔ اولیاء اللہ میں سے کوئی بھی اس کے توسُّط کے بغیر فیض نہیں پاتا اور مردانِ خُدا میں سے کوئی بھی اس کے واسطے کے بغیر درجۂ وِلایت تک نہیں پہنچ سکتا۔ اقطابِ جزئی، اَوتاد، ابدال، نُجباء، نُقباء اور ساتوں اقلیم کے تمام اولیاء اللہ اسی کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس منصبِ عالی کے حامل کو امام اور قُطب الاِرشاد بالاَصالۃ بھی کہتے ہیں۔

سوال ﴾ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس منصبِ عظیم کا حامل کون ہے اور یہ مرتبہ کن کن نفوسِ قدسیہ کو عطا ہوا؟

جواب ﴾ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب یوں عطا فرماتے ہیں: ایں منصبِ عالی از وقتِ ظهورِ آدم علیه السلام بروحِ پاكِ علی المرتضیٰ کرم الله وجهه مقرر بود که پیش از نشاةِ عنصریِ آنحضرت هم در اممِ سابقه هر کرا درجۂ وِلایت می‌رسد بتوسّطِ روحِ پاكِ آنحضرت می‌رسد. و بعدِ وُجودِ عنصری تا وقتِ رحلتِ اُو از اصحاب و تابعین همه را این دولت بتوسّطِ اُو رسید و بعد رحلتِ اُو اِین

منصبِ عالی بحَسن مُجتبیٰ و بعد از وی به حُسین شهیدِ کربلا ... پستر به امام زین العابدین پستر به محمد باقر بعد ازاں به جعفر صادق پستر بموسیٰ کاظم، پستر به علی رضا، پستر به محمد التّقی بعد ازاں به علیّ النّقی، پستر به حسن العسکری، آں منصبِ عالی مفوض گشته و بعدِ وفاتِ عسکری تا وقتِ ظهورِ سیّد الشُّرَفاء غَوث الثّقلَین محی الدّین عبدالقادر الجیلی ایں منصبِ عالی بروحِ حسن عسکری متعلق بود. چوں حضرتِ غَوث الثّقلَین پیدا شُد از یں منصبِ مبارك بوی متعلق شُد و تا ظهورِ محمد مهدی ایں منصب بروحِ مبارکِ غَوث الثّقلَین متعلق باشد. (السیف المسلول، صفحہ 230)

یعنی، "یہ منصبِ عالی ظہورِ آدم علیہ السلام کے وقت سے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی روحِ پاک کے لیے مقرر تھا۔ آپ کے وجودِ عنصری (پیدائش) سے پہلے بھی سابقہ اُمتوں میں جس کسی کو بھی درجۂ وِلایت ملا، وہ آپ ہی کی روحِ پاک کے توسّط سے ملا۔ اور وجودِ عنصری کے بعد آپ کی رحلت تک، تمام صحابہ اور تابعین کو یہ دولت آپ ہی کے واسطے سے ملی۔ آپ کی رحلت کے بعد یہ منصبِ عالی حضرت امام حَسن مجتبیٰ کو، ان کے بعد امام حُسین شہیدِ کربلا کو، پھر امام زین العابدین، پھر امام محمد باقر، بعد ازاں امام جعفر صادق، پھر امام موسیٰ کاظم، پھر امام علی رضا، پھر امام محمد تقی، اس کے بعد امام علی نقی اور پھر امام حسن عسکری (رضی اللہ عنہم) کو تفویض ہوا۔ امام حسن عسکری کی وفات کے بعد سے سیّد الشُّرفاء غَوثُ الثّقلَین محی الدّین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ظہور تک یہ منصبِ عالی امام حسن عسکری کی روحِ مبارک سے متعلق رہا۔ جب حضرت غَوثُ الثّقلَین پیدا ہوئے تو یہ مبارک منصب آپ سے متعلق ہو گیا اور امام محمد مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور تک یہ منصب حضور غَوثُ الثّقلَین کی روحِ مبارک ہی سے متعلق رہے گا۔"

خلاصۂ کلام حضرت قاضی ثناء اللہ علیہ الرحمہ کی اس بصیرت افروز تحریر سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے کائنات میں وِلایت نبوی کے فیض کی تقسیم کے لیے ایک نظام مقرر فرمایا ہے۔ اس باطنی نظام وِلایت کا فیض مولا علی کرم اللہ وجہہ اور ائمہ اہلِ بیت سے ہوتا ہوا حضور غَوث پاک رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اور اب تا ظہورِ امام مہدی، ہر ولی کو ملنے والا فیض حضور غوثِ اعظم ہی کے دستِ

عطا سے تقسیم ہوتا ہے۔

﴿قاضی الاسلام کی عبارت پر ڈاکٹر صاحب کا اعتراض اور اس کا جواب﴾

ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ قاضی صاحب کی اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ:"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانے کے تمام صحابہ حصولِ وِلایت میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے محتاج تھے۔!"(صفحہ 389)

مزید لکھتے ہیں:" قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے صریحاً ظاہر ہے، اور یہ خیال بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث شریف کے خلاف ہے۔" (صفحہ 390)

جواب: ڈاکٹر موصوف نے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ گویا قاضی صاحب کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانۂ اقدس میں بھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حصولِ وِلایت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے محتاج تھے۔

حالانکہ یہ نتیجہ نہ عبارت کا تقاضا ہے اور نہ ہی اہلِ سنّت کے مُسلّمہ عقائد کے مطابق ہے۔

ڈاکٹر موصوف نے جس حدیث شریف کا حوالہ دیا، اسے انہوں نے حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے (تاریخ الخلفاء سے) نقل کیا ہے۔ فقیر، حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" سے وہ حدیثِ مبارکہ نقل کرکے، اس پر حضرت مُلّا علی قاری اور شارحِ مشکوٰۃ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہما اللہ کی تشریح پیش کرتا ہے: عن عليٍّ قال قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم: إنّ لِكُلِّ نَبِيٍّ سَبعَةَ نُجَبَاء، رُقَبَاء وأُعطيْتُ أنا أربعةَ عَشَر، قُلنَا : مَن هُم؟ قَال: أنَا وإبنَايَ وجعفرٌ وحَمزةُ وأبو بكرٍ وعمُر ومصعبُ بن عُمير وبلالٌ وسلمانُ وعمارٌ وعبدُ الله بن مسعودٍ وأبو ذرٍّ والمقدادُ.

(مرقاۃ المفاتیح، جلد 11، فصل ثالث، صفحہ 386)

یعنی، "حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہر نبی کے سات نُجباء اور رُقباء (برگزیدہ ساتھی و محافظ) ہوتے ہیں، جبکہ مجھے چودہ عطا کیے گئے ہیں۔"

ہم نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: "میں، میرے دو بیٹے (حضرت حسن و حضرت حُسین رضی اللہ عنہما)، حضرت جعفر، حضرت حمزہ، حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت مُصعب بن عمیر، حضرت بلال، حضرت سلمان، حضرت عمار، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابو ذر اور حضرت مِقداد رضی اللہ عنہم۔"

﴿ڈاکٹر موصوف کا استدلال﴾

ڈاکٹر موصوف اس روایت کو نقل کرنے کے بعد اپنا تجزیہ یوں لکھتے ہیں: "مذکورہ بالا روایت سے تو ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نائب نہیں تھے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نُجباء تھے، انہیں سے فیض لیتے تھے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس زمانے کے ظاہری غَوث بھی تھے، اور غَوث زمانہ ہی سب اولیاء میں فیضِ الٰہی تقسیم کرتا ہے۔"

(صفحہ 390)

﴿مُفصّل جواب﴾ پہلی بات تو یہ ہے کہ قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے کب کہا کہ خُلَفائے ثلاثہ یا تمام صحابۂ کرام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں حضرت مولیٰ علی کے محتاج تھے؟ یہ خود ساختہ مفہوم خود ڈاکٹر موصوف نے نکالا ہے۔

دوسری بات یہ کہ ڈاکٹر صاحب کی اس بات کو ہم بھی مانتے ہیں کہ تمام صحابہ اور جملہ اولیاء حقیقتاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے محتاج ہیں۔ تو پھر اس روایت کو بنیاد بنا کر جو اعتراض ڈاکٹر موصوف نے حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمہ پر کیا، یہ خود ڈاکٹر موصوف کے اپنے نظریے کے بھی خلاف ہے۔ وہ اس طرح کہ اس روایت میں صرف چودہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ذِکر ہے کہ یہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نجیب تھے؛ تو پھر باقی ہزاروں صحابۂ کرام کس کے نائب اور فیض یافتہ تھے، جن کا اس حدیث میں ذِکر نہیں ہوا؟

اگر اس روایت کو ڈاکٹر موصوف کے فہم کے مطابق مان لیا جائے تو باقی تمام صحابۂ کرام اس شرف سے محروم قرار پائیں گے، کیونکہ اس میں صرف چودہ ہی کا ذِکر ہے اور باقی سب اس سے خارج ہوں

گے۔

ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث کا مفہوم وہ نہیں جو ڈاکٹر موصوف نے سمجھا ہے، بلکہ اس حدیث میں چودہ حضرات کی خصوصی فضیلت و قُرب کو بیان کیا گیا ہے۔ رہے دیگر تمام صحابہ، تو وہ سب بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے فیض یافتہ تھے، مگر ان چودہ حضرات کو خصوصی قُرب حاصل تھا، اس لیے ان کا اس حدیث میں خصوصیت کے ساتھ ذِکر ہوا۔

حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: والنّجیبُ هُو الکریم المختارُ، والرَّقیبُ الحافظُ علی الإقتدار، والمرادُ بهم الموجُودُون فی زمنِ کلّ نبیّ، لقوله: وأُعطیتُ أنا أربعَةَ عشرَ أی نجیباً رقیباً بطریق التضعیف تفضلاً." (مرقات، جلد 11، صفحہ 386)

یعنی، اور "نجیب" سے مراد کریم اور منتخب (برگزیدہ) شخصیت ہے، اور "رقیب" سے مراد صاحبِ قدرت محافظ ہے۔ اور ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو ہر نبی کے زمانے میں موجود ہوتے ہیں۔ (آپ ﷺ نے فرمایا: "اور مجھے چودہ نجیب و رقیب عطا کیے گئے ہیں")، یعنی بطریقِ تضاعف (دوگنا) فضل و کرم کے طور پر۔

یعنی ہر نبی کو سات نجیب عطا کیے گئے، مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان عظیم ہے، اس لیے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بطورِ زیادتیِ فضل دوگنا رقیب عطا فرما دیے گئے۔

حضور مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں: معلوم ہوا ان چودہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک خاص قسم کا قُرب حاصل ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں، دوسرے حضرات کو اور قسم کی خصوصیات حاصل ہیں، اس چمن میں ہر پھول کا رنگ و بُو علیحدہ ہے۔

(مرآۃ المناجیح، جلد 8، صفحہ 480)

لہٰذا اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

1۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیگر انبیائے کرام علیہم السلام پر فضیلت۔

2۔ ان چودہ صحابۂ کرام کی خصوصی منقبت و قُرب۔

اسی لیے مُحدّثین نے اس روایت کو "بابِ مناقب" میں ذِکر فرمایا ہے۔

لہذا اس حدیث سے وہ خود ساختہ مفہوم جو ڈاکٹر موصوف نے قاضی صاحب کی عبارت کو مشکوک بنانے کے لئے نکالا، مراد ہے ہی نہیں۔

قُطبِ اعظم

یہ امر ڈاکٹر موصوف کو بھی تسلیم ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مستقل قُطب اعظم و غوثِ اعظم ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب خود لکھتے ہیں: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مستقل قُطب و غَوث ہیں۔" (صفحہ 351)

اس بات میں کسی کو بھی اختلاف نہیں؛ نہ صوفیاء کو، نہ عُلماء کو، نہ مُحدِّثین کو اور نہ ہی عارفین کو۔ یعنی یہ ایک اتفاقی مسئلہ ہے۔ ہم بھی یہی مانتے ہیں کہ حقیقی قُطب اعظم صرف اور صرف ذاتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ ہر قُطب، غَوث، اَبدال، نَجیب، نُقباء، اَفراد، بلکہ ہر نبی و رسول کو بھی بارگاہِ الٰہی سے جو فیض ملتا ہے، اس کا اصل مرکز و منبع صرف اور صرف تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔

نیز، یہ بات بھی اہلِ سنّت کے نزدیک قطعی ہے کہ شیخَین کریمَین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما، اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، یہ تینوں حضرات حضرت مولیٰ کائنات مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے افضل ہیں۔ اور یہ مسئلہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور حضرت مُجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہما کو بھی تسلیم ہے اس لئے اس میں نہ حضرت مُجدِّد پاک کو اختلاف ہے اور نہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو؛ بلکہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روافض کے ردّ میں اپنی پوری کتاب "السیف المسلول" تصنیف فرمائی اور خُلَفائے ثلاثہ کی افضلیّت کو ثابت کیا۔

تو کوئی یہ کیسے سوچ سکتا ہے کہ حضرت قاضی الاسلام یہ کہیں کہ حضراتِ خُلَفائے ثلاثہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں بھی حضرت مولیٰ علی پاک رضی اللہ عنہ کے محتاج تھے؟ لہذا

مولیٰ علی افضل! یہ بات ہر گز قاضی صاحب کی عبارت میں نہیں اور نہ کوئی صحیح العقیدہ سنّی سوچ سکتا ہے۔

جب ایسا ہی ہے تو پھر قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا مفہوم بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ نہ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں، اور نہ ہی بعدِ وِصال، خُلَفائے ثلاثہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے محتاج تھے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانۂ اقدس میں خود حقیقی قُطب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہراً موجود تھے، اور بعد میں وہ تینوں حضرات خود بالأصالہ قُطبیّتِ کُبریٰ پر فائز رہے۔

لہٰذا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا اصل مفہوم یہ ہے کہ حضرت مولیٰ علی پاک رضی اللہ عنہ کی وِلایت کا فیض، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے، حضرت آدم علیہ السلام کے ظہور سے لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہورِ مبارک تک، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی روح کے ساتھ متعلق رہا، اور ہر زمانے کا ولی ان کی روح سے فیض یاب ہوتا رہا۔ پھر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا تو تا وقتِ وصال، تمام صحابۂ کرام (یا اس وقت کے تابعین اور اولیاء) کو جو بھی فیض ملا، وہ براہِ راست حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا۔

اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری وصال ہوا تو حضرات شیخَین کریمین اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کمالاتِ نبوّت کے واسطے سے قُطبیّتِ کُبریٰ کا منصب ملا، جبکہ مولا علی پاک کو کمالاتِ ولایتِ محمدی کی جانب سے دوبارہ وہی منصبِ غَوثیّتِ کُبریٰ عطا ہوا، اور تمام صحابہ (باستثناءِ خُلَفائے ثلاثہ، جن کی افضلیّت و قُطبیّت متفق علیہ ہے) اور جملہ تابعینِ عظام کو یہ دولتِ وِلایت آپ ہی کے توسّط سے ملی۔ لہٰذا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت بالکل بے غبار اور برحق ہے۔

مزید برآں: "السیف المسلول" کی عبارت میں خُلَفائے ثلاثہ کے محتاج ہونے کی کوئی صراحت موجود نہیں ہے۔ قاضی صاحب کی عبارت ملاحظہ فرمائیں: بدانکه از کشف ثابت شُده که قُطبِ اِرشاد کمالات وِلایت علی مرتضی است که امامت عبارت از همان قُطبیّة است و

دیگر صحابہ در یں کمالات وِلایت بوی محتاج اند.

یعنی، جان لیجیے کہ کشف سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کمالاتِ وِلایت کے قُطبِ ارشاد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں، اور امامت اسی قُطبیّت سے عبارت ہے، اور دیگر صحابۂ کرام ان کمالاتِ وِلایت میں ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے محتاج ہیں۔ (السیف المسلول، صفحہ 232)

اس عبارت میں خُلَفائے ثلاثہ کا نام لے کر کوئی ذِکر نہیں، لہٰذا "السیف المسلول" کی عبارت سے یہ ثابت کرنا کہ خُلَفائے ثلاثہ کو بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا محتاج قرار دیا گیا ہے، ہر گز درست نہیں۔ بلکہ خود حضرت قاضی صاحب نے اسی نوعیت کے اعتراض کا جواب اپنی کتاب میں ذکر فرما دیا، کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اس مقام پر یہ اشکال پیدا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ قاضی صاحب لکھتے ہیں: اگر گو ید کہ چون دیگر اصحاب را ولایت بتوسّطِ علی رضی اللہ عنہ رسیدہ، پس افضلیّتِ علی رضی اللہ عنہ بہ خلافِ ثلٰثہ لازم می آید و این خلافِ اِجماع است۔

(السیف المسلول صفحہ 232)

یعنی، اگر کوئی کہے کہ چونکہ دیگر صحابہ کو ولایت، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وساطت (واسطے) سے پہنچی ہے، تو اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیّت خُلَفائے ثلاثہ (حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم) پر لازم آتی ہے، اور یہ اِجماع کے خلاف ہے۔

یہی اعتراض ڈاکٹر موصوف نے کیا ہے، جس کا جواب قاضی صاحب خود، "السیف المسلول" میں تفصیل کے ساتھ اور "تفسیرِ مظہری" میں اختصار کے ساتھ پہلے ہی دے چکے ہیں۔

جواب سے پہلے ایک اہم نکتہ ذہن نشین رکھیں کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ، خُلَفائے ثلاثہ کو حضرت مولیٰ علی سے افضل مانتے ہیں۔

چنانچہ اس کے باوجود جب آپ نے یہ عبارت لکھی: دیگر صحابہ در یں کمالاتِ وِلایت بوی محتاج اند۔

یعنی، دیگر صحابۂ کرام ان کمالاتِ وِلایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے محتاج ہیں۔

تو اس پر یہ سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ جب دیگر صحابہ (باستثناءِ خُلَفائے ثلاثہ، کیونکہ ان کی افضلیّت خود قاضی صاحب کے نزدیک بھی مُسلّم ہے) خُلَفائے ثلاثہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کمالاتِ وِلایت میں مستفیض ہوئے، تو کیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وجہ سے خُلَفائے ثلاثہ پر بھی افضل ہوئے؟

تو آپ کے جواب کا مفہوم یہ ہے کہ: ہرگز نہیں۔ آپ نے "السیف المسلول" میں تفصیل کے ساتھ کمالاتِ نبوّت اور کمالاتِ وِلایت کی وضاحت فرمائی ہے کہ کمالاتِ نبوّت، کمالاتِ وِلایت سے افضل ہیں۔ تینوں خُلَفائے کرام کو کمالاتِ نبوّت کی تجلّی سے حصّہ ملا، جبکہ مولا علی کرم اللہ وجہہ کو کمالاتِ وِلایت سے۔ لہٰذا اگرچہ دیگر صحابۂ کرام مولا علی رضی اللہ عنہ سے کمالاتِ وِلایت میں فیض لیتے رہے، مگر اس سے خُلَفائے ثلاثہ کی افضلیّت میں کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ: کمالاتِ نبوّت کہ درآں تجلّیِ ذاتِ محبت است بے پردۂ صفات، بہتر از کمالاتِ وِلایت است کہ در پردۂ صفات است۔

(السیف المسلول، صفحہ 231)

یعنی، کمالاتِ نبوّت، جن میں ذاتِ الٰہی کی تجلّیِ محبت صفات کے پردے کے بغیر ہوتی ہے، کمالاتِ وِلایت سے افضل ہیں، کیونکہ کمالاتِ وِلایت میں ذات کی تجلّی صفات کے پردے میں ہوتی ہے۔

یعنی قاضی صاحب کے نزدیک دیگر صحابۂ کرام اگرچہ کمالاتِ وِلایت میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے مستفیض ہوئے، مگر اس سے خُلَفائے ثلاثہ کی افضلیّت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، افضل وہی ہیں۔ کیونکہ انہیں کمالاتِ نبوّت سے یہ مرتبہ ملا۔

اس امر کی مزید صراحت صدر الشّریعہ محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی درجِ ذیل عبارت سے بخوبی ہو جاتی ہے، جس میں نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دستِ نگر خُلَفائے ثلاثہ نہیں، بلکہ بعد میں آنے والے اولیاء ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: "مرتبۂ تکمیل پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانبِ کمالاتِ نبوّت حضرات شیخَین کو قائم فرمایا اور جانبِ

کمالاتِ وِلایت حضرت مولیٰ مُشکل کُشا کو، تو جملہ اولیائے مابعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی اور انہی کے دستِ نگر تھے، اور ہیں، اور رہیں گے۔" (بہارِ شریعت، جلد 1، حصہ 1، صفحہ 265، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

آخری بات: فضلِ جزئی

اس مسئلے کی مزید وضاحت کے لیے افضلیّت کی اقسام کو سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ افضلیّت کی تین صورتیں ہیں:

1۔ افضلیّتِ جُزئیہ: کسی خاص وصف یا کمال میں کسی کا بڑھ کر ہونا۔

2۔ افضلیّتِ کُلیہ افرادیہ: اپنے افراد میں ہر ہر کمال اور ہر ہر جہت سے افضل ہونا۔

3۔ افضلیّتِ کلیہ مجموعیہ (افضلیّتِ مُطلقہ): مجموعی کمالات کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ و برتر ہونا۔

اہلِ سنّت و جماعت کے عقیدے کے مطابق انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سمیت خُلَفائے ثلاثہ کو جو افضلیّت حاصل ہے، وہ یہی افضلیّتِ مُطلقہ ہے۔ اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ وہ "مِن کُلّ الوُجوہ" (یعنی ہر ہر جزوی وصف میں) بڑھے ہوئے ہیں، بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب مطلقاً دیکھا جائے گا تو مجموعی کمالات کے اعتبار سے وہی افضل ٹھہریں گے۔

چونکہ افضلیّتِ مُطلقہ اور افضلیّتِ جُزئیہ میں کوئی منافات (تعارض) نہیں، اس لیے اگر کمالاتِ وِلایت جیسی خاص جہت میں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو افضلیّتِ جُزئیہ حاصل ہو، تو اس سے خُلَفائے ثلاثہ کی افضلیّتِ مُطلقہ پر کوئی حرف نہیں آتا۔

لہٰذا قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ کی عبارت پر کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔ والحمد للہ ربّ العالمین۔

سوال امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کے بعد حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ منصب کیوں عطا ہوا اور تا امام مہدی رضی اللہ عنہ ان کے پاس یہ منصب کیوں رہیگا؟ حالانکہ آپ سے پہلے بھی

بڑے بڑے اولیاء آئے اور آپکے بعد بھی!

جواب اس کا پہلا جواب تو ہے کہ: ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہے عطا فرمائے۔

دوسرا یہ ہے کہ آگے روایت آرہی ہے کہ حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے اپنا سجادہ (جائے نماز و مصلی) اپنے ایک مرید خاص کو عطا فرما کر وصیت فرمائی کہ اسے حفاظت سے رکھنا اور اپنی وفات سے پہلے کسی اور معتمد شخص کو دینا اور اسے بھی وصیت کرنا کہ وہ بھی اسی طرح کرتا رہے اور بالآخر پانچویں صدی میں غوثِ اعظم جن کا نام شیخ عبد القادر جیلانی انہیں یہ امانت سپرد کرنا۔

اس سجادہ کا تحفہ اس منصبِ غَوثیتِ کُبریٰ کی طرف اشارہ تھا کہ امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کے بعد سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو اس منصب پر فائز ہونا ہے گویا یہ ایک انعام خداوندی تھا جو امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کے بعد غوثِ اعظم کو عطا ہوا۔

اور تیسرا یہ کہ اس کی اصل حکمت تو ربِّ کائنات ہی بہتر جانتا ہے، مگر فقیر کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ "غَوثیتِ کُبریٰ" ایک نہایت عظیم اور بھاری منصب ہے۔ اس منصب کا حامل وہی ہو سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ایسی روحانی طاقت عطا فرمائی ہو جو اس عہدے کے جلال اور بوجھ کو برداشت کر سکے۔

چنانچہ امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ اور سرکار غَوثُ الثَّقلَین رضی اللہ عنہ کے بعد اگرچہ دنیا میں بڑے بڑے کامل اولیاء تشریف لائے، لیکن اس خاص منصب کے لائق جس "قُوتِ قُدسیہ" اور "باطنی طاقت" کی ضرورت تھی، وہ قدرت نے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی۔ اسی لیے یہ منصب آپ کو تفویض ہوا اور امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور تک آپ ہی کے پاس رہے گا۔۔۔

فقیر کے جواب کی تائید شاہ ولی اللہ مُحدِّث دہلوی علیہ الرحمہ کے قول سے ہوتی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: اُمت و اصحاب طُرُق اقوی کسیکه بعد تمام راه جذب باکمل وُجوه باصل این

نسبت میل کردہ است و در آنجا بوجہ اتم قدم زدہ است حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی اند و لھذا گفتہ اند کہ ایشان در قبرِ خود مثلِ احیا تصرف می کنند، این فقیر را آگاھانیدہ اند کہ طریقہ ایشان آنست کہ بعد جذب بخلاصہ ایں نسبت رنگین گردد و ایضاً در ملّتِ مصطفوٰیّہ خصوصاً در یں روزگار ھیچ کس از ین دو بزرگ از جھتِ خوارقِ عادات مشھور تر نیست و این معنی مقتضی آنست کہ توجہِ عالَمِ غیب بسوی خود مسبح با ایشان بینند و بالجملہ ایں اسباب مقتضی آن شدند کہ اِمروز اگر کسی را مناسبت بروحی خاص پیدا بشود و از آنجا فیض بردارد غالباً بیرون نیست از آنکہ این معنی بہ نسبتِ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم باشد یا بہ نسبتِ حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجھہ یا بہ نسبتِ حضرت غَوث جیلانی۔(ہمعات، فارسی نسخہ صفحہ 25، اسلامی پریس تحفہ محمدی، ہند)

یعنی، اُمت (کے اولیاء) اور تمام صوفیانہ سلسلوں میں سب سے زیادہ طاقتور شخص جنہوں نے جذب (اللہ کی محبت میں خود رفتہ ہونے) کی راہ مکمل کرنے کے بعد، پوری کاملیّت کے ساتھ اس روحانی نسبت کی جڑ تک رسائی حاصل کی اور وہاں بروجۂ اتم (مکمل پختگی سے) قدم جمائے، وہ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی ہیں۔ اسی وجہ سے (اہلِ نظر نے) کہا ہے کہ آپ اپنی قبر میں بھی اسی طرح تصرف فرماتے ہیں جیسے زندہ لوگ کرتے ہیں۔ مجھ فقیر (شاہ ولی اللہ) کو (بذریعہ کشف والہام) یہ آگاہی دی گئی کہ آپ کا طریقہ یہ ہے کہ انسان "جذب" کے بعد، نسبت (ولایت) کے خلاصے میں پوری طرح رنگ جائے (یعنی اس میں فنا ہو جائے)۔ اور اسی طرح ملّتِ مُصطفویہ میں اور خاص طور پر اس موجودہ زمانے میں کرامات کے حوالے سے ان دو بزرگوں (حضرت مولا علی اور حضرت غَوث پاک) سے زیادہ کوئی مشہور نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عالَمِ غیب کی توجہ خود ان کی طرف مرکوز ہے۔

مختصر یہ کہ ان تمام وجوہات کا تقاضا یہ ہے کہ آج کے دَور میں اگر کسی شخص کو اللہ کی طرف سے کوئی خاص روحانی تعلق نصیب ہو یا اسے کہیں سے فیض ملے، تو وہ عموماً ان تین نسبتوں سے باہر نہیں ہوتا: یا تو وہ نسبتِ حضرت پیغمبر ﷺ سے ہوتا ہے۔ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے سے۔ یا پھر حضرت

غوثِ اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے توسُّل سے۔(ہعات)

خلاصۂ کلام اس کلام معرفت کا نچوڑ یہ ہے کہ: امّتِ مُسلمہ کے تمام سلاسلِ طریقت میں حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ وہ یگانہ روزگار ہستی ہیں جنہوں نے جذب کی تمام راہوں کو طے کر کے وِلایت کے بلند ترین مرتبے پر تمکن حاصل کیا اور آپ کو وہ قوّتِ تصرف عطا کی گئی جو قُطبیّتِ کُبریٰ کے عظیم منصب کا تقاضا ہے اور موجودہ دور میں وِلایت کی منزلیں طے کرنے اور باطنی فیوض و برکات سمیٹنے کے لیے تین ہی بنیادی سرچشمے ہیں:

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ (جو تمام فیض کی اصل ہے)۔ بابِ مدینۃُ العِلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ (جو وِلایت کے مرکزی واسطہ ہیں)۔ سیّدنا غَوثُ الثَّقلَین (جو اس فیض کے امین اور بانٹنے والے ہیں)۔

چنانچہ روحانیت کا ضابطہ یہ ٹھہرا کہ سالک کو فیض کی رسائی کے لیے ترتیب وار پہلے سرکار غوثِ اعظم کا توسّل، پھر مولا علی کا واسطہ اور بالآخر بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔

تائید ثانی

غوث پاک جیسا ولی نہ عالَمِ وُجود میں ہے نہ ہوگا

أخبرنا شیخُنا أبو عَمرو عثمان الصَّریفینی، قال: واللہِ ما أظھر اللہ تعالیٰ، ولا یُظھرُ إلی الوُجودِ مثلَ الشَّیخ مُحی الدِّین عبد القادر رضی اللہ عنہ۔(بہجۃ الأسرار ، ذکر فصول من کلامہ، ص 75)

یعنی، حضرت شیخ عثمان صریفینی فرماتے ہیں: خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے عالَمِ وُجود میں نہ تو پہلے (غوثِ اعظم) محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی جیسا ولی پیدا کیا اور نہ پیدا فرمائے گا۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

صحابیت ہوئی پھر تابعیت آگے قادری منزل ہے یا غَوث

﴿صوفیاء متقدّمین اور قُطبیّتِ کُبریٰ، غَوثُ الثّقلَین﴾

شیخ ابو الفضل عبد القادر بن حسین شاذلی نے اولیاء کرام خصوصاً سلسلہ شاذلیہ کے بزرگوں کے متعلق کتاب تحریر کی ہے جس میں انہوں نے حضور غَوثِ زماں سیّدنا شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کی قُطبیّت کو بیان فرمایا ہے اسی میں متقدّمین میں سے صوفی و عارف ابن الرداد کا فرمان نقل کیا جس میں حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی قُطبیّت کُبریٰ کا ذکر ہے اور نہ صرف آپکی قُطبیّت کُبریٰ کا ذکر ہے بلکہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی وہ صفات بیان کی ہیں کہ بندہ جھوم جائے۔

ملاحظہ کریں: قال العارفُ باللهِ تعالى شهاب الدين أحمدُ بنُ الشّيخ فخر الدّين أبي بكر اليَمنيُّ القرشيُّ: وأوّلُ أقطابِ الأمةِ الشّريفةِ الحسنُ بنُ عليِّ بنِ أبي طالبٍ رضى الله عنهما ثمّ واحدٌ بعدَ واحدٍ إلى أن وصلتْ إلى الشّيخ الإمام القُطب الغَوث الفَرد الجامع سيّدى عبد القادر الكيلانى رضى الله عنه فتصرّف بأمر الله وتحكّم بإذنه وتحكّمَ فى خَلقه بحَقّه، وولى وعزل، وهدى وخذلَ وأحيَا وقتلَ وأمرضَ وشَفى، ومَنحَ وأعطى، ووَصلَ وقَطعَ، وحَمى ودَفعَ، وسَلبَ وحَجبَ، وأعطى المحبَّ ما طَلَبَ وفعَلَ بأمرِ الله ولا عجب. (الكواكب الزاهرة فى اجتماع الأولياء، صفحه 259، مكتبه ثقافة الدينيه، قاهره)

یعنی، "اور اس اُمّتِ شریفہ کے اوّلین قُطب حضرت حسن بن علي بن ابی طالب رضي اللہ عنہما ہیں، پھر یکے بعد دیگرے یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ میرے آقا و مولا عبد القادر الجيلاني رضي اللہ عنہ، جو شیخ، امام، قُطب، غَوث، فردِ جامع ہیں، تک پہنچا" اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ (ہر چیز میں) تصرف فرماتے تھے، اور اسی کے اذن سے ہر تدبیر فرماتے تھے، اور اس کے عطا کردہ حق کے ساتھ مخلوق میں حکم جاری فرماتے تھے۔ آپ ہی جس کو چاہتے منصب دیتے اور جسے چاہتے معزول کرتے، جسے چاہتے ہدایت دیتے اور جسے چاہتے محرومی میں چھوڑ دیتے، جسے چاہتے زندہ کرتے اور جسے چاہتے تو موت دیتے، جسے چاہتے بیمار کرتے اور جسے چاہے شفاء عطا فرماتے، جسے چاہتے نوازتے اور جسے چاہتے عطا فرماتے، جسے چاہتے ملاتے اور جسے چاہتے جدا کرتے، اور حفاظت بھی فرماتے اور دِفاع بھی کرتے، چاہتے تو کسی کی بھی وِلایت چھین لیتے

اور چاہتے تو پردہ ڈال دیتے، اور مُحب کو اس کی مطلوب چیز عطا فرماتے تھے، اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا تھا، اس میں کوئی تعجب نہیں۔

﴿پہلے قُطب امام حسن، درمیانے غوثِ اعظم اور آخری امام مہدی علیہم الرضوان﴾

جیسا کہ عارف باللہ حضرت شہاب الدین احمد بن ابو بکر یمنی المعروف ابن الرداد علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے: أوّلُ أقطابِ الأمةِ الشّريفةِ الحسنُ بْنُ عليّ بن أبي طالب

یعنی، اس امتِ شریفہ کے سب سے پہلے قُطب حضرت امام حَسن مجتبیٰ بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما ہیں۔

اسی عظیم الشان مضمون کو جلیل القدر مُحدِّث، امام اور مُفسِّر حضرت نور الدین علی بن سلطان الہروی الحنفی المعروف مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اکابر اولیاء سے نقل فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی تصنیف میں رقمطراز ہیں: بَلغنِي عن بعضِ الأكابر أن الإمام الحسنَ ابنَ سيّدِنا عليّ رضى الله عنهما لما تَرَكَ الخلافةَ لما فيها من الفتنة والأفة، عَوّضَهُ اللهُ سبحانه وتعالىٰ القُطبيّة الكُبرى فيه وفي نَسلِه، وكان رضى الله عنه القُطب الأكبر، وسيّدُنا الشّيخ السيّد عبدُ القادر هو الأوسط، والمهدى خاتمة الأقطاب. (نزهة الخاطر الفاطر في ترجمة سيدي الشريف سلطان الأولياء الاكابر، قلمی نسخه، صفحه 19)

یعنی، مجھ تک اکابر اولیاء اللہ کے ذریعے یہ بات پہنچی ہے کہ جب حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اُمّت کو فتنہ، آفت اور باہمی فساد سے بچانے کی خاطر ظاہری خلافت کو چھوڑ دیا (اور صلح فرمالی)، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے اس عظیم ایثار اور اُمّت کی غم خواری کے بدلے میں انہیں اور ان کی نسلِ پاک کو "قُطبیّتِ کُبریٰ" (غَوثیّتِ کُبریٰ) کے اعلیٰ مقام و منصب سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ (ولایتِ محمدی کے امام حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پہلے جانشین کے طور پر) حضرت امام حَسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اس امت کے قُطب اکبر ہوئے، سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ قُطب اوسط (درمیانی قُطب) بنے، اور امام مہدی رضی اللہ عنہ خاتم الاَقطاب (آخری قُطب) ہوں گے۔

ایک اہم علمی نکتہ ﴾ مولیٰ علی شیرِ خُدا رضی اللہ عنہ کی وِلایت سے قُطبیّت کُبریٰ کا منصب چونکہ سب سے پہلے امام حسن مُجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا، اس لیے وہ بعد میں آنے والے تمام اَقطاب کے مقابلے میں اکبر (یعنی پہلے ٹھہرے) اسی وجہ سے آپ کو "قُطبِ اکبر" کہا گیا بعد ازاں یہ منصب ساداتِ اہل بیتِ اطہار کے ائمہ میں امام حسین پاک رضی اللہ عنہ سے امام حَسن عسکری تک منتقل ہوا اور پھر امام حَسن مُجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی نسل میں سرکار غَوثِ پاک رضی اللہ عنہ تک پہنچا۔ اور غَوثِ پاک "قُطب اوسط" (درمیانی) ہیں؛ کیونکہ غَوث پاک کے بعد یہ منصبِ قُطبیّتِ کُبریٰ (اَصالتاً) کسی کو نہیں ملے گا یہاں تک کہ آخری زمانے میں امام مہدی تشریف لائیں گے، جنہیں یہ منصبِ عالی براہِ راست تفویض ہو گا اور وہی سلسلۂ وِلایت کے "آخری قُطب" ہوں گے، اسی لیے وہ "قُطب آخر" کہلائے۔

آپ نے ملاحظہ کیا سرکار غوثِ اعظم کی غَوثیّتِ کُبریٰ تا امام مہدی کی گواہی عظیم مُحدِّث مُلّا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ نے اکابر اولیاء سے بیان فرمائی مزید کیا وضاحت کی ضرورت!

وضاحتی نوٹ ﴾ یہاں یہ امر واضح رہے کہ اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ امام حَسن عسکری یا سرکار غَوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے بعد دنیا میں کوئی قُطب یا غَوث نہیں بنا؛ غَوث اور قُطب تو قیامت تک آتے رہیں گے اور کائنات کا نظام چلتا رہے گا مگر ولایتِ مولیٰ علی سے "قُطب الاِرشاد بالاَصالہ" یعنی قُطبیّتِ کُبریٰ اور غَوثیّتِ کُبریٰ کا اصل مرکزی منصب مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بعد سب سے پہلے امام حَسن مُجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا اس لیے وہ بعد میں آنے والوں کے لیے "قُطبِ اکبر" ٹھہرے۔ بعد ازاں حضرت امام حُسین پاک رضی اللہ عنہ کو یہ منصب عطا ہوا اور ان کے اولاد میں ائمہ اہلِ بیت سے ہوتا ہوا امام حَسن عسکری رضی اللہ عنہ تک پہنچا۔

اس کے بعد امام حَسن مُجتبیٰ کی نسل میں سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ منصب عطا ہوا اور تا ظہورِ امام مہدی آپ کے پاس رہے گا اس لیے آپ "قُطب اَوسط" ٹھہرے کیونکہ آپ اور امام مہدی کے درمیان کسی اور کو یہ منصبِ غَوثیّتِ کُبریٰ عطا نہیں ہو گا۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا یہاں تک

کہ آخری زمانے میں جب امام مہدی رضی اللہ عنہ تشریف لائیں گے، تو یہ منصبِ عالی (اصالتاً) انہیں تفویض کر دیا جائے گا۔ اور وہ قُطب آخر یعنی قُطبیّت کُبریٰ و غَوثیّتِ کُبریٰ پر فائز آخری قُطب ہونگے۔

یہ تھا امام ملّا علی قاری جیسے جلیل القدر بزرگ و مُحدّث کا فرمان جسکو انہوں نے اکابر اولیاء سے روایت کیا جس سے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی غَوثیّت کُبریٰ اِلیٰ ظُہورِ المہدی ثابت ہوتی ہے۔

﴿حضرت ملّا علی قاری کی عبارت پر ڈاکٹر موصوف کا اعتراض اور ہمارا جواب﴾

تحریفِ معنوی﴾ حضرت ملّا علی قاری علیہ الرحمہ نے اکابر اولیاء سے یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ اللہ ربّ العزّت نے اُمّت کی غمخواری کے صلہ میں امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو "قُطبیّتِ کُبریٰ" کا عظیم منصب عطا فرمایا، اور آپ کی برکت سے "فی نَسلِہ" یعنی آپ کی نسل پاک کو بھی قُطبیّتِ کُبریٰ یعنی "قُطب الاِرشاد بالأصالہ" کا منصب عطا فرمایا۔

ڈاکٹر موصوف نے "فی نَسلِہ" سے امام حَسن مُجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی نسبی نسل کے بجائے روحانی نسل اور سلسلہ طریقت مراد لے کر تحریف معنوی کر ڈالی۔

چنانچہ ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں: لفظِ "فی نَسلِہ" سے مراد امام حَسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی نسبی نسل نہیں بلکہ روحانی نسل (سلسلہ طریقت) ہے۔ (صفحہ 380)

اس کی وجہ ذِکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: وِلایت یا قُطبیّت کوئی نسبی معاملہ نہیں بلکہ روحانی معاملہ ہے۔ وراثتِ مال نسبی اولاد کے لیے ہوتی ہے، اور وراثتِ روحانیت و خلافت روحانی اولاد کی طرف منتقل ہوتی ہے۔ (صفحہ 380)

ہمارا جواب﴾ سب سے پہلی اور بنیادی بات یہ ہے کہ بالاتفاق نصوص کو ان کے ظاہر پر محمول کرنا واجب ہے۔ امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اِجماع دارند آناں کہ باتفاق ایشاں اِجماع قاطع اِنعقاد یابد کہ حملِ کلام بر ظاہرش واجب است، مالم یَصرف عنہ

صارفٌ.

یعنی، وہ تمام حضرات جن کے اتفاق سے اِجماعِ قطعی منعقد ہوتا ہے، اس مسئلہ پر اِجماع رکھتے ہیں کہ کلام کو اس کے ظاہر پر محمول کرنا واجب ہے، جب تک ظاہر سے پھیرنے والی کوئی دلیل نہ ہو۔

(اکسیر اعظم، صفحہ 199)

لہٰذا، لفظِ "نسل" کا ظاہری معنی اولاد اور نسلِ پاک ہی ہے، اور یہ لفظ سنتے ہی جو معنیٰ ذہن میں آتا ہے وہ نسبی نسل ہی ہے، نہ کہ روحانی نسل یا سلسلۂ طریقت!

امام فرماتے ہیں:

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نُور کا تو ہے عینِ نور، تیرا سب گھرانہ نُور کا

جب اس لفظ کو اس کے ظاہری معنی سے پھیرنے کی کوئی حاجت ہی نہیں، تو تحویلِ معنی کا کیا جواز ہے؟

ڈاکٹر موصوف کے دلائل کا جائزہ

اولاً: یہ دعویٰ کس نے کیا ہے کہ وِلایت صرف نسبی معاملہ ہے، روحانی نہیں؟ وِلایت میں روحانیت تو بنیادی شے ہے ہی، مگر اس کے ساتھ نسبی شرف کو ماننے میں کیا رکاوٹ ہے؟

ثانیاً: اگر تسلیم کر لیا جائے کہ وِلایت خالصتاً روحانی معاملہ ہے، تب بھی یہ بتایئے کہ یہ روحانی فیض اولاد کو ملنے سے کون سی چیز مانع ہے؟ کیا اولیاء کی اولاد کو وِلایت نہیں مل سکتی؟

ثالثاً: جن اکابر اولیاء نے یہ لفظ ارشاد فرمایا، کیا ان کو یہ ادراک نہیں تھا کہ "نسل" سے نسبی نسل مراد نہیں بلکہ روحانی نسل مراد ہے؟ کیا وہ اس باریک بینی سے ناواقف تھے؟

رابعاً: جس روایت کو ایک جلیل القدر مُحدِّث، مُفسِّر، مُدقّق، اور علمِ بیان و بدیع و لُغتِ عرب کے ماہر محقّق (حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ) نقل فرما رہے ہیں، کیا انہیں بھی پتہ نہیں تھا کہ اس سے مراد روحانی نسل یعنی سلسلہ طریقت ہے نہ کہ نسبی نسلِ پاک؟

خامساً: جب قائل خود اپنے کلام سے ظاہری معنیٰ ہی مراد لے رہے ہیں کہ آپ کی نسلِ پاک میں سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اور سرکار امام مہدی رضی اللہ عنہ کو قُطبیّتِ کُبریٰ کا منصب ملنا ہے، تو اس کے باوجود اس لفظ کے معنی کو پھیرنا صریحاً تحریفِ معنوی نہیں تو پھر کیا ہے؟

سادساً: اگر "فِی نسلہ" میں نسبی نسل مراد لی جائے، تو امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی پاک اولاد یعنی حسنی سادات کو منصبِ وِلایت و غَوثیّتِ کُبریٰ ملنے میں مانع چیز کیا ہے؟ جب ربُّ العالمین آپ کو اور آپ کی نسلِ پاک کو یہ مرتبہ عطا فرما رہا ہے تو اس میں اعتراض یا تکلیف کس چیز کی ہے؟

تحریفِ معنوی کرنے کی اصل وجہ

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ڈاکٹر موصوف کو یہ تحریفِ معنوی کرنے کی وجہ کیوں پیش آئی حالانکہ عبارت واضح ہے کسی تحریف و تاویل کی حاجت ہی نہیں!

جواب اس لیے پیش آئی کہ اگر اسے اسی طرح مان لیا جاتا جس طرح اکابر اولیاء، حضرت ملّا علی قاری، اور سیّدی اعلیٰ حضرت رحمہم اللہ نے مانا ہے، تو پھر واقعی سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ کا عظیم منصب اِلیٰ ظُہورِ المہدی ماننا پڑتا، اور یہ ڈاکٹر موصوف کو منظور نہیں تھا۔ اس لیے تحریفِ معنوی کے بغیر چارہ کار نہ تھا، اس لئے تحریفِ معنوی کر ڈالی۔

ایک شُبہ کا ازالہ اور تطبیق

ڈاکٹر موصوف کو "فی نَسلِہ" کے معنی نسبی نسل کرنے میں ایک اور شُبہ یہ لاحق ہوا ہو گا کہ: اگر نسبی اولاد مراد لی جائے تو امام حُسین رضی اللہ عنہ سے لے کر امام حَسن عسکری رضی اللہ عنہ تک جتنے حضرات غَوثیّتِ کُبریٰ پر فائز رہے، وہ سب کے سب اس سے خارج ہو جائیں گے، کیونکہ اس عبارت میں ان کا ذِکر نہیں اور نہ ہی وہ امام حَسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی نسل میں شامل ہیں!

شُبہ کا شافی جواب

اس پر ہمارا سوال یہ ہے کہ اس روایت سے یہ کیسے ثابت ہوتا ہے کہ امام حَسن پاک کی نسل کو تو غَوثیّت مل سکتی ہے مگر امام حُسین پاک رضی اللہ عنہ اور ان کی نسل کو غَوثیّتِ کُبریٰ نہیں مل سکتی؟

غرض اس عبارت سے ہر گز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امام حُسین رضی اللہ عنہ کی نسل کو غَوثیّت نہیں ملی۔ عبارت میں تو صرف اتنا ہے کہ:

اُمّت کی غمخواری کے صلہ میں اللہ پاک نے امام حَسن مُجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو غَوثیّتِ کُبریٰ کا عظیم منصب عطا فرمایا۔

مزید یہ کہ آپ ہی کی نسلِ پاک میں سے وَسط (درمیان) میں سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ منصب عطا ہوا۔

اور آخرِ زمان میں آپ کی نسل ہی سے سرکار سیّدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کو بھی یہ عظیم منصب عطا کیا جائے گا۔

عبارت بالکل واضح ہے، ظاہر سے پھیرنے کی کوئی حاجت نہیں، بلکہ واجب ہے کہ اسے اس کے ظاہر پر رکھا جائے، جیسا کہ ہمارے مشائخ، خصوصاً سیّدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے بھی اُصولِ شریعت کے مطابق اسے ظاہر ہی پر رکھا، الحمدللہ۔

اس شبہ کے جواب کو یوں بھی سمجھ سکتے ہیں؛ مثلاً حضرت خلیل اللہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے دو صاحبزادے تھے:

حضرت اسماعیل علیہ السلام　　حضرت اسحاق علیہ السلام

اللہ ربّ العزّت نے حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی نسلِ پاک میں سے حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کے صاحبزادے حضرت یعقوب (اسرائیل) علیہ السلام کی نسل میں بہت سارے انبیاء کو مبعوث فرمایا اور ان کے آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ جبکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام

کی نسل میں صرف ہمارے آقا، امامُ الانبیاء، خاتمُ الانبیاء والمُرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث بلا تمثیل؛ اللہ ربّ العزّت نے مولیٰ علی پاک رضی اللہ عنہ کے دو شہزادوں حضرت امام حَسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ دونوں کو قُطبیّتِ کُبریٰ کا منصب عطا فرمایا:

چنانچہ حضرت امام حُسین پاک کی نسل میں امام حَسن عسکری رضی اللہ عنہ تک ائمہ کرام کو غَوثیّتِ کُبریٰ کا منصب عطا ہوا جبکہ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی نسلِ پاک میں سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ منصب عطا ہوا اور آخر میں آپ ہی کی نسلِ پاک میں ہمارے امام، حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کو یہ منصب عطا ہو گا۔

لہٰذا، لفظِ "فِی نَسلِہ" کی خود ساختہ تاویل کی کوئی حاجت ہی نہیں، کیونکہ دونوں شہزادوں کی نسلِ مبارک میں غَوثیّتِ کُبریٰ کا جلیل منصب عطا ہوا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ اللہ پاک نے امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کی ذُرِّیت (تاامام حَسن عسکری رضی اللہ عنہ) کو بھی مرتبہ امامت و قُطب الاِرشاد بالاَصالہ یعنی غَوثیّتِ کُبریٰ سے نوازا، اور امام حَسن مُجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی اس مرتبہ سے نوازا کہ آپ کی نسلِ پاک میں حضرت غَوثُ الثّقلَین رضی اللہ عنہ کو وسط میں، اور آخر میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کو اس منصب پر فائز فرمایا۔ لہٰذا کوئی غبار یا اشکال باقی نہیں رہتا۔

خلاصۂ کلام حضرت ملّا علی قاری علیہ الرحمہ کی نقل کردہ عبارت کا حاصل یہ ہے کہ ولایتِ محمدی سے قُطبیّتِ کُبریٰ کا جو منصب مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو عطا ہوا، تو آپ کے بعد سب سے پہلے امام حَسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا۔ چونکہ آپ آنے والے غَوثیّتِ کُبریٰ کے حاملین میں سب سے پہلے ہیں، اس لیے آپ "اکبر" کہلائے۔ غَوث پاک درمیان کے اس منصب کے حامل ہیں اس لیے "اَوسط"، اور امام مہدی آخر میں اس منصب پر فائز ہوں گے اس لیے "آخر" کہلائے۔

جبکہ امام حَسن مجتبیٰ سے امام حَسن عسکری تک غَوثیّتِ کُبریٰ پر ائمہ اہلِ بیت میں سے دیگر ائمہ فائز رہے۔ اور امام حَسن عسکری رضی اللہ عنہ کے بعد غَوثیّتِ کُبریٰ کا منصب امام حَسن مُجتبیٰ کی اولاد میں

سے غوث پاک کو عطا ہوا، تو آپ ہی کے ساتھ یہ منصب وابستہ رہا اور تا ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ آپ ہی کے ساتھ رہے گا۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

ایک اہم وضاحت قُطب وقت جسے قُطب الارشاد، قُطب بالنّیابہ، وقت کا غوث، وقت کا غوث اکبر، یا اس نوع کے دیگر معروف القاب سے یاد کیا جاتا ہے کے لیے سادات ہونا لازمی نہیں۔ یہ سادات و غیر سادات دونوں میں ہو سکتے ہیں۔

لہٰذا، جہاں جہاں مشائخ نے یہ لکھا ہے کہ "قُطب و غوث کے لیے سیّد ہونا شرط نہیں"، تو اس سے مراد وہ قُطب اور غوث ہیں جو قُطب بالاَصالہ نہیں بلکہ بطورِ نیابت ہوتے ہیں (ایسے افراد سادات اور غیر سادات دونوں میں سے ہو سکتے ہیں)۔ جیسا کہ علّامہ آلوسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے۔ (آگے عبارت آرہی ہے)

باقی رہا غوثیّتِ کُبریٰ کا وہ عظیم منصب جو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت کا باطن ہے اور آپ کے خاص وارثوں کے لیے ہے، تو یہ منصب امام حَسَن مُجتبیٰ سے لے کر امام حَسَن عسکری تک، اور اس کے بعد سرکار غوثِ اعظم اور پھر سیّدنا امام مہدی کو عطا ہوا؛ یہ تمام بزرگوار ساداتِ کرام میں سے ہی ہیں۔

تین شخصیات کی تخصیص کا راز

ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ غوثیّتِ کُبریٰ پر صرف یہی تین شخصیات فائز نہیں ہیں۔ یہ صرف ایک راز ہے جو اکابر نے ظاہر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بعد امام حَسَن مُجتبیٰ کو پہلے قُطبیّتِ کُبریٰ کا منصب عطا فرمایا، پھر آپ کی نسل میں یہ عظیم منصب غوث پاک کو ملا، اور پھر آپ ہی کی نسلِ پاک میں آخرِ زمان میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کو عطا ہو گا۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ غوثیّتِ کُبریٰ صرف ان تین بزرگوں کے ساتھ ہی خاص ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم امام حُسین پاک رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد ائمہ اہلِ بیت (بالترتیب تا امام حَسن عسکری) کو بھی اس منصب پر مانتے ہیں جیسا کہ ہمارے امام سیّدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے بھی تحریر فرمایا ہے۔

جبکہ امام حَسن پاک کی اولاد میں بھی کئی ایسے نفوسِ قدسیہ گزرے ہیں اور آئیں گے جنہیں قُطب الاِرشاد، غَوثِ زماں اور قُطب وقت کا مرتبہ ملا اور ملے گا، مگر قُطب الاِرشاد بالاَصالہ یعنی غَوثیّتِ کُبریٰ کا منصب اولاً حضرت امام حَسن مجتبیٰ کو، اور پھر امام حُسین پاک اور ان کے اولاد کو اور پھر درمیان میں امام حَسن مُجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسلِ پاک میں سرکار غَوث پاک کو، اور آخر میں آپ ہی کی نسل پاک میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کو عطا ہو گا، اس لیے اس عبارت میں ان تین کی تخصیص بیان ہوئی۔ چنانچہ اب کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔

﴿فرمانِ حضرت مُجدِّدِ الف ثانی رضی اللہ عنہ﴾

ایں مرکز غیر اُو را میسر نشدہ

یعنی، یہ مرکز (قُطبیّت کبریٰ) غَوثُ الثّقلَین کے علاوہ کسی کو میسر نہیں۔

امام ربّانی، مُحدِّث رحمانی، مجدِّد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ عنہ بڑی تفصیل سے لکھتے ہیں کہ: راھے است کہ بہ قُرب وِلایت تعلق دارد، اَقطاب واَوتاد و بُدَلاء و نُجَباء و عامۂ اولیاء اللہ بہ ھمیں راہ واصل اند.....پیشوائے واصلانِ ایں راہ و سرگروہِ اینھا و منبعِ فیضِ ایں بزرگواران حضرت علی مرتضیٰ است. کرّم اللہ وجھہ الکریم و ایں منصب عظیم الشان بہ ایشاں تعلق دارد، در ایں مقام گو یا ھر دو قدمِ مبارکِ آں سرور علیہ و علیٰ آلہ الصّلٰوۃ و السّلام بر فرقِ مبارک اُوست کرم اللہ وجھہ، و حضرت فاطمہ و حضراتِ حسنَین رضی اللہ عنھم در ایں مقام با ایشاں شریک اند.

انگارم کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ قبل از نشاۃِ عَنصری نیز ملاذ و ملجا ایں مقام بودہ اندچنانچہ بعد از نشاۃِ عَنصری، و ھر کہ را فیض و ھدایت از ایں راہ می‌رسد، بہ توسّطِ ایشاں می‌رسد، چہ ایشاں نزدِ نقطہ منتھائے ایں راہ اند و مرکزِ

ایں مقام بہ ایشاں تعلق دارد .

و چوں دورہ حضرت امیر تمام شُد ایں منصبِ عظیم القَدر بہ حضرات حَسنَین ترتیبًا مفوّض و مسلّم گشت و بعد از ایشاں ہماں منصب بہ ہر یکے از ائمہ اثنا عشر علی الترتیب والتفصیل قرار گرفت و در اعصارِ ایں بزرگواران و ہمچنین بعد از ارتحالِ ایشاں ہر کہ را راہِ فیض و ہدایت می‌رسد، بہ توسّطِ ایں بزرگواران بودہ و بہ حیلولۃِ ایشانان. ہر چند اَقطاب و نُجبائے وقت بودہ باشند و ملاذ و ملجا ہمہ ایشاں بودند، چہ اطراف را غیر از لحوق بہ مرکز چارہ نیست.

تا آنکہ نوبت بہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قُدّس سرُّہ و چوں نوبت بہ ایں بزرگوار شُد، منصبِ مذکور بہ او قُدِّسَ سرُّہ مفوّض گشت و ما بین ائمہ مذکورین و حضرت شیخ ہیچ کس بہ ایں مرکز مشہود نمی گردد و وصول فیض و برکات درایں راہ بہ ہر کہ باشد از اَقطاب و نُجَباء بہ توسّط شریف اُو مفہوم می شود چہ ایں مرکز غیر اُو را میسّر نہ نشَدہ .

از اینجاست کہ فرمودہ:

أَفَلَتْ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا أَبَدًا عَلَىٰ أُفُقِ الْعُلَىٰ لَا تَغْرُبُ

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر صد وبست وسوم، جلد3 ،صفحہ 247 ، مطبع منشی لکھنؤ)

یعنی،(بارگاہ خداوندی میں واصل ہونے کا)وہ راستہ جس کا تعلق قُربِ وِلایت سے ہے، اقطاب، اَوتاد، بُدَلاء، نُجباء اور تمام عام اولیاء اللہ اسی راستے سے اللہ تک پہنچتے ہیں اور واصل بحق ہوتے ہیں۔

اس راستے پر پہنچنے والوں کے پیشوا اور ان بزرگواروں کے فیض کا منبع و مرکز حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ اور یہ عظیم الشان منصب(قُطبیت وغوثیتِ کُبریٰ) آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس مقام پر گویا سرورِ کائنات علیہ وعلیٰ آلہ الصّلوٰۃ والسّلام کے دونوں مبارک قدم، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مبارک سر پر ہیں اور حضرت فاطمہ اور حضرات حسنَین رضی اللہ عنہم بھی اس مقام میں آپ کے ساتھ شریک ہیں۔

میں دیکھتا (سمجھتا)ہوں کہ حضرت امیر (علی المرتضی)رضی اللہ عنہ اپنی دنیاوی تخلیق اور جسمانی وجود

میں آنے سے پہلے بھی اس مقام کی پناہ گاہ اور مرکز تھے، اور جسمانی وجود میں آنے کے بعد بھی ایسا ہی ہے۔ چنانچہ جس کسی کو بھی اس راستے سے فیض اور ہدایت نصیب ہوتی ہے، وہ آپ ہی کے واسطے اور وسیلے سے پہنچتی ہے، کیونکہ آپ اس راستے کے آخری نقطے (انتہا) پر فائز ہیں اور اس پورے مقام کا مرکز آپ ہی کی ذات سے جڑا ہوا ہے۔

اور جب حضرت امیر (علی المرتضیٰ) رضی اللہ عنہ کا دَور تمام ہوا، تو یہ عظیمُ المرتبت منصب ترتیب وار حضراتِ حسنین کے سپرد ہوا اور ان کے لیے طے پا گیا۔ ان کے بعد یہی منصب ائمہ اثنا عشر (بارہ ائمہ کرام) میں سے ہر ایک کے لیے ترتیب اور تفصیل کے ساتھ قائم رہا۔ ان بزرگواروں کے زمانوں میں، اور اسی طرح ان کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی، جس کسی کو بھی فیض اور ہدایت کا راستہ ملتا ہے، وہ انہی بزرگواروں کے وسیلے اور ان کی وساطت سے ملتا ہے۔ اگرچہ اپنے اپنے وقت کے اقطاب اور نُجباء موجود تھے اور سب (لوگوں) کی پناہ گاہ وہی تھے، لیکن (حقیقت یہ ہے کہ) اطراف (یعنی دائرے کے کناروں) کے لیے مرکز سے جڑے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں ہوتا۔

یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ نوبت (باری) حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قُدّس سرّہٗ تک پہنچی اور جب باری اس بزرگوار (غوثِ اعظم) کی آئی، تو مذکورہ بالا منصب آپ کے سپرد کر دیا گیا اور مذکورہ ائمہ کرام اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے درمیانی عرصے میں کوئی بھی اور شخص یا ولی اس مرکز (غوثیتِ کُبریٰ) پر نظر نہیں آتا۔ اور اس راستے میں جس کسی کو بھی فیض اور برکات حاصل ہوتی ہیں، خواہ وہ اَقطاب ہوں یا نُجباء، وہ آپ ہی کے شریف اور پاکیزہ وسیلے سے ملتی ہوئی مشاہدہ ہوتی ہیں، کیونکہ یہ مرکز (قُطبیّتِ کُبریٰ) آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو میسر نہیں آیا۔ اسی وجہ سے آپ نے یہ شعر فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے:

یعنی، پہلے والے تمام اولیاء کے سورج غُروب ہو گئے، لیکن ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے آسمان پر چمکتا رہے گا، اسے کبھی زوال یا غُروب ہونا نہیں ہے۔

خلاصۂ عبارت امام ربّانی حضرت مُجدّدِ الف ثانی علیہ الرحمہ کے اس کلام معرفت کا خلاصہ یہ ہے چونکہ حضورِ اکرم، تاجدارِ ختمِ نبوّت ﷺ خاتمُ النّبیّین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کی بعثت ممکن نہیں، جبکہ دینِ مبین کی اشاعت اور معرفتِ الٰہی کا حصول تاقیامت ہے۔ اسی حکمتِ الٰہیہ کے تحت "راہِ ولایت" کا روحانی سلسلہ قیامت تک جاری وساری رکھا گیا ہے۔

چنانچہ جب بھی کسی بندۂ مومن پر فضلِ خاص ہوتا ہے، تو اسے وِلایت کے منصب سے سرفراز کیا جاتا ہے؛ مگر اس راہِ وِلایت میں بارگاہِ اَحدیّت سے فیوض وبرکات سمیٹنے کے لیے ایک روحانی واسطے اور وسیلے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی باطنی واسطے کو تصوّف کی اصطلاح میں "قُطب الاِرشاد بالاَصالہ"، "امام" یا "غَوثیّتِ کُبریٰ وقُطبیّتِ کُبریٰ" کہا جاتا ہے۔

پچھلی اُمّتوں کے اولیاء اللہ کو بھی باطنی فیض اسی مرکزِ روحانیت کے توسُّل سے ملتا رہا۔ اس لئے ظہورِ سیّدنا آدم علیہ السلام سے یہ عظیم الشان باطنی منصب مولیٰ علی شیر خُدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی روح پاک سے وابستہ ہوا، جو بعدِ وجودِ عنصری آپ کی ذات سے متعلق ہوا آپ کے وصالِ ظاہری کے بعد یہ منصب سیّد شبابِ اہلِ الجنّۃ امام حَسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو تفویض ہوا اور پھر بالترتیب ائمۂ اہلِ بیت میں منتقل ہو کر اب یہ مرکزی ولایتِ عُظمیٰ، غَوث الثّقلَین، سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے پاس ہے اور تا ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ آپ ہی کے ساتھ متعلق ہے۔

جسکا اظہار حضرت مُجدّدِ پاک نے ان الفاظ سے فرمایا کہ: ایں مرکز غیر اُو را میسّر نشُدہ

یہ مرکز (قُطبیّت کُبریٰ) غَوثُ الثّقلَین کے علاوہ کسی کو میسر نہیں۔

یعنی کائنات کے تمام اَقطاب، اولیاء کو فیضِ وِلایت اسی ایک مرکز وواسطے سے عطا ہوتا ہے، اور یہ مقام یکتا آپ (غَوث پاک) کے سوا کسی اور کو میسر نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ سرکار غَوث پاک نے خود فرمایا کہ ہمارا سورج افق کی بلندیوں پر ہمیشہ روشن رہے گا جو غُروب نہ ہو گا۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

﴿مُجدِّدِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پر ڈاکٹر موصوف کا اشکال﴾

ڈاکٹر موصوف حضرت مُجدِّدِ پاک کی مذکورہ بالا عبارت کے الفاظ پر تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت مُجدِّدِ الفِ ثانی علیہ الرحمہ کا یہ کہنا کہ: "میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت امیر اپنی جسدی پیدائش سے پہلے بھی اس مقام کے ملجاوماویٰ تھے..." اس پر صریح دلالت کر رہے ہیں کہ یہ کوئی کشف نہیں، بلکہ آپ (یعنی حضرت مُجدِّدِ پاک) کا خیال ہے۔ اور اگر بالفرض یہ کشف بھی ہو، تو یہ کشف سلسلۂ نقشبندیہ کے بانی حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند اور حضرت ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہما کے نظریے کے خلاف ہے۔

رسالۂ قُدسیہ، رسائلِ نقشبندیہ صفحہ 29 پر خواجہ شیخ محمد پارسا نقشبندی، اپنے شیخِ طریقت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہما سے سُن کر لکھتے ہیں: شیخ الطریقہ شیخ ابو طالب مکی قُدّس سرّہ اپنی کتاب "قُوت القُلوب" میں فرماتے ہیں کہ قیامت تک ہر زمانہ میں ایک قُطبِ زماں موجود رہے گا، اور یہ قُطبِ زماں اپنے مرتبہ اور مقام میں نائب مناب سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہو گا۔ اور وہ تینوں اَوتاد، جو قُطب کے ماتحت ہوتے ہیں، ہر زمانہ میں ان تینوں خُلَفاء کے نائب مناب ہوں گے: امیر المؤمنین حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ یہ تینوں حضرات (اَوتاد)، یقین، اَوصاف اور اَحوال میں اپنے ان تینوں خُلفاء (راشدین) کی پیروی کریں گے۔

اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر موصوف مزید لکھتے ہیں: "خواجہ محمد پارسا، خواجہ نقشبند اور ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہم کے بیان کردہ نظریے اور مُجدِّدِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریے میں کتنا زیادہ تفاوت ہے! اور ظاہر ہے کہ ترجیح تو انہی بزرگوں کے نظریے کو حاصل ہے، کیونکہ مُجدِّدِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس باب میں ان بزرگوں کے شاگرد ہیں۔" (صفحہ 389)

عرضِ فقیر قادری اے کاش! ڈاکٹر صاحب اسی اُصول کو اپنے لیے بھی ملحوظ رکھتے اور اپنے بزرگوں کے نظریے کو ترجیح دیتے، تو آج یہ نوبت نہ آتی۔

ڈاکٹر موصوف کی اپنی کتاب کے سرورق پر ان کے نام کے ساتھ "ماہتابِ رضویت" لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سیّدی اعلیٰ حضرت کے نظریات کے ماننے والے ہیں مگر افسوس کہ وہی اعلیٰ حضرت، جو سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں تا ظہورِ امامِ مہدی رضی اللہ عنہ "منصبِ غوثیتِ کُبریٰ" کا نظریہ رکھتے ہیں، ڈاکٹر موصوف کی تحقیق اس باب میں اپنے بزرگ، سیّدی اعلیٰ حضرت کے نظریے کے خلاف ہے۔ کاش! ڈاکٹر صاحب اپنی اس بات پر خود بھی کاربند ہوتے، تو کیا ہی بات تھی!

خیر، ڈاکٹر موصوف نے حضرت مُجدِّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریے پر آپ کے استعمال کردہ لفظ "انگارم" یعنی "میں دیکھتا ہوں" یا "میں سمجھتا ہوں" سے استدلال کیا اور لکھا کہ اس طرح کے الفاظ صریح دلالت کرتے ہیں کہ یہ کوئی کشف نہیں، بلکہ آپ کا خیال ہے۔

جواب پہلی بات: یہ کیسے ثابت ہوا کہ یہ کشف نہیں، بلکہ محض خیال ہے؟ ممکن ہے کہ حضرت مُجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بطورِ عاجزی اپنے کشف، کو "انگارم" یعنی "میں سمجھتا ہوں" سے تعبیر فرمایا ہو۔ یا پھر دوسرے اکابر کے کشف سے حاصل ہونے والی تحقیق کو انگارم یعنی "میں سمجھتا ہوں" سے تعبیر فرمایا ہو۔

چونکہ ڈاکٹر موصوف خود بھی اس امکان کو محسوس کرتے تھے کہ یہ کشف ہو سکتا ہے، اس لیے انہوں نے آگے یہ بھی لکھ دیا: بالفرض یہ کشف بھی ہو، تو یہ سلسلۂ نقشبندیہ کے نظریے کے خلاف ہے۔

شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان اور حضرت مُجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر موصوف نے شاہِ نقشبند کے حوالے سے جو اعتراض کیا اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مُجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات کا مفہوم دو الگ الگ

اُمور سے متعلق ہے۔ لہٰذا حضرت مُجدِّدِ پاک کا نظریہ ہر گز اپنے بزرگوں کے نظریے کے خلاف نہیں۔

حضرت شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ قیامت تک ہر زمانہ میں ایک قُطبِ زماں موجود رہے گا۔

اس قدر بات ہمیں، ڈاکٹر موصوف کو، بلکہ تمام مشائخ، علماء اور صوفیاء کو بھی مُسلّم ہے کہ قیامت تک اقطاب آتے رہیں گے۔ اس کا انکار نہ حضرت مُجدِّد پاک رحمۃ اللہ علیہ کو ہے اور نہ کسی دوسرے عالم، ولی یا شیخ کو۔

یعنی حضرت شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ صرف یہ فرمارہے ہیں کہ قیامت تک قُطب وقت آتے رہیں گے جبکہ حضرت مُجدِّد پاک رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں ایک بالکل دوسری بات بیان ہوئی ہے یعنی غَوثیّتِ کُبریٰ کی، چنانچہ آپ فرماتے ہیں: "حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وِلایت سے غَوثیّتِ کُبریٰ کا منصب، بالترتیب ائمۂ اہلِ بیت سے ہوتا ہوا حضرت غَوثُ الثّقلَین رضی اللہ عنہ تک پہنچا۔ اب اس راہ میں فیوض وبرکات کا وصول جس کو بھی ہو، خواہ وہ اَقطاب و نُجَباء ہوں، آپ (غَوثُ الثّقلَین) کے واسطے ہی سے میسر ہوتا ہے، کیونکہ یہ مرکز (قُطب الاِرشاد بالاَصالہ یا غَوثیّتِ کُبریٰ) ان کے علاوہ اور کسی کو میسر نہیں۔" (مکتوبات)

اس عبارت میں واضح ہے کہ حضرت مُجدِّدِ پاک رحمۃ اللہ علیہ قُطب الاِرشاد بالاَصالہ یعنی غَوثیّتِ کُبریٰ کے منصب کی بات فرمارہے ہیں جبکہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ قُطب زماں کے منصب کا ذکر فرمارہے ہیں۔

جب دونوں عبارات دو الگ الگ مناصب سے متعلق ہیں، تو پھر حضرت مُجدِّدِ پاک رحمۃ اللہ علیہ اپنے بزرگوں کے نظریے کے مخالف کیسے ہوسکتے ہیں؟

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود یہ ہے کہ قیامت تک ہر زمانہ میں ایک قُطب زماں موجود رہے گا جبکہ حضرت مُجدِّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود یہ ہے کہ قُطب الاِرشاد

بالاَصالہ یعنی غَوثیّتِ کُبریٰ کا منصب حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے، بالترتیب ائمۂ اہلِ بیت کے ذریعے، حضرت غَوث الثّقلَین رضی اللہ عنہ تک منتقل ہوا، اور اس کے بعد اسی منصب کے اعتبار سے فیوض وبرکات کا وصول تا ظہور امام مہدی آپ ہی کے واسطے سے ہوتا ہے۔

لہٰذا دونوں حضرات کی عبارات میں نہ کوئی تعارض ہے، نہ کوئی تضاد، اور نہ ہی ایک دوسرے کی مخالفت۔ پس ڈاکٹر موصوف کا یہ اشکال کہ حضرت مُجدِّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اکابرِ سلسلہ کے نظریے کی مخالفت کی ہے، درست نہیں بلکہ حضرت مُجدِّد جیسی عظیم ہستی پر الزام ہے کیونکہ دونوں حضرات مختلف مناصب کے بارے میں گفتگو فرمارہے ہیں، نہ کہ ایک ہی منصب کے بارے میں۔

لہٰذا اس اعتراض کی بھی کوئی بنیاد باقی نہیں رہتی۔ بلکہ موصوف نے جلیل القدر مجدِّد حضرت امام ربانی مجدِّد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر اپنے بزرگوں کے خلاف نظریہ رکھنے کا جھوٹا الزام عائد کیا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِكَ

﴿ڈاکٹر موصوف کی ایک اور غلطی﴾

ڈاکٹر موصوف نے حضرت مُجدِّد الف ثانی علیہ الرحمہ کی اس عبارت پر مُفسِّر قران علّامہ سیّد شہاب الدین محمود آلوسی بغدادی علیہ الرحمہ کا نام لیکر ایک اور اعتراض کیا کہ علّامہ آلوسی نے حضرت مُجدِّد الف ثانی علیہ الرحمہ کے اس مکاشفہ کو رد کیا۔

چنانچہ ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ: سیّدنا مُجدِّد الف ثانی کا یہ مکاشفہ لکھنے کے بعد (علّامہ آلوسی) نے تفصیلی گفتگو فرمائی اور اس مکاشفہ کا رد کیا۔ (صفحہ 431)

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم. ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ!

ڈاکٹر صاحب نے علّامہ آلوسی علیہ الرحمہ کو بھی نہ چھوڑا، حالانکہ علّامہ سیّد آلوسی علیہ الرحمہ نے حضرت مُجدِّد الف ثانی علیہ الرحمہ کے مکاشفہ کا رَدّ نہیں کیا بلکہ آپ نے (عاجزی کرتے ہوئے) اپنے مکاشفہ کا انکار کیا۔ چنانچہ علّامہ آلوسی نے حضرت سیّدنا مُجدِّد الف ثانی علیہ الرحمہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد

لکھا کہ: وھذا ممّا لا سَبیلَ إلی مَعرفتِہ والوُقوف علی حقّیتِہ إلا بالکشفِ وأنّٰی لی بہ.

(تفسیر روح المعانی جلد 11 صفحہ 200)

یعنی، اور یہ بات (یعنی قُطبیّتِ اہلِ بیت و قُطبیّت بالأصالہ کا مسئلہ) یہ ان اُمور میں سے ہے جسکی معرفت اور اس کی حقیت تک رسائی کا سوائے کشف کے کوئی اور راستہ نہیں اور مجھے یہ (کشف) کہاں میسر!

یعنی حضرت مُجدّدِ پاک نے جو یہ قُطبیّت اہل بیت وبالأصالہ کی بحث فرمائی ہے یہ اُمور کشف سے تعلق رکھتے ہیں حضرت مُجدّدِ پاک نے تو کشف سے بیان کیا ہو گا یا کسی اہلِ کشف کے ذریعے بیان کیا ہو گا لیکن میرے پاس کشف نہیں کہ اپنے کشف سے یہ ملاحظہ کروں!

اور ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ علّامہ آلوسی نے حضرت مُجدّدِ پاک کے مکاشفہ کا رد کیا ہے!

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم

ممکن ہے ڈاکٹر صاحب کو عبارت سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو لہذا اپنی تصحیح فرمالیں۔

علّامہ آلوسی کی وضاحت

اس کے بعد علّامہ سیّد آلوسی علیہ الرحمہ نے اپنی رائے لکھی کہ اگرچہ میرے پاس کشف تو نہیں کہ میں اس معاملے کو اپنے کشف سے پہچانوں لیکن بندے کا اپنا بھی ایک غالب گمان ہوتا ہے لہذا میں اپنے غالب گمان میں یہ کہتا ہوں کہ: "یَغلبُ علی ظَنّی أن القُطبَ قد یکونُ من غیرِھم لکنّ قُطبَ الأقطاب لا یکونُ إلا منھم، لأنھم أزکی النّاس أصلاً وأوفرُھم فضلاً وأن مَن یَنالُ ھذہ الرُّتبۃَ منھم لا ینالُھا إلا علی سبیل الأصالۃ دون النّیابۃ والوَکالۃ" (روح المعانی جلد 11 صفحہ 200)

یعنی، اور یہ بات میرے ظن غالب میں (درست) ہے کہ بیشک قُطب تو ساداتِ کرام کے غیر میں بھی ہو سکتا لیکن قُطب الاَقطاب (غَوثیّتِ کُبریٰ کا حامل) انہی سادات میں سے ہی ہو گا، کیونکہ وہ لوگوں میں ازروئے اصل، سب سے زیادہ پاکیزہ نسل والے اور سب سے زیادہ فضل والے ہیں اور یہ کہ ان میں

سے جو بھی اس رتبہ کو پائے گا وہ اسے بغیر نیابت اور وکالت کے، بالأصالہ ہی پائے گا۔

ڈاکٹر کے نظریہ کا رَدّ

علّامہ آلوسی علیہ الرحمہ نے اس عبارت میں ڈاکٹر موصوف کے نظریے کو بہت پہلے ہی رَدّ فرمایا کہ:

1۔ قُطب اور قُطب الاَقطاب دو الگ رتبے ہیں۔ (جبکہ ڈاکٹر موصوف کہتے ہیں یہ ایک ہی ہے)

2۔ قُطبِ وقت سیّد اور غیر سیّد ہو سکتا ہے، لیکن قُطب الاَقطاب (غَوثیتِ کُبریٰ کا منصب) صرف سیّد ہی پاتا ہے۔

(جبکہ ڈاکٹر موصوف کہتے ہیں کہ قُطب وقت و قُطب الاَقطاب ایک ہی مرتبہ ہے یہ سبھی پاسکتے ہیں سیّد اور غیر سیّد کی تخصیص نہیں! علّامہ آلوسی نے یہ بھی رَدّ کیا)۔

علّامہ سیّد آلوسی علیہ الرحمہ جیسی عظیم علمی شخصیت نے کس شاندار طریقے سے قُطب اور قُطبیّت کُبریٰ کا فرق اور اس رُتبے کے حاملین کی وضاحت فرمائی کہ قُطب اور قُطب الاَقطاب دو جُداگانہ رتبے ہیں اور وقت کا قُطب تو کوئی بھی ہو سکتا ہے مگر قُطب الاَقطاب یعنی غَوثیتِ کُبریٰ کا منصب، اللہ پاک نے سادات و اہل بیت کو عطا فرمایا۔

ڈاکٹر موصوف نے علّامہ آلوسی علیہ الرحمہ کی عبارت کے ذریعے امام مُجدّدِ الف ثانی پر اعتراض کیا مگر حقیقت میں یہ خود ڈاکٹر موصوف کے خلاف ہے۔ لِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

اسکے بعد علّامہ آلوسی علیہ الرحمہ نے ایک نکتہ یہ تحریر فرمایا کہ میں عقلاً یعنی ظاہری اعتبار سے نیابت کو نہیں سمجھتا اور اگر عقلاً سمجھوں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ہر زمانے کا قُطب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب ہے کیونکہ: هُو عليه الصّلاة والسّلام الكامِلُ المكملُ للخليقةِ والواسطة فى الإفاضة عليهم فى الحقيقة...

یعنی، آپ ﷺ ہی مخلوق کو کامل و مکمل کرنے والے اور فیض کا حقیقی واسطہ ہیں۔

اس مقام پر علّامہ آلوسی علیہ الرحمہ نے نیابت کا مطلقاً انکار نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں ہر قُطب حضور ﷺ کا نائب ہے کیونکہ حقیقی قُطبِ اعظم آپ ہی ہیں اور حقیقتاً ہر قُطب آپ ہی کا نائب اور آپ ہی سے فیض حاصل کرتا ہے۔

بیشک ہم بھی یہی سمجھتے ہیں اور ہم نے پیچھے تفصیل کے ساتھ ذِکر کیا کہ حقیقی قُطب اعظم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ذات گرامی ہے اور نہ صرف قُطب بلکہ قُطب الاَقطاب بلکہ ہر ہر امام وولی و تابعی وصحابی وملائکہ ونبی ورسول الغرض کائنات کی ہر اونچی ہستی حقیقتاً آپ ہی سے فیض لیتی ہے اور آپ ہی کی نائب ہے۔

اس سے قُطب بالنّیابہ کے منصب کا انکار لازم نہیں آتا! کیونکہ حدیث شریف میں یہ بتایا گیا ہے کہ قُطب وقت کے وِصال پر دوسرا قُطب اس کی جگہ مقرر کیا جاتا ہے اور خاتمُ المُحقّقین علّامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ نے "اِجابۃُ الغَوث" میں اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ قُطب اپنی وفات کے وقت دوسرے قُطب کو اپنا خلیفہ و قائم مقام یعنی نائب مقرر کر جاتا ہے۔ لہذا علّامہ آلوسی علیہ الرحمہ کی اس عبارت میں نیابت کا انکار نہیں بلکہ نیابتِ حقیقی اور اسکے حقیقی فیض کی بات ہو رہی ہے۔

اس کے بعد حضرت علّامہ سیّد آلوسی علیہ الرحمہ نے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی، حقیقی قُطب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قُطبیّت کُبریٰ پانے اور آپ رضی اللہ عنہ کے شاندار مقام کی ایسی وضاحت فرمائی کہ بندہ جھوم جائے مگر ڈاکٹر موصوف نے اس دل نشین عبارت کے اس حصے کو ذِکر نہیں کیا۔

﴿علّامہ سیّد آلوسی کا دل نشین فرمان (مقامِ غوثِ اعظم اور غَوثیّتِ کُبریٰ)﴾

آپ لکھتے ہیں: وأقول: إن السيّد الشّيخَ عبدَ القادر قَدّس سرَّهٗ ونَوّر برّه، قد نَال ما نالَ مِن القُطبيّة بواسطة جدّه عليه الصّلاة والسّلام على أتمّ وجهٍ وأكمل حالٍ. فقد كان رضى الله تعالى عنه مِن أجِلّة أهلِ البيت، حَسنيًّا من جهة الأب، حُسَينيًّا من جهة الأمّ. لم يُصِبه نقصٌ لو إن وعلى

ولیتَ! ولا ینکرُ ذلك إلا زندیقٌ أو رافضیٌّ. (تفسیر روح المعانی، جلد 11، صفحہ 200)

یعنی، میں (سیّد آلوسی بغدادی) کہتا ہوں: بے شک سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدّس اللہ سرّہ (اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کی برکات سے بہرہ مند فرمائے) نے اپنے جدِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسُّل سے مرتبۂ قُطبیّت میں جو کچھ بھی پایا ہے، وہ انتہائی مکمل ترین صورت اور اکمل ترین شان کے ساتھ پایا ہے۔

کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلِ بیتِ اطہار کے جلیل القدر افراد میں سے ہیں۔ والدِ ماجد کی جانب سے حَسَنی اور والدۂ ماجدہ کی جانب سے حُسینی ہیں۔

"آپ کے اس (مقامِ ولایت) میں "لَو"، "إن"، "لَیت"، "عَسٰی" جیسی (امکانی، شرطیہ، تمنائی اور رجائی تعبیرات کے اعتبار سے) کسی ادنیٰ نقص یا شُبہے کی کوئی گنجائش نہیں۔ اور اس (عظیم حقیقت) کا انکار وہی کرے گا جو زِندیق ہو گا یا رافضی۔"

اللہ اکبر! قربان جاؤں، اے سیّد آلوسی! آپ کے اس عاشقانہ اور مُحقّقانہ جملے پر!

علّامہ سیّد آلوسی علیہ الرحمہ نے کیا ہی لطیف نکتہ آفرینی فرمائی ہے کہ اوّلاً آپ نے فرمایا: غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے جدِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے قُطبیّت یعنی غَوثیّتِ کُبریٰ کا مقام کامل اور مکمل ترین شان کے ساتھ حاصل فرمایا جسکے بعد کوئی اور مقام باقی نہیں رہتا۔

سرکار غَوث پاک خود بھی فرماتے ہیں: کلُّ ولیٍّ علی قدمِ نبیٍّ، وأنا علی قَدمِ جدّی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ مَا رَفع المصطفی صلّی اللہ علیہ وسلّم قَدماً إلا وَضَعتُ أنا قَدمی فی الموضِعِ الذی رَفعَ قدمَہ منہ، إلا أن یکونَ قَدماً مِن أقدامِ النّبوّۃِ، فإنہ لا سبیلَ أن ینالَہ غیرنبیٍّ.

(بہجۃ الأسرار، صفحہ 51)

یعنی، غوثِ اعظم فرماتے ہیں: ہر ولی کسی (نہ کسی) نبی کے نقشِ قدم پر ہے اور میں اپنے جدِ امجد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر ہوں، میرے کریم نانا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں سے اپنا قدم مبارک اُٹھایا میں نے اپنا قدم وہاں رکھا، سوائے قدمِ نبوّت کے کیونکہ اس مقام کو غیر نبی ہر گز

نہیں پاسکتا۔

تشریح یعنی وِلایت کی حد میں رہتے ہوئے معرفت اور قُربِ الٰہی کی جتنی بھی منزلیں کوئی ولی پاسکتا ہے وہ سارے مقامات میں نے حاصل کرلئے سوائے مقاماتِ نبوّت کے، کیونکہ کوئی غیر نبی وہ مقام پا ہی نہیں سکتا۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

اسکے بعد علّامہ آلوسی نے ایک عظیم محبت آفرین نکتہ واضح فرمایا کہ غوث پاک کی اس عظیمُ الشان وِلایت وقُطبیّت میں "لَو"، "إن"، "لَیت"، "عَسٰی" جیسے حروف شرط وافعالِ تمنّا اور رَجاء تک کی بھی کوئی گنجائش نہیں اور اگر کوئی اس کا انکار کرے یا تو وہ زندیق ہوگا یا رافضی؛ کیونکہ کوئی صحیح العقیدہ اور حق شناس سنی مسلمان غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اس بلند ترین مرتبے، یعنی قُطبیّتِ کُبریٰ کا انکار کر ہی نہیں سکتا۔

نحوی اِشارے اور فقیر کی تشریح

علّامہ آلوسی علیہ الرحمہ نے علمِ نحو کے بعض رموز سے غوث پاک کی شان کا دفاع فرمایا ہے۔ اگر کوئی ماہرِ نحو اس عبارت کے ان الفاظ کی روشنی میں غوث پاک کے مقام کی مزید وضاحت کرے تو اور ہی لطف آجائے!

فقیر قادری عامی الفاظ میں اس کے تحت عرض کرتا ہے کہ عربی گرامر، یعنی علمِ نحو، کے مطابق بعض ایسے حروف اور الفاظ ہوتے ہیں جن کا استعمال مخصوص معانی کے لیے ہوتا ہے۔

مثلاً ایک ہے حرفِ شرط "لو" اور دوسرا ہے "إن"۔

"لو" کا تعلق ماضی کے اُمور سے ہوتا ہے، جبکہ "إن" مستقبل کے لیے مستعمل ہوتا ہے۔ اردو میں دونوں کا ترجمہ عموماً "اگر" کیا جاتا ہے۔

اب علّامہ آلوسی علیہ الرحمہ یہ سمجھانا چاہ رہے ہیں کہ اگر کوئی نادان یا اعتراض کرنے والا یہ کہے کہ مستقبل میں "اگر غَوث پاک کا معاملہ ایسا ہوا تو یہ مقام یوں ہو گا" یا ماضی میں "اگر ان کی شان یوں ہوتی تو یہ مرتبہ ہوتا"، تو آپ للکار کر فرماتے ہیں: نہیں، نہیں! یہ بارگاہ وہ ہے ہی نہیں جہاں کسی اگر مگر کی گنجائش ہو۔

آپ کا یہ منصب کسی شرط یا قیاس کا محتاج نہیں کہ اگر ایسا ہوتا تو ویسا ہوتا۔ کیونکہ آپ کی قُطبیّت آفتاب کی طرح روشن حقیقت ہے، لہٰذا اس بارگاہ میں اگر مگر جیسی لغو بحثوں کے لیے کوئی در کھٹکھٹا ہی نہیں سکتا۔

اسی طرح عربی گرامر میں حرفِ تمنّا "لیت" ہے، جس کا معنی ہے: "اے کاش!"

چنانچہ علّامہ آلوسی یہاں بھی یہ سمجھانا چاہ رہے ہیں کہ اگر کوئی اس طرح تمنّا کرے کہ مثلاً "کاش غَوث پاک اپنے متعلق یہ فرما دیتے" یا "کاش وہ مقام یوں واضح ہوتا"، تو علّامہ فرماتے ہیں کہ اس دربار میں "کاش" کہنے کی بھی کوئی حاجت نہیں۔

تمنّا تو وہاں کی جاتی ہے جہاں کوئی شے مفقود یا نامعلوم ہو، جبکہ یہاں مالکِ کون و مکاں نے آپ کو وہ بے پناہ کمال عطا فرمایا ہے کہ آپ کے کچھ کہنے یا کسی کے تمنّا کرنے کے بغیر بھی آپ سیّد الاولیاء اور قُطب الاَقطاب ہیں۔ لہٰذا یہاں "کاش" کا لفظ لانا بھی جہالت ہے۔

اسی طرح فعلِ رَجاء، یعنی لفظ "عسٰی" کے لیے بھی اس عظیم بارگاہ میں کوئی گنجائش نہیں۔

مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ "اُمید ہے آگے چل کر غَوث پاک کی غَوثیّتِ کُبریٰ مزید واضح ہو"، تو علّامہ فرماتے ہیں: "نہیں، نہیں!"

اس مقام میں امید کا بھی گزر نہیں؛ آپ کی جلالتِ شان اور غَوثیّتِ کُبریٰ پہلے ہی اس فلک پر جلوہ گر ہے کہ اب مستقبل کے انتظار یا اُمید کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہی۔

خلاصہ یہ کہ:

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بلند و بالا شان میں "لو"، "إن"، "لَیتَ" اور "عَسٰی" (اگر، مگر،

کاش اور امید) جیسے الفاظ کا تصوّر کر کے کسی نقص کو دُور کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا؛ کیونکہ نقص وہاں کیا جاتا ہے جہاں نقص ہو، اور یہاں تو نقص کا شائبہ تک موجود نہیں۔

لہٰذا اتنی روشن اور مسلّم حقیقت کا انکار وہی بدنصیب کر سکتا ہے جو زِندیق ہو یا رافضی؛ کوئی صحیح العقیدہ مسلمان اس کا انکار کر ہی نہیں سکتا۔

﴿فرمانِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ﴾

غَوثُ الکُل غَوث پاک ہی ہیں ﴿شیخ الاسلام والمسلمین، صاحب تحقیق و تدقیق و تنقیح، مینار فضل، صاحبِ عدل، امامِ کامل، ولی کامل، فخرِ اکابر، عاشق غَوثُ الاعظم، مُجدِّدِ دین وملّت سیّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان مُحدّث بریلی علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں: قُطب الاَقطاب بمعنیٰ اوّل یعنی غَوثُ الاَغواث کہ دَوروں کے غَوثوں کا غَوث ہو، غَوثوں کو غَوثیّت اس کی عطا سے ملتی ہو اور غَوث اپنے اپنے دَورے میں اسی کی نیابت سے غَوثیّت کرتے ہوں وہ سیّدنا امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضورِ پُر نور محی الشّریعۃ والطّریقۃ والحقیقۃ والدّین ابو محمد ولی الاولیاء، اِمامَ الاَفراد، غَوثُ الاَغواث، غَوثُ الثّقلَین، غَوثُ الکُل، غوثِ اعظم سیّدی شیخ عبد القادر حَسنی حُسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور تا ظہورِ سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مرتبہ عظمیٰ اسی سرکار غَوثیّت مآب کے لیے رہے گا۔ حضرتِ رفاعی اور ان کے امثال قبل و بعد کے قُطبوں کو حضور پر تفضیل دینی ہوَسِ باطل و نقصانِ دینی ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 28 صفحہ 373)

ایک اور مقام میں لکھتے ہیں: "ہمارے حضور (سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) امام حَسن عسکری رضی اللہ عنہ کے بعد سے سیّدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری تک تمام عالم کے غَوث اور سب غَوثوں کے غَوث اور سب اولیاء اللہ کے سردار ہیں اور ان سب کی گردنوں پہ ان کا قدمِ پاک ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد 28، صفحہ 559)

﴿فیض کا مرکز غوث پاک ہیں جسے چاہیں، لمحے میں ولی بنائیں یا آن واحد میں معزول فرمائیں﴾

عارفِ کبیر، صوفیِ کامل غوث شیخ محمد آدم قدوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بالجملہ ہر کرا فیضِ ظاہر و باطن رسیّدہ است یا میرسد بہ وساطتِ آنحضرت، آنکس کہ فیضیاب میشود خواہ داند یا نداند، ولایتِ ہیچ ولی بے طرز وے رضی اللہ عنہ منظور و معتبر نمیشود و حق تعالیٰ آنحضرت را بہ مقام رسانیدہ است کہ زمامِ جمیعِ تصرفات از عَزل و نَصب و غیر ذالك بہ دستِ وے دادہ است ہر کرا خواہد در دمے بہ وِلایت میرساند و ہر کہ را خواہد در یك آن از وِلایت معزول کند۔ (اقتباس الانوار، صفحہ 117، مطبع اسلامیہ لاہور)

یعنی، جس ولی کو ظاہری و باطنی فیض پہنچا ہے یا پہنچ رہا ہے وہ آپ سرکار کے واسطے سے ہی ہوتا ہے، چاہے اس فیض پانے والے کو اس کا علم ہو یا نہ ہو اور کسی بھی ولی کی وِلایت آپ کے اشارے اور منظوری کے بغیر معتبر نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس مقام پر پہنچایا ہے کہ تمام تصرفات کے اختیارات کی لگام آپکے ہاتھ دی گئی ہے لہذا، عَزل و نَصب (یعنی کسی ولی کو کسی مقام پر فائز کرنا یا ہٹانا) آپکے ہاتھ ہے، جسے چاہتے ہیں ایک لمحے میں وِلایت کے مرتبہ پر پہنچا دیتے ہیں اور جسے چاہیں آنِ واحد میں اس سے وِلایت چھین لیں۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

﴿قُطبیّت کا عَلَم آپکے پاس اور غَوثیّت کا تاج آپ کے سر مبارک پر﴾

عارف باللہ حضرت شیخ مکارم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:عَلَمُ القُطبیّة محمولاً بین یدَی الشّیخ عبد القادر وتاج الغَوثیّة علی رأسِه و رأی علیه خلعةَ التصرف العام النّافذ فی الوُجود.

(بهجة الأسرار ،ص26، العلميه)

یعنی،قُطبیّت کا جھنڈا سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کے سامنے رکھا گیا ہے اور غَوثیّت کا تاج آپ کے سر مبارک پر ہے اور(ہم نے) آپ پر ایسی خلعتِ تصرف عام (یعنی کائنات میں تصرف کی ایسی طاقت) دیکھی جو وجودِ کائنات میں پوری طرح نافذ ہے۔یعنی قُطبیّت و غَوثیت کا اعلیٰ مقام (قُطب الإرشاد بالأصالہ) آپ کے پاس ہے اور آپکو کائنات کے باطنی اُمور میں تصرف کا وہ اختیار حاصل ہے جو اللہ کی عطا سے پوری کائنات میں نافذ اور جاری ہے۔

﴿سرکار غوثِ اعظم قُطبیّت کُبریٰ سے کبھی معزول نہیں ہوں گے﴾

قال الشّیخ الصالحُ أبو محمد داؤد البغدادی رأیتُ فی مَنامی الشّیخَ المعروف الکرخی رضی الله عنه تأتیه قصصُ النّاس، وهو یَعرضُها علی الله تعالی فقال لی: یا شیخ داؤدُ هاتِ قصّتَك أعرضها علی الله فقلتُ: وشیخی عزلوا، أعنِی شیخ محی الدین عبد القادر رضی الله عنه قال: لا والله ما عَزلُوه ولا یعزِلُونَه ثم استَیقَظتُ وأتیت فی السحر إلی مدرسة الشّیخ وجلستُ علی باب داره لأخبرَه فنادانی من داخل داره قبل أن أراه وأکلمه: یا داؤدُ، شیخُك ما عَزلُوه، ولا یَعزِلُونَه، وهاتِ قِصّتَك أعرضُها علی الله عزّوجلّ، فوعزته ما عرضت قصةً لأصحابی ولا لغیرهم، فردتُ علی مسألتی فیها.

(بهجة الأسرار ،ذكر فضل اصحابه، صفحه 191 مطبوعه)

یعنی، شیخ صالح ابو محمد داؤد بغدادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ایک رات میں نے خواب میں حضرت سیّدنا معروف کرخی رضی اللہ عنہ کی زیارت کی اور یہ دیکھا کہ ان کی بارگاہ میں لوگوں کے حالات و مسائل آتے ہیں اور وہ ان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔

(میں یہ منظر دیکھ رہا تھا اتنے میں) آپ نے مجھ سے بھی فرمایا کہ اپنا سوال پیش کرو تا کہ میں اسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کروں! میں نے عرض کی (مجھے لگتا ہے کہ) میرے شیخ غَوث محی الدّین عبد القادر جیلانی کو (قُطبیت سے) معزول کیا گیا ہے؟ (یہ کیوں؟)

ارشاد فرمایا: نہیں نہیں اللہ کی قسم نہ ان کو معزول کیا گیا ہے اور نہ کبھی معزول کیا جائیگا۔ شیخ فرماتے ہیں اسکے بعد میری آنکھ کھل گئی اور میں وہاں سے وقتِ سحر ہی غَوث پاک کے مدرسے میں پہنچا اور آپ کی خانقاہ کے دروازے پر بیٹھا تا کہ (اس سارے خواب و پیغام کی) اطلاع دوں!

کہتے ہیں اس سے پہلے کہ میں آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھوں اور آپ سے کلام کروں آپ نے (خانقاہ) کے اندر سے میرا نام لیکر فرمایا: اے داؤد! تمہارے شیخ کو نہ معزول کیا ہے اور نہ معزول کیا جائیگا۔ اور لاؤ اگر تمھارا کوئی مسئلہ یا حاجت ہے میں اسے اللہ عزّوجلّ کے حضور پیش کرتا ہوں۔ مجھے اپنے ربّ کی عزّت کی قسم! میں نے اپنے اصحاب یا ان کے علاوہ کسی اور کا کوئی معاملہ جب بھی ربّ کی بارگاہ میں پیش کیا تو اس میں میرا سوال پورا کر دیا گیا۔

نوٹ تصوّف کی اصطلاح میں قُطب وقت کا مقام وہ جلیل القدر منصب ہے جس سے کائنات کا نظام وابستہ ہوتا ہے اور وہ اپنے منصب پر قائم رہتا ہے۔ جب وہ قُطب وقت دنیا سے ظاہری پردہ فرماتا ہے، تو اس کا نائب اس کی جگہ مُتمکّن ہوتا ہی ہے۔ تو پھر غَوث پاک کی معزولیت کا خیال کیوں آیا؟

اقول: فقیر کے نزدیک اس سے مراد دراصل قُطبیّتِ کُبریٰ کا وہ اعلیٰ ترین منصب ہے جو صدیوں سے یکے بعد دیگرے برگزیدہ ہستیوں کو عطا ہوتا آیا ہے۔ شیخ داؤد علیہ الرحمہ کے دل میں (بشریت کے تقاضے کے تحت) یہ خطرہ گزرا کہ شاید اب یہ منصب کسی اور کے سپرد ہونے والا ہے، تو اس بابرکت خواب کے ذریعے اس ابہام کو دُور کرتے ہوئے تسلی دی گئی: ہرگز نہیں! نہ تو آپ اس منصب سے معزول کیے گئے ہیں اور نہ ہی کبھی کیے جائیں گے، بلکہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہورِ پاک تک آپ ہی اس قُطبیّتِ کُبریٰ کے اعلیٰ مرتبے پر متمکن رہیں گے۔

﴿مقام "عبداللہ" یعنی غوثیتِ کُبریٰ پر تا ظہور امام مہدی، غوث پاک فائز ہیں﴾

سراجُ العارفین سیّد شاہ ابوالحسین نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چُوں دَورہ جناب امیرپسرے شُد منقبت عبداللّٰھی بہ سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسیّد و ہمچنان تا سیّدنا امام حَسن عسکری بعدہ سیّدنا غَوث الأعظم رضی اللہ عنہ عبداللہ شُدند و در آخر زمانہ ایں منصب رفیع با إمام مہدی رسید.

(سراج العوارف فی الوصایا والمعارف، صفحہ 53، فارسی نسخہ مطبوعہ ہند)

یعنی، جب حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا دَورِ مبارک انتہا پذیر ہوا تو خلعتِ عبداللّٰہی (یعنی منصب غَوثیتِ کُبریٰ بالاستقلال) سیّدنا امام حَسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو ملا۔ پھر آپ سے درجہ بدرجہ امام حَسن عسکری رضی اللہ عنہ تک (یہ سب حضرات مستقل غَوث ہوئے) اور امام حَسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ ہوئے (یعنی غَوثیتِ کُبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے لہٰذا حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے سب نائبِ حضور غوثِ اعظم ہوں گے) تا آنکہ آخری زمانہ میں غَوثیتِ کُبریٰ کا یہ منصب امام مہدی کو مرحمت ہو گا۔

﴿سب زمانوں کے قُطب﴾

محقّقِ کبیر حضرت شیخ عبدالحق مُحدّث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: لم یَخلُ زمانٌ إلا وفیہ قُطبٌ یُعتَمَدُ علیہ، وغَوثٌ یُرجَعُ إلیہ، فھم أقطابٌ وھو قُطبُ الأقطاب، وھم أفرادٌ وھو سیّد الأفراد، وھم سلاطینُ وھو سُلطان السَّلاطین، وإمامُ المقرّبین وأکملُ العَارفین. (زبدۃ الآثار، صفحہ 30)

یعنی، کوئی بھی زمانہ ایسا نہیں گزرتا جس میں کوئی ایسا قُطب موجود نہ ہو جس پر بھروسہ کیا جائے اور ایسا غَوث نہ ہو جس کی طرف رجوع کیا جائے، پس وہ سب اقطاب ہیں اور شیخ عبدالقادر جیلانی قُطب الاَقطاب ہیں۔ وہ سب افراد ہیں اور یہ سیّد الافراد ہیں۔ وہ سب سلطان ہیں اور یہ سلطانوں کے سلطان، اور مقرّبین کے امام اور عارفین میں سب سے زیادہ کامل ہیں۔

معلوم ہوا ہر زمانے میں ایک (زندہ) غَوث ہوتا ہے لیکن ان سب اقطاب و اَغواث کے غَوث

یعنی غوثِ اعظم، سرکار غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہی ہیں جو غَوثیّتِ کُبریٰ کے منصب پر فائز ہیں اور سب کے سلطان اور امام ہیں۔

خلاصہ بحث قُطبیّتِ کُبریٰ

اس تمام بحث کا مرکزی مفہوم یہی نکلا کہ ولایتِ محمدی کی قُطبیّتِ کُبریٰ کا منصب ائمۂ اہلِ بیت سے منتقل ہوتا ہوا، حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو تفویض ہوا اور تا ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ حضور سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس ہے۔

نوٹ ایک ہے نبی کی نبوّت اور دوم نبی کی ولایت۔ آقا کریم ﷺ کے کمالاتِ نبوّت کے فیض سے حضراتِ خُلَفائے ثلاثہ مستقلاً غَوثیّتِ کُبریٰ کے منصب پر فائز ہوئے، جبکہ سیّدنا مولیٰ کائنات حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو جانبِ کمالاتِ وِلایت میں مستقلاً غَوثیّتِ کُبریٰ کا منصب عطا ہوا۔

کمالاتِ نبوّت و کمالاتِ وِلایت

چنانچہ صدرُ الشریعہ بدرُ الطریقہ، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مفتی محمد امجد علی اعظمی قُدّس سرّہ فرماتے ہیں: اولیائے محمدیین میں سب سے زیادہ معرفت و قُربِ الٰہی میں خُلَفائے اربعہ رضی اللہ عنہم ہیں، اور ان میں ترتیب وہی ترتیبِ افضلیّت ہے۔ سب سے زیادہ معرفت و قُربِ صدیقِ اکبر کو ہے، پھر فاروقِ اعظم، پھر ذُوالنُّورین، پھر مولیٰ مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ہاں مرتبۂ تکمیل پر حضورِ اقدس ﷺ نے جانبِ کمالاتِ نبوّت حضرات شیخَین کو قائم فرمایا اور جانبِ کمالاتِ وِلایت حضرت مولیٰ مُشکل کُشا کرم اللہ وجہہ الکریم کو، تو جملہ اولیائے مابعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی اور انہیں کے دستِ نگر تھے، ہیں اور رہیں گے۔ (بہارِ شریعت، حصہ اول، صفحہ 265، فتاویٰ رضویہ جلد 29 صفحہ 374)

لہٰذا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بعد حضرت امام حَسن مُجتبیٰ رضی اللہ عنہ، اور ان کے بعد بالترتیب ائمۂ اہلِ بیت اس منصب پر فائز رہے، یہاں تک کہ حضرت امام حَسن عسکری رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا۔ پھر آپ کے وصال کے بعد یہ مرتبہ آپ کی روحِ پاک سے متعلق ہوا، اور جب حضور غَوث الثّقلَین

رضی اللہ عنہ اس دنیا میں تشریف لائے تو یہ منصب آپ کی ذاتِ اقدس سے متعلق ہو گیا۔ پھر وصال شریف کے بعد آپ کی روحِ پاک سے متعلق رہا، اور تا ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ یہی منصب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی کے پاس ہے۔

﴿خاتمہ بحث بالخیر﴾

یہ نظریہ صرف متأخّرین علماء ہی کا نہیں، بلکہ جن صوفیائے متقدمین نے تصوّف کی اصطلاحات و مقامات پر گفتگو کی، انہوں نے بھی یہ تصریح فرمائی کہ ایک قُطب ہوتا ہے اور دوسرا قُطب الاَقطاب جس کے پاس قُطبیّتِ کُبریٰ ہوتی ہے۔

چنانچہ متقدمین میں جلیل القدر صوفی، عارف باللہ حضرت شہاب الدین احمد بن ابو بکر الیمنی علیہ الرحمہ نے بھی قُطبیّتِ کُبریٰ کا منصب حضرت غَوثُ الثّقلَین رضی اللہ عنہ کے لیے ثابت مانا۔

اسی طرح دیگر اولیاء و اکابر نے بھی اپنے اپنے انداز و الفاظ میں سرکار غَوث پاک رضی اللہ عنہ کی قُطبیّتِ کُبریٰ اور غَوثیّتِ کُبریٰ کو بیان فرمایا۔

مزید بر آں، مُحدّثِ جلیل حضرت ملّا علی قاری علیہ الرحمہ نے جلیل القدر اکابرِ صوفیہ سے نقل فرمایا کہ: حضرت امام حَسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد اس اُمّت کے قُطب اَوسط حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ، اور قُطب آخر سیّدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ ہیں۔

اسی طرح متأخّرین میں حضرت سیّدنا مُجدّدِ الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے منصبِ غَوثیّتِ کُبریٰ کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ فرمایا:

غیر اُو را میسّر نشُدہ

یعنی، یہ منصب آپ کے علاوہ کسی اور کو میسر نہ ہوا۔

اسی طرح صاحبِ اسرارِ ربّانی حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ نے بھی اسے تسلیم کیا اور بیان فرمایا۔

اسی طرح شیخ المشائخ سیّد آدم قدوسی علیہ الرحمہ نے لکھا۔

اسی طرح مارہرہ شریف کے کامل عارف وصاحبِ کشف وکرامت حضرت شاہ ابوالحسین نوری علیہ الرحمہ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

اور اسی طرح امام اہلِ سنّت، سیّدی اعلیٰ حضرت، مجدّدِ اعظم امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے تسلیم کیا اور بیان فرمایا۔

بلکہ دیگر بہت سے اکابر واولیاء نے بھی اس حقیقت کو قبول فرمایا ہے۔

میرے شیخِ طریقت، ولی کامل، عارف باللہ، صاحبِ کشف وکرامت، نائبِ غوثِ اعظم حضرت ابوتراب سائیں بابا سیّد اصغر علی شاہ محبت قادری گیلانی علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں: آج بھی سرکار غوث پاک کی مہر کے بغیر کسی کو وِلایت ہی نہیں ملتی، یعنی جسے غوث پاک چاہتے ہیں، جس کے ولی ہونے پر راضی ہوتے ہیں، رب تعالیٰ اسی کو ولی اور قُطب بناتا ہے۔"

اللہ اللہ! ایسے صاحبِ کشف اولیاء ہی ان اسرارِ باطنیہ کو صحیح طور پر بیان کرسکتے ہیں۔

بلکہ حاملِ قُطبیّتِ کُبریٰ سرکار غوثِ اعظم نے باذنِ الٰہی اپنی فردیّتِ کُبریٰ کا اعلان اس فرمان سے فرمایا:

"قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ"

لفظِ "کُلِّ وَلِیّ" ظاہر کررہا ہے کہ ہر ولی اس میں شامل ہے، اس میں کسی زمانے کی قید نہیں!

پس ہر ولی نے اپنی گردن جھکائی اور آپ کی فَردیّت کو تسلیم کیا، اور اس فرمان پر اِجماعِ اولیاء ہوگیا کہ اب اسی آفتابِ وِلایت نے فلکِ ہدایت پر روشن رہنا ہے۔

اور اسی جانب آپ کا یہ شعر اشارہ کرتا ہے:

أَفَلَتْ شُمُوْسُ الْأَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا أَبَدًا عَلٰی فَلَكِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

شعرِ غوث پاک

سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کے اشعار میں سے ایک مشہور شعر ہے:

أَفَلَتْ شُمُوْسُ الْأَوَّلِيْنَ وَشَمْسُنَا أَبَدًا عَلٰى فَلَكِ الْعُلٰى لَا تَغْرُبُ

یعنی، پچھلوں کے سورج غُروب ہوگئے، اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندیوں کے فلک پر قائم رہے گا، جو کبھی غُروب نہ ہو گا۔

سیّدی اعلیٰ حضرت نے بھی اس کو یوں بیان فرمایا ہے:

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے افقِ نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

ہمارے بزرگ، حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے عظیم فرمان " قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللهِ " کا جب یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ ہر ولی، چاہے اوّلین میں سے ہو یا آخرین میں سے، سب پر آپ کا قدم ہے اور تا قیامت (ظہورِ امام مہدی) آپ کا فیض جاری و ساری ہے اور اس کی پختگی کے لیے بطورِ دلیل حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا یہ شعر بھی نقل کرتے ہیں:

أَفَلَتْ شُمُوْسُ الْأَوَّلِيْنَ وَشَمْسُنَا أَبَدًا عَلٰى فَلَكِ الْعُلٰى لَا تَغْرُبُ

جیسا کہ حضرت مُجدِّدِ الفِ ثانی، حضرت قاضی ثناء اللہ، سیّدی اعلیٰ حضرت اور دیگر بزرگوں نے اس شعر کو بطورِ دلیل نقل کیا، اسی طرح امام یافعی شاذلی علیہ الرحمہ نے بھی اسے نقل کیا۔

اور جب ڈاکٹر موصوف نے دیکھا کہ ایک شاذلی امام، غوث پاک کے اس شعر کی ایسی تشریح فرما رہے ہیں جس سے غوث پاک کا فیض تا قیامت ثابت ہو رہا ہے، تو موصوف کو یہ گوارا نہ ہوا کہ کوئی "شاذلی بزرگ" غوث پاک کی تعریف کرے۔ چنانچہ امام یافعی کی طویل عبارات اور انکا ترجمہ ذِکر کرکے ایک خود ساختہ نتیجہ اخذ کیا۔

ڈاکٹر موصوف کا تجزیہ و نتیجہ ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں: امام یافعی رضی اللہ عنہ کے ذہن

میں "قدمی هذه..." کے وہ معنی ہوتے جو بعض لوگوں نے بیان کیے ہیں، تو آپ اتنی طویل گفتگو کرنے کے بجائے صاف کہہ دیتے کہ چونکہ حضور غوث پاک تمام زمانوں میں تمام ولیوں کے سردار ہیں، جس کو جو فیض ملتا ہے وہ آپ ہی سے ملتا ہے، آپ ہی غوثوں کو غوث بناتے ہیں، لہٰذا اس شعر میں اسی سرداری کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ مگر آپ نے ایسی تشریح نہ فرمائی بلکہ جو حقیقتِ حال تھی اس کے مطابق لکھ دیا۔(صفحہ 430)

ہم کہتے ہیں: یہ ڈاکٹر موصوف کی خود ساختہ تشریح ہے اور یہ کہ موصوف نے امام یافعی کی عبارت میں موجود خاص نکتہ وراجح احتمال کو ذِکر نہیں کیا کیونکہ پھر ڈاکٹر موصوف کا مُدّعا ثابت نہ ہوتا۔

دوسری بات کوئی وجہ تو تھی جسکی وجہ سے امام یافعی کو اتنی طویل گفتگو و تشریح کرنی پڑی، نیز اس شعر کے تین اہم الفاظ میں سے دو لفظ کے تین تین احتمالات جبکہ ایک لفظ کے دو احتمال ممکن تھے، امام یافعی نے تمام احتمالات لکھے اور ان کی تشریح کی اور بہت ہی اہم اور خاص بات جو آپ نے لکھی کہ جن پہلے دو الفاظ کے جو تین احتمالات ممکن تھے ان میں سے جو سب سے راجح احتمال ہے، وہ کونسا ہے؟ لیکن ڈاکٹر موصوف نے اسکو واضح نہیں کیا؟ کیونکہ اگر امام یافعی رضی اللہ عنہ کے اس نکتے کو واضح کرتے تو سارا مُدّعا ہی اُلٹ جاتا۔

طویل تشریح امام یافعی نے اس شعر کی اتنی طویل تشریح کیوں فرمائی؟

کیونکہ اس شعر میں مختلف احتمالات بن سکتے تھے، اور جس کے دل میں سرکارِ غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کے متعلق بغض ہو، وہ ان احتمالات میں سے اپنے مطلب کا احتمال نکالتا اور اپنی خواہشات کے مطابق معنی پہناتا، اور اصل مفہوم سے بددیانتی کرتے ہوئے اپنا مطلب کشید کرتا ہے (جیسا کہ ڈاکٹر موصوف نے کیا) اسی لیے امام یافعی نے طویل تشریح فرمائی تاکہ ہر احتمال اور اس سے مراد واضح ہو تاکہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی جلالت شان میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔

تشریح شروع کرنے سے قبل امام یافعی نے لکھا:

امام یافعی کا ادب آپ لکھتے ہیں: وهذا البيت (أَفَلَتْ شُمُوسُ الْأَوَّلِيْنَ وَشَمْسُنَا. أَبْدًا عَلٰى أُفُقِ الْعُلٰى لَا تَغْرُبُ) يحتاجُ إلى تأويلٍ و مَحملٍ سالِمٍ من قادحٍ غير لائقٍ بجَلالةِ الشّيخ سيّد عبدالقادر جيلانی و مَحاسِن آدابِه و جَميلِ مَقاصِدِه.

یعنی، اور یہ شعر (أَفَلَتْ...) اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس کی ایسی صحیح تاویل اور پاکیزہ معنی بیان کیے جائیں جو کسی شبہے یا گستاخی سے بالکل پاک ہو اور حضرت شیخ سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی جلالتِ شان، ان کے اعلیٰ آداب، اور ان کے نہایت حَسین و مبارک مقاصد کے شایانِ شان ہو۔

دیکھیں! امام یافعی کیا فرمارہے ہیں کہ اس شعر کی کوئی ایسی تشریح نہ کی جائے جو اُن کے مرتبہ و شان کے لائق نہ ہو، کیونکہ ایسا مفہوم گھڑنا سخت جسارت اور علمی بد دیانتی ہے۔ ایسا ہر مطلب مَردُود ہے جو سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی جلالتِ شان کے خلاف جائے، بلکہ ایسی تأویل کی جائے جس سے ان کی شان اور ادب واضح ہو۔ یہ ہے امام یافعی علیہ الرحمہ کا ادب۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح اب اس شعر کے بارے میں امام یافعی نے بحث فرمائی، جسے ہم مختصر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

امام یافعی فرماتے ہیں کہ اس شعر کے تین الفاظ اہم ہیں:

1۔ شَمْسُنَا 2۔ الأَوَّلِيْنَ 3۔ لا تَغْرُبُ

اب آپ ان تینوں پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

1۔ اللّفظُ الأوّلُ قوله "شَمْسُنَا"

إلى من يَعودُ الضّميرفي "شَمْسُنَا"

غوث پاک کے فرمان میں جو "نا" یعنی متکلّم کی ضمیر ہے، وہ کس کی طرف لوٹ رہی ہے؟ اس سے کون مراد ہے؟

(الف) هل يختصّ بالمُتكلّم.

(ب) أو الضّمير يعودُ إلى الطائفة أعني أصحابَ الطريقةِ السّالكين وهم مشائخ الصُّوفيه.

(ج) أو يَعودُ الضّمير بتأويل بعيدٍ إلى هذه الأمة الذّاكرين لله تعالى.

یعنی، (الف) کیا یہ ضمیر متکلم یعنی غَوث پاک کے ساتھ خاص ہے؟

(ب) یا یہ ضمیر گروہِ اولیاء کی طرف لوٹ رہی ہے، یعنی اصحابِ طریقت جنہوں نے راہِ سُلوک اختیار کیا (یعنی وہ صوفیاء و مشائخ جو دورِ صحابہ و اکابر تابعین کے بعد ہوئے اور غَوث پاک سے پہلے) ان کی طرف لوٹ رہی ہے؟

(ج) یا یہ ضمیر تاویلِ بعید کے ساتھ اس امت کے اُن ذاکرین کی طرف لوٹ رہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرتے رہتے ہیں؟

امام یافعی فرماتے ہیں کہ اس ضمیر میں تین طرح کا احتمال ہے، لہٰذا تین احتمالات کے حساب سے تین طرح کا ترجمہ ہو گا۔

پہلے احتمال کے مطابق شعر کا ترجمہ:

1۔ پچھلوں کے سورج غُروب ہو گئے اور مجھ غَوث پاک کا سورج ہمیشہ بلندیوں پر قائم ہے، جو غُروب نہیں ہو گا۔

دوسرے احتمال کے مطابق شعر کا ترجمہ:

2۔ وہ مشائخِ طریقت، جو صحابہ و اکابر تابعین کے بعد آئے مگر ہم سے پہلے گزرے، ان کا سورج غُروب ہو گیا، مگر ہم بعد والے مشائخ کا سورج ہمیشہ بلندیوں پر ہے، جو کبھی غُروب نہ ہو گا۔

اور تیسرے احتمال کے مطابق ترجمہ یہ ہو گا:

3۔ پچھلی اُمتوں کے ذاکرین کا سورج غُروب ہو گیا، جبکہ اس امت کے ذَاکرین کا سورج بلندیوں پر قائم ہے، جو غُروب نہیں ہو گا۔

حضرت امام یافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک کون سا احتمال راجح ہے؟

یہی اصل نکتہ و کمال ہے کہ حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک راجح احتمال کون سا ہے، جسے ڈاکٹر موصوف نے واضح نہیں کیا اور خواہ مخواہ اِدھر اُدھر کی بات کی۔ چنانچہ امام یافعی فرماتے ہیں: فیہ ثلاثۃُ احتمالاتٍ، أرجَحُھا الأوّلُ مِن حیثُ سیاقِ الکلام وقُوّۃ القَرینۃِ الدّالّۃِ علیہ.

یعنی، اس میں تین احتمالات ہیں، اور ان تینوں احتمالات میں سے سب سے راجح پہلا احتمال ہے، کلام کے سیاق و سباق اور دلالت کرنے والے قرینے کی قوت کی وجہ سے۔ اللہ اکبر کبیراً۔

یہ ہے امام یافعی کا فرمان کہ "شَمْسُنَا" میں جو "نَا" ضمیر ہے، اس میں تین احتمالات ہیں کہ "نَا" ضمیر سے متکلّم یعنی غوث پاک مراد ہیں، یا مشائخ، یا ذاکرین۔

امام یافعی فرماتے ہیں کہ پہلا احتمال ہی سب سے راجح ہے، یعنی "نَا" ضمیر سے متکلم، یعنی سرکارِ غوث پاک رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں، اور یہی کلام کا تقاضا ہے، اور قرینہ بھی اسی پر دلالت کر رہا ہے۔

صدقے اے امام یافعی شاذلی!

یعنی اس شعر سے سرکار غوث پاک ہی مراد ہیں اور انہوں نے اپنے متعلق ہی یہ فرمایا ہے کہ ہمارا ہی فیض تا قیامت جاری و ساری ہے۔

شعر کا دوسرا لفظ ﴿ اسی طرح دوسرے لفظ "الأوّلِیْنَ" کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس میں بھی تین احتمالات ہیں:

(الف) المراد بالأوّلین من تقدّم زمانُہ من الشُّیوخ علی زَمانِہ.

(ب) أو مَن تقدّم زمانُہ بعد الصّحابۃِ علی زمن طائفۃِ الصُّوفیۃ.

(ج) أو مَن تقدّم فی نظیرِہ و زَمانِہ علی زَمانِ الذّاکرین للہ تعالی.

یعنی، (الف) اَوّلین سے مراد (بعد از صحابہ و اکابر تابعین) وہ مشائخ ہیں جن کا زمانہ غوث پاک کے زمانے سے پہلے گزر گیا۔

(ب) یا پھر اَوّلین سے مراد وہی مشائخ جو صحابہ کرام (واکابر تابعین) کے بعد ہوئے، اور اس موجودہ گروہِ صوفیہ کے زمانے سے پہلے گزر گئے۔

(ج) یا پھر اَوّلین سے وہ ذاکرین مراد ہیں جو اپنے جیسے ذَاکرین اور اپنے زمانے میں اللہ کا ذِکر کرنے والے تھے، جن کا زمانہ موجودہ اُمّت کے ذَاکرین سے پہلے گزر گیا۔

اب امام یافعی کے نزدیک لفظِ "الأوّلِین" سے بھی تین احتمالات مراد ہیں۔

یا تو "غَوث پاک" سے پہلے والے مشائخ و اولیاء مراد ہیں (لیکن بعد از صحابہ واکابر تابعین)، یا پھر وہی، صحابہ کرام واکابر تابعین کے بعد والے مشائخ ہی مراد ہیں مگر وہ جو غَوث پاک کے زمانے کے اور اس زمانے کے مشائخ سے پہلے گزرے، یا پھر اوّلین سے پچھلی اُمّتوں کے گزرے ہوئے ذاکرین مراد ہیں۔

﴿لفظِ اوّلین میں کون سا احتمال راجح ہے؟﴾

اب سوال یہ ہے کہ لفظِ "الأوّلِین" میں کون سا احتمال راجح ہے؟

پہلا، جس میں غَوث پاک خود سے پہلے گزرے ہوئے اولیاء کی بات ارشاد فرمارہے ہیں؟

یا دوسرا، جس میں غَوث پاک کے ساتھ اس دَور کے صوفیاء خود سے پہلے گزرے ہوئے صوفیاء کی بات کررہے ہیں؟

یا پھر تیسرا احتمال کہ موجودہ ذاکرین، پچھلی اُمتوں کے ذاکرین کی بات کررہے ہیں؟

امام یافعی کیا فرماتے ہیں؟

چنانچہ آپ فرماتے ہیں: ثلاثُ احتمالاتٍ أیضاً عائدةٌ علی الثّلاثةِ الأولِ، کلّ واحدٍ من هذه مفهوم من واحدٍ من تلك اللّفظ.

یعنی، اس دوسرے لفظ یعنی "الأوّلِین" میں بھی تین ہی احتمالات ہیں، اور یہ انہی پہلے تین احتمالات کی طرف لوٹتے ہیں، اور ان میں سے ہر ایک احتمال اسی طرح سمجھا جائے گا جیسے پہلے لفظ "شَمسُنَا" کے ذیل میں سمجھا گیا تھا۔

وضاحت امام یافعی نے یہاں اختصار سے کام لیا ہے، کیونکہ آپ نے لفظ "شَمْسُنَا" کی بحث میں تفصیل سے فرمایا تھا: الأوّل مِن حیث سیاق الکلام وقُوّۃ القَرینۃِ الدّالّۃِ علیہ

یعنی "شَمْسُنَا" میں جس طرح تین احتمالات میں سے پہلا احتمال سب سے زیادہ راجح ہے، کلام کے سیاق اور دلالت کرنے والے قرینے کی قوت کی وجہ سے، لہٰذا دوسرے لفظ "الأوّلین" کے بارے میں آپ نے دوبارہ پوری تفصیل لکھنے کے بجائے صرف یہ لکھ دیا کہ یہ بھی انہی تین احتمالات پر مبنی ہے، اور اس کا فہم بھی پہلے جیسا ہی ہے۔ یعنی جو ترجیح پہلے لفظ میں تھی، وہی یہاں بھی برقرار رہے گی۔

یعنی لفظِ "الأوّلین" میں بھی پہلا احتمال ہی راجح ہے کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ یہ فرمارہے ہیں کہ مجھ غوث پاک سے پہلے گزرے ہوئے اولیاء کے سورج غُروب ہوگئے لیکن میرا سورج اُفق پر قائم و دائم ہے۔

کمالِ امام یافعی شاذلی آپ نے ملاحظہ کیا کہ امام یافعی علیہ الرحمہ نے ابتدا میں لکھا کہ شعر کی ایسی تأویل کرنی چاہیے جس سے سرکار شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی جلالتِ شان اور ان کے اعلیٰ آداب کے خلاف کوئی مفہوم نہ نکلے، بلکہ غوث پاک کی شان واضح ہو۔

اور امام یافعی نے ایسی کمال تأویل فرمائی اور غوث پاک کی شان ہی کو ظاہر فرمایا کہ اس شعر کے دونوں الفاظ، یعنی "شَمْسُنَا" اور "اَوّلِین" ان دونوں میں پہلا احتمال راجح ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ غوث پاک اپنی ہی شان بیان فرمارہے ہیں کہ مجھ غوث پاک کا سورج اُفق کی بلندیوں پر قائم ہے، جبکہ اولین کے سورج میرے سورج کے طلوع ہونے سے غُروب ہوگئے، اور میرے سورج کو غُروب نہیں، بلکہ میرا فیض جاری وساری ہے۔

اوّلین تو چلے گئے، اور آنے والے میرے سورج کے فیض کے محتاج ہیں۔ یعنی ہر ولی کو تا قیامت فیض مجھ سے ہی ملنا ہے۔

اور اس شعر سے یہی مقصود ہے جسے امام یافعی علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا۔ ایسی صاف وضاحت

کے بعد امام یافعی کو مزید کس وضاحت دینے کی ضرورت تھی؟

اب آیئے اس شعر کے تیسرے لفظ کی تشریح کی طرف، جو امام یافعی نے فرمائی ہے۔

تیسرا لفظ: لَا تَغرُبُ ﴾ امام یافعی، سرکار غوثِ اعظم کے شعر کے پہلے دو الفاظ "شَمسُنَا" میں "نَا" ضمیر اور لفظ "الأوّلین" کی تشریح، اور ان میں پہلے احتمال کو راجح قرار دینے کے بعد، اب شعر کے تیسرے لفظ "لَا تَغرُبُ" پر بحث فرماتے ہیں کہ "لَا تَغرُبُ" سے کیا مراد ہے؟

اس سلسلے میں آپ نے دو تاویلات کیں اور فرمایا کہ:

1۔ هل المراد بأَ فَلَتْ شُمُوْسُ الْأَوَّلِيْنَ غُرُوبها بمَوْتهم، فليس أحدٌ يَهتدِي بنُورِها بعد مَوتهِم، وشَمْسُنَا يهتدى بنُوْرها بعد مَوتنا لا تَغرُبُ أبداً من سَماءِ مجدِنا الباقي بعدنا الموروث منا إرثاً بعد إرثٍ على تعاقُب الدُّهُورِ، وبالولادةِ المعنوية عن إلقاح النّور إشارة منه إلى عدم انقطاع الأخذ عن أتباعه التّائبِين عنه، بل يَبقى ذلك مع الجاهِ الوسيع والشّرف الرّفيع.

یعنی، "پچھلوں کے سورج کے غُروب ہونے" سے مراد ان کے وصال کے ساتھ ان کے سورج کا غُروب ہو جانا ہے، کہ ان کے وصال کے بعد کوئی شخص ان کے نور سے ہدایت حاصل نہیں کرتا؟ جبکہ ہمارا سورج (یعنی مجھ، غوثِ اعظم کا سورج) ایسا ہے کہ ہمارے وصال کے بعد بھی اس کے نور سے ہدایت پائی جاتی رہے گی اور وہ ہمارے اس باقی رہنے والے آسمانِ مَجد سے کبھی غُروب نہیں ہو گا، جو ہمارے بعد بھی قائم رہے گا اور زمانوں کے گزرنے کے ساتھ ایک وراثت کے بعد دوسری وراثت کی صورت میں موجود رہے گا (اور ہر قُطب و غَوثِ وقت کو اس سے فیض ملتا رہے گا)، اور معنوی ولادت کے ذریعے نُور کا اِلقاح ہو گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کے متّبعین اور ان کی طرف توبہ کر کے رجوع کرنے والوں کا ان سے فیض حاصل کرنا منقطع نہیں ہو گا، بلکہ وسیع جاہ و مرتبے اور بلند شرف کے ساتھ یہ فیض ہمیشہ باقی رہے گا۔

تشریح ﴾ امام یافعی فرماتے ہیں کہ یا تو پچھلوں کے سورج "غُروب" ہونے سے ایک مراد یہ ہے کہ پہلے بزرگوں کا فیض ان کے وصال کے ساتھ ہی پوشیدہ ہو گیا، لیکن غَوث پاک کا سورج غُروب نہ

ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کا فیض اور ہدایت کا سلسلہ ویسے ہی جاری ہے جیسے زندگی میں تھا۔یعنی آپ کے فیض کا سورج دنیا سے کوچ کرنے کی وجہ سے ڈوبا نہیں۔

2۔أوالمراد أن بِطُلوع شَمْسِنا أفلَتْ شَمْسُ مَن قبلنا لا بمَوتِهم، وشَمْسُنا لا تَغرُبُ بطُلوع شَمس من بعدنا أبداً.

یعنی،اور (یا پھر) دوسری مراد یہ ہے کہ ہمارے سورج کے طلوع ہونے سے ہم سے پہلے والوں کے سورج ڈوب گئے،یعنی ماند پڑ گئے،نہ کہ ان بزرگوں کے وصال کی وجہ سے۔اور ہمارا سورج ہمارے بعد آنے والے کسی ولی کے سورج نکلنے سے کبھی نہیں ڈوبے گا۔یعنی ماند نہیں پڑے گا۔

امام یافعی فرماتے ہیں کہ اس دوسری تأویل سے مراد جو پچھلے بزرگوں کے سورج غُروب ہوگئے، تو"غُروب"ہونے کا مطلب روشنی کا ماند پڑ جانا ہے۔

مطلب یہ کہ جب غَوث پاک کی شان کا سورج نکلا تو اس کی چمک اتنی زیادہ تھی کہ پچھلے تمام ولیوں کے سورج، غَوث پاک کے سورج کے سامنے ستاروں کی طرح چُھپ گئے۔اور آپ کے بعد بھی کوئی ایسا ولی نہیں آئے گا جس کی چمک وروشنی آپ کے سورج کی روشنی کو ماند کر سکے،اور آپ کے مرتبہ کو دبا سکے یا چھپا سکے۔

مزید فرماتے ہیں: فيه احْتِمَالَانِ، وَيَكُونُ الْغُرُوبُ عَلَى الإحْتِمَالِ الثَّانِي بِمَعْنَى الِاسْتِتَارِ وَالِانْمِحَاقِ لِغَلَبَةِ صِفَةِ أَحَدِ شَيْئَيْنِ عَلَى صِفَةِ الْآخَرِ...

یعنی،اس میں دو احتمال ہیں،اور دوسرے احتمال کے مطابق غُروب کا معنی "چُھپ جانا" اور "مٹ جانا" ہے،جو ایک چیز کی صفت کا دوسری چیز کی صفت پر غالب آجانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

تشریح امام یافعی نے "لَا تغرب" کی تشریح میں دو باتیں بیان فرمائیں:

1۔ پچھلوں کے سورج ان کی وفات سے غُروب ہوگئے (یعنی ان سے قُطب وقت یا کسی زندہ ولی وأبدال وغیرہ کو تصرف کے احکام یا مدد نہیں ملے گی) لیکن غَوث پاک کا سورج ایسا نہیں کہ ان کے وصال کی وجہ سے غُروب ہو

جائے (اور کسی قُطب وقت یا اَبدال پر تصرف نہ ہو) بلکہ آپ کا تصرف و فیض جاری رہے گا۔

2۔ اور دوسرا یہ کہ غَوث پاک کے سورج کے طلوع ہونے (اور اس کی چمک) سے پچھلوں کے سورج غُروب ہوگئے (یعنی ماند پڑ گئے) نہ کہ ان کی موت کی وجہ سے۔

یعنی موت کی وجہ سے ان کے سورج غُروب نہ ہوئے بلکہ غَوث پاک کے چمکتے سورج کے طلوع ہونے سے وہ چھپ گئے اور ماند پڑ گئے۔

امام فرماتے ہیں کہ دوسرے احتمال کے مطابق غُروب کا معنی "چُھپ جانا" اور "ماند پڑ جانا" ہے، جو ایک چیز کی صفت کا دوسری چیز کی صفت پر غالب آجانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

یعنی جب ایک صفت دوسری صفت پر غالب آجائے تو دوسری چیز موجود ہونے کے باوجود نظر نہیں آتی، جیسے سورج کی موجودگی میں ستارے نظر نہیں آتے۔

جیسا کہ شاعر کا قول ہے:

فَإِنَّكَ شَمْسٌ وَالْمُلُوكُ كَوَاكِبُ إِذَا طَلَعَتْ لم يبدُ مِنهنّ كَوكَبُ

یعنی، آپ سورج ہیں اور بادشاہ ستارے ہیں، جب سورج نکلتا ہے تو کوئی ستارہ ظاہر نہیں ہوتا۔

یعنی "لَا تَغْرُبُ" میں دوسرے احتمال کے مطابق، ان کے فیض و تصرف کا رک جانا اس لیے نہیں کہ انہوں نے وفات پائی، کیونکہ ولی اگرچہ وصال پائے، وہ اپنی قبور میں زندہ ہیں اور تصرف بھی فرماتے ہیں، تو پھر ایسا کیوں؟

جواب اس لیے کہ غَوث پاک کا سورج جب طلوع ہوا تو اس سورج کے سامنے اولیاء کی مثال ستاروں کی طرح ہوگئی، جن کی روشنی سورج کے سامنے ماند پڑ جاتی ہے۔ لہٰذا فیض اگرچہ ان سے بھی ملتا ہے مگر ستاروں کی طرح ان سب کا فیض سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے سورج کے سامنے ماند ہیں۔ یعنی وہ بھی سرکار غوثِ اعظم کے چمکتے سورج کے محتاج ہیں۔

﴿اختتام شرح شعر از امام یافعی شاذلی﴾

سرکار غوثِ اعظم کے اس شعر کی بہترین شرح کرنے اور غَوث پاک کے فیض کو جاری ماننے کے بعد آخر میں امام یافعی اس کی تائید میں یمن کے بعض بزرگوں کا قول اور شیخ ابو المظفر کے اشعار نقل کر کے اختتام بحث کو نورٌ علیٰ نور کر کے ختم فرماتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں مجھے یمن کے بعض بڑے مشائخ کی طرف سے یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے ایک ایسے ولی کی خوشخبری دی تھی جو ان کے بعد ظاہر ہو گا، اور یہ بھی فرمایا کہ:

يَكونُ شَمسُ زَمانِه لكن لا كشُموسِنَا

یعنی، غَوث پاک اپنے زمانے کا سورج ہو گا، لیکن ہمارے سورجوں کی طرح (غُروب ہونے والا) نہیں ہو گا۔

پس ویسا ہی ہوا، یعنی غوثِ اعظم ظاہر ہوئے، جیسا کہ ان بزرگ نے ذِکر کیا تھا۔

اور جس وقت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے یہ مذکورہ اشعار پڑھے، تو شیخ ابو المظفر الواعظ علیہ الرحمہ، جو ابنِ جرادہ کے نام سے مشہور ہیں، انہوں نے جواب میں یہ اشعار پڑھتے ہوئے آپ کی بارگاہ میں عرض کیا:

بِكَ الشُّهورُ تَهنى والمواقيتُ ... يا مَنْ بألفاظِهِ تَغلُو اليواقيتُ

البازُ أنتَ فإن تَفخر فلا عجبَ ... وسائر الناس فى عَينَىّ فواخيتُ

أشمُّ من قَدمَيك الصِّدق مُجتهداً ... لأنه قدمٌ فى نَعلهِ الصِّيتُ

(نشر المحاسن الغاليه فى فضل المشايخ الصوفية ،صفحه 289 تا 290 دار الكتب العلمية،بيروت)

یعنی، آپ ہی کی وجہ سے مہینے اور اوقات مبارک بنتے ہیں۔ اے وہ ہستی! جن کے الفاظ کی وجہ سے یاقوت وجواہر کی قیمت بھی بڑھ جاتی ہے۔

آپ وِلایت کے ایسے "باز" ہیں کہ اگر آپ اس پر فخر فرمائیں تو کوئی تعجب نہیں، کیونکہ باقی تمام

لوگ میری نظر میں فاختہ کی مانند ہیں۔

میں نہایت کوشش سے آپ کے دونوں قدموں میں سچائی کی خوشبو سونگھتا ہوں، کیونکہ یہ وہ قدم ہے جس کے پاپوش میں بھی شہرت وناموری بسی ہوئی ہے۔

اللہ اللہ! قربان جاؤں اے امام یافعی، آپ کی اس تشریح پر کہ آپ نے غوث پاک کے اس شعر: أَفَلَتْ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ ... کی ایسی کمال علمی تاویل و تشریح بیان فرمائی، اور اس کی تائید میں اولیاء کرام کے فرامین و اشعار بیان فرمائے کہ غوث پاک کی محبت دل میں مزید بڑھ گئی۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص کہے کہ امام یافعی نے ایسی کوئی شان بیان نہیں کی، تو اس سے صرف اتنا کہا جاسکتا ہے:

آنکھ والا ترے جوبن کا تماشا دیکھے دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے
دل اگر دیدۂ وَحدت سے تماشا دیکھے جُز میں کُل آئے نظر، قطرے میں دریا دیکھے

غَوثُ الاعظم کا لقب ربّ کی طرف سے عطا ہوا

حضور سیّدنا محبوب سبحانی سرکار غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب "غَوثُ الاعظم" ہے اور یہ اتنا مشہور ہو گیا ہے کہ اب آپ کے لیے یہ "عَلَم" بن گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جیسے ہی غوثِ اعظم کہا جاتا ہے ذہن فوراً ہی سرکارِ بغداد رضی اللہ عنہ کی طرف مبذول ہو جاتا ہے کیوں نہ ہو کیونکہ ربّ تعالیٰ کی طرف سے یہ لقب آپ کو عطا ہوا ہے۔

اگرچہ ہر زمانے کے قُطب کو غوثِ اعظم کہا جاسکتا ہے مگر بایں معنی کہ غَوثوں کو غَوثیت اس کی عطا سے ملتی ہو اور ہر غَوث اپنے اپنے زمانے سے اس کی نیابت سے غَوثیت کرتے ہوں اس معنی میں یہ لقب سرکار غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے خاص ہے لیکن ڈاکٹر موصوف اس چیز کے قائل نہیں!

موصوف کے نزدیک غوثِ اعظم ہر زمانے میں ایک الگ شخصیت ہوتی ہے (صفحہ 361) اور غوثِ اعظم کوئی جُداگانہ مرتبہ نہیں (صفحہ 347) کیونکہ ہر زمانے کا غَوث ہی غوثِ اعظم ہوتا ہے (صفحہ 349)

یعنی موصوف کا مقصد یہ ہے کہ سرکار بغداد کے لیے اس لقب اور مقام کو خاص کرنا درست نہیں!

جبکہ امام اہلسنّت سیّدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہر قُطب یعنی غَوث، قُطب الاَقطاب ہے بلکہ غَوث کے نیچے جو عہدہ دارانِ تمام اصحابِ خدمت کا افسر ہو بایں معنیٰ قُطب الاَقطاب ہے مگر قُطب الاَقطاب بمعنی اوّل یعنی غَوثُ الاغواث کہ دوروں کے غَوثوں کا غَوث ہو، غَوثوں کو غَوثیّت اس کی عطا سے ملتی ہو اور غَوث اپنے اپنے دورے میں اسی کی نیابت سے غَوثیّت کرتے ہوں، وہ سیّدنا امام حَسن (عسکری) رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد حضور پُر نور محیُ الشّریعة والطّریقة والحقیقة والدّین أبو محمد ولی الأولیاء، إمامُ الأفراد، غَوثُ الاغواث، غَوثُ الثّقلَین، غَوث الکل، غوثِ اعظم سیّد شیخ عبد القادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں اور تا ظہور سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ مرتبہ عظمیٰ اسی سرکارِ غَوثیّت بار کے لئے رہے گا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 28 صفحہ 374)

الغرض یہ لقبِ "غَوث الاعظم" بایں معنی سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے لیے ہی خاص ہے نیز یہ لقب حضور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو بذریعہ الہام، ربُّ العالمین کی طرف سے عطا ہوا۔

خیال رہے کہ اولیاءِ کرام کو باطن میں ربِّ ذُوالجلال کی طرف سے الہامات ہوتے ہیں، اور انہی الہامات میں ربُّ العالمین نے آپ کو "غَوثُ الاعظم" سے خطاب فرمایا۔

آپ کے الہامات "رسالہ غوثِ اعظم" اور "الہاماتِ غوثِ اعظم" اور "رسالہ غَوثیہ" کے نام سے کتابی صورت میں موجود ہیں۔ عربی و فارسی میں اس کی شرحیں بھی لکھی جاچکی ہیں۔

اس رسالے میں وہ الہامات مذکور ہیں جو وقتاً فوقتاً حضور غَوث پاک کے قلبِ اقدس پر وارد ہوئے، جن کی تعداد تقریباً 65 ہے۔ انہی الہامات میں حضور شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو "غَوثُ الاعظم" سے خطاب فرمایا گیا۔

اہلِ سُلوک و اربابِ تصوّف اس مبارک رسالے سے اپنی استعداد کے مطابق مستفیض ہوتے رہے ہیں۔ بہت سے بزرگوں نے اپنی تصانیف میں اس سے اقتباس فرمایا۔ برصغیر پاک وہند میں خواجہ حمید الدین ناگوری علیہ الرحمہ نے "لوامع و طوامع" میں، علّامہ رُکن الدین کاشانی نے "شمائل الاتقیاء" میں، حضرت سراجُ الدّین گُجراتی نے "اورادِ قادریہ" میں، اور شیخ مُحقّق الشّاہ عبدالحق مُحدّث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنے "مکتوبات" میں اس کا ذِکر فرمایا۔

جبکہ ولی الاکبر الصّادق، امامُ العارفین، ابوالفتح صدرُ الدین سیّد خواجہ محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے اس مبارک رسالے کی مکمل شرح "جواہرُ العشاق" کے نام سے لکھی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا سند ہو سکتی ہے؟ سرکار غوث الاعظم کے الہامات کی شرح کا حق بھی حضرت خواجہ گیسو دراز علیہ الرحمہ جیسے عارف وولی ہی کو تھا، کیونکہ عارفین کے کلام کو عارف ہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔

جواہرُ العشاق میں ہے:

(۱) قال: یاغَوثُ الأعظم

فقلتُ: لَبیّک یا ربَّ العَرشِ العَظِیم فقَالَ لی: قُل: لبّیک یا ربَّ الغَوث

(رسالہ غوثِ اعظم مع شرح جواہر العشاق، مترجم، صفحہ 119، پروگریسو بکس لاہور)

یعنی، (ربّ نے الہام میں آپ کو) فرمایا: اے غوثِ اعظم!

غَوث پاک نے عرض کیا: لبیک، اے عرشِ عظیم کے ربّ!

پس ربّ نے الہام فرمایا کہ یوں کہو: لبیک، اے غَوث کے ربّ!

اللہ اللہ! کیا کرم نوازی ہے، کیا عنایت ہے، اور کیا محبوبیّت ہے کہ اے میرے محبوب! مجھے پکارو تو یوں کہو: "اے غَوث کے ربّ!"

تبھی تو آپ کو "محبوبِ سبحانی" کہا جاتا ہے۔ بیشک ربّ، عرشِ عظیم کا ربّ ہے، لیکن کرمِ الٰہی اور غَوث پاک سے ربّ کی محبت ملاحظہ فرمائیں۔

ربّ نے فرمایا: اے غَوثُ الاعظم! مجھے جب پکارو تو یوں عرض کرو: "اے غَوث کے رب!" سبحان اللہ! سبحان اللہ!

اسی طرح دوسرے مقام پر ہے کہ:

(2)قال: یا غَوثُ الأعظم! قُل لأصحابك: مَن أرادَ مِنكم أن یصلَ إلیَّ، فعلیه الخروج من كلّ شیءٍ سوای۔ (ایضاً، صفحہ 147)

یعنی، اے غَوثُ الاعظم! اپنے اصحاب و مریدین سے کہہ دیجیے کہ تم میں سے جو کوئی مجھ سے واصل ہونا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ میرے سوا ہر چیز کا خیال اپنے دل سے نکال دے۔

ایک اور جگہ پر ہے کہ:

(3)قال: یا غَوثُ الأعظم لو عَلِم الإنسان ما كان له بعدَ الموتِ ما تمنّى الحیاة فی الدّنیا، ویقولُ بَین یدَی الله تعالی فی كلّ لمحةٍ ولحظةٍ: یا ربّ أمِتّنی۔ (ایضاً، صفحہ نمبر 102)

یعنی، (ربّ نے الہام فرمایا کہ) اے غوثُ الاعظم! اگر انسان جانتا کہ موت کے بعد اس کے لیے کیا کیا انعامات ہیں تو وہ دنیا میں مزید رہنے کی آرزو نہ کرتا، بلکہ ہر لمحہ اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرتا: اے میرے رب! مجھے موت دے۔

اس طرح تقریباً 65 مقامات ایسے ہیں جن میں سرکار غَوث پاک کو ربّ العالمین کی طرف سے باطن میں الہام فرمایا گیا، اور ان الہامات میں آپ کو "غَوثُ الاعظم" کے لقب سے خطاب فرمایا گیا۔

لہٰذا جسے خود رب تعالیٰ یہ خطاب عطا فرمائے، اس کے انکار کی کس کو مجال ہو سکتی ہے؟ بیشک آپ "غَوثُ الاَعظم" ہیں۔

اسی وجہ سے جلیل القدر مُحدِّث، امام، مُفسّر اور فقیہ مُلّا علی قاری علیہ الرحمہ نے بھی سرکار غَوث پاک کی شان میں اپنی کتاب کے خطبے میں آپ کے القابات کے ضمن میں اس لقب کو ذِکر فرمایا ہے۔

چنانچہ آپ اپنی کتاب "نزهةُ الخاطر الفاتر" کے لکھنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أما بعد! فيقُول راجی برکة الصّالحین مِن ربّه البَاری، علیُّ بنُ سُلطان محمد القاری، أنه بَلغَنی أن بعضَ الرّفضةِ الحَسَدةِ المنافقین الخونةِ المحجُوبین الجهلةِ بمقام مولانا وسیّدنا تاج المفاخر الذی خضعَ له رِقابَ الأکابر، القُطب الرّبانی والغَوث الأعظم الصّمدانی، سُلطان الأولیاء والعَارِفین، الباز الأشهب والسّیف الأشطَب والطّراز المذهب، السیّد الشّریف شیخ الإسلام محی الملّة والدّین عبدالقَادر الحَسنی والحُسینی الجیلانی قَدّسَ اللهُ روحَه وفتحَ علینا فتوحَه، قال: إن حضرةَ سیّدنا الشّیخ لیس بسیّد فی النّسب... إلخ. (نزهة الخاطر الفاتر قلمی نسخه، صفحه 9)

یعنی، حمد وثناء کے بعد، اپنے پروردگار سے صالحین کی برکت کا امیدوار، علی بن سلطان محمد القاری (مُلّا علی قاری) کہتا ہے۔ مجھے یہ خبر پہنچی کہ بعض حاسد، منافق اور خائن رافضیوں نے جو، ہمارے مولیٰ و سردار، فخر کا تاج، جن کے آگے اکابرین کی گردنیں جھک گئیں، قُطبِ ربانی، غَوثُ الاعظم الصّمدانی، اولیاء و عارفین کے سلطان، بازاشہب (سفید تیز رفتار باز)، سیف اشطب (تیز دھار والی تلوار)، طرازِ مذہب (وہ کمال ہستی جنکے طریق سُلوک پر اہلِ سُلوک چلتے ہیں) سیّد، شریف، شیخ الاسلام، محیُ الملّة والدّین عبدُالقادر الحَسنی والحُسینی قدّس اللہ سرہ و فتح علینا فتوحہ کے مقام سے جاہل ہیں، کہا کہ سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نسب کے اعتبار سے سیّد نہیں... معاذ اللہ

چنانچہ آپ نے اس جاہلانہ و متعصّبانہ اعتراض کے جواب میں سرکار غوثِ اعظم کی شان میں پوری کتاب تحریر فرمائی اور اس کے خطبے میں، جیسا کہ آپ ملاحظہ کر چکے، سرکار غَوث پاک کے القاب میں "الغَوثُ الاعظم الصّمدانی" بھی لکھا۔

معلوم ہوا کو "غوثِ اعظم" پاک وہند کے صوفیوں کا دیا ہوا لقب نہیں، بلکہ اہلِ عرب بھی یہی کہتے تھے، اور یہ لقب خود ربُّ العزّت نے آپ کو عطا فرمایا ہے اور صوفیاء کی اصطلاح میں یہ لقب سرکار غَوث پاک شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے لیے خاص ہے۔

چنانچہ الشّیخ محمد بن عبد الکریم المسزان لکھتے ہیں: نقولُ: الغَوثُ الأعظم هو لَقبُ سیّدنا الکیلانی

رضی الله عنه، وقد أطلَقَه علیه الحقُّ تعالی بعد أن قَضی أکثرَ من خمسةٍ وعشرین سنةً فی الذِّکر والتنقّل فی المراتب الرُّوحیةِ.

(موسوعه الکسنزان فی ما اصطلح علیه اهل التصوّف والعرفان جلد 17 صفحه 100)

یعنی، ہم کہتے ہیں کہ غَوثُ الاَعظم، سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا لقب ہے۔ حق تعالیٰ نے یہ لقب آپ کو اس وقت عطا فرمایا جب آپ نے ذِکر الٰہی اور رُوحانی مراتب میں پچیس (۲۵) سال سے زیادہ عرصہ گزار لیا۔

نیز آپ یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ جب امام مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار غوثِ اعظم کے القاب ذکر فرمائے تو کس قدر ادب واحترام کے ساتھ کن کن القاب سے آپ کو یاد فرمایا:

سیّدُنا، مولانا، تاجُ المفاخر، خَضعتْ له رِقاب الأکابر، القُطبُ الرّبّانی، الغَوثُ الأعظم الصّمدانی، سُلطانُ الأولیاء، سُلطانُ العَارفین، البازُ الأشهب، السّیفُ الأشطب، طرازُ المذهب، السیّدُ، الشّریفُ، شیخُ الإسلام، مُحی الملّةِ، مُحی الدّین، الحَسنی، الحُسینی.

واقعی قدر والے ہی شان وقدرِ غوثِ اعظم کو جانتے ہیں۔

حضرت امام ملّا علی قاری علیہ الرحمہ نے اسی کتاب میں لکھا ہے: وحکی أن واحداً من العَجم امتنع من الإنقیاد له فسُلِبَتِ الولایةُ عنه، وهذا تنبیهٌ بیّنٌ علی أنه قُطبَ الأقطاب والغَوثُ الأعظم فی هذا الباب۔ (نزهة الخاطر الفاتر، صفحه 25)

یعنی، حکایت بیان کی گئی ہے کہ عجم میں ایک اللہ والے نے آپ کے فرمان: "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللهِ" کے سامنے گردن جھکانے سے انکار کیا، تو اس سے وِلایت سَلب کر لی گئی۔ یہ اس بات کی واضح دلیل اور کھلا ثبوت ہے کہ آپ تمام قُطبوں کے قُطب اور بابِ وِلایت میں غَوثُ الاعظم ہیں۔

ذرا غور کیجیے! سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنی گردن جُھکانے سے انکار پر ایک ولی سے وِلایت سَلب کر لی گئی، حالانکہ ولی تو اللہ تعالیٰ کا دوست ہوتا ہے۔ مگر ربِّ کریم کو اپنے اُس دوست کی یہ

روش بھی پسند نہ آئی کہ وہ میرے کامل ولی، بلکہ تمام اولیاء کے سردار کو غوثِ اعظم نہ مانے اور ان کے قدمِ مبارک کو اپنی گردن پر تسلیم نہ کرے۔ چنانچہ اس کی وِلایت ہی سَلب فرمادی گئی۔

خیال رہے کہ حضرت امام ملّا علی قاری علیہ الرحمہ یہ بات سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال شریف کے کئی سو سال بعد لکھ رہے ہیں کہ: "إنه قُطبُ الأقطاب والغَوثُ الاعظم فی هذا الباب" یعنی سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ بایں معنی کہ (ولایت، قُطبیّت اور تصرف کے) اس باب میں قُطب الاَقطاب اور غَوثُ الاَعظم ہیں (جن کے آگے تمام اولیاء کی گردنیں خم ہیں اور آج بھی کسی ولی کو انکار کی مجال نہیں)۔

یہی وجہ ہے کہ آج بھی کوئی ولی حضور غَوث پاک رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ (بایں معنی کہ مجھ پر غَوث پاک کا قدم نہیں) کا منکر نہیں۔

ڈاکٹر موصوف کے پاس اگر وِلایت ہوتی تو سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ الی ظہور المہدی کے انکار کے ساتھ ہی وہ سَلب ہو جاتی تھی پھر تو فوراً دل کی آنکھ کھلتی، ندامت طاری ہوتی اور رجوع وتوبہ کی توفیق نصیب ہو جاتی۔ مگر جب یہ دولت وِلایت ہی میسر نہ ہو تو کیا سلب، کیا خوف!

اِلعیاذُ باللہ!!!

تو پھر اس کی گردن پر خنزیر ہوگا! حضرت ملّا علی قاری اور نیز امام ابن حجر مکی شافعی علیہما الرحمہ نے جس "شیخ صنعان" کے واقعے کی طرف اِجمالاً اشارہ فرمایا ہے، اسکے متعلق امام عبد القادر اربلی نے تفصیلاً لکھا ہے کہ:

أن الغَوثَ الأعظم لما صَار مَأمُورًا أن يَقول: قَدَمِيْ هٰذِهٖ إلخ... وضَعَ جميعُ الأولياءِ رِقابَهم سِوى الشَّيخ الصَّنعانی، وقالَ: أنا أيضاً مِنَ المُحبِّين، لا يَقتَضی لی أن أضع رقبتی لقَولِه، وكُشِفَ للغَوث عَدمُ انقيادِهٖ، فقال: فعلیٰ رَقبتِه رِجلُ الخِنزيرِ. ثم قصدَ ذلك الشَّيخ زيارة مكة المعظَّمة مع أربعمائة مِن المريدين، فبتَقديرِ القَادر المطلق وقعَ نظرُ الشَّيخ على امرأةٍ نصرانيّةٍ فتعشَّقَ، ولم يبقَ له قرارٌ، ووقعَ فی شدّةٍ واضطرارٍ، وكانت تلك المرأةُ بائعةٌ للخُمورِ، وأطَاعَها الشَّيخُ بالفَرحِ والسُّرورِ،

حتى أمرتُهُ يوماً برَعى الخنازِير، وقالت: أيُّها الشَّيخُ الكبيرُ، ضَعْ عَلى رَقبتِك الخِنوصَ ليأمنَ في المشى من الدّوس، ففيّ هذه الخدمةَ كما أمرتْ حبيبتُه. وتفرَّقتِ المريدونَ عنه حين رأَوا هذه الحالةَ العَجيبةَ، إلا المريدانِ الصَّادقانِ الكَاملانِ، وهما الشَّيخ محمد فريد الدين والشَّيخ محمود المغربي، وقالا: يلزَمِ إطفاءُ نارِ هذا البلاء من مكان اشتِعَالها.

وكانا يعَرفانِ أن هذه البليّةَ العظيمةَ بعدم انقياده لقولِ الغَوث الأعظم، فبقى الشَّيخُ محمود عند شَيخه، وتوجَّه الشَّيخ فريد الدين إلى بغداد، فلما وَصَل راحَ إلى التكية العُلية، وفحص عَن محل خدمة ليخدم، فلم يرَ محلًا خالياً عن المأمورين، فاختارَ أن يحملَ سلّة البَراز ورمى ما فيها إلى الصّحراء، ولم تَقعْ له تلك الخدمةُ من المأمورين، فتربّصَ حتى وَقعت تلك الخدمةُ بيده. وبعد أيامٍ، شَكا الخَدَمةُ المذكورُون إلى الغَوث الأعظم بأن صِرنَا مَحرُومِين من خدمَتِنا، فقال: أفيكم درويشٌ غريبٌ جاء جديداً؟ قالوا: بلى، وأخذَ خدمتَنا، فقال: هويكونُ في هذه الخدمة.

فقام الغَوث إلى الطّهارة، فرأى شاباً حاملًا فوق رأسِه سلّة البراز، والمطر نازلٌ، والنجاسةُ تقطرُ عليه، فقال الغَوثُ: أنتَ مَن؟ فقال: خادم الشَّيخ الصَّنعاني. فترفق الغَوث بحال الشَّاب، فقال: اطلُب. فقال: أنت أعلمُ. فقال الغَوث: اطلُب مقاماً عالياً. فقال الشَّابُ: ليس عندى مقام أعلى من العَفو عن شَيخِي. فقال الغَوث: عَفوتُ عن شَيخِك لأجلك. فحينَما قال الغَوثُ هذا الكلامَ: تنبَّه الشَّيخُ الصَّنعاني من نَومة الغَفلةِ، وسلا عن محبة النَّصرانيّة، ووَجَد حالاته الأولية، وفارقَ معشوقته العيسويةَ، وتعشقت هى بالشَّيخ وتعلَّق قلبُها به، واختارت موافقتَه. فقال لها الشَّيخ: لا مناسبةَ بيننا، أنتِ كافرةٌ وأنا مُسلمٌ. فبمجرّد هذا الكلام أسلمتْ مع جَميعِ أتباعها، واختارتْ خدمةَ الشَّيخِ، رضوان الله تعالى عليهم أجمعين. (تفریح الخاطر صفحہ 40،41)

یعنی، منقول ہے کہ جب غوثِ اعظم سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہوا کہ آپ اعلان فرمائیں: "یہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔" تو تمام اولیائے

کرام نے ادب وانقیاد کے ساتھ اپنی گردنیں جُھکا دیں، سوائے شیخ صنعانی کے۔

انہوں نے کہا: "میں بھی اللہ والوں سے محبت رکھنے والا ہوں، لیکن میرے لیے یہ مناسب نہیں کہ ان کے اس فرمان پر اپنی گردن رکھ دوں۔" اللہ تعالیٰ نے غوثِ اعظم پر ان کے اس باطنی انکار کو منکشف فرمادیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: پھر اس شخص کی گردن پر خنزیر ہو گا! پھر ایسا ہوا کہ شیخ صنعانی چار سو مریدوں کے ساتھ مکۂ مکرمہ کی زیارت کے لیے روانہ ہوئے۔ مگر قادرِ مطلق کی مشیت سے راستے میں ان کی نظر ایک نصرانی عورت پر پڑی۔ وہ اس کے عشق میں ایسے گرفتار ہوئے کہ قرار و سکون جاتا رہا، دل سخت بے چینی اور اضطراب میں مبتلا ہو گیا۔ وہ عورت شراب فروخت کرتی تھی۔ شیخ نے اس کی ہر بات خوشی خوشی ماننا شروع کر دی۔ ایک دن اس نے کہا: بڑے شیخ! خنزیروں کو چراؤ، اور ایک خنزیر کے بچے کو اپنی گردن پر رکھ لو تاکہ چلتے وقت وہ کُچلا نہ جائے۔

شیخ نے اس حکم کی بھی تعمیل کی۔ جب مریدوں نے اپنے شیخ کی یہ حیرت انگیز حالت دیکھی تو سب منتشر ہو گئے، صرف دو کامل اور مخلص مرید ثابت قدم رہے: شیخ محمد فرید الدین اور شیخ محمود مغربی۔

انہوں نے کہا: مصیبت کی آگ کو وہیں جا کر بجھانا ہو گا جہاں سے یہ بھڑکی ہے۔

انہیں معلوم تھا کہ یہ عظیم آزمائش غوثِ اعظم کے فرمان کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔

چنانچہ شیخ محمود اپنے مُرشِد کے پاس رہے، جبکہ شیخ فرید الدین بغداد روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر غوثِ اعظم کی خانقاہ میں حاضر ہوئے اور کوئی خدمت تلاش کرنے لگے، مگر ہر خدمت پر پہلے سے لوگ مقرر تھے۔ آخر انہوں نے وہ خدمت اختیار کی جسے کوئی پسند نہ کرتا تھا؛ یعنی بیت الخلا کی گندگی سے بھری ٹوکری اپنے سر پر اٹھا کر شہر سے باہر پھینکنا۔ ابتدا میں یہ خدمت بھی انہیں نہ مل سکی، مگر انتظار کرتے رہے، یہاں تک کہ ایک دن یہی خدمت ان کے سپرد ہو گئی۔ چند دن بعد دوسرے خادموں نے غوثِ اعظم کی بارگاہ میں عرض کیا: ہم تو اس خدمت سے بھی محروم ہو گئے ہیں۔ غوثِ اعظم نے فرمایا: تمہارے

درمیان کوئی نیا، غریب درویش آیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں!

آپ وضو کے لیے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک نوجوان بارش میں بھیگتا ہوا، اپنے سر پر نجاست سے بھری ٹوکری اٹھائے جارہا ہے، اور بارش کے قطرے اس پر گر رہے ہیں جبکہ نجاست اس کے جسم پر ٹپک رہی ہے۔

غوثِ اعظم نے نہایت شفقت سے فرمایا: تم کون ہو؟ اس نے عرض کیا: شیخ صنعانی کا خادم ہوں۔ آپ نے فرمایا: کیا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کیا: آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ غوثِ اعظم نے فرمایا: بلند مقام مانگو۔ اس مخلص مرید نے عرض کیا: میرے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں کہ میرے شیخ کو معاف فرما دیا جائے۔ یہ سُن کر غوثِ اعظم نے فرمایا: ہم نے تمہاری خاطر تمہارے شیخ کو معاف کر دیا۔ ادھر جیسے ہی یہ الفاظ غوثِ اعظم کی زبانِ مبارک سے ادا ہوئے، اُدھر شیخ صنعانی غفلت کی نیند سے چونک اُٹھے۔ نصرانی عورت کی محبت دل سے نکل گئی، ان کی سابقہ روحانی کیفیتیں واپس آگئیں، اور انہوں نے فوراً اس عورت کو چھوڑ دیا۔ (مگر اب معاملہ اُلٹ چکا تھا، وہ نصرانی عورت خود شیخ صنعانی کی صحبت میں رہنے کی خواہش مند ہو گئی) شیخ نے فرمایا: میرے اور تمہارے درمیان کوئی مناسبت نہیں؛ تم کافرہ ہو اور میں مسلمان۔

بس یہ ایک جملہ سننا تھا کہ وہ عورت اسلام لے آئی، اور اس کے تمام ساتھی بھی مسلمان ہو گئے۔ پھر سب نے شیخ صنعانی کی خدمت اور صحبت کو اختیار کر لیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (تفریح الخاطر)

ڈاکٹر موصوف کے مریدوں سے گذارش ہے کہ کم از کم آپ لوگ تو ڈاکٹر صاحب کے لئے دعا کریں کہ وہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق خوش اعتقادی رکھے اور ان کے قدم کو تا ظہور امام مہدی ہر ولی کی گردن پر مانے ان شاء اللہ ضرور پھر غوث پاک کی کرم نوازی ہو گی۔

﴿فقط دل میں خیال آنے سے ولایت سَلب﴾

شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد اکرم براسوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: روزے در مجلس سیّد محمد گیسو دراز قُدّس سرُّہ ذکر قول آنحضرت کہ "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللهِ"

است، گذشته در دلِ سیّد محمد گیسو دراز که ایں قول در حقِ اولیاء وقت شیخ عبد القادر بود و اولیاء متقدمین و متأخّرین ازوے مستثنیٰ باشند.

در یں اثنائے ایں خطرہ مرتبہ وِلایت مَسلُوب شُد و جملہ بدنش شل گشته همچو جماد، از علاج و معالجه فروماندند هیچ وجه تندرستی نمی یافت.

چوں از دوستانِ خُدا بودند، سروش غیب در گوشِ هوش وے در رسید که باعثِ ایں عارضه انکارِ قول سیّد عبد القادر است رجوع بآں جناب باید کرد که بر احوالِ تو ترحّم نماید و از سرِ تقصیرِ تو درگذشته عفو سازد، همچناں کرد و ازاں خطرہ تائب و منفعل گشته حلقه اعتقاد در گوشِ جان انداخته التجا بآنطرف نموده نودو نه (۹۹) اسماء آنحضرت را تصنیف کرده دائم الاوقات ورد ساخت.

گویند چوں اسماء را شروع نمود و بتمامے رسید جمله اعضایش درست شُد و شفا کُلی و صحتِ بَدنی یافت ،بعد توجه به پیران سلسله خود کرد تا مرتبه خویش عود نماید.

آنگاه روحانیت خواجه معینُ الحقّ والدّین چشتی و غَوث خواجه نظام الدین بدایونی قُدّس سرّهما در عالمِ باطن بجناب آنحضرت معروض داشتند که حالِ سیّد محمد گیسو دراز از طریقه حضرت ایشان خود را منسوب میکند توقع ترحّم است، هماں وقت بمرتبه وِلایت مع الفیوضات الکثیره و الترقیات البلیغه عود کرد و از فیضِ حضرت قادریه بهره ور گشت.(اقتباس الانوار، صفحہ 82، مطبع اسلامی لاہور)

یعنی، ایک دن حضرت خواجہ سیّد محمد گیسو دراز قُدّس سرّہ العزیز کی مجلس میں حضور غَوث پاک رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کا ذِکر کیا گیا: "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰه" (میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے)۔

یہ سُن کر خواجہ سیّد محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں خیال گزرا کہ یہ فرمان صرف حضور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر (اپنے زمانے کے) اولیاء کے لیے ہو گا، اور آپ سے پہلے گزرے ہوئے یا بعد میں آنے والے اولیاء اس حکم سے مستثنیٰ ہوں گے۔

بس دل میں یہ خیال آنا ہی تھا کہ ان سے وِلایت کا مرتبہ سَلب کر لیا گیا اور ان کا پورا جسم کسی بے جان چیز کی طرح شل (فالج زدہ) ہو گیا۔ کسی بھی ظاہری علاج و معالجے سے انہیں شفا نہ ملی اور تندرستی کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔

لیکن چونکہ آپ اللہ کے برگزیدہ اولیاء میں سے تھے، اس لیے (آپ پر یہ کرم ہوا کہ) باطن میں ایک غیبی آواز آپ کے کانوں میں آئی کہ: تمہاری اس بیماری کا سبب شیخ عبد القادر جیلانی کے فرمان پر دل میں اعتراض لانا ہے (کیونکہ یہ سوچنا بھی ایک طرح کا انکار ہے کہ آپ کا قدم صرف آپ کے دَور کے اولیاء تک محدود ہے)۔ لہٰذا تمہیں باطنی طور پر ان کی بارگاہ میں رجوع کرنا چاہیے تاکہ وہ تمہارے حال پر نظرِ کرم فرمائیں اور تمہاری خطا معاف ہو جائے۔

چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور اپنے اس باطنی خیال سے تائب و شرمندہ ہوئے۔ دل و جان سے عقیدت کا حلقہ پہنا اور غوث پاک کی بارگاہ میں التجا کی؛ نیز حضور غوث پاک سے برکت حاصل کرنے کے لیے آپ کی ثناء میں آپ کے ننانوے (99) مبارک نام تحریر فرمائے اور انہیں وردِ زبان رکھا۔ جب آپ نے ان ناموں کا ورد مکمل کیا، تو آپ کے جسم کے تمام اعضاء درست ہو گئے اور آپ کو مکمل شفاء اور جسمانی طاقت حاصل ہو گئی۔

اس کے بعد آپ نے اپنے سلسلے کے بزرگوں کی طرف توجہ کی تاکہ سَلب شُدہ مرتبۂ وِلایت واپس مل جائے۔ تب سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اور محبوبِ الٰہی حضرت خواجہ شیخ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عالمِ باطن میں سرکار غوثِ اعظم کی بارگاہ میں عرض کی کہ: "اب سیّد محمد گیسو دراز خود کو آپ کے سلسلۂ طریقت کا غلام تسلیم کرتے ہیں (یعنی آپ کے قدم کو اپنی گردن پر مانتے ہیں)، لہٰذا ان پر نظرِ کرم فرمائی جائے"۔ چنانچہ اسی وقت بے پناہ فیوض و برکات اور عظیم روحانی ترقی کے ساتھ آپ کو مرتبۂ وِلایت واپس لوٹا دیا گیا اور آپ فیضِ قادریہ سے خوب سرفراز ہوئے۔ (اقتباس الانوار) سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر

نویں صدی ہجری سرکار خواجہ سیّد محمد گیسو دراز (المتوفی ۸۲۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ کی اس حکایت سے معلوم ہوا کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نہ صرف اپنے زمانے کے اولیاء کے سردار ہیں بلکہ متقدمین (پہلے گزرے ہوئے) اور متأخّرین (بعد میں آنے والے) تمام اولیاء کے بھی سردار ہیں۔ کوئی ایسا ولی نہیں جس نے اس بات کا انکار کیا ہو کہ "مجھ پر غَوث پاک کا قدم نہیں" اور اس کی وِلایت سَلب نہ ہوئی ہو، بلکہ اگر صرف دل میں بھی خطرہ (خیال) آیا تو وِلایت سَلب کر لی گئی۔

نکتہ اگر کسی عالم، مفتی، ڈاکٹر یا شیخ نے (ظاہری علوم کی بنا پر) یہ لکھا کہ سرکار غوثِ اعظم کا یہ قدم شریف صرف اپنے دَور کے اولیاء کے لیے تھا، تو یہ ان کی اپنی ذاتی رائے ہے، جس کا حقیقت سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ اس لیے کہ حقیقتِ واقعہ یہی ہے کہ تمام اولیاء کرام آپ کے حکم و اعلان کے سامنے اپنی گردن جھکائے ہوئے ہیں لہٰذا ترجیح جمہور کے اقوال کو ہوگی شاذ قول کو نہیں! کیونکہ جمہور اولیاء کرام کے یہاں یہی حکم ہے اور باطن کا بھی حکم قطعی ہے کہ آپ تمام اگلوں اور پچھلوں کے سردار ہیں۔ جو اس کا انکار کرے گا اس کی وِلایت سَلَب ہو جائے گی۔ اسی وجہ سے حضرت امام مُلّا علی قاری علیہ الرحمہ نے فرمایا: هذا تنبيهٌ بينةٌ على أن قُطب الأقطاب والغَوثَ الأعظم في هذا الباب (یعنی غوث پاک کے قدم کا اپنی گردن پر انکار کرنے سے وِلایت کا سلب ہو جانا) اس بات پر واضح تنبیہ ہے کہ بابِ وِلایت میں آپ ہی قُطب الاَقطاب اور غوثِ اعظم ہیں۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

تینوں ادوار کے اولیاء اور قدمِ غوثِ اعظم

۱۔ متقدمین ۲۔ معاصرین ۳۔ متأخّرین

اولیاء کرام کی مقدس جماعت میں سے ایک طبقہ متقدمین کا ہے، یعنی وہ اولیاء کرام جو

سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ولادتِ با سعادت سے پہلے اس دنیا میں تشریف لائے۔ دوسرا طبقہ معاصرین کا ہے، یعنی وہ بزرگ جو آپ کے عہدِ مبارک اور آپ کی ظاہری زندگی میں موجود تھے۔ اور تیسرا طبقہ متأخّرین کا ہے، یعنی وہ اولیاء جو آپ کے وصالِ ظاہری کے بعد پیدا ہوئے اور قیامت تک آتے رہیں گے۔

ان تینوں اَدوار کے اولیاءِ عظام نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شانِ وِلایت کو تسلیم کیا اور آپ کو اپنا پیشوا، سردار اور آقا و مولیٰ مانا ہے۔

یہ فقیر، ان تینوں جماعتوں کے اولیاء میں سے بعض بزرگوں کے ارشادات اور تذکرے پیش کرے گا، جس سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہو جائے گی کہ ہر دور میں آپ ہی کو اولیاء کا سردار مانا گیا ہے۔

﴿پہلا گروہ: متقدمین یعنی غوث پاک سے پہلے اولیاء کی بشارتیں﴾

﴿۱۰۰ سال پہلے بشارت﴾ جاءَ بأسانيدَ متعدّدةٍ عن كثيرين أنهم أخبرُوا قبلَ مَولدہ بنحو مائةِ سنةٍ أنه سيُولدُ بأرضِ العَجم مَولُودٌ له مظهرٌ عظيمٌ، يقولُ ذلك (قَدَمِيْ هٰذِهٖ...) فتندرجُ الأولياء فی وقتِه تحتَ قَدمِهٖ. (فتاویٰ حدیثیہ، صفحہ 614، مرکز جیلانی للبحوث، استنبول)

یعنی، بہت ساری سندوں سے کثیر اولیاء کرام نے آپ کی ولادت سے سو سال قبل یہ خبر دی تھی کہ عجم کی سرزمین میں عنقریب ایک عظیم مظہر کے حامل شخص پیدا ہوں گے اور وہ ارشاد فرمائیں گے (کہ قدمی ھذہ...) اس وقت (تمام) اولیاء ان کے قدموں کے نیچے آجائیں گے۔

﴿سیّدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کی بشارت﴾ سیّدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے عالمِ غیب سے معلوم ہوا کہ پانچویں صدی میں اولادِ سادات میں سے ایک قُطب عالم ہو گا:

مُلقباً بمحيي الدّين ومُسمّى بالسيّد عبدِالقادر وهو الغَوثُ الأعظم ومَولِدُه مِن كيلَان ويكونُ مَأموراً بأن يقولَ قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ وَ وَلِيَّةِ اللهِ من الأوّلين والأخرين سِوى الصّحابةِ والأئمة من ذُرِّيَّة خاتَم النَّبِيّين. (شرح تاریخ المختبر، جلد 1 صفحہ 137 مترجم)

یعنی، جن کا لقب محیُ الدین اور نام سیّد عبد القادر ہو گا اور وہ غوثِ اعظم کہلائے گا اور گیلان میں پیدا ہو گا، ان کو خاتم النبیّن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ اطہار میں سے آئمہ اہلِ بیت اور صحابہ کرام کے علاوہ اوّلین و آخرین ولی اور ولیّہ کی گردنوں پر "میرا قدم ہے" کہنے کا حکم ہو گا۔

سبحان اللہ کتنی واضح بشارت ہے جو سرکار سیّدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے ہمارے سردار و آقا مولیٰ سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان فرمائی کہ تمام ولی اور ولیہ جو آپ سے پہلے گزرے یا بعد میں آئیں گے سب پر آپ کا قدمِ مبارک اور سرداری ہو گی۔ جبکہ صحابہ وائمہ اہلبیت اس سے مستثنیٰ ہیں۔

شیخ ابو بکر البطائحی رضی اللہ عنہ کا فرمان أخبرنا شَيخُنا الشّيخُ أبوبكر بن هوار البطائحيُّ رضى الله عنه فى مجلسه يوماً بين أصحابه، ذكر أحوال الأولياء، ثم قال: سَوف يظهرُ بالعِراق رجلٌ من العَجم عالى المنزلة عند الله وعند الناس، اسمُه عبدُ القادر ومسكنه ببغداد يقول: قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللهِ، وتَدين له الأولياء فى عَصرِه۔ (بهجة الأسرار، ص 14، العلمية)

یعنی، ہمارے شیخ حضرت ابو بکر بن ہوار البطائحی رضی اللہ عنہ ایک دن اپنی مجلس میں اپنے اصحاب کے درمیان تشریف فرما ہو کر اولیاء کے احوال ذِکر کر رہے تھے (اسی دوران) آپ نے فرمایا:

عنقریب عراق میں عجمیوں کی نسل سے ایک شخص ظاہر ہو گا (یعنی عراق آئے گا) جس کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند ہو گا اور لوگوں (یعنی اولیاء) کے نزدیک بھی بڑا مقام ہو گا، اس کا نام عبد القادر ہو گا اور اس کا مسکن بغداد میں ہو گا وہ کہے گا: "میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے" اور اس کے زمانے کے تمام اولیاء اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں گے وہ اپنے وقت میں فرد ہوں گے۔

حضرت امام حسن عسکری کی بشارت منقول ہے کہ حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے اپنی جائے نماز کسی مرید کو عطا فرما کر وصیت فرمائی کہ اسے محفوظ رکھو اور مرنے سے پہلے کسی معتمد شخص کو دے کر اسے بھی وصیت کرے کہ مرنے سے پہلے کسی اور معتمد شخص کو دے اس طرح کرتے کرتے پانچویں صدی میں شیخ عبد القادر جیلانی ظاہر ہونگے یہ امانت ان تک پہنچا کر میرا سلام کہنا۔(شرح تاریخ المعتبر مترجم، جلد دوم، صفحہ 37، مشتاق بک کارنر، لاہور)

نوٹ یہ بشارت حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کے بعد غوثیتِ کبریٰ کا منصب سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو عطا ہونے سے کنایہ ہے کہ امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے اپنا سجادہ سرکار غوثِ اعظم کو دینے کی وصیت فرمائی۔

عبد اللہ الجونی رضی اللہ عنہ کی بشارت یقولُ: أشهدُ أنه سيُولد بأرض العَجم مولودٌ له ظهورٌ عظيمٌ بالكرامات و قبولٌ تامّ عند كافةِ الأولياء بقول قَدَمِيْ هٰذَهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللهِ و تندرجُ الأولياء في وقتِه تحتَ قَدَمِه فذالك الذي يشرف به أهلُ زَمانِه وينتفعُ به.

(بهجة الأسرار ، ص 15،العلمية)

یعنی، حضرت عبد اللہ جونی الحقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ عنقریب بلادِ عجم میں ایک لڑکا پیدا ہو گا جس سے عظیم کرامات کا ظہور ہو گا اور تمام اولیاء کے ہاں اسے قبولیتِ تامہ حاصل ہو گی۔ وہ یہ کہے گا کہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے اور ان کے وقت میں تمام اولیاء ان کے قدم کے نیچے ہونگے اور ان کے ذریعے اہلِ زمانہ شرف حاصل کریں گے اور جو ان کی زیارت کرے گا نفع اٹھائے گا۔

نوٹ یہ چند بزرگوں کی بشارتیں فقیر نے لکھی ہیں ورنہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جتنے اولیاء گذرے ہیں سب نے شیخ عبد القادر کی آمد کی خبر دی ہے۔(شرح تاریخ المعتبر مترجم صفحہ 137)

اہم نکتہ ان بشارتوں میں اولیاء کرام نے فرمایا کہ جب ان کا ظہور ہو گا تب یہ اعلان فرمائیں گے کہ میرا یہ قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر ہو گا، لیکن ان بشارتوں میں کسی نے یہ نہیں فرمایا کہ میری گردن پر بھی ان کا قدم ہے اس کی کیا وجہ ہے!

اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور غوثِ اعظم کو یہ فرمان ظاہری زندگی میں کہنے کا حکم تھا اور ابھی ان بزرگوں کے دَور میں آپ پیدا نہ تھے اور نہ آپ نے ابھی یہ فرمان ارشاد فرمایا تھا۔

گردن اس وقت جھکانے کا حکم تھا جب آپ یہ ارشاد فرمائینگے چنانچہ جب آپ نے یہ ارشاد فرمایا اس وقت روئے زمین کے ہر ولی نے گردن جھکائی بلکہ جس وقت آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ میرا قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر ہے اس وقت جتنے اولیاء دنیا سے تشریف لے جا چکے تھے یا آنے والے تھے اس اعلان کے وقت ان سب کی ارواح بھی حاضر ہوئیں تا کہ اس حکم میں وہ بھی شامل ہوں۔

گذشتہ و آنے والے اولیاء کی ارواح کی حاضری چنانچہ شیخ القُدوہ غَوث ابو سعید القیلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لما قال الشّیخ عبد القادر: قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ تجلّی الحقّ عزّوجلّ علی قَلبِه، وجَاءته خلعةٌ مِن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علی یَدِ طائفةٍ من الملائکة المقرّبین وألبَسها بمحضرٍ من جمیعِ الأولیاء مَن تقدَّم منهم ومَن تأخَّر، الأحیاء بأجسادهم والأموات بأرواحهم، وکانت الملائکةُ ورجالُ الغَیب حافین بمجلسه، وَاقِفین فی الهواء صُفُوفاً حتی استدّ الأُفُق بهم ولم یبق فی الأرض ولیٌّ إلا حنا عُنقَه۔

(بهجة الأسرار، ص 24، زبدة الآثار، ص 9)

یعنی، جب سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے، (اس وقت) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے قلب پر تجلّی فرمائی اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ایک خلعت ولباس لایا گیا۔ جسے مُقرّب فرشتوں کی ایک جماعت نے پیش کیا اور انہوں نے وہ لباس تمام اولیاء کی موجودگی میں پہنا، خواہ وہ اولیاء پہلے گزرے ہوئے ہوں یا بعد میں آنے والے ہوں زندہ اولیاء اپنے ظاہری اجسام کے ساتھ اور وفات یافتہ اولیاء اپنے روحوں کے ساتھ (حاضر ہوئے) اور

فرشتے اور رِجالُ الغیب ان کی مجلس میں ہوا میں صفیں باندھ کر کھڑے تھے یہاں تک کہ اُفُق بھر گیا اور زمین پر کوئی ایسا ولی نہیں بچا جس نے (ادب سے) اپنی گردن نہ جھکائی ہو۔

فیض قادری آپ نے دیکھا کہ اس میں واضح فرمایا گیا ہے کہ جمیعُ الأولیاء من تقدّمَ منھم ومَن تأخّر، یعنی متقدمین اور متأخّرین میں سے الأحیاء بأجسادھم والأموات بأرواحھم؛ جو ظاہری حیات کے ساتھ تھے وہ اپنے جسموں کے ساتھ اور جو وفات پا چکے تھے یا جو آنے والے تھے وہ اپنی ارواحِ طیبہ کے ساتھ اس نوری مجلس میں حاضر ہوئے۔ ان سب کی موجودگی میں سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو (بارگاہِ الٰہی اور دربارِ رسالت سے) خلعتِ وِلایت پہنایا گیا، اور اسی وقت آپ نے یہ تاریخی اعلان فرمایا کہ: قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللہ (میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے)۔ پس ولم یبقَ ولیٌّ فِی الأرض إلا حناء عُنقَہ، یعنی زمین پر کوئی ایسا ولی نہیں بچا جس نے (اطاعت وتسلیم میں) اپنی گردن نہ جھکادی ہو۔

تمام سلاسل کے مشائخ کی ارواح کا حاضر ہونا فقیرِ قادری عرض کرتا ہے کہ جتنے بھی اولیاءِ کرام گزرے ہیں، خواہ وہ متقدمین میں سے ہوں یا متأخّرین میں سے، ظاہر ہے متقدمین بھی کسی نہ کسی سلسلہ سے وابستہ تھے یا بغیر سلسلہ کے تھے اسی طرح جو متأخّرین تھے ان کو بھی مستقبل میں کسی نے کسی سلسلۂ طریقت سے وابستہ ہونا تھا ان سب اولیاء کی ارواح حاضر ہوئیں۔

چنانچہ اس عظیمُ الشان مجلسِ غوثیّت میں سلسلۂ عالیہ قادریہ کے مشائخ کی ارواح بھی تھیں، سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے اولیاء کی ارواح بھی حاضر تھیں سلسلۂ عالیہ سہروردیہ کے اَصفیاء کی ارواح بھی موجود تھیں، سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے مقتدا بھی سرنگوں تھے، سلسلۂ عالیہ شاذلیہ کے اَقطاب بھی شامل تھے، اور یقیناً غوث زماں حضور سیّدنا شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کی روحِ پاک بھی وہاں جلوہ فرما تھی۔

اسی طرح سلسلۂ رفاعیہ کے اولیاء، سلسلۂ قلندریہ کے صاحبِ حال بزرگ، اور سلاسلِ عالیہ مجدّدیہ وشطاریہ کے اولیاءِ کرام بھی موجود تھے۔

غرض اس روئے زمین پر جتنے بھی اولیاء اللہ تھے، یا گزر چکے تھے، یا قیامت تک آنے والے ہیں،

سب کی ارواح نے وہاں حاضری دی اور ہر ولی فیضِ قادریہ سے مستفید ہوا اور اس نے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے قدمِ مبارک سے آپ کی سرداری کو تسلیم کر کے سعادتِ دارین حاصل کی۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

۲۔ دوسرا گروہ، معاصرین اَولیاء کی گواہی ہم گزشتہ صفحات میں ذکر کر چکے ہیں کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فرمان "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰه" کے وقت اولیاء کے تین گروہ بنتے تھے؛ اوّل متقدّمین، دوم معاصرین، اور سوم متاخرین۔

متقدمین کا ذِکر ہو چکا کہ اس فرمان کے وقت ان کی ارواح حاضر ہوئیں، اور اسی طرح متاخّرین اولیاء کی ارواح بھی حاضر تھیں۔ اب ہم ان اولیاء میں سے کچھ کے اقوال ذِکر کریں گے جو اس فرمان کے وقت دنیا میں حیات تھے، یعنی آپ کے ہمعصر تھے۔

شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ عنہ کی گواہی یہ ایسے ولیِ کامل ہیں جن کے بارے میں سرکار غوثِ اعظم فرماتے ہیں: إن كانت النّبوّة تنالُ بالمجاهدة لَنَالَها الشّيخ عدی بنُ مسافر

(الطبقات الكُبریٰ للشعرانی، صفحه 25، جلد 1، مكتبه جهوريه، قاهره)

یعنی، "اگر نبوّت مجاہدے سے حاصل کی جا سکتی ہوتی، تو عدی بن مسافر اسے ضرور پا لیتے۔"

حضور غوثِ اعظم کے مرید و خادم ابو محمد صالح بطائحی کہتے ہیں کہ حضرت شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ عنہ نے حضور سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ ابو محمد صالح بطائحی کو میرے ساتھ جانے کی اجازت دیں تا کہ وہ میرے ساتھ نماز پڑھیں (یعنی ہم دو ہوں گے تو باجماعت نماز کا سلسلہ قائم رہے گا)۔ چنانچہ سرکار غوث پاک نے مجھے شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانے کا حکم دیا، پھر میں نے پانچ سال تک ان کے پیچھے نماز پڑھی اور ان کی صحبت میں رہا۔

شیخ عدی، لالش کے پہاڑ کے پاس (یہ پہاڑ عراق کے صوبہ نینویٰ میں اب بھی موجود ہے اور

بغداد شریف سے اس کا فاصلہ تقریباً چار پانچ سو کلو میٹر ہے) اپنی خانقاہ میں مقیم تھے اور عموماً خانقاہ سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ لیکن جب کبھی باہر تشریف لاتے تو آپ کے ہاتھ میں "الیسر" کی لکڑی کا عصا ہوتا۔ (یسر ایک قیمتی لکڑی ہے جسے کالا مرجان کہتے ہیں، حقیقتاً یہ عام لکڑی نہیں بلکہ سمندر سے نکلنے والے مرجان پتھر کے ڈھانچے کا حصہ ہے جو وقت کے ساتھ سخت ہو کر لکڑی کی شکل اختیار کر لیتا ہے، اس سے تسبیح بھی بنائی جاتی ہے جو بہت قیمتی ہوتی ہے)۔

الغرض جب آپ باہر نکلتے تو اس پہاڑ کے پاس اس عصا سے زمین پر ایک گول دائرہ کھینچتے اور اس میں تشریف فرما ہو کر کہتے: مَن أرادَ أن يَّسمعَ كلامَ الشّيخ عبدالقادر فى بغداد فليَجلِس فى هذه الدَّارةِ، فيجلس أكابر أصحابه ويَسمعُون كَلامَ الشّيخ عبدالقادر رضى الله عنه. وكان الشّيخ عبدالقادر يقولُ حينئذٍ لأهلِ مجلسه: عَينُ الشّيخ عدى بن مسافر نيابة عنكم فيكم.

(بهجة الأسرار، صفحه نمبر 41)

یعنی، "جو شخص (یہاں نینویٰ میں بیٹھ کر) بغداد میں حضور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا کلام سننا چاہتا ہے وہ اس دائرے میں بیٹھ جائے"۔ پس ان کے بڑے بڑے مرید اس دائرے میں بیٹھ جاتے اور وہ حضور غوث پاک کا کلام (براہِ راست) سنتے۔

(جس وقت یہاں اس دائرے میں سرکار غوث پاک کا کلام سنا جا رہا ہوتا) ٹھیک اسی وقت بغداد کی مجلس میں حضور غوث پاک وہاں حاضرین سے فرما رہے ہوتے کہ: "تم لوگوں میں شیخ عدی بن مسافر کی آنکھ (موجود) ہے جو سب کچھ دیکھ رہی ہے"۔ ایسے ولیٔ کامل نے اپنی گردن جھکائی ملاحظہ کریں:

شیخ عدی بن مسافر نے اپنی گردن زمین تک جھکا دی ابو محمد صالح بطائحی کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ عنہ اس دائرے میں داخل ہوئے، اس کے بعد انہوں نے اپنی گردن اتنی جھکائی کہ زمین کے قریب پہنچ گئی اور ان پر ایک عجیب وجد طاری ہو گیا۔ بعد میں جب آپ اپنی خانقاہ میں داخل ہوئے تو اولیاءِ کرام کے احوال پر بہت ہی عمدہ کلام فرمایا۔

ہم نے حضرت شیخ عدی سے پوچھا: "آپ نے اپنی گردن اس طرح زمین تک کیوں جھکائی تھی؟"

آپ نے فرمایا: "اصل میں آج بغداد میں حضرت شیخ سیّدنا عبد القادر جیلانی نے یہ فرمایا ہے کہ: میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے، اس لیے میں نے بھی یہاں اپنی گردن جھکا کر اس امر کا اظہار کیا کہ میری گردن پر بھی آپ کا قدم ہے"۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم نے وہ وقت اور تاریخ لکھ لی۔ اس کے بعد جب بغداد سے ہمارے پاس کچھ مسافر آئے اور ہم نے ان سے اس تاریخ، وقت اور فرمان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے تصدیق کی کہ بیشک شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ نے اسی روز اور اسی وقت یہ ارشاد فرمایا تھا۔ یعنی جو وقت و تاریخ ہم نے لکھی تھی، یہ واقعہ بالکل اسی کے مطابق تھا۔ (بهجة الأسرار، صفحه 41)

شیخ بقا بن بطو رضی اللہ عنہ امام شعرانی فرماتے ہیں: هُو مِن أعيانِ مشَائِخِ العِرَاق وأكابر الصِّدِّيقين صاحب الأحوال النَّفيسةِ والمقامات الجَلِيلَةِ والكرامَاتِ الظَّاهرة وكان الشَّيخ عبد القادر الجيلانی رضی الله عنه يثنی عليه كثيراً ويقول: كلّ المشائخ أعطوا بالكَيل إلا الشَّيخ بقا بن بطو فإنه أعطی جزافاً. (طبقات للشعرانی، صفحہ 260)

یعنی، حضرت بقا بن بطو عراق کے مایہ ناز مشائخ اور بڑے صدّیقین میں سے تھے، بڑے نفیس و بلند احوال اور جلیلُ القدر مقامات اور روشن کرامات کے مالک تھے۔ حضور غوث پاک عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ آپ کی بہت تعریف کرتے اور فرماتے تھے کہ: تمام مشائخ کو ناپ تول کر فیض دیا گیا سوائے شیخ بقا بن بطو کے، انہیں بغیر حساب اور بے حساب عطا کیا گیا۔ ایسے کامل مردِ قلندر نے بھی اپنی گردن جھکائی ملاحظہ کریں:

شیخ بقا نے گردن جھکادی شیخ صالح ابو بکر ملکی کہتے ہیں میں اپنے چچا شیخ بقا بن بطو کے ساتھ بغداد شریف میں حضور شیخ عبد القادر جیلانی کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ حضور شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

نے جب یہ فرمایا کہ "میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے" اس پر میرے چچا نے اپنی گردن جھکا دی۔

(بهجة الأسرار ،صفحه 31)

شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی رضی اللہ عنہ آپ سلسلہ سہروردیہ کے شیخ حضرت شیخ شہاب الدّین سہروردی علیہ الرحمہ کے چچا ہیں، امام شعرانی لکھتے ہیں: یلقّب بضیاء الدّین و بنجیبِ الدّین ... أوقَعَ الله عزّوجلّ له القُبول التّام فی الصُّدور والمهابةَ الوافرةَ فی القُلوبِ وتخرج بصحبته جماعةٌ من الأكابر مثل الشّیخ شهاب الدّین السّهروردی والشّیخ عبدالله بن مسعود الرّومی وغیرهما وكان إذَا جَلَسَ فَقیرٌ فی خَلوته، یدخلُ علیه فی كلّ یوم، یَتفقدُ أحوالُه ویقولُ له یردّ علیك اللّیلة كذا ویكشف لك عن كذا وتنال حال كذا وسیأتیك شخصٌ فی صورةٍ كذا ویقول لك كذا فاحذره فإنه شیطان، فیقع الفقیر جمیع ما أخبربه الشّیخُ. (الطبقات الکبری للشعرانی صفحہ 250)

یعنی، آپ کو ضیاءُ الدین اور نجیب الدّین کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں آپ کے لیے قبولیتِ تامّہ اور بے پناہ رُعب پیدا کر دیا تھا۔ آپ کی صحبت سے بڑے بڑے اکابرین نکلے مثلاً شیخ شہابُ الدّین سہروردی اور شیخ عبد اللہ بن مسعود رُومی وغیرہما۔ منقول ہے کہ جب آپ کا کوئی فقیر (یعنی مرید) گوشہ نشین ہوتا تو آپ ہر روز اس کے پاس تشریف لے جاتے اور اس کے احوال کی خبر لیتے، پھر آپ اس سے فرماتے کہ: آج رات تیرے ساتھ فلاں معاملہ پیش آئے گا اور فلاں راز تجھ پر منکشف ہو گا اور تجھے فلاں کیفیت حاصل ہو گی اور عنقریب تیرے پاس ایک شخص فلاں صورت میں آئے گا اور تجھ سے ایسی ایسی بات کہے گا بس اس سے ہوشیار رہنا کیونکہ وہ شیطان ہے۔ پھر اس فقیر کے ساتھ وہی سب کچھ پیش آتا جس کی حضرت شیخ نے اسے خبر دی ہوتی۔ ایسے شیخ کامل نے بھی اپنی گردن جھکائی ملاحظہ کریں:

شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی نے گردن جھکائی الشّیخ الجلیل ابو محمد عبد اللّطیف بغدادی کہتے ہیں کہ میرے والد گرامی حضرت ابو النّجیب سہروردی رضی اللہ عنہ بغداد شریف میں حضور

سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھے، حضور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی نے فرمایا: میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے؛ فطأطأ أبي رأسَه حتى كادتْ تَبلغُ الأرضَ، وقال: علىٰ رَأسِي، عَلىٰ رَأسِي، عَلىٰ رَأسِي، يقولُها ثلاثاً۔ (بهجة الأسرار، صفحه 34)

یعنی، تو اس وقت میرے والد نے (ادب واحترام میں) اپنا سر اس قدر جھکا لیا کہ قریب تھا کہ وہ زمین سے جا لگے اور کہا: میرے سر پر، میرے سر پر، میرے سر پر، تین بار آپ نے یہ کہا۔

الغرض آپ کے معاصرین میں جتنے اولیاءِ کرام اس وقت تھے سب نے اپنی گردن جھکائی چاہے وہ اس مجلس میں تھے یا دنیا میں کہیں بھی تھے سب نے اپنی گردن جھکائی۔ چنانچہ شام، مراکش اور پاک و ہند کے اولیاء نے بھی اپنی گردن جھکائی۔

شیخ ارسلان دمشقی رضی اللہ عنہ امام شعرانی فرماتے ہیں: هُوَ مِن أكابِرِ مشَائِخِ الشَّام

یعنی، شیخ ارسلان ملک شام کے اکابر مشائخ میں سے ہیں۔

امام تقی الدین سبکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک دن میں ایسی محفل سماع میں حاضر ہوا جس میں شیخ ارسلان رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، جب کلام پڑھنے والے نے کچھ اشعار پڑھے تو شیخ ارسلان ہوا میں اچھلنے لگے اور پھر آپ نے اُڑ کر ہوا میں کئی چکر لگائے پھر نہایت آہستگی کے ساتھ زمین پر واپس تشریف لائے۔ آپ نے کئی بار ایسا کیا اور حاضرینِ مجلس یہ سب دیکھ رہے تھے۔

پھر جب آپ زمین پر تشریف فرما ہوئے، آپ نے اس گھر میں موجود ایک انجیر کے درخت سے اپنی کمر ٹیک لی جو برسوں سے سوکھ چکا تھا اور پھل دینا بھی چھوڑ چکا تھا (آپ کی پشت مبارک لگتے ہی) اسی وقت وہ درخت ہرا بھرا ہو گیا اس پر پتے نکل آئے وہ لہلہانے لگا اس کے بعد اسی سال اس پر انجیر کا پھل بھی لگ گیا۔

آخر میں امام شعرانی لکھتے ہیں: سَكَن دِمَشْقَ واستَوطنهَا إلى أن ماتَ بها.... ولما حُمل نعشُه على أعناقِ الرِّجال جاءتْ طُيورٌ خضرٌ وحفّت على نَعشِه. (الطبقات الكُبرىٰ للشعراني، صفحه 272)

یعنی، آپ دمشق میں ہی مقیم رہے اور اسی کو وطن بنایا یہاں تک کہ آپ کا انتقال وہیں ہوا۔ جب آپ کا جنازہ لوگوں نے اپنے کندھوں پر اٹھایا تو سبز پرندے آئے اور آپ کے جنازے پر منڈلانے لگے۔ ایسے کامل ولی نے بھی گردن جھکائی ملاحظہ کریں:

شیخ ارسلان دمشقی کا گردن جھکانا شیخ عارف باللہ ابو محمد رغیب رجبی کہتے ہیں: حَنا الشَّیخُ أرسلان الدّمشقیُّ رضی اللہ عنہ عُنقَہ بدِمَشقَ فی الوقت الذی قَال فیہ الشّیخ عبد القادر: قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ۔ (بہجۃ الأسرار، صفحہ 37)

یعنی، حضرت ارسلان دمشقی رضی اللہ عنہ نے دمشق میں اس وقت اپنی گردن جھکائی جس وقت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی نے (بغداد میں) فرمایا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔

شیخ ابو مدین مغربی رضی اللہ عنہ امام شعرانی فرماتے ہیں آپ کا نام شعیب ہے آپ کے صاحبزادے "مدین" کا مزار مصر میں ہے اور آپ خود سرزمینِ مغرب (مراکش) کے شہر "تلمسان" میں مدفون ہیں۔

شیخ ابو الحجاج الاَقصر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ حضرت عبد الرّزاق کو یہ کہتے سنا کہ میری ملاقات حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ہوئی تو میں نے اپنے شیخ ابو مدین کے بارے میں پوچھا انھوں نے فرمایا وہ اس وقت صدّیقین کے امام ہیں۔

شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ نے "فتوحاتِ مکیّہ" میں ایک واقعہ کا ذِکر کیا ہے کہ میں اور بعض اَبدال کوہ قاف کے پاس سے گزرے، ہم نے وہاں ایک عظیمُ الجثہ سانپ جس نے پہاڑ کے گرد گھیرا ڈالا ہوا تھا دیکھا۔ ایک "بدل" (یعنی اَبدال) نے مجھ سے کہا اس (سانپ) کو سلام کرو یہ تمہارے سلام کا جواب دے گا۔ ہم نے سلام کیا تو اس نے جواب دیا۔ پھر ہم سے (باقاعدہ کلام) کیا اور پوچھا: تم کس شہر سے ہو؟ ہم نے کہا "بجایہ (الجزائر کا ایک شہر) سے ہیں"۔ اس نے پوچھا: وہاں کے لوگ ابو مدین کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ ہم نے کہا: وہ لوگ ان کو زندیق یعنی بے دین کی تہمت لگاتے ہیں۔

اس سانپ نے (تعجب سے) کہا: اولادِ آدم پر حیرت ہے! اللہ کی قسم! میرا یہ گمان ہی نہ تھا کہ اللہ کسی بندے کو اپنا دوست بنائے اور پھر کوئی اس سے دشمنی رکھے۔ آخر میں سانپ نے کہا: سبحان اللہ کیا زمین پر کوئی ایسی مخلوق بھی ہے جو ابو مدین سے ناواقف ہو؟ اللہ کی قسم وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ نے اپنا ولی بنایا اور ان کی محبت بندوں کے دلوں میں ڈال دی اور ان سے صرف وہی بُغض رکھے گا جو کافر ہو گا یا منافق۔

القصّہ جب حضرت شیخ ابو مدین کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ تلمسان شہر میں داخل ہوئے اور فرمایا: ہمیں سلطان و بادشاہ سے کیا لینا دینا، آج رات ہم اپنے بھائیوں (یعنی اولیاء) کی زیارت کرینگے۔ یہ کہہ کر آپ سواری سے اترے، قبلہ رُخ ہوئے، کلمۂ شہادت پڑھا اور کہا: اے میرے ربّ میں تیری طرف جلدی آیا تاکہ تو راضی ہو جائے، پھر "اللهُ الحَيُّ" کہا اور آپ کی روح قبض ہو گئی۔ رضی اللہ عنہ

(الطبقات الکبریٰ صفحہ 275)

ایسے کامل صدیق نے بھی گردن جُھکائی ملاحظہ کریں:

شیخ ابو مدین شعیب مغربی نے گردن جھکائی شیخ ابو محمد صالح کہتے ہیں کہ شیخ ابو مدین ایک دن مغرب (مراکش) میں اپنے مریدوں کے درمیان تشریف فرما تھے اس دوران آپ نے اپنی گردن جھکائی اور فرمانے لگے: وَأنا منهم، اللهم إنّي أُشهدُكَ وأُشهدُ ملائكتكَ أني سمعتُ وأطعتُ.

(بهجة الأسرار، صفحه 38)

یعنی، اے اللہ میں بھی انہیں میں سے ہوں (جنہوں نے گردن جھکائی) اے اللہ میں تجھ کو اور تیرے ملائکہ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے (یہ فرمان) سنا اور اطاعت بھی کی (اور اپنی گردن جھکادی)۔

پس ان کے مریدوں نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ تھا؟ آپ نے فرمایا: اس وقت بغداد شریف میں سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی نے فرمایا کہ "میرا یہ قدم تمام ولیوں کی گردن پر ہے" اس لئے ہم نے بھی اپنی گردن جھکائی۔

خواجۂ خواجگاں حضرت شیخ حسن سنجری رضی اللہ عنہ آپ کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ "سلطانُ الہند" اور "معینُ الحق والدین" اور "غریب نواز" کے لقب سے مشہور ہیں۔

علّامہ عبد القادر اربلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: لما قال الغَوث الأعظم بأمرِ الله "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللهِ". وضعَ جميعُ الأولياء رِقابَهم وكان خواجه معين الحقّ والدّين فی ذلك الوقت من الشباب مجاهداً مرتاضاً فی غار جبلٍ من بلد خُراسان، فبمجرّد إطلاعه علی هذا الأمر الإلٰهی بادر إلی تقديم انحناء رأسه عن سائر الأولياء ووضعَ رأسَه علی الأرض وقال بل علی رأسی.

وكشف اللهُ هذا الحال للغَوث الأعظم فی الحال، فقال فی حقّه فی مَجمع مِن الأولياء أن ولدَ غياث الدّين سبق فی وضعِ رقبته أولياء الله وأحبابه فبتوَاضُعِه وحُسنِ أدبِه صَار مَحْبوباً لله و رسوله وسيعطی زمامَ تصرف الهند فی يَدِهٖ فصار كما قال. (تفریح الخاطر، صفحہ 25، نسخہ قدیم)

یعنی، جب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بحکمِ الٰہی "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللهِ" فرمایا تو تمام اولیاء کرام نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور اس وقت حضرت خواجہ معین الدین چشتی خراسان کے ایک پہاڑ کی غار میں ریاضت و مجاہدہ کر رہے تھے۔ آپ نے اس امر الٰہی کی طرف اطلاع پاتے ہی جلدی سے تمام اولیاء کرام سے پہلے اپنے سر کو اتنا جھکایا کہ آپ کا سر مبارک زمین پر ٹک گیا اور عرض کی "بل علی رأسی" یعنی بلکہ (آپ کا قدم) میرے سر پر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس حالت کا غوث پاک پر انکشاف فرمایا تو آپ نے ان کے حق میں اولیاء کرام کے بھرے مجمع میں فرمایا کہ غیاثُ الدین کا فرزند ارجمند اولیاء کرام اور اپنے احباب سے گردن رکھنے میں سبقت لے گیا ہے اور وہ تواضع و عاجزی اور حُسنِ ادب کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول کا محبوب بن گیا ہے اور عنقریب اس کو ہندوستان کی حکومت کی باگ ڈور دی جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

خلاصہ کلام: کہ جس وقت آپ نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ..." ارشاد فرمایا تو اس وقت آپ کے ہمعصر تمام اولیاء خواہ وہ عراق میں تھے یا شام یا مراکش یا ہند و سندھ یا پھر دنیا کے کسی بھی کونے میں تھے، سب

نے اپنی گردن جھکائی۔ جس نے انکار کیا اس کی وِلایت سَلب ہو گئی۔

﴿تیسرا گروہ، متأخّرین اولیاء﴾

اس سے قبل ہم ذِکر کر چکے ہیں کہ آپ کی ولادت سے پہلے اولیاء کرام نے آپ کے بارے میں بشارت دی تھی کہ ایک ایسا ولی آئے گا جو فرمائے گا:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ (میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے)

چنانچہ آپ کی حیاتِ مبارکہ میں وہ وقت آیا اور آپ نے یہ ارشاد فرمادیا۔ اس وقت روئے زمین پر جتنے بھی اولیاء موجود تھے سب نے اپنی گردنیں جُھکا دیں جو متقدّمین (پہلے گزر چکے) تھے ان کی اَرواحِ طیبہ نے حاضر ہو کر سرِ تسلیم خم کر دیا اور جو بعد میں آنے والے (متأخّرین) تھے ان کی اَرواح بھی حاضر ہوئیں اور ان کی اَرواح نے بھی سرِ تسلیم خم کر دیا۔

﴿متأخّرین اولیاء میں بظاہر گردن جُھکانا کیوں نہیں ملتا؟﴾

اس لیے کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اس فرمان کے وقت عالمِ ظاہر میں جلوہ فرما تھے اور اس وقت عالمِ ظاہر میں جتنے اولیاء موجود تھے انہوں نے عملاً اپنی گردنیں جُھکانی تھیں لہٰذا سب نے ایسا ہی کیا بلکہ اس مجلس میں سیّدنا علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ نے حقیقتاً اپنی گردن پر سرکار غوثِ اعظم کا قدم مبارک پکڑ کر رکھا۔

اور وہ اولیاء جو آپ سے پہلے گزر چکے تھے جنہوں نے اس بات کی بشارت دی تھی کہ آپ کا قدم سارے ولیوں کی گردنوں پر ہے اس وقت انہوں نے بھی بظاہر اپنی گردن اس طرح نہ جھکائی کہ ابھی سرکار غوثِ اعظم دنیا میں تشریف لائے نہ تھے اور نہ ہی ابھی یہ اعلان فرمایا گیا تھا لیکن جب آپ دنیا میں تشریف لائے اور یہ اعلان فرمایا تو اس وقت ان تمام متقدّمین اولیاء کی اَرواح نے حاضر ہو کر سرِ تسلیم خم کیا۔

اسی طرح وہ اولیاء جو بعد میں تشریف لائے ان سے بظاہر گردن جھکانا نہیں ملتا کیونکہ گردن جھکانا وقتِ ارشاد کے ساتھ خاص تھا اور وقتِ ارشاد وہ دنیا میں نہیں تھے۔

لیکن چونکہ وقتِ ارشاد حکم ہر ولی کے لئے تھا اس لئے ان کی ارواح نے حاضر ہو کر اس سیادت کو تسلیم کیا اس لئے زندگی میں دوبارہ گردن جُھکانے کی حاجت نہ تھی۔

دلیل: خواجہ فریدُ الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کا فرمان ﴿ یہی وجہ ہے کہ ایک بار حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے قدمِ مبارک کا ذِکر ہوا تو آپ نے فرمایا: اگر میں اس زمانے میں (یعنی وقتِ ارشاد) ہوتا تو خود حضور غوثِ اعظم کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھتا اور بڑے فخر سے یہ تمنا کرتا کہ غوث پاک کا قدم عَلٰی حَدقَۃِ عَینِی (میری آنکھ کی پتلی پر)۔

لأن شَیخی معین الحقّ والدّین مِن الذین وَضَعَ قدمَه علی رَقبتهِ فمنصَبِی أن أقولَ علی حَدقَۃِ عَینی.(تفریح الخاطر صفحہ 26)

یعنی، اس لیے کہ میرے شیخ معین الحق والدین ان مشائخ میں سے ہیں جنہوں نے آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھا ہے تو میرا منصب یہی ہے کہ میں یہ کہوں کہ غوث پاک کا قدم مبارک میری آنکھ کی پتلی پر ہو۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔

یہ ہے وجہ کہ اگرچہ بظاہر متأخّرین سے ایسا کہنا ثابت نہیں لیکن سب متأخّرین پر بھی آپ کا قدم ہے جبکہ بوقتِ ارشاد سب نے اپنی ارواح کے ساتھ حاضر ہو کر اس سیادت کو تسلیم کیا تھا اس لیے دوبارہ کہنے یا گردن جھکانے کی حاجت نہیں۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

﴿سرکار غوث پاک کے اعلانِ قدم کی تحقیق﴾

جب غوث پاک نے یہ اعلان فرمایا تو اس وقت دنیا میں کُل کتنے اولیاء نے اپنی گردن جھکائی؟

قال أبو الخير عطاء رحمه الله تعالى كنتُ مجاوراً بمكّة شرّفها الله تعالى وكان فيها يومئذٍ الشّيخ لولو الأرميني القُطب المخاطب على الأنفاس....

فرأيتُ في حاله مع الله عزّوجلّ مالم أره في زماني من أحدٍ، فقلتُ في نفسي يا ترى إلى من يَنتسبُ من المشائخ؟، فقال مسابقاً لخاطري يا عطاء شيخي الشّيخ عبدالقادر الذي قال قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللهِ، ووضعَ ثلاثمائة وثلاثة عشر وليّاً لله عزّوجلّ رؤوسَهم في جميع آفاق الأرض في ذالكَ الوقتِ.

منهم بالحرمَين الشّريفَين سبعة عشر رجلاً، وبالعراق ستُّون رجلاً، وبالعَجم أربعون رجلاً، وبالشّام ثلاثون رجلاً، وبمصر عشرون رجلاً، وبالمغرب سبعة وعشرون رجلاً، وبِاليَمنِ ثلاثة وعشرون رجلاً، وبالحبشةِ أحد عشر رجلاً، وبسدّ ياجوج وماجوج سبعة رِجالٍ، وبوادي سرانديب سبعة رجالٍ، وبجبل قاف سبعة وأربعون رجلاً، وبجزائر البحر المحيط أربعة وعشرون رجلاً رضي الله عنهم۔ (بهجة الأسرار، صفحہ 27)

یعنی، حضرت شیخ ابو الخیر عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہا میں مجاور تھا، ایک دن میں حضرت شیخ لولو ارمینی رضی اللہ عنہ جو لوگوں میں "قُطب" کے نام سے پہچانے جاتے تھے (ان کے خدمت میں حاضر ہوا)۔ پس میں نے ان کا جو روحانی معاملہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ دیکھا ایسا عظیم معاملہ اپنے زمانے کے کسی ولی میں نہیں دیکھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا (اتنی عظیم شخصیت اور اتنا عظیم معاملہ) نہ جانے کس ولی کے مرید ہیں (جن کو اللہ نے اتنا نوازا ہے!) ابھی میں یہ سوچنے ہی لگا تھا کہ آپ نے میرے خیال پر سبقت کر کے ارشاد فرمایا اے عطاء میرے مُرشد حضور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں

نے یہ فرمایا ہے کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے، اس وقت روئے زمین میں اللہ تعالیٰ کے 313 ولیوں نے اپنے سروں کو جھکا دیا تھا۔

ان میں سے حرمین شریفین میں 17، عراق میں 60، عجم میں 40، شام میں 30، مصر میں 20، مغرب میں 27، یمن میں 23، حبشہ میں 11، سدِّیاجوج وماجوج میں 7، سراندیپ میں 7، کوہِ قاف میں 47 اور جزائر بحرِ محیط میں 24 اولیاء نے اپنے سر جھکائے رضی اللہ عنہم۔

سبحان اللہ کیا مقام و مرتبہ ہے ہمارے سرکار حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا کہ روئے زمین کے تمام اولیاء نے اپنی گردنیں جُھکائیں جبکہ جو گزر گئے تھے اور وہ جو آنے تھے ان کی ارواح تک حاضر ہوئیں اور سب نے سر تسلیم خم کیا۔

﴿خود غوث پاک کی مجلس میں وقتِ اعلان کتنے اولیاء تھے؟﴾

پہلی بار اذنِ الٰہی سے جس مجلس میں ہمارے محبوب سبحانی غوث صمدانی سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جب یہ اعلان قدم فرمایا: وَكَانَ فِي مَجْلِسٍ يَوْمَئِذٍ نَحْوُ خَمْسِينَ شَيْخًا مِّنْ أَعْيَانِ مَشَائِخِ ذٰلِكَ الْعَصْرِ۔ (بهجة الأسرار ، صفحه 23)

یعنی، اس دن آپ کی مجلس میں اس زمانے کے تقریباً پچاس نامور شیوخ موجود تھے۔

امام شطنوفی علیہ الرحمہ نے "بهجة الأسرار" میں ان تمام اولیاء اللہ کے نام لکھے ہیں فقیر نے اختصار کے سبب ان کے اسماء گرامی تحریر نہیں کیے۔

جبکہ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ: وَكَانَ فِيهِ نَيِّفٌ وَخَمْسُوْنَ شَيْخًا۔

یعنی، اور اس مجلس میں پچاس سے کچھ اوپر شیوخ موجود تھے۔

نوٹ ﴾ "نیف" پر لفظ 1 تا 9 تک کا اطلاق ہوتا ہے (یعنی پچاس سے اوپر 60 سے کم تھے)

جبکہ ایک روایت میں عراق میں اس وقت گردن جُھکانے والے 60 اولیاء کا ذکر آیا ہے۔

وقتِ اعلان مجلس کی کیفیت جس وقت سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اذنِ الٰہی سے پہلی بار اس فرمانِ عظیم کا اعلان فرمایا، تو اس مجلس میں بڑے بڑے کامل اولیاء اللہ موجود تھے۔ چنانچہ امام شطنوفی علیہ الرحمہ نے مختلف اسناد سے اور متعدّد اولیاء سے یہ روایت نقل کی ہے:

كُنَّا حاضِرِين فی مجلس الشَّيخ محيی الدّين عبد القادر بن أبی صالح الجيلی رضی الله عنه ببغداد برباطه بالحَلبة، وكان فی مجلسه حينئذ عامة مشايخ العِرَاق، والشَّيخ محيی الدين يتكلّم عليهم، وقد حَضَرَ قلبُهٗ، فَقَال: قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ الله.

فقام الشَّيخ علی بن الهيتی، وصَعِدَ علی الكرسی، وأخذَ قَدَمَ الشَّيخ ووضَعَها علی عُنُقِهٖ، ودخل تحت ذَيلِه، ومدَّ الحاضرون كُلُّهم أعناقَهم. (بهجة الأسرار شريف، صفحه 22، دار الكتب العلميه)

یعنی، (اس مجلس میں موجود اولیاء کرام) بیان کرتے ہیں کہ ہم بغداد شریف کے محلے "حلبہ" میں حضور سیّدنا محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی کی خانقاہ میں حاضر تھے اور اس دن مجلس میں عراق کے اکثر مشائخ عظام موجود تھے..... حضور سیّدنا شیخ محی الدین ان کو وعظ فرمارہے تھے اور آپ کا قلبِ مبارک حاضر تھا، پس اسی دوران آپ نے فرمایا: " قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللهِ "میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔

(آپ نے جب یہ ارشاد فرمایا تو فوراً) حضرت سیّدنا شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور حضور غوث پاک کی کرسی یعنی منبر پر چڑھے، اور غوث پاک کے قدمِ مبارک کو پکڑ کر عملاً اپنی گردن پر رکھا اور خود کو غوث پاک کے دامنِ کرم تلے داخل کیا۔ اس کے بعد وہاں موجود تمام کے تمام اولیاء کرام نے اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں۔

اہم ترین نکتہ "حَضَرَ قَلْبُه" روایت میں ایک خاص جملہ ذکر ہوا ہے: "وقد حَضَرَ قَلْبُه" کہ حضور غوث پاک ان اولیاء کرام کو وعظ فرمارہے تھے اور اس وقت آپ کا قلبِ مبارک پوری

طرح حاضر تھا۔ اسی دورانِ وعظ آپ نے یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا کہ: "میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے"۔

اس کا مطلب کیا ہے؟

اصل میں اس جملے کے ذریعے ایک بڑے اشکال اور شُبہے کو دور کرنا مقصود تھا۔ جیسا کہ بعد میں بعض لوگوں نے یہ شبہ ظاہر بھی کیا کہ ہو سکتا ہے حضور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے یہ فرمانِ عظیم سُکر و مستی (وجدانی بے خودی) کی حالت میں ارشاد فرمایا ہو، لہٰذا شرعی طور پر اس کا اعتبار نہیں ہو گا، یا پھر یہ "شطحیات" کے قبیل سے ہے جو کیف و مستی کی حالت میں اولیاء کرام کی زبان سے (بغیر اختیار کے) سرزد ہو جاتے ہیں۔

لہٰذا، اسی اشکال و شُبہے کا جڑ سے خاتمہ کرنے کے لیے راویِ روایت اور اولیاء کرام نے خاص طور پر یہ الفاظ فرمائے کہ "وقد حَضَرَ قَلْبُہ" یعنی اس وقت آپ کسی سُکر، مستی یا بے خودی کی کیفیت میں نہیں تھے، بلکہ آپ کا دل حاضر تھا اور آپ کامل صحو (ہوش و حواس) کی حالت میں تھے۔

بلکہ اس بات کو مزید پختہ اور مؤکّد کرنے کے لیے عربی گرائمر کے قاعدے کے مطابق فعلِ ماضی "حضَرَ" پر حرفِ تحقیق "قَدْ" داخل کر کے فرمایا "قد حضَرَ قَلْبُہ" یعنی تحقیق، بے شک اور یقیناً آپ کا قلبِ انور حاضر تھا۔ اس وقت آپ کا قلبِ مبارک دنیوی خیالات، انسانی انا اور سُکر و بے خودی کی کیفیات سے بالکل پاک اور مجرد ہو کر صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہِ اَحدیّت کی طرف متوجہ تھا۔ وہاں سُکر و مستی کا غلبہ نہیں تھا، بلکہ "مکمل حضوری" کی حالت میں اذنِ الٰہی اور الہامِ ربانی کے تحت آپ نے یہ کلام فرمایا کہ: "میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے"۔

اسی لیے اولیاء اور مُحقّقین نے "وقد حَضَرَ قَلْبُہ" کے اس اہم اور باریک نکتہ کو خاص طور پر تحریر فرمایا۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

کمالِ اعلیٰ حضرت بلکہ میرے امام، امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہ ضابطہ بیان فرمایا کہ جو لوگ سرکار غوثِ اعظم کے اس فرمانِ عالی شان کو حالتِ سُکر (بے خودی) پر محمول کرتے ہیں، اصل میں وہ خود علم کے سُکر میں مبتلا ہیں (کہ غوث پاک کے مقامِ صحو کو نہیں سمجھ سکے)۔ اسی لیے آپ نے کیا خوبصورت اور لافانی شعر فرمایا:

سُکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رُتبہ تیرا

سرکارِ دو عالم، خاتم النّبیین ﷺ کی تصدیق مبارک شیخ ابو القاسم نبدلیجی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے بغداد شریف میں حضرت سیّدنا شیخ خلیفہ رضی اللہ عنہ جنہیں بہت ہی کثرت سے سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت ہوتی تھی، سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ پاک ﷺ کی زیارت کی تو میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! لقد قال الشّیخ عبد القادر "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللهِ"، فقال: صَدَقَ الشّیخ عبدُ القادر و کیفَ لا وهو القُطبُ وأنا أرعاه۔ (بهجة الأسرار شریف، صفحه 27)

یعنی، یارسول اللہ ﷺ! شیخ عبد القادر جیلانی نے کہا ہے کہ "میرا یہ قدم تمام ولیوں کی گردن پر ہے" (آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟) اس پر آقا کریم ﷺ نے فرمایا: شیخ عبد القادر نے سچ کہا ہے، اور وہ کیوں نہ کہے جبکہ وہ قُطب ہے اور میں اس کا محافظ و نگہبان ہوں! اللہ اللہ، سبحان اللہ، الحمد للہ!

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

﴿دنیائے وِلایت میں غوث پاک کے علاوہ کسی ولی کو بھی ایسا کہنے کا حکم نہیں دیا گیا﴾

شیخ ابو المفاخر عدی بن صخر (علیہ الرحمہ) کہتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا، عظیم ولی حضرت شیخ عدی بن مسافر (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) سے پہلے جو اولیاء گزرے ہیں، کیا کسی نے بھی یہ کہا ہے کہ "میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے"؟

آپ نے فرمایا: "نہیں! ان میں سے کسی کو بھی یہ کہنے کا حکم نہیں تھا، سوائے سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی کے"۔

قلتُ: أو أُمِرَ بقولها؟ قال: بلى قد أُمِرَ، وإنما وضَعتِ الأولياءُ كلُّهم رؤوسَهم لمكانِ الأمر، ألا ترى إلى الملائكةِ لم يَسجُدوا لآدم صلواتُ الله عليه إلا لوُرُودِ الأمرِ عليهم بذلك.

(بهجة الأسرار، صفحه 28)

یعنی، میں نے عرض کی: کیا ان کو اس کے کہنے کا حکم تھا؟ آپ نے فرمایا: "بیشک! ان کو اس کے کہنے کا حکم (اذن) تھا، اسی امر و حکم اور اذن ہی کی وجہ سے تو تمام اولیاء نے اپنے سر جھکائے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو کیوں سجدہ کیا تھا؟ امر ہی کی وجہ سے کیا تھا۔"

نوٹ سرکار عدی بن مسافر (رضی اللہ عنہ) نے سمجھانے کے لیے مثال دی کہ جس طرح فرشتوں نے اپنی مرضی سے حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا تھا بلکہ انہیں امر الٰہی ہوا تھا کہ حضرت آدم کو سجدہ کریں، اسی طرح حضور غوثِ اعظم (رضی اللہ عنہ) کو یہ کہنے کا حکم یعنی اجازت دی گئی کہ آپ یہ ارشاد فرمائیں۔ تب آپ نے یہ ارشاد فرمایا اور اسی لیے سارے اولیاء نے اپنی گردنیں جھکائیں۔

نوٹ: اسی امر اور اِذنِ الٰہی کی وجہ سے تمام متقدمین (پہلے گزرے ہوئے) اور متأخّرین (بعد میں آنے والے) اولیاء کی ارواح نے بھی آکر اس سیادت کو تسلیم کیا۔

سیّدنا احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ کی گواہی حضرت شیخ ابو الحسن علی رفاعی (علیہ الرحمہ) نے ولیِ کبیر، عارف باللہ حضرت سیّدی احمد کبیر رفاعی (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: هل قال الشّيخ عبدالقادر رضى الله عنه "قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللهِ" بأمرٍ أو بلا أمرٍ؟ قال: بل قالَها بأمرٍ.

(بهجة الأسرار، صفحه 29)

یعنی، (سیّدی رفاعی سے پوچھا گیا) کیا سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) نے "قَدَمِيْ هٰذِهٖ..." کا فرمان امر اور اذنِ الٰہی سے کہا تھا یا بغیر اِذن کے کہا تھا؟ آپ نے فرمایا: "بیشک! اِذن و حکم سے

ہی کہا تھا۔"

شیخ الاسلام امام احمد بن حجر کا فرمان امام ابن حجر ہیتمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ذکر کثیرون مِن العارفین الذین ذکرناھُم وغیرَھم أنه لم یقُل إلا بأمرٍ إعلاماً بقُطبیّته فلم یسَع أحداً التخلّف۔

(فتاویٰ حدیثیہ، صفحہ 614، مکتبہ مرکز جیلانی، استنبول)

یعنی، بہت سے عارفین جن کا ہم نے ذِکر کیا اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی یہ ذِکر فرمایا کہ (شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ) نے یہ ارشاد (قَدَمِیْ هٰذِهٖ...) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے امر واذن ہی سے اپنی قُطبیّت کے اعلان کے لیے فرمایا تھا، اسی وجہ سے کسی (بھی) ولی کے لیے تخلّف یعنی پیچھے ہٹنے کی گنجائش نہ رہی۔

نوٹ قُطبیّت سے مراد وہی غَوثیّتِ کُبریٰ ہے ورنہ قُطب وقت تو وہ تھے ہی۔

قدم سے مراد حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے عالمگیر فرمان "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللهِ" میں "قدم" سے مراد آپ کی وہ "فردیّت کُبریٰ" (غَوثیّت وقُطبیّت کُبریٰ) ہے جو تمام اولیاء میں منفرد ہے۔ ائمہ دین اور علماء مُحقّقین نے قدم کے دیگر معانی بھی بیان کیے ہیں، ان تمام معانی کی رُو سے بھی آپ کی شان کائنات کے اولیاء میں سب سے بلند وبالا ثابت ہوتی ہے۔

قدم سے مراد فردیّتِ کُبریٰ حضرت شیخ ابو المفاخر عدی بن شیخ ابو البرکات صخر علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا، ولی کامل حضرت شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "حضور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کا حقیقی معنی کیا ہے؟"

آپ نے فرمایا: هی مفصحةٌ عَن مقامِ الفَردیة فی وَقتِه. (بهجة الأسرار، صفحه 28)

یعنی، یہ فرمان اپنے وقت میں آپ کے مقام فردیّت کی فصیح وواضح ترجمانی ہے۔

میں نے دوبارہ عرض کیا: "ہر دَور میں کوئی نہ کوئی فرد تو ہوتا ہی ہے، پھر کسی اور نے اپنے زمانے

میں ایسا دعویٰ کیوں نہیں کیا؟"

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: "لم يُؤمَرْ أحدٌ منهم أن يقولَ هذا، سِوى الشَّيخ عبد القادر "

یعنی، کیونکہ دیگر اولیاء میں سے کسی کو بھی یہ اعلان کرنے کا حکم (تکوینی) نہیں دیا گیا تھا، یہ حکم (فردیتِ کُبریٰ) صرف شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہی کے ساتھ خاص ہے۔

(بهجة الأسرار ، صفحه: 28)

اہم نوٹ: "فی وَقْتِہٖ" اور "لِوقْتِہٖ" کا نکتہ آفرین فرق ﴿ یہاں حضرت شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ عنہ کے الفاظ پر غور فرمائیں؛ آپ نے "فِی وقتِہ" (اپنے وقت میں) فرمایا ہے، "لِوَقْتِہٖ" (صرف اپنے وقت کے لیے) نہیں فرمایا۔

فی وقتِہٖ ﴿ اس کا مطلب یہ ہے کہ غوث پاک نے اپنے وقت یعنی ظاہری زمانہ میں، بارگاہ الٰہی سے حکم ملنے پر اپنی اس فردیّتِ کُبریٰ کا اعلانیہ اظہار فرمایا جس کی بشارت اگلے اولیاء صدیوں پہلے دے چکے تھے۔

لِوقْتِہٖ: (یہ نہیں فرمایا) ﴿ اگر یہاں "لِوَقتِہٖ" ہوتا تو معنی یہ بنتا کہ آپ کی فردیّت صرف اسی مخصوص وقت تک محدود تھی۔

لہٰذا "فی وَقْتِہٖ" اور "لِوَقْتِہٖ" کا یہ باریک علمی فرق ذہن میں رہنا بہت ضروری ہے، تاکہ کوئی اور "ڈاکٹر صاحب" یہ سمجھنے کی غلطی نہ کریں کہ آپ کا منصب فردیّتِ کُبریٰ صرف آپ کے زمانے تک محدود تھا۔

لہٰذا یہ اعلان آپ نے "اپنے وقت میں" فرمایا "اپنے وقت کے لئے" نہیں!

فقیر قادری عرض کرتا ہے: مقام وِلایت کا یہ طے شُدہ اُصول ہے کہ ہر دَور میں اَفراد اَقطاب اور اَبدال موجود ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض اَقطاب کا دائرۂ اثر محدود ہوتا ہے؛ جیسے کوئی قُطب شہر ہوتا ہے تو کوئی قُطب جماعت (جیسا کہ شیخ اکبر سیّدنا ابن عربی رضی اللہ عنہ کے کلام سے بھی واضح ہے)۔ لیکن وہ قُطب جو کائنات کے

جملہ اولیاء کا سردار اور مرکز تصرف ہوتا ہے، جسے "غَوث" کہتے ہیں، وہ اپنے زمانے میں صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ اور اپنے زمانے کے اولیاء کا سردار ہوتا ہے۔

یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ: جب ہر غَوث اپنے دَور کا سردار اور مقام فَردیّت پر متمکّن ہوتا ہے، تو سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے پہلے کسی فرد کو یہ اعلان کرنے کا حکم کیوں نہ ہوا؟ صرف حضور غَوث پاک ہی کو اس اظہار کا مأمور کیوں بنایا گیا؟

جواب اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ایسی فَردیّت کُبریٰ جس میں یکتائی، جامعیّت اور عمومیّت ہو، وہ ائمہ اہل بیت (مثلاً حضرت امام حسن مجتبیٰ سے امام حسن عسکری) کے بعد صرف حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا خاصہ ہے۔ آپ کو "قُطب الإرشاد بالأصاله" کا وہ مطلق منصب عطا ہوا ہے، جو سَلب وعطا کے جملہ اختیارات کے ساتھ، تا ظہور سیّدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ قائم ودائم ہے اس لیے اس کا اعلان بھی عالمگیر ہوا۔

اشکال غَوثیّتِ کُبریٰ کے حاملین ائمہ (یعنی حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے لے کر امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ تک) کو اس طرح کے اعلان کا حکم کیوں نہیں ہوا؟

جواب ائمۂ اہلِ بیت، جو اس منصب غَوثیّت و فردیّت کے اصل تاجدار اور منبع ہیں، انہیں اس طرح کے اعلان کا حکم اس لئے نہیں دیا گیا کیونکہ ان کی قُطبیّت کُبریٰ اور سیادت مُطلقہ کائنات کے نزدیک "مسلمہ" تھی۔ ان کی روحانی عظمت و قُطبیّت کُبریٰ پر کسی کو انکار کی گنجائش ہی نہ تھی۔ اس کے برعکس، سرکار غَوث پاک رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ کے انکار کا احتمال موجود تھا، چنانچہ اتمام حجت کے لیے آپ کو یہ حکم دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جس ولی نے بھی اس حکم الٰہی پر توقّف یا تأمل کیا، اس کی وِلایت سَلب کر لی گئی (یعنی چھین لی گئی) اور توبہ کے بغیر واپس نہ ملی۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

نوٹ "لفظِ وقت" پر ہونے والے دیگر ابہام اور اشکالات کا تفصیلی جواب ہم آگے ذکر کریں گے۔

قدم سے مُراد افضل طریقہ آپ کا فرمان کہ "میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے" اس کا ایک اور معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ قدم سے مراد آپ کا سلسلہ یعنی سلسلہ قادریہ، تمام اولیاء کے سلسلوں سے افضل ہے۔ گویا آپ نے فرمایا: میرا سلسلہ ہر ولی کے سلسلہ کے اوپر ہے

لہٰذا وہ سلسلہ نقشبندیہ ہو یا سہروردیہ یا چشتیہ یا رفاعیہ یا شاذلیہ، غرض تمام اولیاء کے سلسلوں سے آپ کا سلسلہ طریقت افضل ہے۔ چنانچہ "قلائد الجواہر" میں ہے: والمعنی به أن طریقته وقُربه وفَتحه أعلی طریقةٍ وقُربٍ وفَتحٍ فی حالة انتهائه. (صفحہ 217)

یعنی، اور (قدم) کا معنی یہ ہے کہ آپ کا طریقہ، آپ کا قُرب اور آپ کی فتوحات اپنی انتہا کی حالت میں تمام طریقوں، قُرب اور فتوحات سے اعلیٰ و برتر ہیں۔

قُطب لاہور، جنیدِ ثانی حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قَدَمِیْ هٰذِهٖ.... سے مراد یہ ہے کہ آپ کا قدم یعنی طریقہ سب طریقوں سے بالاتر ہے۔ (سکینۃ الاولیاء، صفحہ 33، مطبوعہ لاہور)

آپ کے مریدوں کی فضیلت اسی وجہ سے شیخِ محقّق عبد الحق مُحدِّث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: فضل اصحاب و مریدان و محبّان و منتسبانِ آنحضرت بحکمِ آنکه خیریتِ تابع بخیریتِ متبوع است. (اخبار الاخیار فارسی، صفحہ 44، مکتبہ رحیمیہ ہند)

یعنی، آپ کے (سلسلہ کے) اصحاب اور مریدین و محبین و منتسبین (یعنی آپ کی طرف خود کو نسبت کرنے والوں) کی فضیلت اس حکم اور اُصول کے تحت ہے کہ تابع کی خیر و برتری، متبوع کی خیر و برتری کی وجہ سے ہوتی ہے۔

قدم سے مراد افضلیّت جیسا کہ شیخ مُحقّق حضرت شیخ عبد الحق مُحدِّث دہلوی علیہ الرحمہ کے نزدیک اس سے آپکی تمام اولیاء پر مطلق افضلیّت مراد ہے۔۔

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللہ اور شیخ محقّق کی تحقیق شیخ محقّق رحمہ اللہ کے نزدیک

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ.. میں گویا اسمِ تفضیل کے مفہوم کے ذریعے تمام اولیاء پر اپنی شانِ افضلیّت وبرتری کا اظہار فرمایا ہے یعنی گویا آپ نے یہ فرمایا کہ : أَنَا أَفْضَلُ كُلِّ وَلِيِّ اللهِ

یعنی، اللہ کے ہر ولی سے میں (مرتبے میں) افضل ہوں۔

چنانچہ اس احتمال کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ عبد الحق مُحدِّث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ويحتمل أن يكون من قبيل إضافة اسم التَّفضيل للتَّخصِيص، والمرادُ الزِّيادةُ مطلقاً، كما تقرَّر من قواعد النَّحو أن إضافة اسم التَّفضيلِ يَجوزُ لمعنيَيْن: أحدُهما الزِّيادة على ما أضيفَ إليه، كما يُقالُ: الرَّسول صلى الله عليه وسلم هو أفضلُ المخلوقات، وثانيهما الزِّيادة المطلقة ويُضاف للتَّخصِيص، كما يُقالُ له صلى الله عليه وسلم: أفضل قريش مثلاً۔ (زبدۃ الآثار، صفحہ 31)

یعنی، یہ بھی احتمال ہے کہ غَوث پاک کا یہ فرمان اسمِ تفضیل کی اس اضافت کے قبیل سے ہو جو تخصیص کے لیے ہوتی ہے، اور اس سے مراد زیادتِ مُطلقہ ہو۔ جیسا کہ علمِ نحو کے قواعد سے ثابت ہے کہ اسمِ تفضیل کی اضافت دو معنوں کے لیے جائز ہے۔

پہلا معنی، جس چیز کی طرف اضافت کی جا رہی ہے اس پر برتری اور افضلیّت، جیسے کہا جائے: الرَّسول صلى الله عليه وآله وسلم هو أفضلُ المخلوقات

یعنی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں۔

دوسرا معنی: زیادتِ مُطلقہ، یعنی ایسی مطلق برتری جو اپنی ذات میں ثابت ہو، جبکہ اضافت صرف تخصیص کے لیے ہو، جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کہا جائے: أفضلُ قريش

یعنی، قریش میں سب سے افضل۔

سیّدی شیخ عبد الحق مُحدِّث دہلوی علیہ الرحمہ کی عبارات کی تشریح

شیخ محقّق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غَوث پاک رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان: "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللهِ" اس معنی کا احتمال بھی رکھتا ہے کہ یہ اسمِ تفضیل کے مفہوم پر مبنی ہو۔ یعنی آپ نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللهِ"

(میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے) ارشاد فرما کر تمام اولیاء پر اپنی افضلیّت و برتری کا اظہار فرمایا ہو، گویا آپ نے فرمایا: أَنَا أَفْضَلُ كُلِّ وَلِيِّ اللهِ

یعنی، میں ہر ولی سے افضل ہوں (کیونکہ ہر ولی پر میرا قدم ہے)

یعنی آپ نے اپنی افضلیّت کی نسبت "كُلُّ وَلِيٍّ" (ہر ولی) کی طرف فرمائی۔

علمِ نحو کے قاعدے کے مطابق اسمِ تفضیل کی اضافت دو معنوں کے لیے آتی ہے:

پہلا معنی: الزِّيادةُ على ما أُضِيفُ إليه

یعنی مضاف الیہ پر برتری اور افضلیّت۔

مثال کے طور پر کہا جاتا ہے: الرَّسولُ صلى الله عليه وسلم أفضلُ المخلوقاتِ

یعنی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔

یہاں اسمِ تفضیل "أفضل" کی اضافت "المخلوقات" کی طرف ہے، اور اس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوقات میں سب سے افضل ہیں۔

غوث پاک کے فرمان پر انطباق اگر غوث پاک رضی اللہ عنہ کے فرمان کو اس معنی پر محمول کیا جائے تو حاصلِ کلام یہ ہو گا کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ تمام اولیاء اللہ سے افضل، اعلیٰ اور برتر ہیں۔

دوسرا معنی: الزِّيادةُ المُطلقةُ ويُضافُ للتَّخصِيص

یعنی، اسمِ تفضیل کا استعمال مطلق کمال اور برتری کے اظہار کے لیے ہو جبکہ مضاف الیہ صرف تخصیص کے لیے ذکر کیا جائے۔

مثال کے طور پر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کہا جائے: أفضلُ قريشٍ

یعنی، قریش میں سب سے افضل۔

نحو کے قاعدے کے مطابق یہاں یہ مراد نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیّت

صرف قریش تک محدود ہے، بلکہ آپ تو تمام کائنات میں سب سے افضل ہیں۔ یہاں "قریش" کی طرف اضافت صرف تخصیص کے لیے ہے، کیونکہ آپ کا ظہور قریش میں ہوا۔

غوث پاک کے فرمان پر انطباق جب اس دوسرے معنی کو غوث پاک رضی اللہ عنہ کے فرمان پر منطبق کیا جائے تو "کل ولی" کا ذکر محض موازنہ اور تقابل کے لیے نہیں ہوگا بلکہ تخصیص کے لیے ہوگا۔ یعنی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا مقامِ کمال و فضیلت اپنی ذات میں ثابت ہے، اور "کل ولی" کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ آپ کی یہ شان وِلایت کے میدان میں ظاہر ہوئی۔

پس اس احتمال کے مطابق مفہوم یہ ہوگا کہ عُرفِ تصوّف میں جنہیں اولیاء اللہ کہا جاتا ہے، حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ان سب میں سب سے ارفع، اعلیٰ اور افضل ہیں، اور وِلایت کے دائرے میں آپ کا مقام تمام اولیاء سے بڑھ کر ہے۔

ایک اور مقام پر حضرت شیخ محقّق عبد الحق مُحدّث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ولقد وقعَ من بعض المکاشفین سرّ الوِلایة والوَاقفین علی البدایة والنّهایة کالخضر وأمثَالِه ما هو نصّ فی تفضّله وتفوّقه علی المشائخ المتقدّمین والمتأخّرین، وتقدّمه من الأوّلین والآخرین، وهو الموافق لکلامه رضی الله عنه فیما یُنبئُ عن مقامِه ویتحدّثُ عن نعمةِ ربّه، وهو أعدَلُ شاهدٍ علی المدّعی، إذ لا یَعرفُ أحدٌ کما یعرفُه هو نفسُه، وأیضاً ثبتَ أنه رضی الله عنه صادقٌ فی قوله: قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ الله، ومأمورٌ به، وهو عامّ فی کل فردٍ من الأولیاء، لا دلالةَ فیه علی تخصیصِ أهل الزّمان۔ (زبدۃ الآثار صفحہ 29)

یعنی، اور یقیناً بعض ایسے مُکاشفین (جن پر غیب کے اسرار ظاہر ہوتے ہیں) جو وِلایت کے رازوں سے واقف اور (جو باطن کی) ابتدا و انتہا کو جاننے والے ہیں جیسے کہ سیّدنا حضرت خضر علیہ السلام اور ان جیسے دیگر حضرات ان سے ایسی باتیں صادر ہوئی ہیں جو متقدمین اور متأخّرین تمام مشائخ پر آپ کی فضیلت و برتری، اور اولین و آخرین پر آپ کے تقدم کے بارے میں بالکل واضح اور نص (قطعی کی حیثیت رکھتے) ہیں۔

اور یہی بات خود آپ رضی اللہ عنہ کے اس کلام کے بھی موافق ہے جو آپ کے بلند مقام کی خبر

دیتا ہے اور جس میں آپ اپنے ربّ کی نعمت کا چرچا کرتے ہیں۔ اور یہ اس دعوے پر سب سے عادل اور سچی گواہی ہے، کیونکہ کوئی بھی شخص کسی دوسرے کو اس طرح نہیں جان سکتا جس طرح وہ خود اپنی ذات کو جانتا ہے۔

اور اسی طرح یہ بات بھی ثابت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے اس فرمان میں بالکل سچے تھے کہ: میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے اور آپ کو اس بات کا (اللہ کی طرف سے) حکم دیا گیا تھا۔ اور یہ حکم اولیاء کے ہر ہر فرد کے لیے عام ہے، اس میں ایسی کوئی دلالت نہیں ہے جو اسے صرف آپ کے اپنے ہی زمانے کے لوگوں (اولیاء) کے ساتھ خاص کرتی ہو۔

﴿ڈاکٹر موصوف کا شیخ مُحقّق کی عبارت پر تجزیہ﴾

لیکن ڈاکٹر موصوف کو حضرت شیخ مُحقِق الشّاہ عبد الحق مُحدِّث دہلوی علیہ الرحمہ کی شرح منظور نہیں کیونکہ موصوف نے لکھا کہ یہ تو انہوں نے اپنے علم کے مطابق لکھا!

موصوف لکھتے ہیں: "شیخ عبد الحق مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علم کے مطابق سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی افضلیّت کے حوالے سے "زبدۃُ الآثار" میں گفتگو فرمائی۔" (صفحہ 434)

مزید لکھا کہ: "شیخ محقّق کے دو موقف ہیں؛ ایک موقف تو یہ کہ آپ کی افضلیّت اپنے زمانے کے اولیاء پر ہے اور دوسرا موقف یہ ہے کہ آپ کی افضلیّت ماضی، حال اور مستقبل کے تمام اولیاء پر ہے۔" (صفحہ 434)

مزید لکھا کہ: "شیخِ محقّق کے سامنے دیگر بزرگوں کے اقوال نہ تھے... لہذا شیخ عبد الحق مُحدِّث دہلوی کی محبت پر مبنی قدم کی تعمیم درست نہیں۔" (صفحہ 434)

اس کے بعد ڈاکٹر موصوف نے اپنا فیصلہ لکھ دیا کہ: "شیخ عبد الحق مُحدِّث دہلوی نے سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی کے دعوے کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا کہ سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی خود کو سب سے زیادہ جانتے تھے... بلاشبہ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے

اپنے مقام سے متعلق بڑے بڑے دعوے کیے اور بے شک وہ اپنے دعوؤں میں سچے تھے اور بے شک وہ خود کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ کیا سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی نے کوئی ایسا دعویٰ کیا جس میں انہوں نے صراحت کی ہو کہ میں ماضی، حال اور مستقبل کے تمام اولیاء سے افضل ہوں؟ اس کا جواب نفی ہے کیونکہ سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی نے کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔" (صفحہ 435)

ہمارا جواب ڈاکٹر صاحب بھی کمال کرتے ہیں! شیخِ محقّق حضرت شیخ عبد الحق مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح پر یہ تبصرہ فرمادیا کہ "یہ تو انہوں نے اپنے (محدود) علم کے مطابق لکھا، اور ان کی نظروں میں دیگر بزرگوں کے اقوال نہ تھے!"

معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر موصوف کا علم برکاتُ الہند سیّدنا الشاہ شیخ محقّق مُحدِّث دہلوی رضی اللہ عنہ سے بھی بہت زیادہ وسیع ہے، کیونکہ جو اقوال شیخ محقّق علیہ الرحمہ تک نہ پہنچ سکے وہ ڈاکٹر صاحب تک پہنچ گئے! لہٰذا العیاذ باللہ، نتیجہ یہ نکلا کہ ڈاکٹر صاحب کے نزدیک برکاتُ الہند سیّدنا الشاہ شیخ محقّق مُحدِّث دہلوی رضی اللہ عنہ سے زیادہ معلومات ان کے پاس ہیں۔ علم کا یہ غرور اور نشہ انسان کو کہاں سے کہاں لے جاتا ہے!

دوسری اہم بات یہ ہے کہ امامِ اہل سنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ بھی وہی ہے جو شیخ محقّق کا ہے۔ تو کیا ڈاکٹر صاحب اس پر بھی یہی فتویٰ صادر فرمائیں گے کہ امامِ اہل سنّت بھی ان اُمور سے ناواقف تھے؟

جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ برکاتُ الہند سیّدی الشاہ شیخ محقّق مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ڈاکٹر صاحب سے کہیں زیادہ وسعتِ علم رکھتے تھے اور اولیاءِ امت کے فرامین ان کے پیشِ نظر تھے۔ انہوں نے اپنے دونوں موقفوں کی وضاحت اسی کتاب "زبدۃ الآثار" میں فرمائی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جن بزرگوں کے اقوال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ غوث پاک کی افضلیّت صرف اپنے زمانے کے ساتھ خاص تھی، اور جن دیگر اولیاء کرام کے نزدیک ان کی افضلیّت و قُطبیّت تمام زمانوں کے لیے ہے، یہ

دراصل اولیاء کے کشف کا تفاوت تھا۔ جس ہستی کو بارگاہ الٰہی سے جتنا وسیع کشف عطا کیا گیا، انہوں نے اسی کے مطابق سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت کا مشاہدہ کیا اور مطلق افضلیّت کا قول کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سیّدی الشاہ شیخ محقّق مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں بزرگوں کے تمام اقوال موجود تھے۔

ڈاکٹر صاحب کا تجزیہ واعتراض بہر حال، ڈاکٹر موصوف نے یہ تجزیہ پیش کیا کہ:

شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنے مقام سے متعلق بڑے بڑے دعوے کیے اور بے شک وہ اپنے دعوؤں میں سچے تھے... لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ کیا سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی نے کوئی ایسا دعویٰ کیا جس میں انہوں نے صراحت کی ہو کہ میں ماضی، حال اور مستقبل کے تمام اولیاء سے افضل ہوں؟ اس کا جواب نفی ہے کیونکہ سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی نے کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا! (صفحہ 435)

ہمارا جواب ڈاکٹر صاحب یہاں بھی ایک عجیب کھیل کھیلنے کی کوشش کرتے ہیں! پہلے تو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ غوث پاک اپنے دعوے میں سچے ہیں اور اپنے مقام کو سب سے بہتر جانتے ہیں، مگر اگلے ہی لمحے نہایت مہارت سے اس کا انکار کر بیٹھتے ہیں کہ انہوں نے تمام اولیاء سے افضلیّت کی صراحت نہیں کی۔ اس پر ہمارا سوال یہ ہے کہ:

کیا آپ کو سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ مشہور اور متواتر فرمان نظر نہیں آیا کہ: "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" (کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے)۔

کیا اس عظیم دعوے میں ماضی، حال اور مستقبل کا کوئی ایسا استثناء موجود ہے؟ کیا اس میں آپ نے صراحت فرمائی کہ میرا یہ قدم صرف اپنے زمانے کے اولیاء کے لیے ہے، اور ماضی و مستقبل کے اولیاء کے لیے نہیں؟ کیا سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ نے کبھی اس کی کوئی قید لگائی ہے؟

اس کا جواب بھی نفی میں ہے، کیونکہ آپ کا یہ فرمان بالکل مطلق ہے جس میں کسی زمانے کی کوئی قید یا تخصیص نہیں۔ جبکہ ڈاکٹر صاحب کی طرف سے اس مطلق فرمان کو زبردستی مقیّد کرنے کی کوشش

کرنا سراسر علمی خیانت اور تعصّب کے سوا کچھ نہیں۔

مزید بر آں، سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان بھی ملاحظہ ہو:

أَفَلَتْ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا أَبَدًا عَلٰى فَلَكِ الْعُلٰى لَا تَغْرُبُ

یعنی، پچھلوں کے سورج غُروب ہو گئے مگر ہمارا سورج اُفُقِ اعلیٰ پر ہمیشہ کے لیے قائم ہے جو کبھی غُروب نہیں ہو گا۔

اس دعوے میں آپ نے خود واضح صراحت فرمادی کہ ماضی میں جتنے بھی اولیاء تشریف لائے، ان سب کے فیض کے سورج غُروب ہو چکے ہیں، لیکن ہمارا سورج آج بھی اور آئندہ بھی (تاظہورِ امام مہدی) پوری شان کے ساتھ تاباں اور جاری و ساری رہے گا۔ اسی حقیقت کو شیخ محقّق عبدُالحق مُحدّث دہلوی، حضرت مُجدّدِ الف ثانی، حضرت امام یافعی شاذلی، سیّدی اعلیٰ حضرت رحمہم اللہ اجمعین اور دیگر اکابر نے تسلیم کیا اور اپنی کتابوں میں درج کیا۔ مگر افسوس کہ بغضِ قادریت میں ڈاکٹر موصوف کو یہ روشن حقائق نظر نہ آئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

نوٹ مُحدّثِ قُصوری، شیخ الحدیث والتّفسیر حضرت ابو العلاء پیر مفتی محمد عبد اللہ قادری اشرفی علیہ الرحمہ معنیٰ قدم کے بارے میں فرماتے ہیں: "اس فقیر کے نزدیک قدم سے مراد وِلایت ہے اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی وِلایت تمام مشائخ کی وِلایت سے بالاتر ہے، اسی وجہ سے آپ کو مرتبۂ محبوبیت سے سرفراز کیا گیا۔ اگر کوئی اور ولی اللہ مقامِ محبوبیت تک پہنچے گا تو وہ حضرت غوثِ اعظم کے واسطے سے پہنچے گا، بلکہ جتنے سلاسل جاری ہیں سب سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی وساطت سے جاری ہوئے ہیں اور قیامت تک ان کی شان و شوکت حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے طفیل برقرار رہے گی۔" (قدمِ غوثِ اعظم، صفحہ 16)

خلاصۂ کلام قدم سے فردیّتِ کُبریٰ و غوثیّتِ کُبریٰ مراد ہو، یا آپ کا طریقہ یا آپ کی ولایت؛

بہر صورت آپ کی تمام اولیاء پر تفضیل و برتری ثابت ہوتی ہے۔

نکتہ: قدم اور گردن کا ذِکر کیوں ہوا؟

قدم: اصل میں قدم ثبات و مضبوطی سے استعارہ ہے، جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ غَوث پاک کا قدم وقتی نہیں بلکہ ہمیشہ ہر ولی کی گردن پر ثابت اور مضبوطی سے جما ہوا ہے۔

گردن: جبکہ گردن عاجزی سے کنایہ ہے، یعنی ہر ولی نے حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی سرداری کے آگے عاجزی سے اپنی گردن جھکائی ہوئی ہے۔ نیز گردن وہ مقام ہے جہاں سے زندگی کی شہ رگ گزرتی ہے، اور یہاں پر قدم ہونے کا لطیف نکتہ یہ ہے کہ جس طرح شہ رگ کے بغیر جسمانی زندگی ناممکن ہے، اسی طرح حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے فیض کے بغیر کسی ولی کی وِلایت (روحانی زندگی) بھی ناممکن ہے۔ گویا آپ نے فرمایا کہ: "میں تمہارے مرتبوں سے بلند ہوں، میرا یہ قدم تمہاری گردنوں پر قائم ہے تاکہ اپنے قدم سے تمہاری گردنوں کو سہارا و فیض دوں۔"

اس میں کسی تکبّر کا اظہار نہیں بلکہ بحکمِ الٰہی اپنے رُتبے کا اعلان تھا، اور بڑے بڑے مشائخ نے عملاً، ظاہراً و باطناً اپنی گردنیں جھکا کر اس کی تصدیق کی۔

﴿ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

﴿افضلیّتِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ﴾

سب سے پہلے لفظ "افضل" پر غور کرتے ہیں۔ عربی قواعد (گرائمر) کی رُو سے یہ "اسمِ تفضیل" کا صیغہ ہے۔ یعنی جب کسی ذات یا چیز کو کسی دوسرے کے مقابلے میں برتر یا بڑا ظاہر کرنا ہو تو اسمِ تفضیل استعمال کیا جاتا ہے، جیسے: "اعظم" (سب سے عظیم)، "اکبر" (سب سے بڑا)، اور "افضل" (سب سے فضیلت والا)۔

فضل اور اَفضل کا لُغوی معنی ایک ہے فضل اور دوسرا ہے افضل، فضل کا لغوی معنی ہے زیادتی یا بڑھا ہوا ہونا، اور "افضل" کا معنی ہے وہ ذات جو اپنے غیر سے بڑھ کر ہو۔

یعنی افضل وہ ہوتا ہے جو دوسروں کے مقابلے میں فضیلت و کمال میں زیادہ ہو۔

اَفضل کا شرعی معنی شرعی اور اصطلاحی اعتبار سے افضل کے دو بنیادی معانی ہیں۔ چنانچہ علّامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمہ "شرح المقاصد" میں فرماتے ہیں: الأفضليّةُ بمعنى الكرامة عندَ الله، وكثرة الثّواب. (شرح المقاصد، جلد5، صفحہ 295، مکتبہ عالم الکتب، بیروت)

یعنی، افضلیّت کا معنی ہے: اللہ کے ہاں کرامت (یعنی شان و عظمت) اور کثرتِ ثواب۔

امامِ اہلسنّت، مجدّدِ دین و ملّت سیّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ بھی اسی کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: افضل کے دو معنی ہیں: ایک ثواب کے لحاظ سے کثرت، دوسرے عظمتِ شان و رفعتِ مقام۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد3، صفحہ 246)

ان دونوں معانی کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ افضل کا پہلا معنی: ثواب کے لحاظ سے کثرت اس معنی کو کماحقّہ سمجھنے کے لیے یہ نکتہ ذہن نشین کر لیں کہ یہاں دو چیزیں ہیں: ایک ہے "عامل" (یعنی عمل کرنے والا) اور دوسرا ہے "عمل" (جو کام کیا جائے)۔

کثرت ثواب کبھی عامل کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی عمل کی وجہ سے۔

عامل کی وجہ سے کثرتِ ثواب کبھی عامل (عمل کرنے والا) بارگاہِ الٰہی میں مقرّب ہوتا ہے، اس کے چھوٹے سے عمل پر بھی اسے کثیر ثواب عطا کیا جاتا ہے، جو کسی دوسرے کو بڑے عمل پر بھی نہیں ملتا۔

مثلاً: کوئی صحابیِ رسول (عامل) ہو اور وہ پاؤ بھر گندم اللہ کی راہ میں خیرات کرے، اور دوسری

طرف کوئی غیر صحابی پہاڑ برابر سونا بھی خیرات کر دے، تب بھی وہ اس صحابی کے اجر و ثواب کی گرد کو نہیں پا سکتا۔ کیونکہ عامل (صحابی) کی عظمت کی وجہ سے ان کے عمل کا اَجر بے پناہ بڑھا دیا گیا ہے۔

عمل کی وجہ سے کثرتِ ثواب دوسری صورت یہ ہے کہ خود وہ عمل یا فعل ایسا ہو جس میں ربِّ کریم نے بہت زیادہ ثواب رکھا ہو۔

مثال: جہاد کی صف میں ایک گھڑی (تھوڑی دیر) کھڑا رہنا، سالوں کی (نفلی) عبادت سے افضل ہے۔ (جیسا کہ حدیثِ پاک میں وارد ہوا)۔ یہاں ثواب کی یہ کثرت اس عمل (جہاد) کی وجہ سے ہے جس میں رب نے کثرت ثواب رکھا ہے۔

2۔ افضل کا دوسرا معنیٰ: عظمتِ شان اور رفعتِ مقام یعنی کوئی ذات یا چیز، بارگاہِ الٰہی میں خصوصی قُرب، عظمت اور بلندی والی ہو۔

ذات کی مثال: جیسے جب ہم کہتے ہیں کہ "حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں" تو اس کا شرعی معنی یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ رضی اللہ عنہ کی شان، عظمت اور رفعتِ مقام دیگر تمام صحابہ کرام کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہے۔

چیز کی مثال: جیسے ہم کہتے ہیں کہ "مسجدِ حرام دیگر تمام مساجد سے افضل ہے"۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسری مساجد کے مقابلے میں بارگاہِ الٰہی میں مسجدِ حرام کا رُتبہ، حُرمت اور عظمت و رِفعت بہت زیادہ ہے۔

غوث پاک کے افضل ہونے سے کون سا معنی مراد ہے؟

ہمارا مقصود سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی افضلیّت کے بارے میں دوسرا معنیٰ ہے، یعنی عند اللہ حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی عظمت، شان اور رفعت دوسرے اولیاء کے مقابلے میں بلند ہے۔ اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ تمام اولیاء سے افضل ہیں، تو ہمارا مدعیٰ یہ ہوتا

ہے کہ بیشک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے تمام اولیاء کرام کی بڑی عظمت ہے، مگر جو شان و رِفعت اور عظمت عند اللہ حضور غوثِ اعظم کو حاصل ہے، ویسی کسی اور ولی کو حاصل نہیں!

اور رہی بعض مخصوص جُزئی فضیلتیں جو بعض دیگر اولیاء کو حاصل ہیں، تو یہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی افضلیّتِ مطلقہ کے منافی نہیں۔

اس لیے کہ فضیلتِ جُزوی اور افضلیّتِ مطلقہ میں کوئی منافات (تضاد) نہیں۔

کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ زید کو بکر پر افضلیّتِ مُطلقہ حاصل ہو اور بکر کو زید پر فضیلتِ جزوی۔

مثلاً: حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بالاجماع تمام صحابہ پر افضلیّتِ مطلقہ حاصل ہے، مگر "شہادت" میں حضرت خُزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کو سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر فضیلتِ جزوی حاصل ہے، لیکن اس سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیّتِ مُطلقہ پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

چنانچہ اگر کسی ولی کو ربِّ کریم کی طرف سے کوئی خاص فضیلت و برکت حاصل ہو، تو وہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی افضلیّتِ مطلقہ کے منافی نہیں۔

نکتہ اسی طرح اگر کسی ولی کو کسی عمل (مثلاً نوافل و درود پاک کی کثرت) کی وجہ سے بہت زیادہ اجر و ثواب عطا کیا جائے، تو یہ کثرتِ اجر بھی منافیِ افضلیّت نہیں۔ سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ "مجمع بحار الانوار" کے حوالے سے لکھتے ہیں: "مجرّد زیادۃ الأجر لا تستلزم ثبوت الأفضلیّۃ" (مطلع القمرین، صفحہ 88)

یعنی، فقط زیادتیِ اجر سے ثبوتِ افضلیّت لازم نہیں آتا۔

افضلیّت کیسے ثابت ہوتی ہے؟ افضلیّت دو طرح سے ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ امامِ اہلسنّت سیّدی اعلیٰ حضرت مُحدّث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: افضلیّت بمعنی مذکور (یعنی عند اللہ شان و رفعت) کا اثبات چاہیں تو اس کے لیے دو طریقے متصوّر ہیں؛ یا تو نصوصِ شرعیہ میں کسی کی نسبت تصریح ہو کہ وہ اکرم و افضل و اعلیٰ و اجمل ہے۔ اور یہ طریقہ تمام طریقوں سے اَحسن و اَسلم ہے کہ نصِ شارع کے بعد چون و چرا اور عقلِ نارسا کی مداخلت کی مجال نہیں رہتی۔ جبکہ دوسرا طریقہ استدلال و استنباط کا ہے۔ (مطلع القمرین، صفحہ 102)

یعنی کسی کی افضلیّت ثابت کرنے کے لیے سب سے اَحسن اور اَسلم طریقہ یہ ہے کہ وہ نصِ شرعی سے ثابت ہو کہ فلاں، فلاں سے افضل ہے۔ ظاہر ہے کہ جب دلیلِ سمعی اور نصِ شرعی سے افضلیّت ثابت ہو جائے، تو پھر کسی (عقلی) استدلال اور استنباط کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ مثلاً: حضرت جبریلِ امین علیہ السلام کی دیگر ملائکہ پر افضلیّت کے لیے نص موجود ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے: عن ابن عباس رضی اللہ عنہما: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلِ الْمَلَائِكَةِ؟ جبریل.

(طبرانی، المعجم الکبیر، احادیث ابن عباس، جلد 11، صفحہ 160)

یعنی، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے (کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا): کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ ملائکہ میں سب سے افضل کون ہیں؟ وہ جبریل (علیہ السلام) ہیں۔ تو نصِ شارع سے یہ ثبوت ملا کہ حضرت جبریلِ امین علیہ السلام ملائکہ میں سب سے افضل ہیں، یعنی عند اللہ ان کا قُرب، عظمت اور رِفعت دیگر تمام ملائکہ سے زیادہ ہے۔

اعلیٰ حضرت کی ایک عبارت پر اشکال

ڈاکٹر موصوف امام اہلسنّت سیّدی اعلیٰ حضرت مُحدِّث بریلی علیہ الرحمہ کی یہ عبارت نقل کرتے ہیں: کہ تفضیل (کسی کو کسی سے افضل قرار دینے) کی بحث سمعی ہے (یعنی اس کا مدار قرآن وحدیث پر ہے) مجرّد عقل کا راہِ تفضیل میں کوئی دخل نہیں۔ (صفحہ 415 بحوالہ اکسیر اعظم)

اب ڈاکٹر موصوف اس عبارت کی تاویل میں لکھتے ہیں: امام اہلسنّت کے بیان کردہ اُصول کے تحت، امام مہدی (رضی اللہ عنہ) کی حضور غَوث پاک پر افضلیّت ثابت کرنے کے لیے دلیل سمعی لازم ہے اور حقیقت امر یہ ہے کہ اس باب میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کے سوا کسی بھی ولی کی افضلیّتِ مُطلقہ پر کوئی دلیل نہیں پائی جاتی۔ (صفحہ 415)

تبصرہ فقیر ڈاکٹر موصوف نے سیّدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کا ایک قول تو لکھا لیکن اس کی صحیح شرح کے بجائے اپنے من کا نتیجہ نکالا:

اولاً: سیّدی اعلیٰ حضرت نے یہاں دلیل سمعی کے مقابلے میں مجرد عقل کی نفی فرمائی۔

یعنی جب دلیل سمعی سے کسی کی افضلیت ثابت ہو جائے اب آپ کی عقل مانے یا نہ مانے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ تفضیل ثابت ہونے کے بعد عقل کی بات نہیں مانی جائیگی۔

ثانیاً: "مطلع القمرین" میں سیّدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خان مُحدِّث بریلی علیہ الرحمہ نے صاف لکھا ہے کہ افضلیّت بمعنی مذکور (یعنی عند اللہ شان و شوکت و رفعتِ مقام) کا اثبات چاہیں تو اسکے دو طریقے متصور ہیں

۱۔ نصوص شرعیہ یعنی دلیل سمعی

۲۔ استدلال و استنباط

لہذا سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی افضلیّت کے لئے اولیاء کرام کی شہادت اور ان کے کشف و الہام اور تصوّف کی روشنی میں دلیل دی جائے گی۔ اور افضلیّت ثابت کرنے کے لئے دوسرا طریقہ یعنی "استدلال و استنباط" کو اختیار کیا جائے گا۔

چنانچہ امام اہلسنّت سیّدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اولیاءِ کرام کی شہادت اور استدلال و استنباط کا طریقہ اختیار فرمایا اور مندرجہ بالا باتوں سے ثابت فرمایا کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ تمام اولیاء سے افضل ہیں۔

﴿اعلیٰ حضرت اور افضلیّتِ غوثِ اعظم اور دلیلِ سمعی﴾

ڈاکٹر موصوف فرما رہے تھے کہ افضلیّت صرف دلیلِ سمعی سے ثابت ہوتی ہے کیونکہ اعلیٰ حضرت نے یہی لکھا ہے۔ جبکہ ہم نے اعلیٰ حضرت کی عبارت کی درست شرح لکھ دی کہ افضلیّت ثابت کرنے کے لیے دو طریقے ہیں، پہلا: دلیلِ سمعی اور دوسرا استدلال و استنباط۔

اگر سیّدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت الشّاہ امام احمد رضا خان مُحدِّث بریلی علیہ الرحمہ کے نزدیک افضلیّت ثابت کرنے کا ایک ہی طریقہ (یعنی دلیلِ سمعی کے ذریعے) ہوتا تو پھر آپ کبھی بھی سرکارِ غوث پاک

رضی اللہ عنہ کی افضلیّت نہ مانتے!

جبکہ سیّدی اعلیٰ حضرت کا نظریہ حضور غَوث پاک رضی اللہ عنہ کی افضلیّت کے بارے میں یہ ہے کہ آپ تمام اولیاء اولین و آخرین سے افضل ہیں۔ اور اس افضلیّت کو آپ نے استدلال و استنباط سے ثابت فرمایا۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں: وہ مسلک جو ہمارے نزدیک محقّق ہے اور بشہادت اولیاء و شہادت سیّدنا خضر علیہ السلام و بمرویات اکابر ائمہ کرام ثابت ہے یہی ہے کہ باستثناء جنکی افضلیّت منصوص ہے جیسے جملہ صحابہ کرام و بعض اکابر تابعین، خواہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوں، خواہ حضور سے متقدم ہوں، اگرچہ وہ خود حضور کے مشائخ ہیں، اور جو حضور کے بعد ہیں۔۔

حضور سرکار غَوثیّت مدار بلا استثنا ان سب سے اعلیٰ و اکمل و افضل ہیں، اور حضور کے بعد جتنے اکابر ہوئے اور تا زمانہ سیّدنا امام مہدی ہوں گے کسی سلسلہ کے ہوں یا سلسلہ سے جدا افراد ہوں غَوث، قُطب، امامین، اَوتاد اربعہ، بُدَلائے سبعہ، ابدالِ سبعین، نقُبا، نُجبا، ہر دور کے عظماء، کُبرا سب حضور سے مستفیض اور حضور کے فیض سے کامل و مکمل ہیں۔ (فتاوی رضویہ، جلد 28، صفحہ 362)

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: سیّدنا امام حَسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضورِ پُرنور محی الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ والدین ابو محمد ولیُّ الاولیاء، امامُ الافراد، غَوثُ الاغواث، غَوثُ الثّقلَین، غَوث الکل، غوثِ اعظم سیّدی شیخ عبد القادر حَسنی حُسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور تا ظہورِ سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مرتبہ عظمیٰ اسی سرکارِ غَوثیّت مآب کے لئے رہے گا۔ حضرتِ رفاعی اور ان کے امثال قبل و بعد کے قُطبوں کو حضور پر تفضیل دینی ہوسِ باطل و نقصانِ دینی ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(فتاوی رضویہ، جلد 28، صفحہ 373)

ڈاکٹر صاحب کی تضاد بیانی

چلیے، بالفرض اگر ہم ڈاکٹر صاحب کے اس اصرار کو تسلیم کر لیں "افضلیّت صرف اور صرف

صریح دلیلِ سمعی (قرآن وحدیث) سے ہی ثابت ہوتی ہے"، تو پھر ڈاکٹر صاحب کو اپنے اس اُصول پر قائم رہنا چاہیے تھا۔ مگر العجب ثُمَّ العجب! ڈاکٹر صاحب جب اپنے پسندیدہ سلسلے (سلسلہ شاذلیہ) کے بانی، حضور غَوث زماں حضرت سیّدنا شیخ امام ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کی انفرادیت اور تمام اَقطاب پر ان کی افضلیّت و استثناء بیان کرنے بیٹھتے ہیں، تو اپنے ہی بنائے ہوئے اُصولوں کی دھجیاں اُڑا دیتے ہیں۔

چنانچہ ڈاکٹر موصوف نے پہلے ایک باب باندھا کہ: "فوت شُدہ ولی کے تکوینی اختیارات زندہ ولی کی طرف منتقل کر دیئے جاتے ہیں" (صفحہ 368)

اس سے موصوف کا مقصد یہ ہے کہ کوئی بھی غَوث ہو، چاہے حضور سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہی کیوں نہ ہوں، وِصال کے بعد ان کے تکوینی اختیارات دوسرے زندہ ولی کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں لیکن چونکہ موصوف نے سارا زور اس پر لگایا کہ قیامت تک غَوث سلسلہ شاذلیہ سے ہوں گے اور امام شاذلی رضی اللہ عنہ کی دعا کی برکت سے ہوں گے! تو اس پر یہ سوال ہوتا ہے کہ آپ تو یہ کہہ رہے تھے کہ فوت شُدہ ولی کے اختیارات ختم ہو جاتے ہیں (یا منتقل ہو جاتے ہیں)، تو پھر امام شاذلی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے اب کیوں اگلا غَوث بنتا ہے، حالانکہ وہ بھی وِصال فرما چکے ہیں؟!

اس پر موصوف لکھتے ہیں:

"ہاں، البتہ اس بات سے صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم مستثنیٰ ہوں گے کہ ان کی خیریت اور افضلیّت پر نصوص ہیں، نیز اسی طرح وہ ولی بھی اس سے مستثنیٰ ہوں گے جو اپنے بعد آنے والے اغواث کے لیے غَوثیّت کا سبب ہوں اور ان کے لیے باپ کی حیثیت رکھتے ہوں؛ جیسے قُطب الاَقطاب سیّدنا امام ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کہ اب قیامت تک جتنے غَوث ہوں گے، وہ سب آپ ہی کی طریقت پر چل کر مرتبہ غَوثیّت پائیں گے۔" (صفحہ 369)

یعنی صحابہ و تابعین کی افضلیّت تو منصوص ہے، لیکن بعد میں آنے والے غَوث حضرت امام ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ بھی اس استثناء کے حکم میں داخل ہو کر اس افضلیّت میں شامل ہیں!

﴿اہلِ انصاف سے ایک سیدھا سوال﴾

ہم ڈاکٹر صاحب اور ان کے ہمنواؤں سے دست بستہ التجا کرتے ہیں کہ انصاف کا دامن تھام کر بتایئے: کیا سرکار امام شاذلی رضی اللہ عنہ اور ان کے سلسلہ کی اس اِنفرادیت یا افضلیّت کے لیے پیش کیے گئے اس استثناء کی کوئی ایک دلیل بھی "دلیلِ سمعی" (یعنی قرآن کی آیت یا صریح حدیث) سے ثابت ہے؟

ہر گز نہیں! بلکہ ڈاکٹر صاحب نے سرکار سیّدنا امام شاذلی رضی اللہ عنہ کی افضلیّت اور دیگر اولیاء سے استثناء ثابت کرنے کے لیے ایک بلا سند دعا کا سہارا لیا لیکن اپنے اس دعویٰ استثناء کے لیے دلیل سمعی کا مطالبہ یاد نہ رہا۔

ہمارا قاطع نزاع مطالبہ ﴾ خدارا! اہلِ انصاف اپنے ایمان سے بتائیں کہ یہ استثناء کون سی دلیلِ سمعی (قرآن کی آیت یا حدیثِ رسول علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) سے ثابت ہے؟ غوث پاک کی افضلیّت کے خلاف تو آپ دلیلِ سمعی کا راگ الاپیں، اور اپنے امام (سرکار سیّدنا غوث زماں حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا) کی افضلیّت واستثناء ثابت کرنے کے لیے ایک بلا سند دعا کو حُجّت مان لیں؟

اگر افضلیّت کا معیار صرف قرآن وحدیث ہے، تو کیا یہ اُصول صرف سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات اور ان کے سلسلے کے لیے ہی خاص ہے؟ یا تمام اولیاء اور ان کے سلاسل کے لیے بھی یہی معیار ہے؟

اگر سب کے لیے یہی معیار ہے تو پھر سلسلہ شاذلیہ کے لیے یہ معیار کیوں نہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ کوئی علمی تحقیق نہیں، بلکہ محض نفس پرستی اور سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی مسلمہ شان کو گھٹانے کے لیے کی گئی خود ساختہ اور متضاد تشریح ہے۔

ہم ڈاکٹر صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اپنے ہی قائم کردہ اُصول کے تحت مرتے دم تک اس سوال کا جواب دیں اور ادھر ادھر کی گول مول باتیں کرنے کے بجائے اپنے اس "دعویٰ استثناء" جس میں سیّدنا امام شاذلی رضی اللہ عنہ کا استثناء ثابت کیا گیا ہے اس پر

یاتو قرآن مجید کی کوئی صریح آیت پیش کریں۔

یااحادیثِ مبارکہ سے کوئی صریح نص لائیں۔

تیسری کوئی بھی بات قابلِ قبول نہیں ہوگی!

﴿قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾

ترجمہ: تم فرماؤ، پیش کرو اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔

سیّدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کی تمام اولیاء پر سیادت و سرداری پر تو اولیاءِ اُمّت کا اجماع ہوا، جس پر تاریخ گواہ ہے کہ جب آپ نے فرمایا "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللهِ" تو مشرق و مغرب کے اولیاء نے اپنی گردنیں جھکا دیں مگر ڈاکٹر صاحب من مانی تاویلات کر رہے ہیں۔ یہ ان کا بغضِ قادریت نہیں تو اور کیا ہے؟

اس پہ یہ قہر کہ اب چند مخالف تیرے — چاہتے ہیں کہ گھٹا دیں کہیں پایہ تیرا

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے — یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

﴿حضور غوثِ اعظم کی افضلیّت کے لیے نص (قرآن وحدیث) طلب کرنا﴾

ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں: افضلیّت کا مدار نصِ شرعی یعنی قرآن مجید یا حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصوص پر ہے۔ اور اس سلسلے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درجات و مراتب کے حوالے سے تو احادیث ملتی ہیں مگر ان کے بعد کے اولیاء کے مابین تفاضل کے حوالے سے کوئی صحیح مستند روایت نہیں ملتی سوائے امام مہدی رضی اللہ عنہ کے۔ (صفحہ 409)

اس کے جواب سے قبل ڈاکٹر موصوف کی ایک عبارت قارئین کی نذر ہے، موصوف لکھتے ہیں: سیّدنا امام مہدی جو آخر زمانے میں پیدا ہونگے ان کا ولایت میں رتبہ ایسا ہی ہوگا جیسے سیّدنا امام ابو الحسن علی شاذلی کا ہے (صفحہ 660)

کیا ڈاکٹر موصوف مرتبے کی اس برابری کو قرآن وحدیث کی نصوص میں دکھا سکتے ہیں؟

اب ہم ڈاکٹر موصوف کا جواب دیتے ہیں۔

پہلی بات افضلیّت کا اثبات صرف نصوص شرعی سے ہی ہوتا ہے؟ مطلقاً درست نہیں کیونکہ امام اہلسنت کی اس پر پوری تحقیق ہے کہ افضلیّت کے اثبات کے دو طریقے ہیں۔

دوسری بات سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ دَورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں بظاہر موجود ہی نہ تھے کہ ان کی افضلیّت پر قرآن نازل ہوتا یا براہ راست حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم بتخصیصِ نام افضلیّت میں حدیث ارشاد فرماتے۔ (اگرچہ عدم ذِکر، ذکرِ عدم نہیں)

تیسری اور اہم بات حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی افضلیّت کے لیے براہ راست نص، یعنی قرآن وحدیث طلب کرنا ایک ایسا سوال ہے جو کوئی سوجھ بوجھ سے عاری شخص ہی کر سکتا ہے۔

یہ مطالبہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ "امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ امامِ اعظم ہیں، اس پر قرآن وحدیث پیش کریں" یا "امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب أصحُّ الکُتُب (سب سے صحیح کتاب) ہے، اس پر قرآن وحدیث سے نص لائیں!" وغیرہ وغیرہ۔

ظاہر ہے ایسا مطالبہ لغو ہے، اس لیے کہ دین کے ہر معاملے میں جگہ جگہ قرآن و حدیث کی صریح نص کا مطالبہ کرنا درست نہیں ہوتا، بلکہ ہر بات کو اس کے متعلقہ فن کے اصولوں کے تحت پرکھا جاتا ہے مثلاً حدیث شریف کے کسی راوی کی عدالت اور ثقاہت (سچے ہونے) کو جانچنے کے لیے قرآن و حدیث کی نص تو طلب نہیں کی جائے گی؟ ظاہر ہے کہ اس کے لیے اسی فن (اسماءِ رجال) کے ماہرین کی رائے معتبر ہو گی۔

اسی طرح لُغتِ عرب میں کسی لفظ کے مثلاً منصرف و غیر منصرف ہونے میں ماہرینِ نحو (نحاۃ) کی رائے ہی معتبر مانی جائے گی۔

حاصلِ کلام (نتیجہ) بالکل اسی اُصول کے تحت، حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی

افضلیّت کا معاملہ بھی ایک خالصتاً روحانی، باطنی اور تصوّف کا مسئلہ ہے۔ تصوّف کی تھوڑی بہت سوجھ بوجھ رکھنے والا ایک مبتدی بھی جانتا ہے کہ یہ مسئلہ بابِ وِلایت سے ہے۔ چونکہ اس کا تعلق باطنی کمالات سے ہے، لہٰذا اس کے بارے میں علماءِ باطن، صوفیاء اور اولیاءِ کرام کے فرامین ہی دلیل کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس فن میں انہی کی رائے معتبر ہوگی۔

اولیاءِ کرام کی گواہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دو کامل ولی حضرت سیّدنا احمد بن ابو بکر حریمی و حضرت سیّدنا ابو عمرو عثمان صریفینی رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا: واللہ ما أظهرَ اللہ تعالیٰ ولَا يَظهرُ إلى الوُجود مثل الشّيخ محی الدّين عبد القادر رضی اللہ عنہ۔

یعنی، خُدا کی قسم، اللہ تعالیٰ نے حضور سیّدنا محیُ الدین عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ جیسا (ولی) اس عالمِ وجود میں نہ ظاہر (پیدا) کیا ہے اور نہ ظاہر (پیدا) کرے گا۔ (بهجة الأسرار، صفحہ 57)

مطلب آپ جیسا کوئی ولی نہ ہوا ہے نہ ہوگا تو آپ ہی سب سے افضل ہوئے۔

امام جلیل مُحدّثِ کبیر حضرت ملّا علی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: روی عن الشّيخ الكبير العارف باللہ الشهير الشّيخ الرّفاعی قُدّس سرّہ العزيز أنه قال: الشّيخ عبد القادر بحر الشريعة عن يَمينه وبحرُ الحقيقة عن يَسارِہ ومِن أيّهما شَاء اغترفَ الشّيخ عبد القادر لا ثَانی له فی عصرنا هذا۔

(نزهة الخاطر الفاطر، صفحہ 78)

یعنی، مشہور عارف باللہ شیخ کبیر حضرت سیّدنا احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا شیخ عبد القادر وہ ہستی ہیں جن کے دائیں ہاتھ میں شریعت کا سمندر ہے اور بائیں ہاتھ میں حقیقت و معرفت کا سمندر ہے، آپ جس سے چاہیں سیراب ہوں، ہمارے اس زمانے میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا کوئی ثانی نہیں۔

نکتہ فی عَصرِنَا (ہمارے زمانے میں) یعنی سیّدنا رفاعی نے جس وقت یہ ارشاد فرمایا تو اس وقت کا بتا رہے ہیں کہ میں نے اپنے زمانے میں آپکا کوئی ثانی نہ دیکھا۔۔۔ بعد کی نفی نہیں۔ اور ابھی اوپر گذرا کہ

اللہ پاک نے اس دنیا میں عبد القادر جیسا ولی پیدا کیا اور نہ کریگا۔

اس فرمان میں بعد کی بھی وضاحت آگئی۔

حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کی گواہی قُطب وقت حضرت شیخ ابو القاسم البصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب میں نے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کی زیارت کی تو میں نے ان سے پوچھا: فهَل لِهؤلاء الأحْبَابِ رَجلٌ، فَرْدٌ فی کلّ وقت یَرجعون إلی أمره، ومن هوفی وقتنا هذا؟

یعنی، کیا احبابِ وِلایت کے لیے کوئی شخص ہے جو "فردیّت" کا حامل ہو اور اولیاء کرام ہر وقت اپنے معاملات میں ان سے رجوع کرتے ہوں؟ اور ہمارے اس دور میں وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے کہا مجھے شیخ عبد القادر کے مقام کے بارے میں بتائیں۔ آپ نے فرمایا: هو فرد الأحباب وقُطبُ الأولیاء فی هذا الوقتِ، وما أوصل الله تعالی وَلِیاً إلی مقام، إلا وکان الشّیخ عبد القادر أعلاه ولا سَقا الله حبیباً کأساً من حبه، إلا وکان الشّیخ عبد القادر أهناه، ولا وهب الله لمقرّب حالاً إلا وکان الشّیخ عبد القادر أجلّه، وقد أودَعه الله تعالی سِرّاً مِن أسرارِه سبق به جمهور الأولیاء، وما اتخذ الله ولیاً کان أو یکونُ إلّا وهو متأدّب معه إلی یوم القیمة۔ رضی الله عنه وعنهم أجمعین

یعنی، وہ فردُ الاحباب اور اس وقت قُطب الاولیاء ہیں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جس ولی کو کسی مقام تک پہنچایا، شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کا مقام اس سے اعلیٰ ہے، اور جس پیارے کو اپنی محبت کا جام پلایا شیخ عبد القادر کے لئے اس سے بڑھ کر خوشگوار جام ہے اور جس مقرّب کو کوئی حال و مقام عطا فرمایا، شیخ عبد القادر کا مقام اس سے بڑا ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے اسرار میں سے خاص راز ان میں رکھا ہے اس لئے ان کو تمام ولیوں پر سبقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے ولی بنائے یا بنائے گا وہ سب قیامت تک شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ادب کریں گے۔ (بهجة الأسرار، صفحہ 326)

خواجہ خضر علیہ السّلام کے فرمان کا خلاصہ

حضرت سیّدنا خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جس ولی کو کسی مقام تک پہنچایا، حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کا مقام اس سے اعلیٰ ہے، اور جس مقرب کو کوئی حال عطا فرمایا شیخ عبد القادر کا حال اس سے بڑا ہے، ان کو تمام ولیوں پر سبقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے ولی بنائے یا بنائے گا وہ سب قیامت تک شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ادب کریں گے۔

اس فرمانِ عالی شان سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کائنات میں جس ولیِ کامل کو بھی کوئی منصب، روحانی مرتبہ، باطنی حال یا فتحِ غیبی عطا فرمائی، حضور غوثِ اعظم سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ ان سب سے اعلیٰ، اکرم اور افضل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر وہ ولی جو آپ سے پہلے جلوہ گر ہوا، یا آپ کے دَورِ مسعود میں تھا، یا آپ کے بعد تشریف لایا، الغرض قیامت کی دیوار تک جتنے بھی اولیاء اللہ آئیں گے، وہ سب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے منصبِ جلیلہ کی رفعت کے سبب آپ کا غایت درجہ احترام کرتے ہیں..... مگر حیرت و صد افسوس کہ "ڈاکٹر موصوف" نہ جانے کس باطنی محرومی کا شکار ہو کر آپ کے اس مسلّمہ اور اعلیٰ مقام کا انکار کر بیٹھے اور فاسد تاویلیں پیش کیں۔

اولیاءِ کرام کا عالمگیر اِجماع

جیسا کہ سابقہ صفحات پر مفصّل ذکر ہو چکا کہ جب سرکارِ غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اِذنِ الٰہی سے یہ تاریخ ساز اعلان فرمایا کہ: قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ (میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے)

تو اس پُر نور گھڑی میں روئے زمین پر موجود 313 اولیاءِ کاملین نے بلا چون وچرا اپنی گردنیں جھکا دیں۔

اور اس ظاہری مجلسِ پاک میں موجود اولیاء کرام کے ساتھ ساتھ "رجالِ غیب" نے بھی سرِ تسلیم خم کیا، "اولیاءِ جنات" نے بھی گردنیں جھکائیں اور جو اولیاءِ عظام اس دنیا سے رُخصت ہو چکے تھے یا

جو قیامت تک بزمِ ہستی میں آنے والے تھے، ان سب کی "ارواحِ مقدّسہ" نے عالمِ ارواح سے بارگاہِ غوثیّت میں حاضر ہو کر سرِ تسلیم خم کیا۔

الغرض! کائنات کی تاریخ میں اولیاء کا ایسا عظیم الشان اور عالمگیر "اجماع" قائم ہوا جس میں سب نے یک زبان ہو کر یہ تسلیم کیا کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی تمام اولیاءِ متقدّمین (پہلے آنے والے) اور متأخّرین (بعد میں آنے والے) کے بلاشرکتِ غیر سردار ہیں۔

یہی سبب ہے کہ کائنات کے کسی حقیقی ولی نے نہ تو آج تک حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اس عالمگیر سرداری اور "غوثیّتِ کبریٰ" سے انحراف کیا ہے، اور نہ ہی قیامت تک کوئی صاحبِ وِلایت اس کا انکار کرنے کی جرات کرے گا۔

﴿لفظِ قُطب الاولیاء فی "ھٰذا الوقت" پر اشکال﴾

ڈاکٹر موصوف نے بھی یہی اشکال کیا کہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے جب سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی (حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ) کی شان بیان فرمائی تو آپ نے فرمایا" وھو قُطبُ الأولیاء فی ھذا الوقت" یعنی شیخ عبد القادر جیلانی اس وقت کے قُطب ہیں، معلوم ہوا آپ ہر زمانے کے قُطب نہیں اس لئے آپ سب اولیاء کے سردار نہیں۔

نوٹ﴾ ہم پہلے ہی وضاحت کر چکے کہ "فی ھٰذا الوَقتِ" فرمایا نا کہ "لھذا الوَقت" یعنی "لام" لتوقیت ولتحدید نہیں! اور "فی ھذا الوقت" کیوں فرمایا؟

چنانچہ اس اشکال کا جواب شیخ مُحقّق حضرت شیخ عبد الحق مُحدّث دہلوی علیہ الرحمہ جیسے عاشق کہ جن کے قُلوب اولیاء کی محبت سے روشن ہوں، بہتر دے سکتے ہیں اور جب ادب و عشق ہو پھر ایسے ہی جواب اِلقاء ہوتے ہیں۔

اگرچہ حضرت شیخ مُحقّق نے "اخبارُ الاَخیار" میں سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی مختصر سیرت میں لکھا تھا کہ یہ صرف وقت کے اولیاء کے لئے ہے، مگر جب آپ نے زبدۃُ الآثار میں تفصیلاً سرکار غوثِ

اعظم کی شان لکھی تو آپ نے ثابت فرمایا کہ آپکا قدم اوّلین و آخرین اولیاء کی گردن پر ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: فلا يكونُ المرادُ منه التخصيصَ والحصرَ بل اكتفاء بالمقصودِ وابتناء على العُرف، فإن أكثرَما يقالُ في العُرف في مقامِ المَدح هو أفضلُ العَصرِ وأكملُ الدّهرِ وجيّدُ زمانِه فريداً، وأنه بناء على وجود فيه وتعلّق الغرضُ به فقط، فإن الغرض من إظهار تفضيله غالبًا هو التّحريصُ للسّا لكين والطّالبين من أهلِ العصرِ على التزام أتباعِه والاستفاضةِ به والاستسعاد بسَعَادةِ صُحبتهِ ومحبتهِ، ولذا صرّح الخضر عليه السّلام بعلوِّ رُتبتِه على جَميعِ الأولياء في مقام بيان تفاوُت مراتِبهم والسّؤال عن تفاضلهم.

والذي يدلُّ على أن تقييد الأفضلية بأهل العصر ليس للتّخصيص والحَصرِ، بل هو قيدٌ اتفاقيٌ، ما رَوينا من الخضر عليه السلام في حكاية الشّيخ أبي القاسم، فإنه قال أولًا: هو فردُ الأحباب وقُطبُ الأولياء في هذا الوقت، ثم قال: وما اتخذ الله وليًا كان أو يكون إلا هو متأدّب مع الله في سرّه مع الشيخ عبد القادر إلى يَومِ القيامةِ، وإلا لتناقض كلامه.

یعنی،(خواجہ خضر علیہ السلام کا غوث پاک رضی اللہ عنہ کو اپنے زمانے کا قُطب کہنا یا پھر اپنے زمانے میں افضل کہنا) اس سے مراد اُسی زمانے کے لوگوں کے ساتھ تخصیص یا انحصار کرنا نہیں ہوتا، بلکہ یہ مقصود پر اکتفا کرنے اور عُرف (عام بول چال کے طریقے) پر مبنی ہوتا ہے۔ کیونکہ عُرف عام میں تعریف و مدح کے مقام پر عام طور پر یہی کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے عصر (زمانے) کے سب سے افضل، اپنے وقت کے سب سے کامل، اپنے زمانے کے عمدہ اور یکتا ہیں۔ اور یہ (تعبیر) صرف اس شخصیت میں پائے جانے والے اوصاف اور اس سے متعلقہ مقصد کی وجہ سے ہوتی ہے۔ کیونکہ کسی کی افضلیّت ظاہر کرنے کا مقصد اس زمانے کے سالکین اور طالبین کو اس بات پر ابھارنا ہوتا ہے کہ وہ لازمًا اس کی پیروی کریں، اس سے فیض حاصل کریں، اور اس کی صحبت و محبت کی سعادت سے فیضیاب ہوں۔ اسی لیے حضرت خضر (علیہ السلام) نے اولیاء کرام کے مراتب کے فرق کے بیان اور ان کی باہمی فضیلت کے سوال کے مقام پر، تمام اولیاء پر

آپ (غوثِ اعظم) کے رُتبے کی بلندی کی واضح صراحت فرمائی ہے۔

اور جو چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ افضلیّت کو "اہلِ عصر" کے ساتھ مُقیّد کرنا تخصیص اور حصر کے لیے نہیں ہے، بلکہ یہ ایک قیدِ اتفاقی ہے، وہ حضرت خضر علیہ السلام سے مروی وہ روایت ہے جو شیخ ابو القاسم کی حکایت میں ہے کیونکہ انہوں (حضرت خضر علیہ السلام) نے پہلے تو یہ فرمایا کہ: وہ (غوثِ اعظم) اس وقت فردُ الافراد اور اولیاء کے قُطب ہیں، پھر (اس کے فوراً بعد) فرمایا: اللہ نے کوئی ایسا ولی نہیں بنایا جو (پہلے) گزرا ہو یا (آئندہ) ہونے والا ہو، مگر وہ اپنے باطن میں اللہ کے حضور شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ قیامت کے دن تک باادب رہنے والا ہے۔ اور ورنہ (اگر مراد صرف ان کے اپنے زمانے تک محدود ہونا لیا جائے تو) ان کا کلام آپس میں متناقض (اُلٹ) ہو جائے گا۔

﴿آسان تشریح کلامِ شیخ مُحقّق﴾

شیخ مُحقّق اس عبارت میں فرماتے ہیں کہ خواجہ خضر علیہ السلام نے (غَوث پاک کے لیے) "وھو قُطبُ الأولیاء فی ھٰذا الوَقت" کہ غَوث پاک اس وقت قُطب الاَولیاء ہیں؟ یہ کیوں فرمایا؟

فرماتے ہیں: اس کی ایک خاص وجہ ہے، اور وہ یہ کہ عرف عام میں جب بھی کسی کی دل کھول کر تعریف کرنی ہو، تو عام طور پر الفاظ یہی استعمال کیے جاتے ہیں کہ "یہ اپنے دَور کے کامل ترین انسان ہیں" یا "اپنے وقت کے یکتا ہیں"۔ اس طرح کہنے کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ اس موجودہ زمانے کے لوگوں، طالبوں اور مریدوں کو (ان کی طرف) متوجہ کیا جائے۔ اس لیے ان کے سامنے کہا جاتا ہے کہ "یہ تمہارے دَور کے سب سے بڑے بزرگ ہیں"، تاکہ لوگ شوق سے ان کی طرف دوڑیں، ان کی صحبت اختیار کریں، ان کی پیروی کریں اور ان سے فیض پائیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ "ھٰذا الْوقتِ" (یعنی اس وقت کے قُطب) کی یہ قید، قیدِ اتفاقی ہے قید احترازی نہیں۔

علمی نکتہ قیدِ اتفاقی اس وصف یا شرط کو کہتے ہیں جس کے بغیر بھی جملہ یا عبارت اپنے مفہوم میں مکمل اور واضح ہو، اور اس کا ہونا یا نہ ہونا اصل معنی پر اثر انداز نہ ہو؛ جیسے کہا جائے فلاں بزرگ اچھا ولی ہے، اس میں "اچھا" قید اتفاقی ہے، کیونکہ اگر نہ بھی کہیں تو ولی اچھا ہی ہوتا ہے۔ وہ قید صرف اس ولی کی تکریم، شان بڑھانے اور لوگوں کے دلوں میں انسیت پیدا کرنے کے لیے لگائی جاتی ہے۔

اسی طریقے سے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے لیے خواجہ خضر علیہ السلام کے ارشاد میں "قُطبُ الأولیاءِ فی ھٰذا الوقت" کی قید بھی اتفاقی ہے۔ اگر آپ یہ قید نہ بھی لگاتے تو جملہ پورا تھا کہ "وہ قُطب الاولیاء ہیں"۔ چنانچہ "الوقت" یعنی اس وقت فرمانا صرف عرف کے اعتبار سے تھا، جیسا کہ عرف میں دستور ہے کہ جب کسی بزرگ کی تعریف کرنی ہو تو کہتے ہیں کہ آج کے دَور میں اگر کوئی بزرگ ہے تو وہ فلاں ہے، تاکہ طالبین راہ طریقت ان کی طرف متوجہ ہوں۔

لہٰذا، خواجہ خضر علیہ السّلام نے "ھٰذا الوقتِ" کی قید اتفاقاً لگائی، یہ تخصیص اور حصر کے لیے ہر گز نہیں ہے کہ آپ صرف اپنے وقت میں قُطب الاولیاء تھے اور بعد میں نہیں۔۔۔۔ کیوں؟

اس لیے کہ اگر اس قید (ھٰذا الوقتِ) کی وجہ سے سرکار غَوث پاک رضی اللہ عنہ کی قُطبیّت کو صرف ان کے اپنے زمانے کے لیے خاص کر دیا جائے، تو خواجہ خضر علیہ السلام کے اپنے فرمان میں تناقض (تضاد) آجائے گا۔

وہ اس طرح کہ خواجہ خضر علیہ السلام نے پہلے تو یہ فرمایا: قُطبُ الأولیاء فی ھٰذا الوقتِ (کہ وہی اس وقت تمام اولیاء کے قُطب ہیں)۔

اور پھر فوراً آگے فرمایا: ما اتّخذَ اللہُ ولیًّا کانَ أو یکُوْنُ، وَھُوَ مَتأَدِّب مَعَہٗ إلی یومِ القِیَامۃ.

یعنی، اور اللہ نے کوئی ایسا ولی بنایا ہی نہیں اور نہ آئندہ بنائے گا مگر وہ قیامت تک آپ کے ساتھ مؤدّب ہو گا)۔ یعنی وہ آپ کے اعلیٰ مقام کی وجہ سے آپ کے سامنے سراپا ادب ہو گا۔

اس عبارت کے تناظر میں "کلام کے متناقض" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم حضرت خضر علیہ

السلام کی بات کا صرف یہ مطلب لیں کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ صرف اپنے زمانے میں قُطب الاولیاء تھے اور بعد میں یہ مرتبہ آپ کے پاس نہیں ہو گا، تو ان کی اپنی ہی دو باتیں آپس میں ٹکرا جائیں گی۔

پہلی بات: "غوثِ اعظم اس وقت اولیاء کے قُطب ہیں۔" (جس سے بظاہر لگتا ہے کہ فضیلت صرف اسی ایک زمانے تک محدود ہے)۔

دوسری بات: "اللہ نے کائنات میں پہلے یا آنے والا کوئی ایسا ولی نہیں بنایا جو قیامت تک غوثِ اعظم کے سامنے باادب نہ ہو۔" (آپ کی افضلیّت کو مان کر ادب نہ کرتا ہو)

حضرت شیخ محقّق علیہ الرحمہ یہی سمجھا رہے ہیں کہ اگر ہم خواجہ خضر علیہ السلام کے پہلے ارشاد کا یہ مطلب نکالیں کہ غوثِ اعظم صرف اپنے زمانے کے اولیاء سے افضل تھے، تو ان کی دوسری عظیم بات (کہ کوئی ایسا ولی ہوا ہے نہ ہو گا جو آپ کے مقام عالیہ کی وجہ سے آپ کے سامنے مؤدّب نہ ہو) غلط ثابت ہو جائے گا، اور حضرت خضر علیہ السلام کا اپنا کلام آپس میں متناقض ہو جائے گا۔۔۔ اور یہ درست نہیں!

﴿ڈاکٹر موصوف کا اس عبارت پر اشکال﴾

موصوف لکھتے ہیں: (خواجہ خضر علیہ السلام کا) آخری جملہ "وہ آپ کا ادب کرے گا قیامت تک" مستقبل سے متعلق ہے مگر اس جملے میں افضلیّت کا ذِکر نہیں کیا گیا بلکہ کہا گیا کہ قیامت تک اولیاء آپ کا ادب کرتے رہیں گے۔ اور یہ بات بالکل صحیح ہے کہ تمام اولیاء آپ کا ادب کرتے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے کیونکہ اللہ تعالی نے آپ کو نہ صرف قُطبیّت و فردیّت پر فائز فرمایا بلکہ ظہور کا حکم بھی دیا جیسا کہ بعض دیگر اولیاء کو بھی یہی مرتبہ عطا فرمایا کہ وہ اپنے زمانے میں قُطبیّت و فردیّت پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ ظاہر بھی ہوئے۔ (صفحہ ۴۴۸)

جواب پہلی بات: ڈاکٹر موصوف نے حسبِ عادت یہاں بھی سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرنے میں دہرا معیار استعمال کیا اور آپ کی افضلیّت کا نہ صرف صریح انکار کیا، بلکہ آپ کی قُطبیّت کو دیگر اولیاء کرام کی طرح ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی! یعنی جیسے دوسرے قُطب ہیں، ویسے

ہی غوث پاک رضی اللہ عنہ قُطب ہیں؛ ان کی قُطبیّت و مقام میں کوئی فرق نہیں!

موصوف نے پہلے لکھا: "بلاشبہ تمام اولیاء آپ کا ادب کرتے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے کیونکہ آپ اپنے زمانے میں قُطبیّت پر نہ صرف فائز تھے بلکہ آپ کو اس قُطبیّت کو ظاہر کرنے کا حکم بھی دیا گیا۔"

پھر فوراً ہی خیال آیا کہ کہیں اس سے کوئی سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی افضلیّت نہ سمجھ لے! تو اگلی ہی عبارت میں لکھ دیا کہ (یہ کوئی غوث پاک کی خصوصیت نہیں، کیونکہ) بعض دیگر اولیاء کو بھی یہی مرتبہ عطا ہوا کہ وہ قُطبیّت پر فائز ہونے کے ساتھ ظاہر بھی ہوئے۔

آپ نے دیکھا کہ موصوف کو کسی بھی طرح سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی کوئی خصوصی شان اور انفرادیت منظور ہی نہیں!

دوسری بات: چلو، شکر ہے کہ موصوف نے کم از کم غوث پاک کے ادب کو قیامت تک تسلیم کیا اور قُطبیّت و فردیت کو بھی مانا (اگرچہ اور معنی میں)، لیکن سیّدنا خضر علیہ السلام کے صریح فرمان سے افضلیّت کا صاف انکار کر دیا کہ یہ تو صرف (عام) ادب کے لیے ہے!

یعنی ڈاکٹر صاحب کسی بھی طرح سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی افضلیّت ماننے کے لیے تیار نہیں!

خدا کی پناہ!

ارے ڈاکٹر صاحب! سیّدنا خواجہ خضر علیہ السلام نے صرف یہی نہیں فرمایا کہ:

"وھو متأدّبٌ معه إلی یومِ القِیَامَةِ"

یعنی، وہ (یعنی ہر ولی) آپ کا قیامت تک ادب کرے گا۔

بلکہ اس سے قبل ایک اور بھی عظیمُ الشّان جملہ ارشاد فرمایا ہے:

"وما أوصلَ اللہ تعالیٰ ولیّاً إلی مقام إلّا وکان الشّیخ عبد القادر أعلاہ"

یعنی، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جس ولی کو جس بھی مقام تک پہنچایا، لیکن شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ

کا مقام اس سے اعلیٰ وبلند وافضل کیا۔

دیکھیے! پہلے حضرت سیّدنا خواجہ خضر علیہ السلام نے آپ رضی اللہ عنہ کا وہ مقام بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی ولی بنایا، غَوث پاک کے مقام کو اس سے اعلیٰ اور بلند تر کیا (یعنی ہر ولی سے آپ کو افضل قرار دیا)۔

پھر اسی تناظر میں آگے اس کی علّت ووجہ بیان فرمائی اور فرمایا کہ یہ نہ سمجھنا کہ یہ معاملہ صرف اس وقت کے اولیاء تک محدود ہے، بلکہ جو بھی ولی بنایا گیا یا قیامت تک بنایا جائے گا، وہ سب اسی افضلیّت کی وجہ سے ادب کریں گے: وما اتَّخذَ اللہ ولیّاً کَان أو یکُونُ إلا وھو مُتأدِّبٌ معہ إلیٰ یَومِ القِیامۃِ

یعنی، اور اللہ تعالیٰ نے جتنے ولی بنائے یا (مستقبل میں) بنائے گا، وہ سب قیامت تک آپ کا ادب کرتے رہیں گے۔

یہاں علّت اور معلول کا نکتہ انتہائی واضح ہے سیّدنا خضر علیہ السلام کے اس فرمان میں "ادب" معلول (نتیجہ) ہے اور "افضلیّت وعلوِ مقام" علت (وجہ) ہے۔ یعنی تمام اولیاء کا سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے قیامت تک ادب کرنا کوئی اتفاقی امر نہیں، بلکہ اس کی اصل وجہ آپ کی وہ عظیم الشان افضلیّت ہے جس کی گواہی خود خواجہ خضر علیہ السلام نے دی کہ اللہ نے ہر ولی سے آپ کو اعلیٰ و افضل بنایا (إلا أعلاہ)۔

اسی لیے خواجہ خضر علیہ السلام نے "کانَ أو یکُونُ" (جو ولی تھے یا ہوں گے) کے الفاظ ارشاد فرما کر واضح کر دیا کہ ماضی کا کوئی ولی ہو یا مستقبل کا، وہ سب آپ کی اس بے مثال افضلیّت اور مقام کی وجہ سے ہی آپ کا ادب کریں گے! کیونکہ آپ جیسا جامعُ الکمالات ولی نہ ربّ نے پیدا کیا ہے اور نہ کرے گا۔

چنانچہ اسی حقیقت کی تائید کرتے ہوئے عظیم ولی حضرت ابو عمرو عثمان صریفینی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا: واللہ ما أظھرَ اللہُ تعالیٰ ولا یظھرُ إلی الوُجود مثلَ الشَّیخ محیی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ. (بہجۃ الأسرار، صفحہ 58)

یعنی، اللہ پاک کی قسم! اللہ تعالیٰ نے حضور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ جیسا ولی اس

عالمِ وجود میں نہ پیدا کیا ہے اور نہ کرے گا۔

پس معلوم ہوا کہ جو ولی بھی آپ کا ادب کرے گا، وہ آپ کے اسی عظیم الشان مقام اور افضلیّت کی وجہ سے کرے گا! اسی لیے خواجہ خضر علیہ السلام نے اس کی صریح وضاحت فرمائی، وگرنہ ہر ولی اپنی جگہ قابلِ احترام ہے ہی۔ لیکن غوث پاک کے دربار میں تمام اولیاء کا تاحیات ادب کرنا ان کے افضلیّت کی وجہ سے ہے اور یہ اس بات کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ تاجدارِ اولیاء صرف اور صرف غوثِ اعظم ہی ہیں!

﴿ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

﴿اہم نکتہ: اولیاء کے فرامین میں اختلاف﴾

کبھی ہم دیکھتے ہیں کہ کسی ولی یا صوفی یا شیخ کی عبارت سے بظاہر ایسا لگتا ہے کہ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ صرف اپنے زمانے میں بڑے ولی تھے اور کبھی کسی ولی یا صوفی یا شیخ کی عبارت سے معلوم ہوتا کہ آپ جیسا کوئی ولی ہمارے علم میں نہیں۔۔

اور کبھی اولیاء کے ایسے فرامین ملتے ہیں کہ غوث پاک جیسا کوئی ولی نہ تھا نہ ہے اور نہ ہو گا یعنی آپ متقدمین و متاخرین کے سردار ہیں تو یہ تفاوت کیوں؟ چنانچہ اس شُبہ کا جواب شیخ محقّق حضرت شیخ عبد الحق مُحدّث دہلوی علیہ الرحمہ دیتے ہیں کہ: قد ظهرَ ممّا نَقلنَا من الأخبارِ وعبارات المشائخ فی شأنه، بعضُها ظاهرٌ فی تفضيله على أولياءِ عَصرِه مطلقًا، وبعضُها مطلقًا بأنه سيّدُ الأولياء وسندُ الأصفياء وسلطانُ مملكة الوِلاية وواصلُ مرتبةِ النّهاية، من غير بيان لما تقدّم أو تأخّر وتعرض لمن بطن أو ظهرَ.

ولقد وقعَ من بَعضِ المكاشفين سرِّ الوِلاية والواقفين على البِداية والنِّهاية، كالخضرِ وأمثاله، ما هو نصّ فی تَفضيلِه وتفوُّقه على المشائخ المتقدّمِين والمتأخّرين، وتقدّمه من الأوّلينَ والآخرينَ.

یعنی، شیخ محقّق حضرت عبد الحق مُحدّث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

میں نے (اپنی کتاب زبدۃ الآثار میں) بزرگوں کے فرامین اور مشائخ کی عبارات (جو انہوں نے حضور غوث پاک کے متعلق ارشاد فرمائے تھے) کو نقل کیا ہے، ان میں بعض سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ غَوث پاک کو اپنے زمانے کے تمام اولیاء پر مطلقاً فضیلت حاصل تھی (یعنی وہ صرف اپنے زمانے کے شیخ الکل تھے)۔

بعض عبارات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ (وہ صرف اپنے زمانے کے نہیں بلکہ) مطلق طور پر تمام اولیاء کے سردار، برگزیدہ بندوں کے مستند سہارے، مملکتِ وِلایت کے بادشاہ اور انتہا کے مرتبے پر پہنچے ہوئے ہیں؛ بغیر اس وضاحت کے کہ کون پہلے گزرا یا کون بعد میں آیا، اور بغیر کسی ظاہر و باطن کے فرق کے (یعنی ظاہر و باطن کے ہر ولی پر آپ کی افضلیّت ثابت ہے)۔

جبکہ بالتّحقیق وِلایت کے راز سے پردہ اُٹھانے والے (اہلِ مکاشفہ) اور آغاز و انجام سے واقفیت رکھنے والے بزرگوں جیسے کہ حضرت خضر علیہ السلام اور ان جیسے دیگر حضرات سے ایسی باتیں سامنے آئی ہیں جو آپ کی فضیلت، اگلے اور پچھلے تمام مشائخ پر آپ کی برتری، اور اوّلین و آخرین میں آپ کے مقدم (سب سے آگے) ہونے پر بالکل صریح اور قطعی دلیل ہیں۔

ایسے کیوں؟

کشف اور معرفت کا تفاوُت

اس کے جواب میں شیخ محقّق عبد الحق مُحدّث دہلوی علیہ الرحمہ نے کمال باطنی نکتہ بیان فرمایا۔

آپ فرماتے ہیں کہ اگرچہ اور بھی احتمالات ہیں، مگر یہی بات سب سے زیادہ ظاہر اور یقینی ہے کہ: إن ذلك مبنيٌ على تفاوُت مراتبِهم في الكشف عن مقامات الأولياء والاطلاعِ على سرّ الوِلايةِ، فمن نَاظر لا يظهرُ له إلا أحوال مَن عاصَره و رآه فقط، فلا يُحكمُ بالأفضليةِ والمفضوليّةِ إلا لأهلِ عصره، وهٰذا قال بعض المشائخ من أهل عَصرِه رضي الله عنه: ما رأتْ عَينايَ مثل الشَّيخ عبد القادر.

ومن عالم يتعلّق علمه بأحوالِ أهلِ زمانِهم كلِّهم حاضراً وغائباً، ومقاماتهم كُلّا وبعضاً، على وجه الكشف والعيان أو بالدّليلِ والبُرهان، فيخبرُ مُستنداً إلى عِلْمِهِ، مُشعراً بنوع تحاشٍ، كما يظهرُ من كلام الشّيخ الكبير جاكير نَالَ: سيّدى عبد القادر، من تمكّنه فى أحوال القُطبيّة وترقّيه فى مقامَاتِها واستغراقه فى مدارجها، لم ينلْهُ غيرُه من المشائخ فيما نَعلمَ، انتهى.

حتى يُعلمَ أن ليس لأولياء الله القول الفضول مِن غير أن يتبيّنَ لهم برهانٌ قاطعٌ على ذلك، ومن مكاشف يُحيطُ كشفه ويتّصلُ معرفته بأهل العلم شرقاً وغرباً، ماضياً وآتياً، وأولئك هم الكاشفون لستر الولاية، والواقفُون على حدّ القُرب، والسّائرون فى مراتب الوجود، والواصلون منازلَ الشُّهود.

یعنی،(بزرگوں کے اقوال کا اختلاف) اولیاءِ کرام کے مقامات کے انکشاف اور وِلایت کے اسرار پر مطّلع ہونے میں ان کے اپنے مراتب کے فرق پر مبنی ہے۔

پہلا مرتبہ: پس ان میں سے کسی کا کشف (محدود) ہوتا ہے جس پر صرف ان لوگوں کے احوال ظاہر ہوتے ہیں جو ان کے ہم عصر ہوں اور جنہیں اس نے (خود) دیکھا ہو، چنانچہ وہ فضیلت یا کم مرتبے کا فیصلہ بھی صرف انہی لوگوں کے دائرے میں کرتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ کے اپنے زمانے کے بعض مشائخ (رضی اللہ عنہم) نے فرمایا: میری آنکھوں نے شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

دوسرا مرتبہ: ان میں سے کوئی ایسا جاننے والا ہوتا ہے جس کا علم اپنے زمانے کے تمام حاضر و غائب لوگوں کے احوال اور ان کے کُل یا بعض مقامات پر کشف و عیان کے طور پر، یا دلیل و برہان کے ذریعے محیط تو ہوتا ہے؛ چنانچہ وہ اپنے علم کی حد پر بھروسہ کرتے ہوئے بات کرتا ہے، جس سے ایک طرح کی احتیاط اور کلام کو حد میں رکھنے کا احساس ہوتا ہے (یعنی وہ اپنے زمانے سے آگے کی گواہی دینے سے احتیاط برتتا ہے)۔ جیسا کہ شیخ کبیر شیخ جاگیر کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے فرمایا: سیّدی عبد القادر رضی اللہ عنہ نے قُطبیّت کے احوال میں وہ تمکین، اس کے مقامات میں وہ ترقی اور اس کے مدارج میں وہ

استغراق پایا ہے جو ہمارے علم کے مطابق مشائخ میں سے کسی اور کو حاصل نہیں ہوا۔۔۔(یہ نکتہ اس لیے بیان کیا گیا) تاکہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ اللہ کے ولی بغیر کسی قطعی دلیل کے اپنی طرف سے کوئی فضول وزائد یا بغیر تحقیق کے بات نہیں کہتے۔

تیسرا مرتبہ: اور ان میں سے کوئی ایسا کامل صاحبِ کشف ہوتا ہے جس کا کشف (زمانے اور مکان کی قید سے آزاد ہو کر ہر چیز کا) احاطہ کیے ہوئے ہوتا ہے اور اس کی معرفت مشرق و مغرب، اور ماضی و مستقبل کے تمام اہل علم و وِلایت سے متّصل ہوتی ہے؛ اور یہی وہ کبار اولیاء ہیں جنہوں نے وِلایت کا پردہ اٹھایا، جو قُربِ الٰہی کی حدود سے واقف ہوئے، جنہوں نے مراتبِ وُجود کی سیر کی اور جو مشاہدے کی آخری منزلوں تک پہنچے۔

خلاصۂ کلام شیخ محقّق علیہ الرحمہ اس لطیف باطنی نکتے کی تفہیم فرماتے ہیں کہ حضور غَوث پاک رضی اللہ عنہ کا مقامِ وِلایت اپنی جگہ مسلّم اور سب سے اعلیٰ و اَرفع ہے۔ تاہم، جن بزرگوں کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی قُطبیّت صرف آپ کے زمانے کے ساتھ خاص ہے، اور جبکہ دیگر اولیاء نے سب زمانوں میں آپ کی سیادت وقُطبیّتِ عامہ کا قول کیا، ان کے کلام کا یہ تنوُّع دراصل ان کے اپنے اپنے مشاہدۂ باطن، تجلّیاتِ اِلٰہیہ کے نزول اور وسعتِ کشف کے تفاوُت (فرق) کے سبب تھا۔

جس مقدّس ہستی کو بارگاہِ الٰہی سے جتنا باطنی نور اور جتنا وسیع افقِ کشف عطا کیا گیا، انہوں نے اسی نورِ معرفت کے آئینے میں سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت کا مشاہدہ کیا اور اسی کے مطابق کلام فرمایا۔

چنانچہ، کسی بھی ولی کا قول حقیقت سے دُور نہیں، بلکہ ایک اپنے مقامِ مکاشفہ اور حُدودِ معرفت کے دائرے میں بالکل سچا ہے، جبکہ کامل ترین اور محیط کشف کے حامل بزرگوں نے آپ کے مقامِ صدارتِ وِلایت کو قیامت تک کے لیے مطلق اور اَبدی بیان فرمایا ہے۔ یہ تفاوُت کشف و عرفان کے تفاوُت کی وجہ سے ہے، لہٰذا جس پاک ہستی نے باطن میں جتنا ملاحظہ فرمایا، اسی کے مطابق اظہار فرمایا۔

اسی وجہ سے خواجہ خضر علیہ السلام نے آپ کی برتری کا مطلق قول فرمایا۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ جس بزرگ کا جتنا کشف تھا جتنی معرفت تھی اتنا بیان فرمایا اور عظیم کشف و معرفت رکھنے والوں نے جب باطن میں غوث پاک رضی اللہ عنہ کا اعلیٰ مقام دیکھا تو آپ کو زمانے کی قید سے ہٹا کر سب اولیاء کا سردار مانا۔

﴿مُجدِّدِ الف ثانی اور مجدِّدِ دین وملّت سیّدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما﴾

حضرت مُجدِّد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے "اوّلین و آخرین پر بھی قدم ہے" پر ایک سوال و اشکال فرمایا کہ: اولیاء ماتقدم ایں حکم چگونہ مجوز بود کہ شامل اصحابِ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ است کہ بہ یقین از حضرت شیخ افضل اند. و در متأخّر نیز چگونہ متمشی باشد کہ شامل حضرت مہدی است کہ آن سرور عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہِ الصَّلَاۃ وَ السَّلَامُ، بہ قدوم او بشارت دادہ است و امت را بہ وجود او مبشّر ساختہ، اُو را خلیفۃ اللہ فرمودہ (مکتوبات شریف فارسی، حصہ اول، صفحہ 722)

یعنی، اُولیاء متقدمین میں یہ حکم کیسے جائز ہو سکتا ہے جبکہ اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں جو یقیناً حضرت شیخ سے افضل ہیں۔ اور متأخّرین میں یہ کیسے جاری ہو سکتا ہے جبکہ ان میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں جن کے تشریف لانے کی بشارت خود سرورِ کائنات علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسّلام نے دی ہے، اور اُمّت کو ان کے وجود کی خوشخبری سنائی ہے اور انہیں "خلیفۃُ اللہ" فرمایا ہے۔

حضرت مُجدِّد پاک نے ایک اشکال و سوال قائم فرمایا کہ اگر سرکار غوثِ اعظم کے قدم کو متقدّمین اولیاء پر بھی مانا جائے تو پھر اولیاء متقدمین میں صحابہ کرام بھی شامل ہیں، ان پر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا قدم کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ یقیناً وہ آپ سے افضل ہیں؟ اسی طرح متأخّرین میں کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ متأخّرین اولیاء میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ بھی ہیں جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلیفۃ اللہ فرمایا ہے!

﴿جواب از مجدّدِ دین وملّت سیّدی اعلیٰ حضرت﴾

چونکہ یہ ایک مُجدّد کا اشکال وسوال ہے تو چاہیے کہ دوسرے مُجدّد ہی اس کا جواب دیں۔ چنانچہ مجدّدِ دین وملّت سیّدی اعلیٰ حضرت چند اُصول (مثلاً: کلام کو ظاہر پر محمول کرنا ضروری ہے جب تک ظاہر سے پھیرنے والی کوئی دلیل نہ ہو وغیرہ) کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ثَبتَ ذلك فنقولُ: آں چناں کہ ہنگامِ ذکرِ تفاضل امتیازِ فیما بینهم حضراتِ عالیه انبیاء الله علیهم أفضل الصّلاة والسّلام بے تخصیصِ مخصوص اند هم چناں وقتِ ابانتِ تفاوتِ اولیاء الله در درجاتِ خود با حضراتِ صحابه کرام علیهم الرضوان بے استثنا مستثنیٰ باشند، لما ارتکز في عقائد المؤمنین أنهم أفضلُ الأمةِ جمیعاً، و لا یُقاس بهم أحدٌ مِمّن بعدهم. بلکه در رنگِ همیں اکابر اند خیارِ تابعین، قُدِّسَتْ أسرارُهم لاشتهار قوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ.

وقطع می کند شغب را آں چه اِفاده کرد حضرت شیخ شیوخ علماء هند شیخ محقِق مولانا عبدالحق دهلوی أفاض الله علینا من برکاته، ونَفعنا في الدّارَین بعُلومه و إفاداته، که عُرفاً لفظِ اَولیاء الله وهم چناں عُرفاً، وواصلین، وسالکین، ومشائخ، بر ماورائے صحابه و تابعین اطلاق کرده آید، بارہا شنیده باشی که "چنیں و چناں ست مذهبِ صحابه و تابعین و اولیائے امت و علمائے ملّت". اگر چه صحابه و تابعین خود اولیاء و علماء بلکه ساداتِ ایناں بودند.

(اکسیر اعظم مع شرح مجیر معظم صفحہ 199 تا 200، المجمع الاسلامی ہند)

یعنی، جب یہ ثابت ہو گیا تو ہم کہتے ہیں جس طرح اُمّتیوں کے باہم ایک دوسرے سے افضل ہونے کا ذکر ہو تو انبیاءِ کرام علیہم السلام بے تخصیص مخصوص ہوں گے (مثلاً ہم جب یہ کہیں کہ حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں تو مراد سارے صحابہ سے افضل ہیں نہ یہ کہ حضراتِ انبیاء سے بھی افضل ہیں)۔ اسی طرح جب اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے باہمی درجات کے تفاوت کا

بیان ہو تو حضراتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بے استثناء مستثنیٰ رہیں گے۔ (لہذا جب ہم یہ کہتے ہیں کہ غوث پاک سب سے افضل ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام اولیاء سے افضل ہیں نہ یہ کہ صحابۂ کرام سے بھی افضل ہیں)۔ اس لیے کہ مؤمنین کے عقیدے میں یہ بات راسخ ہو چکی ہے کہ صحابۂ کرام تمام امت سے افضل ہیں، اور ان کے بعد کے کسی شخص کو ان پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ ان ہی صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے رنگ میں خیارِ تابعین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین بھی مستثنیٰ رہیں گے اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد مشہور ہے کہ: "سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر وہ لوگ جو میرے زمانے والوں سے متصل ہیں، پھر وہ جو اُن سے متصل ہیں"۔

اور سارا جھگڑا اُس قول سے ختم ہو جاتا ہے جو علمائے ہند کے شیخ الشیوخ، شیخ محقّق مولانا عبد الحق دہلوی (أفاض اللهُ علَينا من برکاتِه، ونفَعَنا في الدَّارَين بعُلومه وإفاداته) نے افادہ فرمایا، اور (شیخ محقّق کا افادہ یہ ہے) کہ "عُرفاً لفظِ اولیاء اللہ، اسی طرح عُرفاء، واصلین، سالکین اور مشائخ کے الفاظ کا اطلاق صحابہ و تابعین کے علاوہ بزرگوں پر ہوتا ہے۔ آپ نے بارہا سنا ہو گا کہ (جب کسی مسئلے پر دلیل دی جاتی ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ) صحابہ اور تابعین اور اولیاءِ امت اور علمائے ملّت کا مذہب (اس بارے میں یہ ہے، یعنی اولیاء کو صحابہ و تابعین سے الگ ذِکر کیا جاتا ہے اس کا مطلب وہ الگ قسم ہے) اگرچہ صحابہ و تابعین خود اولیاء و علماء بلکہ علماء و اولیاء کے سردار تھے۔"

لہذا متقدمین میں سے صحابہ و کبارِ تابعین پر جب عُرفاً "ولی اللہ" کا اطلاق ہی نہیں ہوتا تو لفظ "کُلّ وَلِیِّ اللہ" سے ان حضرات کو خاص کرنے کی ضرورت ہی نہیں اور وہ خود بخود اس سے مستثنیٰ ہیں، لہذا اشکال ختم۔

﴿حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اشکال کا جواب﴾

امام اہلِ سنّت فرماتے ہیں: تفضیل سمعی است، عقل مجرد را بداں راہ نیست فإن المدار مزیة القرب، والعقل لا یهتدي إلى إدراکه من دون مدرك من السمع. وهیچ

دلیلے قائم نشده بر تفضیلِ سیّدنا الإمام بر حضرت سیّدنا الغَوث رضی الله تعالیٰ عنهما. ومَن ادعیٰ فعلیه البیان.....

من فقیر نمی گو یم که مفضولیّت حضرت مهدی مقطوع به است. اما می گو یم و سپیدم میگو یم که تفضیلش بر حضرت غَوثیّت معلوم نیست، پس چگونه نقض کرده شود بر کُلیّت ارشاد مذکور.

و بعد اللّتیا والّتی، غایت ما فی الباب آنست که ما نحن فیه عام مخصوص منه البعض باشد، پس زنهار تخصیص نکرده شود ازو مگر افرادےکه دلیل بر تخصیص آنها قیام پذیرد. و در مابقی بر عموم خود جاری ماند. کما هو القاعدةُ المعروفُة نه آن که از یں تخصیصات قلیله پناه جستن را تخصیصے عظیم از پیش خود بے اقتضائے دلیلے بکار برند.فالحق الحمل علی الظاهر، والإجراء علی العموم، إلاّ ما خُصَّ بدلیل۔

یعنی، کسی کو کسی سے افضل قرار دینے کا معاملہ سمعی، اور کسی نصِ معتبر کے سننے پر موقوف ہے، عقلِ محض کو اس میں دخل نہیں، کیوں کہ افضلیّت کا دار و مدار قُربِ خُداوندی کی خصوصیت پر ہے، اور عقل اس کے اِدراک سے قاصر ہے، جب تک کسی دلیل سمعی کا سہارا نہ ہو۔ اور سیّدنا امام مہدی کے سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں۔ جو ثبوت دلیل کا مدعی ہو دلیل پیش کرے۔

فقیر یہ نہیں کہتا کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا مفضول ہونا قطعی ہے، لیکن میں یہ کہتا ہوں اور صاف کہتا ہوں کہ حضرت غَوثیّتِ پر ان کی تفضیل معلوم نہیں (تو ان کا نام پیش کر کے) حضور غَوث پاک رضی اللہ عنہ کے ارشاد مذکور "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللهِ" کی کُلّیت پر کیوں کر نقص واعتراض وارد کیا جاسکتا ہے۔

فرماتے ہیں: ساری چُنمین و چُناں (یعنی بحث ومباحثہ) کے بعد آخری بات بس یہ کہی جاسکتی ہے کہ ارشادِ مذکور "عام مَخصُوص منه البَعض" ہے (یعنی اس میں عموم ہے مگر بعض افراد خاص کر دیے گئے) تو اس سے

صرف اُن خاص افراد کو خاص کیا جائے گا جن کی تخصیص پر دلیل قائم ہو اور دوسرے سارے افراد میں یہ ارشادِ گرامی اپنے عموم پر جاری رہے گا جیسا کہ قاعدہ معروفہ ہے۔

خلاصۂ کلام سیّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان مُحدِّث بریلی علیہ الرحمہ نے یہاں ایک بات یہ لکھی کہ سیّدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کی غَوث پاک رضی اللہ عنہ پر افضلیّت کے لئے دلیلِ سمعی درکار ہے۔ اگر کسی کے پاس ہے تو اس کا ثبوت دے۔ اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا افضلیّت ثابت کرنے کا طریقہ فقط دلیلِ سمعی ہے جیسا کہ یہاں سیّدی اعلیٰ حضرت نے لکھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ

جی نہیں! اور خود امام اہلسنّت سیّدی اعلیٰ حضرت نے بڑی تفصیل کے ساتھ "مطلع القمرین" میں لکھا ہے کہ افضلیّت ثابت کرنے کے دو طریقے متصوّر ہیں:

یا تو نصوصِ شرعیہ (یعنی دلیلِ سمعی) میں کسی کی نسبت تصریح ہو کہ وہ اکرم و افضل و اعلیٰ و اجمل ہے اور یہ طریقہ تمام طرق سے اَحسن و اَسلم ہے کہ بعد نصِ شارع چُوں و چرا و مداخلتِ عقلِ نارسا کی مجال نہیں رہتی۔۔۔

اور دوسرا طریقہ استدلال و استنباط و تالیفِ مقدمات کا ہے، اس میں دو امر ہیں:

١. ما فیه التفاضل ٢. ما به الأفضلیّت

(مطلع القمرین، صفحہ 102)

یعنی، افضلیّت ثابت کرنے کے دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ جو سب سے اَحسن و اَسلم ہے وہ ہے دلیلِ سمعی سے افضلیّت ثابت کرنا، اور دوسرا طریقہ صریح نص کی بجائے استنباط و استدلال اور ترتیبِ مقدمات سے نتیجہ اخذ کرنا۔ اس دوسرے طریقے میں دو چیزیں ہیں:

١۔ ما فیه التَّفاضُل یعنی وہ چیز افضل اور مفضول دونوں میں مشترک ہو مگر مفضول میں کم۔ مثلاً دونوں میں کوئی صفت ہو جو دونوں کو حاصل ہو مگر ایک میں دوسرے سے زیادہ ہو۔

۲۔ ما به الأفضليّت﴾ یعنی وہ چیز جو صرف ذاتِ افضل کے ساتھ قائم ہے، مفضول میں نہیں۔ مثلاً کسی ولی کو کوئی خاص مقام ملا لیکن دوسرے کسی بھی ولی کو وہ مقام عطا نہیں ہوا، تو یہی چیز ہے جو افضلیّت کی بنیاد ہے۔ لہٰذا امر مشترک کو زید ایک ولی کے لئے ثابت کرے اور بکر دوسرے ولی کے لئے ثابت مانے، اسی امر مشترک بالتفاوت کا نام "ما فيه التّفاضُل" ہے۔ مگر "ما به الأفضليّت" خواہ نصّاً ہو یا استنباطاً، اپنے ماوراء سے امتیاز ہو، اس سے افضلیّت ثابت ہو گی۔ (ملخصاً از: مطلع القمرین)

معلوم ہوا افضلیّت ثابت کرنے کے دو طریقے ہیں۔

﴿اعلیٰ حضرت کا امام مہدی کی افضلیت بر غوث الثقلین پر سمعی دلیل کا مطالبہ کرنے کی وجہ﴾

لیکن اس مقام پر امام مہدی رضی اللہ عنہ کی تفضیل بر سرکار غوثِ پاک کے لئے دلیلِ سمعی کا مطالبہ، سیّدی اعلیٰ حضرت نے اس لئے کیا کیونکہ نصِ سمعی میں حضرت سیّدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا ہے، اس لئے دلیلِ سمعی کا مطالبہ فرمایا کہ اگر افضلیّت کے متعلق صریح دلیل سمعی ہے تو پیش کریں۔ اور اسکے بعد ایک اور ارشاد فرمایا کہ:

ساری چنین و چناں (یعنی بحث و مباحثہ) کے بعد آخری بات بس یہ کہی جا سکتی ہے کہ ارشادِ مذکور (قدمی هٰذه) "عام مخصوص منه البعض" ہے (یعنی اس میں عموم ہے مگر بعض افراد خاص کر دیئے گئے) تو اس سے صرف اُن خاص افراد کو خاص کیا جائے گا جن کی تخصیص پر دلیل قائم ہو اور دوسرے سارے افراد میں یہ ارشادِ گرامی اپنے عموم پر جاری رہے گا جیسا کہ قاعدہ معروفہ ہے۔ (اکسیر اعظم)

یعنی جب کسی کلام میں کسی دلیل سے کوئی تخصیص ہو تو صرف اُن ہی ہستیوں کو دلیلِ خصوص کی بنیاد پر خارج کریں گے، یہ نہیں کہ اس معمولی تخصیص کی وجہ سے خود اپنی طرف سے ایک عظیم تخصیص کرکے حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ سے پہلے کے سارے اولیاء و بعد میں آنے والے سارے اولیاء کو بھی اس حکم سے باہر کر دیں، لہٰذا اس فرمان میں سے صرف وہ ہی افراد خارج ہوں گے جن کی تخصیص ہو، مثلاً صحابۂ کرام، اور اگر کسی معتبر دلیلِ مُخصِّص سے حضرت امام مہدی

رضی اللہ عنہ کا استثناء ثابت ہو جائے تو امام مہدی رضی اللہ عنہ بھی اس فرمان سے خارج ہوں گے اور باقی سارے متقدّمین و متأخّرین اولیاء شامل ہوں گے۔(ملخصاً از: اکسیر اعظم)

﴿حضرت مُجدِدِ الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حتمی نظریہ﴾

اگر کوئی سیّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے مُحقّقانہ جواب کو تسلیم نہ کرے اور حضرت مُجدّدِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کے (کسی ابتدائی) اشکال سے یہ غلط نتیجہ اخذ کرے کہ غَوثِ پاک کا قدم صرف اپنے زمانے کے اولیاء پر تھا اور اب ان سے اولیاء و اَقطاب فیض نہیں لیتے، تو اس کا جواب خود حضرت مُجدّدِ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شریف کی آخری جلد میں دے دیا ہے۔ جس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مُجدّدِ پاک کا نظریہ بھی یہی ہے کہ غَوثِ پاک رضی اللہ عنہ کا سکّہ آج بھی چل رہا ہے اور منصبِ غَوثیتِ کُبریٰ آپ ہی کے پاس ہے اور آپ کے علاوہ یہ مرکز کسی اور کو میسّر نہیں ہوا۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:آنکه نوبت به حضرت شیخ عبدالقادرجیلانی رسید قُدِّسَ سرُّهٗ و چوں نوبت به ایں بزرگوار شد، منصب مذکور به او قُدّسُ سرُّه مفوض گشت و مابین ائمه مذکورین و حضرت شیخ هیچ کس به ایں مرکز مشهود نمی گردد و وصول فیض و برکات در ایں راه به هر که باشد از اقطاب و نُجباء به توسّط شریف اُو مفهوم می شود چه ایں مرکزغیر اُورا میسر نشده از اینجا که فرموده:

أَفَلَتْ شُمُوْسُ الْأَوَّلِيْنَ وَشَمْسُنَا ۔۔۔ أَبَدًا عَلٰى أُفُقِ الْعُلٰى لَا تَغْرُبُ

(مکتوبات امام ربانی، جلد 3، مکتوب نمبر 123، صفحہ 1393)

یعنی، یہاں تک کہ (خلافتِ باطنی کی) باری حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قُدّس سرہٗ تک پہنچی، اور جب اس بزرگوار کی باری آئی تو مذکورہ منصب (غَوثیتِ کُبریٰ) ان کے سپرد کر دیا گیا۔ ان مذکورہ ائمہ اور حضرت شیخ کے درمیان کوئی بھی شخص اس مرکزِ مشہود (یعنی مقامِ غَوثیتِ کُبریٰ) پر دکھائی نہیں دیتا، اور اس راستے میں ہر قُطب اور نجیب کو جو فیض اور برکات حاصل ہوتے ہیں، وہ انہی (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ

عنہ) کے توسّط شریف سے ہی سمجھا جاتا ہے، کیونکہ یہ مرکز ان کے سوا کسی اور کو میسّر نہیں ہوا۔

اسی لیے آپ نے خود فرمایا: لوگوں کے سورج غُروب ہوگئے اور ہمارا سورج ہمیشہ کے لیے اُفقِ اعلیٰ پر ہے جو کبھی غُروب نہیں ہوتا۔

نتیجہ حضرت مُجدّدِ پاک رضی اللہ عنہ نے اس تصریح کے ساتھ بات مکمل فرمادی ہے کہ غَوث پاک رضی اللہ عنہ کی روحانی وِلایت اور مرکزیت ابدی ہے اور تمام اولیاء تک فیض انہی کے توسّط سے پہنچتا ہے۔

سیّدی اعلیٰ حضرت پر تفرُّد کا الزام

موجودہ دور کے کسی نام نہاد شخص نے کہا کہ امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت نے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ تا ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ لکھی ہے، یہ حضور غَوثِ پاک رضی اللہ عنہ سے آپ کی والہانہ محبّت اور وارفتگی پر مبنی ایک تفرُّد ہے۔

جواب پہلی بات یہ کہاں سے ثابت ہے کہ سیّدی اعلیٰ حضرت اس مسئلے میں منفرد یا متفرد ہیں؟ یہ بات بالکل درست نہیں!

دوسری بات یہ کہ بیشک سرکارِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو سیّدُ الاولیاء، محبوبِ سبحانی، پیرانِ پیر، حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے نہ صرف والہانہ محبت ووارفتگی ہے بلکہ آپ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات میں "فَنَافِی الشَّیخ" کے درجے میں ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ ربُّ العزّت نے سرکار اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت الشّاہ امام احمد رضا خان مُحدِّث بریلی علیہ الرحمہ کو بے شمار عزّتوں اور رِفعتوں سے نوازا ہے۔

کیونکہ:

ترا منسوب ہے مرفوع اس جا اضافت رفع کی عامل ہے یا غَوث
تیری عزّت تیری رِفعت ترا فضل بفضلہٖ افضل و فاضل ہے یا غَوث
رضا کے کام اور رُک جائیں حَاشَا ترا سائل ہے تو باذل ہے یا غَوث

تفرُّد کسے کہتے ہیں؟ "لسانُ العرب" میں ہے: فَرَدَ الأمر یَفرُد و تفرّدَ و التفرُّدُ، یُقالُ: استَفردتُ الشّیءَ إذا أخذتَه فرداً لاثانی له ولا مثل۔ (جلد3، صفحہ33، دار صادر)

یعنی، کسی معاملے میں اکیلا ہونا (اس کے لیے یفرد، تفرّد اور استفرد استعمال ہوتا ہے)۔ اور جیسا کہ کہا جاتا ہے:

"استَفردتُ الشّیء" یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی چیز کو اس طرح اکیلا لیا جائے کہ اس کا کوئی دوسرا نہ ہو اور نہ ہی اس کی کوئی مثل و مثال ہو۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر کہا جائے: "تفرّد به فلانٌ" یعنی "فلاں اس میں متفرد ہے" تو اس کا مطلب ہو گا کہ فلاں اس قول میں اکیلا ہے، اس میں اس کا کوئی دوسرا شریک نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی مثال موجود ہے۔

گویا معترض کے نزدیک امامِ اہلِ سنّت رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ تا ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ منصبِ غَوثیّتِ کُبریٰ پر فائز ہیں اور آپ کا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے، اس میں اعلیٰ حضرت منفرد ہیں اور اس قول میں ان کے علاوہ کوئی اور نہیں!

حالانکہ یہ بات قطعاً غلط ہے۔

فقیر گزشتہ سطور میں تفصیلاً ذکر کر چکا ہے کہ امامِ اہلِ سنّت رضی اللہ عنہ نے صوفیاء و علماء کے ارشادات، اہلِ باطن کے اقوال، بالخصوص سرکار سیّدی خواجہ خضر علیہ السلام (جو راجح قول کے مطابق نبی ہیں) کی گواہی اور دیگر بزرگانِ دین کے حوالہ جات کی بنیاد پر یہ موقف بیان فرمایا ہے، تو پھر یہ سیّدی اعلیٰ حضرت کا تفرُّد کیسے ہوا؟

چنانچہ شیخ مومن بن حسن الشبلنجی "نورُ الأبصار فی آل بیت النّبیّ المختار" میں "قُطب" کی بحث میں لکھتے ہیں: وکان صاحبُ هذا المقام عبد القادر الجیلانی ببغداد وقال: أنا قُطبُ الوُجود حقیقةً علی سائر الأقطاب قَولی وحُرمتی. (نورُ الابصار، صفحہ 479، 491)

یعنی، اس مقامِ قُطبیّتِ کُبریٰ کے صاحب شیخ عبد القادر جیلانی ہیں جو بغداد میں ہیں۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا: حقیقت میں تمام اقطابِ عالم کا قُطب ہوں، تمام اقطاب پر میرا قول (حکم) اور میری حُرمت (تعظیم) لازم ہے۔

آپ کے اعلانِ قدم کے متعلق شیخ شبلنجی یہ بھی لکھتے ہیں: سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں سوائے اصفہان کے ایک شخص کے، جس نے شیخ کے ساتھ ادب نہ کیا، تو اس کا حال سَلب کر لیا گیا۔ (صفحہ 494)

یعنی اس کی وِلایت سلب ہو گئی۔

اسی طرح امام ملّا علی قاری علیہ الرحمہ نے اکابر اولیاء سے نقل فرمایا: وكان رضى الله عنه القُطب الأكبر و سيّدنا الشّيخ السيّد عبد القادر هو الأوسطُ والمهدى خاتمةُ الأقطابِ. (نزہۃ الخاطر، صفحہ 19)

یعنی، (مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بعد) امام حَسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اس امت کے قُطب اکبر ہیں، غَوث پاک قُطب اَوسط ہیں اور امام مہدی قُطب آخر ہیں۔

یعنی مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بعد قُطبیّتِ کُبریٰ کا منصب امام حَسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو ملا، پھر بالترتیب سرکار غَوث پاک رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا، اور آخر زمانہ میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کو عطا ہو گا۔

شیخ محقّق حضرت شیخ عبد الحق مُحدِّث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: لم يخلُ زمانٌ إلا وفيه قُطبٌ يُعتَمدُ عليه وغَوث يرجعُ إليه، فهم أقطابٌ وهو قُطبُ الأقطاب، وهم أفرادٌ وهو سيّد الأفرادْ، وهم سُلطان وهو سُلطان السّلاطين وإمام المقرّبين وأكمل العَارفين. (زبدۃ الآثار، صفحہ 30)

یعنی، کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرتا جس میں کوئی قُطب موجود نہ ہو جس پر اعتماد کیا جائے اور کوئی غَوث نہ ہو جس کی طرف رجوع کیا جائے۔ پس وہ سب اَقطاب ہیں اور شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سب کے قُطب ہیں۔ وہ سب اَفراد ہیں اور یہ سیّدُ الافراد ہیں۔ وہ سب سلطان ہیں اور یہ سلطانُ السّلاطین، مقربین کے امام اور عارفین میں سب سے کامل ہیں۔

صاحب اسرارِ ربانی قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:آن منصب عالی مفوض گشته و بعد وفات جناب عسکری تا وقت ظهور سیّد الشُّرفاء غَوث الثّقلَین محی الدین عبدالقادر الجیلی ایں منصب عالی بروح حسن عسُکری متعلق بود، چوں غَوث الثّقلَین پیدا شُد از یں منصب مبارك بوی متعلق شُد و تا ظهور محمد مهدی ایں منصب بروح غَوث الثّقلَین متعلق باشد.(سیف المسلول،صفحہ 230)

یعنی، (قُطب الإرشاد بالأصاله یعنی غَوثیّتِ کُبریٰ کا) یہ منصب بالترتیب حضرت امام حَسن عسکری رضی اللہ عنہ کو تفویض ہوا، پھر آپ کے وصال کے بعد آپ کی روح سے متعلق رہا، اور جب غَوثُ الثّقلَین پیدا ہوئے تو یہ مبارک منصب آپ سے متعلق ہو گیا اور تا ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ آپ ہی سے متعلق رہے گا، کتنا واضح ارشاد ہے۔

اسی طرح حضرت مُجدِّد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:تا آنکه نوبت به حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قُدّس سرّهٗ رسید و چوں نوبت به ایں بزرگوار شُد، منصب مذکور به اُو قُدّس سرُّه مفوض گشت و مابین ائمه مذکورین و حضرت شیخ هیچ کس به ایں مرکز مشهود نمی گردد و وصول فیض و برکات در ایں راه به هر که باشد از اَقطاب و نُجباء به توسّط شریف اُو مفهوم می شود چه ایں مرکز غیر اُو را میسّر نشُده .

(مکتوبات امام ربانی، جلد3، صفحہ 1393)

یعنی، یہاں تک کہ (خلافتِ باطنی کی باری) حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قُدّس سرّہٗ تک پہنچی، اور جب اس بزرگوار کی باری آئی تو مذکورہ منصب (غَوثیّتِ کُبریٰ) ان کے سپرد کر دیا گیا۔ ان مذکورہ ائمہ اور حضرت شیخ کے درمیان کوئی بھی شخص اس مرکزِ مشہود (یعنی مقامِ غَوثیّتِ کُبریٰ) پر دکھائی نہیں دیتا، اور اس راستے میں ہر قُطب اور نجیب کو جو فیض و برکات حاصل ہوتی ہیں وہ انہی کے توسّط شریف سے حاصل ہوتی ہیں، کیونکہ یہ مرکز ان کے سوا کسی اور کو میسر نہیں ہوا۔

اسی طرح حضرت شیخ المشائخ مُعزُّ الدِّین سیّد آدم مشوانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:بعد ازاں

نو بت بحضرت غَوث الثّقلَین شیخ عبدالقادر جیلانی علی حسب استعداد رسید و قُطبُ الأقطاب مدار هر عصر ے نائب مناب آنحضرت غَوث الثّقلَین است.

(نکات الاسرار، صفحہ 53)

یعنی، بعد ازاں (یعنی ائمہ اہلِ بیت میں بالترتیب یہ منصب منتقل ہو کر) حضرت غَوثُ الثّقلَین شیخ عبد القادر جیلانی کے پاس ان کی استعداد کے موافق پہنچا (یعنی ربّ تعالیٰ نے انہیں اس مرتبہ کے لیے خاص استعداد عطا فرمائی تھی)۔ اب قُطبِ وقت خواہ کسی بھی زمانے کا ہو، وہ اس منصبِ قُطبیّت میں حضور غَوث الثّقلَین کا نائب ہوتا ہے۔

اسی طرح شاہ ابوالحسین نوری رضی اللہ عنہ، شیخ آدم قدوسی علیہ الرحمہ اور دیگر اولیاء کی گواہیاں، بالخصوص سیّدنا خواجہ خضر علیہ السلام کے ارشادات اور دیگر دلائل سے استدلال و استنباط کر کے یہ نظریہ بیان کیا گیا۔

لہٰذا یہ کہنا کہ امامِ اہلِ سنّت سیّدی اعلیٰ حضرت اس مسئلے میں متفرّد ہیں، درست نہیں۔

تفرُّد تو اس وقت ہوتا جب آپ کے علاوہ کسی اور کا کوئی قول ہی موجود نہ ہوتا اور نہ ہی اس کی کوئی مثال ملتی۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

﴿پیغامِ رضا﴾

اہلِ انصاف کے لئے اتنا ہی کافی ہے اسکے باوجود کوئی انکار کرے تو یہ مسئلہ دلائل کا نہیں بلکہ تعصّب کا ہے۔ چنانچہ امام اہلسنّت آخری بات ارشاد فرماتے ہیں: اب جو چاہے راضی ہو، جو چاہے ناراض۔ جو راضی ہو اسکے لئے رضا، جو ناراض ہو اسکے لئے ناراضی۔ جس کا جی جلے اس سے کہو:

﴿مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ (آل عمران: ۳/۱۱۹)

ترجمہ: مر جاؤ اپنی جلن میں۔ بے شک اللہ دلوں کی جانتا ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد 28، صفحہ 385)

﴿بعض بزرگوں کے اقوال کی بناء پر سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر اشکال﴾

مثلا: حضرت سیّدنا شمس الدّین محمد حنفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام شاذلی رضی اللہ عنہ کا مقام سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے بلند ہے۔

مزید ایک اور ارشاد فرمایا کہ اگر شیخ عبد القادر جیلانی میرے زمانے میں ہوتے تو وہ میرا اَدب کرتے۔

اسی طرح بعض بزرگوں کے یہ اقوال بھی نقل کیے جاتے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے حالتِ سُکر میں ارشاد فرمایا: "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" یعنی: میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔

یا پھر یہ کہا جاتا ہے کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بعد میں اس قول سے رجوع فرمالیا تھا۔

یا پھر جیسا کہ بعض مُحبّینِ داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ یہ قول نقل کرتے ہیں کہ غَوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضرت علی ہجویری رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوتا تو ان کا ادب کرتا۔

ان تمام باتوں سے معترض کا مقصد واضح ہے کہ وہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی تمام اولیاء پر سرداری اور برتری کو تسلیم نہیں کرتا۔

﴿جواب﴾

﴿سُکر کا اشکال﴾

حالتِ سُکر کا جواب تو ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ جب سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے پہلی مرتبہ یہ اعلان فرمایا تو اس وقت آپ کی مجلس میں تقریباً پچاس ساٹھ اولیاء موجود تھے اور سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔

خصوصاً سیّدنا علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ نے آپ کا قدم مبارک پکڑ کر باقاعدہ اپنی گردن پر رکھا۔

روئے زمین کے تین سو تیرہ اولیاء نے گردنیں جھکائیں، رِجالُ الغَیب، اولیائے جنّات اور اوّلین و آخرین کی ارواح نے حاضر ہو کر سرِ تسلیم خم کیا۔ مزید یہ کہ اس واقعہ کو نقل کرنے والے اولیاء نے خود صراحت فرمائی: "حَضَرَ قَلبُہ" یعنی، اس وقت آپ اپنے قلب مبارک کے ساتھ کامل طور پر حاضر تھے، کوئی سُکر یا بے خودی کی کیفیت نہ تھی بلکہ حالتِ صحو میں تھے۔

اگر یہ سُکر کی حالت تھی تو پھر تمام اولیاء نے گردنیں کیوں جُھکائیں؟ اوّلین و آخرین کی ارواح کیوں حاضر ہوئیں؟ اور سب سے بڑھ کر آخری فیصلہ خود سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

چنانچہ کثرتِ دیدارِ رسول ﷺ سے مشرف ہونے والے ولیٔ کامل حضرت شیخ خلیفہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غَوث پاک رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کے متعلق دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عبد القادر نے سچ فرمایا ہے، وہ قُطب ہیں اور میں ان کا نگہبان ہوں۔ اب اس عظیم تصدیق کے بعد بھی اگر کوئی چون وچرا کرے تو وہ اپنی فکر کرے۔

العیاذ باللہ

لہٰذا سُکر کا دُور دُور تک کوئی نشان ثابت نہیں ہوتا۔

نوٹ اگر بالفرض کسی ایک بزرگ سے سُکر کا قول منقول بھی ہو تو جمہور اولیاء کے اقوال کے مقابلے میں شاذ قول قابلِ ترجیح نہیں ہوگا، بلکہ اعتبار جمہور اولیاء کا ہوگا۔ خصوصاً جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق بھی ثابت ہو جائے تو مزید گفتگو کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

رجوع کا اشکال جو اعلان خود ربّ تعالیٰ کے حکم واِذن سے ہو، جس کی تصدیق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیں اور جس پر روئے زمین کے اولیاء گردنیں جھکادیں تو پھر رجوع کا کیا معنی؟ کیا یہ مان لیا جائے کہ جن اولیاء نے گردنیں جھکائی تھیں انہوں نے بعد میں اپنی گردنیں واپس کھینچ لیں؟

اور جن لوگوں کے متعلق منقول ہے کہ انہوں نے اس اعلان کو قبول نہ کیا اور ان سے وِلایت سلب ہوگئی، کیا ان کے ساتھ بھی ناانصافی ہوئی؟ العیاذ باللہ

اور سیّدی گیسو دراز قُدِّس سرّہٗ کے متعلق جو منقول ہے کہ انہوں نے دل میں صرف یہ خیال کیا کہ یہ فرمان صرف اپنے زمانے کے اولیاء کے لیے ہے، تو اسی پر گرفت ہوئی۔

تو یہ تمام واقعات کس چیز کی دلیل ہیں؟ الغرض جب سُکر ثابت ہی نہیں تو رجوع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ رجوع کا احتمال تو تب پیدا ہوتا جب پہلے سُکر ثابت ہوتا۔

سیّدنا شیخ محمد حنفی رضی اللہ عنہ کا قول ﴾ حضرت شیخ محمد حنفی رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ حضرت امام شاذلی رضی اللہ عنہ کا مقام حضور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے بلند ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ پوری دنیائے وِلایت میں اس ایک قول کے مقابلے میں بے شمار اولیاء کے فرامین موجود ہیں۔

مثلاً حضرت شیخ حریمی اور صریفینی رضی اللہ عنہما نے فرمایا: خدا کی قسم! شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ جیسا ولی نہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور نہ کرے گا۔ (بهجة الأسرار)

اسی طرح علمِ لدُنّی کی عظیم شخصیت اور معاملاتِ وِلایت کے مشاہد حضرت سیّدنا خواجہ خضر علیہ السلام کا فرمان ہے:

اللہ تعالیٰ نے جس ولی کو بھی کسی مقام تک پہنچایا ہے، شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا مقام اس سے اعلیٰ ہے۔ (بهجة الأسرار)

اور بھی کثیر اولیاء کے فرامین آپ کی شان و عظمت پر موجود ہیں۔

جب آپ کی فردیّت اور غَوثیّتِ کُبریٰ ثابت ہے، اور جمہور اولیاء پر آپ کا قدم ثابت ہے، تو پھر حضرت سیّدنا امام ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کا مقام آپ سے بلند کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔

پھر اس ولیِ کامل نے ایسا کیوں فرمایا؟ ﴾ اصل نکتہ یہی ہے کہ بعض اولیاء سے اگر اس قسم کا

کوئی قول منقول ہو تو وہ اپنی جگہ درست اور حق ہوتے ہیں، مگر فرق کشف و معرفت کا ہوتا ہے۔

چنانچہ شیخ عبد الحق مُحدِّث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "إن ذلك مبنيٌّ على تفاوت مَراتِبهم في الكَشفِ عن مقاماتِ الأولياء والإطلاع على سرِّ الوِلاية" (زبدۃ الآثار)

یعنی، اولیاء کے مقامات کو پہچاننے اور اسرارِ وِلایت پر مطّلع ہونے میں اولیاء کے کشف کے درجات مختلف ہوتے ہیں، اسی تفاوُتِ کشف کی وجہ سے بعض اوقات ان کے اقوال میں فرق واقع ہوتا ہے۔

آگے مزید فرماتے ہیں کہ بعض اولیاء صرف انہی حضرات کی فضیلت بیان کرتے ہیں جنہیں انہوں نے دیکھا یا اپنے کشف میں پایا، جبکہ بعض کامل مکاشفین وہ ہوتے ہیں جن پر مقاماتِ اولیاء کا وسیع انکشاف ہوتا ہے۔ لہٰذا تفاوتِ کشف اور تفاوتِ معرفت کی وجہ سے اس قسم کے اقوال صادر ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ محمد حنفی رضی اللہ عنہ نے حضرت امام شاذلی رضی اللہ عنہ کا عظیم مقام ملاحظہ فرمایا تو اپنے کشف کے مطابق اسی کو بیان فرمادیا۔ لیکن اس وقت آپ پر سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مقامِ فردیّت و غَوثیّتِ کُبریٰ کا انکشاف نہ ہوا تھا، اس لیے آپ نے اپنے کشف کے مطابق یہ ارشاد فرمایا۔

جیسا کہ سرکار عبد الرحمن طفسونجی رضی اللہ عنہ کتنے ہی جلیل القدر ولی اور قُربِ الٰہی میں بلند مقام رکھنے والے تھے، اس کے باوجود ابتداء میں سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مقامِ غَوثیّت پر مطلع نہ تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ: اولیاء میں میرا مقام ایسا ہے جیسے پرندوں میں اونچی گردن والے پرندے کا۔ لیکن جب سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ان پر اسرارِ معرفت کے دروازے کھولے تو انہوں نے تصدیق کی: "عبد القادر نے سچ فرمایا۔" (بهجة الأسرار)

لہٰذا جب حضرت خواجہ خضر علیہ السلام جیسے کامل عارف، صاحبِ علمِ لدُنّی اور اسرارِ وِلایت کے شناسا آپ کے مرتبہ کو تمام اولیاء سے بلند قرار دیتے ہیں تو پھر مزید کسی گنجائش کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لہٰذا یہ اشکال ختم ہو جاتا ہے۔

داتا علی ہجویری رضی اللہ عنہ کے بارے میں منسوب قول

اور رہا یہ کہنا کہ سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علی ہجویری رضی اللہ عنہ میرے زمانے میں ہوتے تو میں ان کا ادب کرتا۔

اولاً ایسا ثابت ہی نہیں اور اگر بفرض محال ہو بھی تو اس میں سرے سے کوئی اشکال ہی نہیں۔

بلکہ یہ تو سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی تواضُع، انکساری اور عظمتِ اخلاق کی دلیل ہے کہ تمام اولیاء کے سردار ہونے کے باوجود سیّدی داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ سے یہ محبت وادب کا اظہار فرما رہے ہیں۔ سبحان اللہ!

بلکہ بالفرض اگر داتا حضور رضی اللہ عنہ کی آپ بیعت بھی فرماتے اور بطورِ پیر ان کا ادب بھی کرتے تب بھی اس سے آپ کے مقام پر کوئی فرق نہ پڑتا۔ کیونکہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ خود اپنے پیر ومُرشد حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخزومی رضی اللہ عنہ کا ادب فرماتے تھے، حالانکہ آپ کا مقام اپنے شیخ سے بلند ہے۔ اور یہ بات اہلِ تصوّف کے نزدیک مسلّم ہے کہ بعض اوقات مرید کا رُتبہ اپنے پیر سے بلند ہو جاتا ہے۔ چنانچہ "تذکرۃ الاولیاء" میں ہے: از سری سقطی پُرسیدند که هیچ مرید را درجه از درجه پیر بلند تر باشد؟ گفت و برهان آن ظاهر است جنید را درجه بالای درجه من است. (تذکرۃ الاولیاء، فارسی، حصہ دوم، صفحہ 6 مطبوعہ ایران)

یعنی، ایک دن حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی مرید اپنے پیر کے درجے سے بلند ہو سکتا ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں، اور اس کی دلیل بالکل واضح ہے، حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کا درجہ میرے درجے سے بلند ہے۔

لہٰذا اگر سیّدی داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ فرمان ثابت بھی ہو تو اس سے سرکار

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لہٰذا اس میں کوئی اشکال نہیں۔

خیال رہے قیامت تک اولیاء کا سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ادب کرنا ان کی افضلیّت کی وجہ سے ہے جیسا کہ تفصیل گزری۔

خلاصۂ کلام سرکار غوثِ اعظم سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مقامِ فردیّت و غَوثیّتِ کُبریٰ پر جمہور اولیاء کے اقوال، کشفی مشاہدات اور متعدّد اکابر کی تصریحات موجود ہیں۔ بعض اولیاء کے انفرادی اقوال کو تفاوتِ کشف و تفاوتِ معرفت پر محمول کیا جائے گا، جیسا کہ شیخ محقّق حضرت الشّاہ عبد الحق مُحدّث دہلوی علیہ الرحمہ نے وضاحت فرمائی ہے۔ لہٰذا ایسے اقوال سے نہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت میں کوئی فرق آتا ہے اور نہ ہی آپ کے مُسلّمہ مقام پر کوئی اشکال وارد ہوتا ہے۔

اولیاءِ کرام سے منسوب بعض اقوال کا مطلب

بعض کُتُب میں بغیر کسی سند کے بعض اولیاء کی طرف کچھ اقوال منسوب ملتے ہیں مثلاً امامِ سلسلہ شاذلیہ، صاحبِ حزبُ البحر، امامُ العارفین، قُطب الزّمان، حضرت شیخ سیّد ابو الحسن علی شاذلی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان: "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی جَبْهَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" (الکوکب الزاہرہ فی اجتماع الاولیاء)

یعنی، میرا یہ قدم ہر ولی کی پیشانی پر ہے۔

اس کے علاوہ سیّدنا شیخ ابو الحسن محمد بن محمد البکری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان ملتا ہے کہ: "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ تعالٰی مشرقاً كان أو مغرباً" (جامع کراماتِ اولیاء)

یعنی، میرا یہ قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے، چاہے وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں۔

اور اس کے علاوہ حضرت سیّدنا شیخ محمد مہدی فاسی علیہ الرحمہ کا قول ملتا ہے کہ: قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیٍّ حَیٍّ. (طبقات الشاذلیہ الکبریٰ)

یعنی، میرا یہ قدم ہر زندہ ولی کی گردن پر ہے۔

اسی طرح سلسلہ تیجانیہ کے شیخ، حضرت سیّدنا شیخ احمد تیجانی علیہ الرحمہ کے سلسلہ کے زمانہ قریب کے ایک عالم شیخ عمر بن سعید (المتوفی ۱۳۸۱ھ) نے اپنی کتاب میں سیّدنا شیخ احمد تیجانی سے منسوب قول لکھا ہے: "قَدَمَایَ هَاتَانِ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللهِ تَعَالٰی مِنْ لَدُنْ آدم إلى النَّفخِ الصُّوْر" (رماح حزب الرحیم)

یعنی، میرے دونوں قدم ہر ولی کی گردن پر ہیں، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر صور پھونکے جانے تک۔

أقولُ وبِاالله التّوفيق: یہ فقیرِ حقیر عرض کرتا ہے کہ پہلے تین اقوال صرف سلسلہ شاذلیہ کے ہی بزرگوں سے منسوب اقوال ہیں۔

اولاً: سیّدنا شیخ ابوالحسن علی شاذلی قُدّس سرّہ کا قدم بھی اولیاء کی پیشانی پر ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن محمد البکری الشاذلی قُدّس سرّہ کا قدم بھی مشرق و مغرب کے اولیاء کی گردن پر ہے۔

اور حضرت شیخ محمد فاسی شاذلی علیہ الرحمہ کا قدم بھی ہر زندہ ولی کی گردن پر ہے۔

اسی طرح حضرت شیخ احمد تیجانی علیہ الرحمہ کا قدم بھی حضرت آدم علیہ السلام کے دَور سے صور پھونکے جانے تک ہر ولی کی گردن پر ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان میں سے ہر ولی کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے تو ان چاروں اولیاء کرام میں سے سردار کون ہیں؟ کیونکہ ہر ولی کے فرمان کا یہی مفہوم ہے کہ اس کا قدم ہر ولی پر ہے!

ثانیاً: صرف سلسلہ شاذلیہ ہی کے تین بزرگوں کا فرمان بھی یہی ہے، تو سوال یہ ہے کہ امامِ سلسلہ شاذلیہ حضرت شیخ ابوالحسن علی شاذلی قُدّس سرّہ کہلائیں گے یا شیخ ابوالحسن محمد البکری الشاذلی علیہ الرحمہ یا حضرت شیخ محمد فاسی شاذلی علیہ الرحمہ؟

کیونکہ تینوں بزرگوں کی طرف سے یہ دعوے ان کے معتقدین نے نقل کیے ہیں، حالانکہ سب کہتے ہیں کہ امامِ سلسلہ حضرت شیخ ابوالحسن علی شاذلی رضی اللہ عنہ ہیں، تو پھر ان کے سلسلہ کے باقی

بزرگوں کی طرف ایسے دعوے کیوں منسوب کیے گئے؟ جبکہ سلسلۂ قادریہ میں آج تک دنیا بھر میں کسی بزرگ نے حضورِ سیّدنا سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے علاوہ اس طرح کا کوئی قول یا دعویٰ نہیں کیا۔

ثالثاً: ان اولیاءِ کرام کی طرف یہ اقوال منسوب ہیں، جنہیں بعد کے مُصنّفین یا بعض مریدوں نے نقل کیا ہے، مگر ان اقوال کی کوئی متّصل سند نہیں؛ جبکہ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللهِ" تواتر کے ساتھ اور سند کے ساتھ ثابت ہے۔

رابعاً: بالفرض اگر یہ فرامین ان اولیاءِ کرام سے صادر ہوئے ہوں تو ان کی ایسی تأویل کی جائے گی جس میں ہر ولی کی شان بھی قائم رہے اور مناسب تشریح و تأویل بھی ہو۔ اور یہی اَنسب راستہ ہے۔

خامساً: جب ان اولیاءِ کرام سے یہ اقوال صادر ہوئے تو کسی ولی کے اپنی گردن یا پیشانی جھکانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا لیکن جب حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللهِ" فرمایا تو روئے زمین کے ہر ولی نے گردن جُھکائی، رِجالِ غیب حاضر ہوئے، جنّات کے اولیاء حاضر ہوئے، متقدّمین و متأخّرین اولیاء کی ارواح نے بھی حاضر ہو کر سرِ تسلیم خم کیا۔

اور یہ فرمان متصل سند سے منقول ہے، اس کا ثبوت تواتر سے موجود ہے اور اس کی سند بھی کامل ہے۔

تأویل و توجیہ چونکہ سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کو ہی ربّ تعالیٰ کی طرف سے اس فرمان کے کہنے کا حکم و اِذن تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں اس فرمان کی تصدیق بھی فرمائی، یہی وجہ ہے کہ ہر ولی نے گردن جھکائی، اور جس نے انکار کیا یا اگر صرف دل میں بھی کچھ خیال لایا، اس کی وِلایت سَلب ہوئی لہٰذا یہ فرمان، سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بایں معنیٰ خاص ہے۔

تو معلوم ہوا کہ اولیاءِ کرام پر سرداری کے لیے اصل فرمان حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ ہی کا ہے، اور دیگر اولیاء کے اس طرح کے فرامین اگر ثابت بھی ہوں تو ان کا مفہوم و مُراد کچھ اور ہے۔

لہٰذا یہ فقیر اپنے پیر و مُرشد، عارف باللہ، اُمّی ولی، نائبِ غوثِ اعظم، حضرت سخی ابوتراب سیّد

سائیں اصغر علی شاہ محبت القادری الجیلانی رضی اللہ عنہ کے فیض اور مُجدّدِ بریلی، امامِ اہلِ سنّت، مُجدّدِ دین و ملّت، پروانۂ شمعِ رسالت، عاشقِ غوثُ الوری، محقّق ومُدقّق ومفکّرِ اسلام، الشّاہ امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ کی برکت سے ایسی توجیہ وجواب پیش کرے گا جس میں ہر ولی کی شان قائم رہے گی اور اصل حکم واضح ہوگا کہ ہر ولی عظیم ہے، ہر ولی اپنے درجے میں سردار ہے، مگر سب کے سردار سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ الحمد للہ ربّ العالمین۔

جوابِ اوّل یہ ہے کہ اولیاء کرام پر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ان پر خاص کرم نوازی ہوتی ہے اور ان پر وجد وکیف ومستی کا ایک عالم آجاتا ہے، جسے صوفیاء کی اصطلاح میں "سُکر" کہا جاتا ہے۔

اس سُکر کی حالت میں انہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ صرف ہم پر ہی یہ خاص کرم نوازی ہے، پھر وجد ومستی کے عالم میں ایسے الفاظ ادا کرتے ہیں اور بعض اوقات کچھ دعوے بھی کر بیٹھتے ہیں۔

صوفیاء کے نزدیک حالتِ سُکر میں صادر ہونے والے شطحیّات کو نہ عقائد واحکام کی دلیل بنایا جاتا ہے اور نہ ان پر وہی حکم لگایا جاتا ہے جو حالتِ صحو میں کہے گئے کلام پر لگایا جاتا ہے، کیونکہ یہ غلبۂ حال کی ایک کیفیت ہوتی ہے۔

حضور سیّدنا داتا علی ہجویری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: بداں اسعَدَكَ اللهُ که سُکرو غلبه عبارتست که ارباب معانی کرده اند از غلبه محبتِ حق تعالی(کشف المحجوب فارسی، صفحہ 288)

یعنی، جان لے کہ اربابِ معانی (علماء باطن وصوفیاء) کے نزدیک "سُکر" اور "غَلبہ" سے مراد اللہ تعالیٰ کی محبت کا وہ غلبہ ہے جس میں بندہ بے خود ہو جاتا ہے۔ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: شوق حق عزّوجلّ و سُکر و دوستی از جنس دوستی کسب آدمی نباشد و هرچه از دائره اکتساب خارج بود، بداں دعوی کردن باطل بود و تقلید بر آن محال، و لا محاله صیاحی را سُکر صفت نباشد و آدمی را بر آن سُکر بخود سلطان نه وسُکران خود مغلوب باشد و بیرا بخلق التفات نبود. (کشف المحجوب فارسی، صفحہ 347)

یعنی، حق عزّ و جلّ کے شوق کا غلبہ اور سُکر و دوستی (بے خودی) ایک ایسا ذوق ہے جو انسانی کسب (کوشش) سے حاصل نہیں ہوتا، اور جو چیز انسانی اکتساب کے دائرے سے باہر ہو، اس کا دعویٰ کرنا باطل ہے اور اس کی تقلید کرنا محال ہے۔

یقیناً یہ صفت کسی صاحب صحو شخص کی نہیں ہو سکتی، کیونکہ آدمی کو سُکر و بے خودی کی حالت میں خود پر قابو نہیں رہتا بلکہ وہ اس کیفیت کے ہاتھوں مغلوب ہو جاتا ہے اور اس حالت میں اسے مخلوق کی طرف کوئی التفات نہیں ہوتا۔

خلاصۂ کلام سیّدی داتا حضور رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ "سُکر" ایک ایسی وارفتگی کی حالت ہے جس میں خود پر اختیار نہیں رہتا، لہٰذا اس حالت میں صادر ہونے والے اقوال و دعوؤں سے استدلال نہیں کیا جاتا۔

لہٰذا دیگر اولیاء کرام کے یہ فرامین کہ ہمارے قدم ہر ولی کی گردن یا پیشانی پر ہیں، اگر یہ فرامین سند کے ساتھ ثابت ہوں تو بر بنائے ثبوت یہ فرامین سُکر اور وارفتگی کے عالم میں صادر ہوئے ہوں گے۔

دلیل؟ اس لیے کہ ان فرامین کے بعد کسی ولی نے نہ اپنی گردن جُھکائی اور نہ ان کی عمومی تصدیق کی، مگر جب حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے" تو روئے زمین کے ہر ولی نے گردن جھکائی، رِجالِ غَیب، اولیائے جنّات اور متقدّمین و متأخّرین اولیاء کی ارواح نے حاضر ہو کر سرِ تسلیم خم کیا۔

کیونکہ یہ اذنِ ربانی سے تھا، محض سُکر و غلبۂ حال کی کیفیت نہ تھی، اور پھر اس کی تصدیق رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمائی کہ شیخ عبد القادر جیلانی نے حق فرمایا۔

اور اولیاء کرام نے تصریح فرمائی کہ یہ اعلان آپ نے حالتِ صحو و حضور میں اور امرِ الٰہی کے تحت فرمایا تھا۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

دوسرا جواب ہر ولی کا ایک مقام و مرتبہ ہوتا ہے، مثلاً کوئی ولی ہے تو اس کا مقام اور ہوتا ہے، اَبدال، اَوتاد، اَفراد، اَقطاب اور غَوث وغیرہ کا اپنا اپنا مقام ہوتا ہے۔ غرض جس ولی کا جو مقام ہوتا ہے وہ اپنے مقام و مرتبہ کے مطابق باطنی منازل اور معرفت کے اَسرار سے اتنا ہی واقف ہوتا ہے۔

چنانچہ کبھی کوئی ولی اپنے مقام کو دیکھ کر یہ خیال کرتا ہے کہ جس مقام پر مجھے فائز کیا گیا ہے وہ بہت بلند ہے، اور میں اس اعلیٰ مقام میں کسی اور ولی کو نہیں دیکھتا، لہٰذا میرا مقام اس سے بلند ہے۔

حالانکہ اس سے بھی اعلیٰ مقامات ہوتے ہیں جن کی اسے واقفیت نہیں ہوتی، اور اسی عدمِ واقفیت کی بنا پر کبھی وہ اپنے لیے بلندی وغیرہ کا دعویٰ کر لیتا ہے۔

جیسا کہ حضور سیّدنا غَوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ہم عصر ولی حضرت شیخ عبد الرحمن طفسونجی رضی اللہ عنہ جیسے ولی کامل نے دعویٰ فرمایا کہ: "أنَا بَيْنَ الأولياء كالكَرَكِي بَيْنَ الطُّيور وأطْوَلُهم عُنقاً" (بهجة الأسرار)

یعنی، میری مثال ولیوں میں ایسی ہے جیسے پرندوں میں کلنگ، جس کی سب سے اونچی گردن ہوتی ہے۔

یعنی جس طرح کلنگ (کونج یا سارس) پرندوں میں سب سے اُونچی گردن رکھتا ہے، اسی طرح اولیاء میں میری گردن بہت اونچی ہے، یعنی میرا مقام سب اولیاء سے اُونچا اور بلند ہے۔

اور بیشک آپ بڑی شان کے مالک تھے اور آپ کی شان بھی بلند ہے، مگر سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے نہیں!

حضرت عبد الرحمن طفسونجی رضی اللہ عنہ کی شان

چنانچہ امام شطنوفی علیہ الرحمہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں: "وهو أحدُ أوتادِ هذهِ الطّريقةِ... أعيانُ العَارِفين، صدرُ المُقرّبين، صاحبُ الأحوَال الفَاخرة والكراماتِ الظاهرةِ والمقاماتِ العُلية، له الكشف الجليّ، وهو أحدُ مَن أظهرَهُ الله تعالىٰ إلى الوُجود وعَرفَه في الكَون، وهو الذي قال: أيُّما مريدٍ

لی کانت علی عنُقهِ کازۃ، فلیضَعها علی بَالی. و رأی بعضُ الصُلَحاء رسولَ اللہ ﷺ فی المنام فسأله عنه، فقال: هُو مِن المتکلِّمین فی حضرۃِ القُدّس، وکان شیخُ الإسلام مُحیُ الدّین عبد القادر رضی اللہ عنه یُثنی علیه کثیراً، ویَرفعُ شأنَه ویُوصی بإحترامِه، وقال فیه: "الشّیخ عبد الرحمن جبلٌ راسخٌ لا یَتحرُّك" (بهجة الأسرار ، صفحه 296)

یعنی، حضرت عبدالرحمن طفسونجی رضی اللہ عنہ طریقت کے اَوتاد میں سے ہیں، عارفین کے اعیان، مقرّبین کے صدر، بلند احوال، عالی مقامات، ظاہر کرامات اور کشفِ جلی کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مخلوق کی ہدایت کے لیے ظاہر فرمایا اور کائنات میں تصرف عطا فرمایا۔ آپ وہ ہستی ہیں جنہوں نے فرمایا: میرے جس مرید کی گردن پر کوئی بھی بوجھ ہو وہ میرے کندھے پر رکھ دے۔

بزرگوں میں سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور شیخ طفسونجی رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیا تو آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ بارگاہِ اقدس میں کلام کرنے والوں میں سے ہیں اور آپ وہ ہستی ہیں کہ سرکار شیخ مُحی الدّین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ آپ کی بہت تعریف فرماتے تھے، ان کے مرتبے کو بلند کرتے تھے اور ان کے ادب کی وصیّت فرماتے تھے اور آپ فرماتے تھے کہ عبدُالرّحمٰن ایک مضبوط پہاڑ ہے جو حرکت نہیں کرتا (یعنی کسی بھی حال میں متزلزل نہیں ہوتا)۔

اللہ اللہ! کس شان کے مالک ہیں اور کیسا ارشاد ہے کہ میرے مرید کی گردن پر کسی قسم کا بوجھ ہو، چاہے وہ مصیبت و پریشانی کا ہو یا گناہوں کا، وہ بوجھ مجھ پر ڈال دے، میں اس کی اپنی طرف سے ذمہ داری لیتا ہوں۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی شان بیان فرمائی کہ آپ کا قُربِ الٰہی میں وہ مقام ہے کہ آپ بارگاہِ اقدس میں کلام کرنے والوں میں شامل ہیں۔

اور سرکار غَوثِ اعظم رضی اللہ عنہ آپ کی شان بیان فرماتے اور کہتے کہ آپ مضبوط پہاڑ کی طرح ہیں جس کے قدم کبھی متزلزل نہیں ہوتے۔

اتنی بڑی شان، کشفِ جلی اور بلند مقام کے باوجود مقامِ غوثیّت کی مکمل معرفت تک رسائی نہ تھی۔

مقامِ غوثیت سے ناواقفیت آپ نے ایک بار طفسونج (شہر) میں ایک مجلس میں اپنی کرسی پر بیٹھ کر ارشاد فرمایا: "أَنَا بِینَ الْأَولیاء کَالکَرکی بَین الطُّیُور و أطولُهم عُنُقاً"

یعنی، میری مثال اولیاء میں ایسی ہے جیسے کلنگ (کونج یا سارس) پرندہ، جس کی گردن سب سے اونچی ہے (یعنی میرا مقام سب اولیاء سے بلند ہے)۔

جب آپ نے یہ فرمایا تو اس مجلس میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ایک مرید حضرت شیخ ابوالحسن علی بن احمد حبی بھی موجود تھے۔ جیسے ہی انہوں نے حضرت طفسونجی کا یہ ارشاد سنا، اپنا خرقہ یعنی گدڑی اُتار کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: میں آپ سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔۔۔!

حضرت طفسونجی خاموش ہو گئے (اور ان پر سر تا پاؤں ایک نظر ڈالی)، پھر اپنے مریدوں سے فرمانے لگے کہ میں نے اس کا رُواں رُواں دیکھا مگر کوئی ایسا بال نہیں دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی عنایت سے خالی ہو۔

آپ نے شیخ احمد حبی سے فرمایا کہ اپنا خِرقہ پہن لو، آپ نے کہا: جس کو میں اُتار چکا ہوں اس کو دوبارہ نہیں پہنوں گا۔

پھر آپ اسی لمحے اپنے شہر "حبہ" کی طرف متوجہ ہوئے (جو طفسونج سے بہت دُور تھا) اور اپنی زوجہ فاطمہ کو وہیں سے پکار کر کہا: اے فاطمہ! مجھے کوئی خِرقہ دو جسے میں پہن لوں!

اس (ولیّہ) زوجہ نے وہیں حبہ میں اپنے شوہر کی آواز سن لی اور ایک قمیص ان کی طرف پھینک دی، اور آپ نے اسے پکڑ کر پہن لیا۔۔۔!!!

یہ منظر دیکھ کر حضرت شیخ عبدُالرّحمٰن طفسونجی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہارا پیر کون ہے؟ آپ نے کہا: میرے پیر حضور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں۔

شیخ طفسونجی نے فرمایا: میں نے زمین پر شیخ عبد القادر جیلانی قُدّس سرّہٗ کا نام تو بہت سنا ہے، مگر (عالم

بالا میں) مقامِ قُرب کے دروازے پر مجھے چالیس سال ہوگئے ہیں، اور اس طویل عرصے میں میں نے تمہارے شیخ کو کبھی نہیں دیکھا۔

اور پھر اس بارے میں حضور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے پوچھنے کے لیے اپنے مریدوں کی ایک جماعت کو بھیجا، کہ تم بغداد میں شیخ عبد القادر کے پاس جاؤ اور میرا سلام بھی کہنا، اور یہ بھی کہنا کہ: عبدُالرحمٰن آپ کو سلام کہتا ہے اور یہ پوچھتا ہے کہ مجھے (عالمِ بالا میں) مقاماتِ قُرب کے دروازے پر چالیس سال ہوگئے ہیں مگر میں نے نہ اس دروازے کے اندر اور نہ باہر کبھی آپ کو نہیں دیکھا!

(یہاں طفسونج میں یہ بات ہو رہی تھی اور وہاں بغداد شریف میں اسی وقت) حضور غوثِ اعظم نے (خانقاہ کے کچھ) عابدوں اور حضرت مَظہرُ الجمال اور حضرت عبد الحق حریمی اور حضرت عثمان صریفینی سے فرمایا کہ: طفسونج کی طرف جاؤ، تمہیں راستے میں شیخ عبدُالرحمٰن طفسونجی کے مریدوں کی ایک جماعت ملے گی جنہوں نے یہ پیغام دے کر بھیجا ہے۔

آپ نے وہ پیغام بھی بیان فرما دیا اور فرمایا: جب تم انہیں مل لو تو انہیں ساتھ لے کر واپس طفسونج جاؤ، اور جب شیخ عبدُالرحمٰن کے پاس پہنچو تو ان سے کہنا کہ عبد القادر آپ کو سلام کہتا ہے، اور فرمایا کہ:

ابھی آپ صرف مقاماتِ قُرب کے دروازے پر ہیں، اور جو دروازے پر ہو وہ اسے نہیں دیکھ سکتا جو مقامِ حضوری میں ہو، اور جو مقامِ حضوری میں ہو وہ اسے نہیں دیکھ سکتا جو خاص خلوت کدہ میں ہو۔ اور میں اس خاص خلوت کدہ میں ہوتا ہوں جہاں "بابُ السِّر" ہے یعنی اَسرارِ خاص کا دروازہ، وہاں سے داخل ہوتا ہوں اور وہیں سے نکلتا ہوں، جہاں تم مجھے دیکھ نہیں سکتے۔

(مثلاً ایک دروازہ ہے، اس کے آگے صحن ہے، اور پھر اس سے آگے ایک خاص حجرہ ہے جس کا الگ دروازہ ہے، غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نہ دروازے پر ہوں نہ صحن میں بلکہ اس خاص حجرے میں ہوں، اور اسی کے خاص دروازے سے داخل و خارج ہوتا ہوں، اس لیے تم مجھے ابتدائی دروازے سے کیسے دیکھ سکتے ہو؟)

اس کی پہلی نشانی یہ ہے کہ تمہیں فلاں وقت رضا کی خلعت (یعنی قمیص) عطا کی گئی تھی، وہ میں نے اپنے ہاتھوں سے نکالی تھی۔

اور دوسری نشانی یہ ہے کہ تمہیں فلاں شرف و مقام فلاں رات عطا ہوا، وہ میرے ذریعے ہی ہوا اور وہ "شرفِ فتح" تھا۔

اور تیسری اور اہم نشانی یہ ہے کہ اس دروازے کے درجات پر بارہ اولیاء کرام کی موجودگی میں تمہیں "خلعتِ ولایت" عطا کی گئی تھی، جو سبز رنگ کی قبا تھی اور اس پر سورۃُ الاخلاص کُندہ تھی، اور وہ بھی میرے ہاتھوں تمہیں ملی تھی۔۔۔!

یہ پیغام لے کر وہ حضرات روانہ ہوئے، اور آدھے راستے میں انہیں حضرت عبدُالرّحمٰن طفسونجی رضی اللہ عنہ کے مرید ملے، جو انہیں واپس لے کر حضرت شیخ عبدُالرّحمٰن طفسونجی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہاں حضور سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا یہ سارا پیغام سنایا۔

حضرت نے جیسے ہی یہ پیغام سنا تو فرمایا: "صدقَ الشَّیخ عبدُ القادر سُلطانُ الوَقت وصاحبُ التصرف فیه" (بهجة الأسرار ، ذكر فصول من كلامه، صفحه 60 ،العلمية)

یعنی، بیشک حضرت شیخ عبدالقادر نے سچ فرمایا، وہ وقت کے سلطان اور اس میں تصرف کرنے والے ہیں۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت شیخ طفسونجی علیہ الرحمہ نے ابتدا میں اپنے مشاہدہ کے مطابق یہ فرمایا کہ میرا مقام اولیاء میں سب سے بلند ہے، لیکن جب مقامِ غَوثیّت کی حقیقت واضح ہوئی تو انہوں نے فوراً تسلیم فرمالیا۔

اور بیشک آپ بڑے مقام، قُربِ الٰہی اور عظیم کرامات کے حامل تھے، مگر مقامِ غَوثیّتِ کُبریٰ کی مکمل معرفت نہ تھی، اور جب حقیقت منکشف ہوئی تو بلا تردّد تسلیم کرلیا۔

خلاصۂ جواب خلاصہ یہ ہے کہ اولیاء کرام جب اپنے مقاماتِ عالیہ کا مشاہدہ کرتے ہیں تو اسی

کے مطابق بعض اوقات ایسے ارشادات صادر ہو جاتے ہیں، لیکن چونکہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مقامِ اعلیٰ کی مکمل واقفیت نہیں ہوتی، اس لیے ایسے دعوے صادر ہو جاتے ہیں۔

تاہم اس سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی افضلیّت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کیونکہ ہر ولی اپنی رسائی کے مطابق بیان کرتا ہے، جبکہ مقامِ غوثیّت اس سے ماورا ہے۔ لہٰذا اولیاء کرام سے اس قسم کے دعوے یا تو سُکر و غلبۂ حال کی وجہ سے ہوتے ہیں یا مقامِ اعلیٰ سے عدم واقفیت کی بنا پر۔

چنانچہ امامِ اہلِ سنّت رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں: غلطیاں (یعنی غیر صحیح دعوے) دو وجہوں سے ہوتی ہیں یا (مقام سے) ناواقفی یا سُکر۔ (ملفوظات شریف، جلد 3، صفحہ 82)

تیسرا جواب اور وہ یہ ہے کہ اولیاء کرام سے صادر ہونے والے یہ فرامین حق ہوتے ہیں نہ سُکر نہ عدم واقفیت بلکہ یہ اپنے شہر کے اولیاء، کبھی اپنی جماعت کے اولیاء اور کبھی اپنے وقت کے اولیاء کے لیے ہوتے ہیں، تاکہ ان کو اپنی شان و مرتبہ سے آگاہ کریں

کیونکہ ان اولیاء میں سے اگر کسی کو قُطب کہا گیا ہو تو قُطب کا اِطلاق کبھی شہر یا جماعت یا پھر اپنے زمانے کے اولیاء کے سردار پر ہوتا ہے اور جب وہ قُطب اس طرح کا قول ارشاد فرمائے تو اس کا اِطلاق انہی لوگوں پر ہوگا تاکہ ان کو آگاہ کیا جائے۔

وقد يُسمّى رجلُ البَلد قُطبُ البَلدِ وشيخُ الجماعةِ، قُطبُ الْجَماعةِ، ولكن المصطلح على أن يكونَ لهم هذا الإسم مطلقاً مِن غيرِ إضافةٍ لا يكونُ إلا واحداً وهو الغَوثُ أيضاً وهو سيّدُ الجَماعة فى زمانه. (إجابة الغَوث، صفحه 31)

یعنی، "کبھی کسی شہر کے کسی شخص (ولی) کو قُطبِ بلد (شہر کا قُطب) اور کسی جماعت کے شیخ کو قُطب جماعت کہہ دیا جاتا ہے۔ لیکن اصطلاحی طور پر جب یہ لقب مطلقاً بغیر کسی اضافت (یعنی شہر یا جماعت کی قید کے بغیر) استعمال کیا جائے تو وہ صرف ایک ہی شخص کے لیے ہوتا ہے، اور وہی غَوث بھی ہوتا ہے، اور وہی اپنے زمانے میں پوری جماعت کا سردار ہوتا ہے۔"

چونکہ قُطب وقت یا غَوثِ زمان اپنے زمانے کا سردار بھی ہوتا ہے، اس لیے اگر کسی ولی کا ایسا قول منقول ہو کہ "میرا قدم ہر ولی کی پیشانی پر ہے" یا "مشرق و مغرب کے اولیاء کی گردن پر ہے" تو اس سے مراد اس کا اپنا زمانہ، اس کی جماعت یا اس کے دائرۂ وِلایت کے اولیاء ہوں گے۔ اور یہ تأویل درست ہے لہٰذا ان کے یہ اقوال ان کے اپنے دور کے اولیاء کے لیے تھے نہ کہ اوّلین و آخرین کے لیے کیونکہ یہ مقام صرف حضور قُطب الاَقطاب، غَوثُ الْاغواث، قُطب الْارشاد بالاَصالہ، سیّدنا غَوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے لیے خاص ہے، اس لیے کہ غَوثیّتِ کُبریٰ کا منصب تا ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہے، اسی لیے ان اولیاء کے ایسے فرامین کے آگے روئے زمین کے اولیاء کا سرِ تسلیم خم کرنا، رِجالِ غَیب کا حاضر ہونا، اولیاء جنّات کا حاضر ہونا، اور اوّلین و آخرین کی ارواح کا ادباً حاضر ہونا ثابت نہیں۔

یہ سب فضائل صرف اور صرف حضور سیّدنا محبوبِ سبحانی، غَوثِ صمدانی، سیّدنا غَوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے لیے ثابت ہیں کیونکہ آپ شیخ الکُل اور قُطبِ مُطلَق ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے علاوہ اگر کسی ولی یا قُطبِ وقت یا غَوثِ زماں سے اس طرح کا کوئی قول اگر سند کے ساتھ ثابت ہو تو وہ درج ذیل میں سے کسی ایک صورت پر محمول ہو گا:

یا تو غلبۂ شوق و سُکر کی کیفیت میں فرمایا گیا ہو گا.... یا اس فرمان کے وقت سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مقام اعلیٰ سے عدم واقفیت کی بنیاد پر کہا گیا ہو گا.... یا پھر اپنے شہر، اپنی جماعت یا اپنے زمانے کے اولیاء کے لیے مراد ہو گا.... جبکہ حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان نہ غلبۂ حال میں تھا اور نہ کسی محدود دائرے کے لیے، بلکہ ربّ تعالیٰ کے اِذن سے اپنی شان کے اظہار کے لیے تمام اولیاء کے لئے صادر ہوا، کیونکہ آپ کو غَوثیّتِ کُبریٰ کے منصب کے اظہار کا حکم دیا گیا تھا۔

لہٰذا "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیٍّ" کا ظہور آپ کی شانِ اختصاص کے طور پر ہوا، اور اہلِ وِلایت

نے اسے آپ کے مقامِ غوثیت کی عظمت کے اظہار کے طور پر قبول کیا۔ اور ہر ولی نے اپنی گردن جھکائی۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

﴿حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے زیادہ قُرب﴾

عظیم روحانی واقعہ ﴾ جس طرح صحابہ کرام میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے زیادہ قُرب حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے، اسی طرح اولیاء اللہ میں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے۔

چنانچہ حضرت امام یافعی شاذلی رضی اللہ عنہ ایک عظیم روحانی واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ: شیخ کبیر عارف باللہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی جوانی کے دنوں میں بلخ سے بغداد کی جانب سفر کیا تاکہ حضور شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر سکوں، اور اس وقت میری حضور شیخ عبد القادر جیلانی سے کوئی واقفیت نہ تھی۔

القصّہ! میں بغداد شریف پہنچ کر حضور غوث پاک کے مدرسے میں چلا گیا (اور وہاں آپ کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ) اس وقت آپ نمازِ عصر ادا فرما رہے تھے، اس سے قبل نہ میں نے آپ کو کبھی دیکھا تھا اور نہ حضور غوث پاک نے مجھے دیکھا تھا۔ (یہ میری پہلی ملاقات تھی۔)

جیسے ہی آپ نے سلام پھیرا تو ملاقات کے لیے آئے ہوئے لوگ آپ کی طرف سلام کے لیے لپکے۔ میں بھی آگے بڑھا اور جیسے ہی میں نے آپ سے مصافحہ کیا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر تھام لیا اور میری طرف مُسکرا کر دیکھا اور (باقاعدہ میرا نام لے کر) ارشاد فرمایا: "خوش آمدید اے محمد بلخی! اللہ سبحانہ و تعالیٰ تمہارے مقام کو بھی جانتا ہے اور تمہاری نیت کو بھی (کہ تم میرے پاس کیوں آئے ہو)۔"

(حضرت بلخی فرماتے ہیں): آپ کے کلام میں ایسی تاثیر تھی جیسے زخم کی دوا اور بیمار کی شفاء۔ ایسا پُر تاثیر کلام سن کر میری آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ گئے، بدن پر لرزہ طاری ہو گیا، میرا باطن شوق و

محبت سے بھر گیا اور مخلوق سے مجھے بیزاری ہو گئی، اور میرے دل نے ایسی کیفیت محسوس کی جسے میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ پھر وہ کیفیت مزید بڑھنے لگی۔ میں نے اس کیفیت پر غالب آنے کی کوشش بھی کی، مگر پھر بھی اس کیفیت کا مجھ پر غلبہ آ گیا۔

ایک رات جب میں اپنے اَوراد و وظائف پڑھنے کے لیے بیٹھا تو (عالَمِ باطن میں) میرے دل نے کچھ محسوس کیا، اور کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے دو شخص ظاہر ہوئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں پیالہ تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں ایک خِلعت (قمیص) تھی۔ جس کے پاس خِلعت تھی انہوں نے مجھ سے فرمایا: "میں علی ابن ابی طالب ہوں اور یہ مقرب فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے، اور اس کے ہاتھ میں شرابِ محبت کا پیالہ ہے اور میرے پاس یہ خلعتِ رضا و خوشنودی کا لباس ہے۔"

پھر حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے مجھے وہ خِلعت پہنائی اور صاحبِ پیالہ نے مجھے اس میں سے جام پلایا تو اس لباس کے نور سے مجھ پر مشرق و مغرب روشن ہو گئے اور اس پیالے کے جام سے مجھ پر غیب کے اسرار، اولیاء اللہ کے مقامات اور ربّ تعالیٰ کے عجائب خوب منکشف ہو گئے۔

مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیخ بلخی فرماتے ہیں: ان مقامات میں سے میں نے ایک ایسا عظیم الشان مقام دیکھا جس کے اسرار کو دیکھ کر عقلیں دنگ رہ جائیں اور فہم و ادراک بھی حیران رہ جائیں۔ اس مقام کی ایسی ہیبت کہ اس کے سامنے اولیاء کی گردنیں جھک جائیں، اور ایسا نُور جس کی چمک سے باطن کے اَسرار بے خود ہو جائیں اور بصیرت کی آنکھ اس کے انوار کی شعاعوں سے خِیرہ رہ جائے۔ ملائکہ کرّوبین، روحانیّین اور مقرّبین کی کوئی بھی جماعت جب اس مقام کے سامنے سے گزرتی ہے تو اس کی تعظیم میں رکوع کرنے والوں کی طرح اپنی پُشت جھکا دیتی ہے۔

میں نے اس مقام کے پاس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تقدیس و پاکی بیان کی اور اس مقام کے پاس رہنے والوں کو سلام پیش کیا تو ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا: یہ وہ (عظیمُ الشان) مقام ہے جس کے اوپر عرشِ رحمان کے سوا کچھ نہیں!

اس مقام کا مشاہدہ کرنے والے کو یقینِ کامل ہو جاتا ہے کہ کسی بھی واصل کا کوئی بھی مقام ہو، کسی مجذوب کا کوئی حال ہو، کسی محبوب کا کوئی راز ہو، کسی ولی کا کوئی تصرف ہو، کسی مقرب کی کوئی بھی جاہ و تمکین ہو، کسی بھی عارف کی کیسی ہی معرفت ہو، ان (سب کمالات) کی ابتداء اور انتہا، ان کا خلاصہ و تفصیل، ان کا کُل اور جُزء، اور ان کا اوّل و آخر اسی مقام میں قرار پاتا ہے، یہیں سے سب چیزیں پیدا ہوتی ہیں، اسی مقام سے ان کا صدور ہوتا ہے اور یہیں سے وہ کامل و مکمل ہوتی ہیں۔

امام بلخی فرماتے ہیں: ایک عرصے تک میں اس مقام کی طرف دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا، پھر مجھے اس کی طرف دیکھنے کی طاقت دی گئی، مگر ایک عرصے تک اس حال میں رہا کہ میں اس مقام کے سامنے ہونے کی سکت نہیں رکھتا تھا، پھر مجھے اس کے سامنے ہونے کی ہمّت دی گئی۔ لیکن ایک اور عرصے تک میں یہ جان نہیں پا رہا تھا کہ اس عظیم مقام میں کون ہیں؟

پھر بالآخر ایک مُدّت کے بعد مجھے دکھایا گیا کہ اس میں کون جلوہ گر ہیں!!!

کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں "سیّدُ المرسَلین، خاتمُ النَبِیّین، سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" تشریف فرما ہیں اور آپ کے دائیں جانب جناب آدم، جناب ابراہیم اور جناب جبرئیل علیہم السلام تھے اور آپ کے بائیں جانب جناب نوح، جناب موسیٰ اور جناب عیسیٰ علیہم السلام تھے اور آپ کے سامنے آپ کے جلیل القدر اصحاب، جبکہ اولیاء خادموں کی طرح ادب کے ساتھ کھڑے تھے۔ آپ کی ہیبت و جلال کی وجہ سے ان کی کیفیت ایسی تھی گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں (یعنی انتہائی ساکن اور باادب تھے)۔

صحابہ کرام میں سے جنہیں میں نے پہچانا وہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم تھے۔ اور اولیاء میں حضرت معروف کرخی، حضرت سرّی سقطی، حضرت جنید بغدادی، حضرت سہل تستری، حضرت تاجُ العارفین ابوالوفا، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت شیخ عدی اور حضرت شیخ احمد رفاعی رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

﴿حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب﴾

آپ فرماتے ہیں: وكانَ مِن أقربِ الأصحاب إلى النّبيّ صلى الله عليه وسلم أبوبكرٍ رضى الله عنه ومِن أقربِ الأولياء إليه الشّيخ عبد القادر

یعنی، (میں نے اس مقام میں دیکھا کہ) صحابہ کرام میں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہیں اور اولیاء کرام میں سب سے زیادہ قریب شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ تھے۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

﴿زیارتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

فرماتے ہیں: اس مقام پر میں نے ایک اور کہنے والے کو یہ کہتے سنا کہ: جب مقرب فرشتے یا انبیاء و رُسُل اور محبوبِ اولیاء، محبوبِ ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا اشتیاق رکھتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مقامِ اعلیٰ سے اس مقام پر جلوہ فرما ہوتے ہیں۔

چنانچہ آپ کی زیارت سے ان کے انوار مزید بڑھ جاتے ہیں اور آپ کے مشاہدے سے ان کے احوال مزید پاکیزہ ہو جاتے ہیں، اور آپ کی زیارت کی برکت سے ان کے درجات اور مقامات مزید بلند ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ پھر رفیقِ اعلیٰ کی طرف واپس تشریف لے جاتے ہیں۔

(فرماتے ہیں) میں نے اس مقام پر ان سب کو یہ کلمہ کہتے سنا کہ:

﴿سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ﴾ (سورۃ البقرۃ: ۲/ ۲۸۵)

ترجمہ: ہم نے سنا اور اطاعت کی، اے ہمارے ربّ! ہم تیری بخشش کے طلبگار ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

حضرت بلخی فرماتے ہیں: پھر میرے سامنے نُورِ قُدس اعظم کی ایک ایسی بجلی چمکی جس نے مجھے ہر مشاہدہ کی جانے والی چیز سے غائب کر دیا، ہر موجود چیز سے مجھے چھین لیا اور مجھ سے اشیا کے درمیان تمیز کرنے کی صلاحیت ختم ہو گئی، اور میں تین سال تک اسی حالت میں رہا اور مجھے کوئی ہوش نہ رہا۔"

اس کے بعد ایک دن میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں سامرا (جو بغداد سے تقریباً 125 کلومیٹر دور ہے) میں ہوں اور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے میرا سینہ تھاما ہوا تھا، ان کا ایک قدم میرے پاس تھا اور دوسرا بغداد میں تھا۔ بس اسی لمحے میری تمیز کی صلاحیت واپس آگئی اور میں اپنے ہوش و حواس میں آ گیا۔ تب سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے بلخی! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہیں تمہارے وجود کی طرف واپس لوٹاؤں، تمہیں تمہارے حال کا مالک بناؤں اور تم سے وہ کیفیت دُور کروں جس نے تمہیں مغلوب کر رکھا تھا۔"

پھر آپ نے مجھے میرے تمام مشاہدات اور میرے شروع سے لے کر اس وقت تک کے تمام احوال کے بارے میں سب کچھ بتا دیا (جو میں نے مشاہدات کیے تھے)، جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ہر سانس میں مجھ پر مُطلع تھے۔

اس کے بعد شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ: جب تجھے اس مقامِ عظیم کی طرف نظر کرنے، اس مقام کے سامنے ہونے اور اس میں جلوہ فرما ذات کی پہچان کی قوت و طاقت نہیں دی گئی تھی تو) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سات بار التجا کی، تب جا کر تجھے اس مقام کی طرف نظر کرنے کی طاقت دی گئی، اور پھر سات بار التجا کی تو تجھے اس کے سامنے ہونے کی طاقت دی گئی، اور پھر سات بار التجا کی یہاں تک کہ تو اس مقام میں موجود ہستی پر مُطلع ہوا کہ وہاں کون جلوہ گر ہے!!!

اس کے بعد چوتھی بار پھر میں نے سات مرتبہ التجا کی، تب تجھے منادی کی آواز سنائی دی (کہ انبیاء و مُرسَلین و مُقرّبین و اولیاء جب حضورِ اکرم ﷺ کی زیارت کا اشتیاق رکھتے ہیں تو ان کو اس مقام کے تحت زیارت کرائی جاتی ہے)۔

اور پھر میں نے سات بار اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا کی جس نے تمہارے لیے نورِ اقدس کی ایک روشنی چمکائی (تاکہ تم اس حالت سے نکل سکو)۔ اور ان سب سے قبل، میں نے تمہارے لیے بارگاہِ الٰہی میں ستّر بار دعا کی تھی جس کی وجہ سے اس نے تمہیں اپنی محبت کا جام پلایا اور تمہیں اپنی رضا کی خلعت پہنائی۔ (نشر المحاسن الغالیہ فی فضل مشائخ الصوفیہ، صفحہ 388 تا 390، دار الکتب العلمیہ)

امام یافعی شاذلی کا تبصرہ

اس عظیم الشان باطنی واقعہ اور رموز و اسرار و شانِ غَوثیّت کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے امام یافعی لکھتے ہیں کہ:

عارفین اور اولیاء کو جو انوار و اسرار حضورِ اکرم ﷺ کی بارگاہ سے حاصل ہوتے ہیں، یہ حضور ﷺ کی ظاہری اور باطنی پیروی کی برکت سے ہی ہیں، کیونکہ ان اولیاء کے فیض کی نہریں آپ ﷺ کے عالَمِ علم کے بحرِ زاخر (مَوجیں مارتے ہوئے سمندر) سے نکلتی ہیں۔

ان اولیاء اللہ میں سے بعض کو آقائے دو عالم ﷺ سے وافر اور بہت زیادہ حصّہ ملا، جیسا کہ شیخ الشیوخ، قُطب الاَقطاب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے نور کا مشاہدہ کیا گیا۔ (نشر المحاسن، صفحہ ایضاً)

انوارِ غَوثیہ امام یافعی لکھتے ہیں: شیخ کبیر عارف باللہ حضرت بقا بن بطو رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ایک بار رجب شریف کی پانچویں شب، جو شبِ جمعہ تھی، سن 543 ہجری میں، میں نے ایسا نُور دیکھا جس نے پوری کائنات کو روشن کر دیا اور وہ نور وجودِ کائنات کے ہر ہر گوشے اور اطراف پر چھا گیا۔

پھر میں نے اصحابِ اسرار لوگوں کے اسرار کو دیکھا کہ وہ اس نُور کی طرف کھچے چلے جا رہے ہیں۔ ان میں سے کچھ راز ایسے تھے جو اس نُور سے متّصل اور ملے ہوئے تھے، اور کچھ کے درمیان رکاوٹ حائل تھی، اور جو راز اس سے متّصل تھے ان کا نُور کئی گُنا اور بڑھ گیا۔

میں نے اس نُور کے منبع و چشمہ کو تلاش کیا کہ آخر یہ نُور کہاں سے نکل رہا ہے؟ اچانک دیکھتا ہوں کہ وہ سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے وجودِ پاک سے نکل رہا ہے۔ میں نے اس نُور کی حقیقت کو

مزید جاننا چاہا تو پتا چلا کہ وہ ان کے مشاہدہ کا نُور ہے، اور وہ نُور جب شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے دل کے نُور کے سامنے آیا اور ان دونوں نُوروں کا ٹکراؤ ہوا (یعنی مشاہدہِ حق کا نُور اور غَوث پاک کے دل کا نور آپس میں مقابل ہوئے) تو یہ عظیم نُور چمکا جس نے کائنات کے گوشے گوشے کو روشن کر دیا۔ اس رات زمین پر اترنے والا کوئی فرشتہ ایسا نہ تھا جو شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا ہو اور آپ سے مصافحہ نہ کیا ہو۔ (نشر المحاسن، صفحہ ایضاً)

فقیر قادری کا تجزیہ یہ محض کوئی روحانی واقعہ نہیں بلکہ اہلِ معرفت میں سے دو کامل ولیوں حضرت شیخ محمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ بقابن بطور رحمۃ اللہ علیہ کا مشاہدہ ہے، جو اس حقیقت پر مبنی ہے کہ:

کائنات کے اندر کسی بھی مقام یا مرتبہ پر فائز کسی بھی مُقرّب شخصیت کو جو بھی خیر و معرفت نصیب ہوتی ہے، اس کا اصل منبع حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے، تمام فیوض و برکات اسی درِ اقدس سے تقسیم ہوتے ہیں اور اسی دربارِ نبوّت سے فیض کی تقسیم میں سب سے بڑا حصہ اولیاء کرام میں حضور سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا ہے۔ اسی لیے جو بھی ولی مقامِ وِلایت یا فتوحاتِ غیبی پاتا ہے، وہ حضورِ غَوث پاک کے وسیلے اور ان کی توجہ سے ہی پاتا ہے اور یہ بات وہی سمجھ سکتا ہے جس کے دل میں ذوقِ باطن ہو یا کشفِ کامل کا مالک ہو۔ اور جسے ذوقِ باطن یا کشفِ کامل حاصل نہ ہو تو وہ چاہے ہزاروں صفحات لکھ ڈالے، اس راز کو نہیں پا سکتا، بلکہ خود ہی فیوضِ اولیاء سے محروم رہ جاتا ہے۔

سلاسلِ اَربعہ و دیگر سلاسل میں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا فیض

چار مشہور سلاسل سلسلۂ قادریہ، سلسلۂ نقشبندیہ، سلسلۂ سہروردیہ اور سلسلۂ چشتیہ میں سے ہر سلسلہ میں آپ کا فیض جاری و ساری ہے۔

سلسلہ عالیہ قادریہ اس سلسلۂ عالیہ میں تو آپ ہی کی ذاتِ گرامی منبعِ فیض ہے، لیکن اگر حقیقتِ امر دیکھی جائے تو سرکار غوثِ اعظم، پیرانِ پیر دستگیر حضرت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا فیض کسی ایک سلسلۂ طریقت تک محدود نہیں، بلکہ ہر سلسلے میں کسی نہ کسی صورت آپ کی روحانی برکات جلوہ گر ہیں۔ چاہے وہ یہ مشہور سلاسلِ اربعہ ہوں، خواہ سلسلہ عالیہ شاذلیّہ ہو یا سلسلہ عالیہ رفاعیّہ ہو، یا عرب شریف کے دیگر مشہور سلاسل: گویا ہر مزرعِ طریقت پر آپ کے فیض کا ابرِ رحمت برس رہا ہے اور طالبانِ حق آپ کے فیوض سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔

اسی لیے میرے امام، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا:

مزرعِ چشت و بُخارا و عراق و اَجمیر کون سی کِشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

یہی وجہ ہے کہ چشتی، سہروردی اور نقشبندی، بلکہ تمام سلاسل کے وابستگان بھی آپ کی عظمت و روحانی رفعت کے معترف اور آپ کے فیض کے قائل نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ میرے امام فرماتے ہیں:

یہ چشتی سہروردی نقشبندی ہر ایک تیری طرف مائل ہے یا غوث

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں آپ کا فیض امام اربلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ذَکر العارفُ باللہ عبداللہ البلخی فی کتاب "خوارق الأحباب فی معرفة الأقطاب" فی الباب الخامس والعشرین فی ذکر قُطب العباد وغَوث البلاد خواجه بهاء الحقّ والحقیقة والدِّین محمد بن محمد النّقشبندی رضی الله تعالی عنه قال سمعتُ عن لسان خواجکی سماسمت وهو سمِعَ عن المشایخ الکاملین المعتبرین السّاکنین فی بلدةِ بُخارا وهم یَحکُون أن الغَوثَ الأعظم رضی الله عنه وَقفَ یوماً مع جماعةٍ علی سطحٍ وتوجَّه إلی طرف بُخارا وشمَّ رائحةَ الکرام وقال بعد وفاتی بمُرور مائة وسبعة وخمسین عاماً یُولد رجلٌ قلندریٌّ محمّدیٌّ المشرب المسمّی ببهاء الدّین محمد النّقشبندی ویَفوزُ بنعمة خاصتی فصار کما قال. (تفریح الخاطر، صفحہ 24)

یعنی،عارف باللہ حضرت عبد اللہ بلخی اپنی کتاب "خوارقُ الأحباب فی معرفةِ الأقطاب" کے پچیسویں باب میں جو قُطب العباد، غَوث بلاد خواجہ بہاء الحق والحقیقہ والدّین حضرت محمد بن محمد نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر میں ہے بیان کرتے ہیں:میں نے خواجگی سرمست کی زبانِ مبارک سے سنا، اور انہوں نے بخارا کے رہنے والے مُعمر (طویل عمر پانے والے) کامل مشائخ سے سنا، وہ یہ روایت بیان کرتے تھے کہ: ایک دن غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اپنے رفقاء کی ایک جماعت کے ساتھ ایک چھت پر تشریف فرما تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بخارا کی طرف رُخِ انور کیا اور کرامت کی خوشبو سُونگھی، پھر ارشاد فرمایا میرے وصال کے ایک سو ستاون (157) سال گزرنے کے بعد ایک قلندری صفت، محمدی المشرب مردِ خُدا پیدا ہو گا، جس کا نام بہاء الدین محمد نقشبند ہو گا، اور وہ میری خاص نعمت و وِلایت سے سرفراز کیا جائے گا۔" چنانچہ (زمانہ گزرنے پر) بالکل ویسا ہی ظاہر ہوا جیسا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تھا۔"

﴿نقشبندی سلسلہ کو نقشبندی کیوں کہا جاتا ہے؟﴾

لُغت کے اعتبار سے نقشبند کا معنی ہے نقاش یا رنگ ساز وغیرہ۔ اسی وجہ سے "فرہنگِ آصفیہ" میں نقشبندی خاندان کے متعلق لکھا ہے کہ آپ کا خاندان ظاہری طور پر بھی حلال روزی کے لیے کپڑوں پر نقش و نگار (چھپائی یا کڑھائی) کا کام کرتا تھا، لیکن صوفیاء اور مُحقّقین کے نزدیک آپ کو نقشبندی کہنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ باطن میں آپ کے سینے پر سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے "نقشِ اسمِ جلالت اللہ" کی مہر ثبت فرمائی اور پھر آپ نے ذِکر جاری فرمایا اور اپنے مریدوں کے سینوں پر بھی یہ اسمِ جلالت کا ذِکر نقش فرمایا۔ اسی وجہ سے آپ کو نقشبندی کہا گیا یعنی "سینوں میں خُدا کا نام نقش کرنے والا"۔ چنانچہ امام اربلی لکھتے ہیں:

ویُروی أن شاه النّقشبندیّ لما أخذَ العَهد وتلقّنَ عن شَیخه السیّد أمیر کلال وأمرَه بالاشتغال باسم ذات الملك المتعال وما تمکّن فی قلبه نقش الإسم الأعظم وحَصلَ لشاهِ انقباضٌ أتمٌّ وخَرجَ إلی الصّحرَاء فرأی الخضرَ علیه السّلام جائیاً إلیه فاستقبلَ الشّاهُ وسَلّم علیه، فقال له الخضرُ یا بهاءَ الدّین إن الإسمَ الأعظم وَصلَنی من الغَوث الأعظم وأنا أُنبّهك فتوجّه إلی حَضرتِه لتفوزَ عاجلاً

ببرکتِہ ففی اللّیلۃ المستقبلۃِ رأی الشّاہُ فی المنام حضرۃ غوث الأنام وقد أشار بأصابعِ یدِہ الیُمنی إلی صَدرِہ ونَقشَ الإسمَ الأعظم فی بَاطنِہ بسرّہ لأن الأصابعَ الخمس کنقش لَفظۃِ اللہ و رأی الشّاہُ شیئاً یَری فیہ اللہ فلما اشتَھرَ ھذا الذّکرُ فی دیارہِ سألُوہ عنہ فقال: ھذا فیضٌ من الفُیوضات وعِنایۃٌ من العِنایات فی اللّیلۃ المبارکۃ التی أنعمَ علیَّ بھا الغَوثُ الأعظمُ ومن تلک اللّیلۃ أری إزدیادَ حالی عن الحال المقدم ووجہُ شُھرۃِ اسمہ بالشّاہ النّقشبندی نَقش الغَوث الأعظم فی قَلبہِ وھویَنقشُ فی قُلوبِ الطّالبِین من حِزبِہ، وسَألوا منہ ما تقولُ فی قولِ الغَوث "قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ" فقال بھاءُ الدّین: علی عَینی أو علی بَصیرَتی. رضی اللہ تعالی علیھم أجمعین. (تفریح الخاطر، صفحہ 25)

یعنی، (اور یہ روایت بھی بیان کی گئی ہے) کہ جب شاہِ نقشبند (خواجہ بہاء الدّین نقشبندی رضی اللہ عنہ) نے اپنے شیخ، سیّد امیر کلال رضی اللہ عنہ سے بیعت کا عہد لیا اور انہوں نے آپ کو اللہ جلّ جلالہ کے اسمِ ذات کی تلقین فرمائی، تو جب تک آپ کے قلب میں (اسمِ اعظم) کا نقش مکمل طور پر راسخ نہ ہوا، شاہِ نقشبند پر ایک شدید انقباض (روحانی بے چینی) کی کیفیت طاری رہی۔

چنانچہ آپ جنگل کی طرف نکل گئے، وہاں آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ شاہِ نقشبند نے ان کا استقبال کیا اور سلام عرض کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے ان سے فرمایا اے بہاءُ الدّین! مجھے اللہ پاک کے حکم سے اسمِ اعظم (کی یہ خاص امانت) غوثِ اعظم (شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ) سے پہنچی ہے، اور میں تمہیں اس پر متوجہ کرنے آیا ہوں، لہذا تم ان کی بارگاہِ اقدس کی طرف لو لگاؤ تا کہ جلد ہی ان کی برکت سے کامیاب ہو سکو۔

چنانچہ آنے والی رات کو شاہِ نقشبند نے خواب میں حضور غَوثُ الانام رضی اللہ عنہ کی زیارت کی، آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے شاہِ نقشبند کے سینے کی طرف اشارہ فرمایا اور اپنے باطنی سرّ (راز) سے ان کے باطن میں اسمِ اعظم کا نقش ثبت فرما دیا، کیونکہ ہاتھ کی پانچ انگلیاں لفظِ اللہ کے نقش کی مانند ہوتی ہیں۔ اور شاہِ نقشبند نے (اپنے باطن میں) وہ جلوہ دیکھا جس میں اللہ تعالیٰ کی معرفت نظر

آتی ہے۔

جب آپ کے علاقے میں اس ذِکر کی شہرت ہوئی، تو لوگوں نے آپ سے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا: یہ ان فیوضات میں سے ایک فیض ہے اور ان عنایات میں سے ایک عنایت ہے، جو اس مبارک رات میں غوثِ اعظم نے مجھ پر فرمائی، اور اسی رات سے میں اپنے روحانی حال کو سابقہ حال کے مقابلے میں مسلسل بڑھتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔

اور آپ کا نام (شاہِ نقشبند) مشہور ہونے کی وجہ یہی ہے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کے قلب پر (اسمِ اعظم کا) نقش ثبت فرمایا تھا، اور اب آپ (شاہِ نقشبند) اپنے سلسلے کے طالبین کے دلوں پر اسے نقش فرماتے ہیں۔

لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اس فرمان: "میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے" کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ تو خواجہ بہاء الدین نقشبند نے فرمایا: "(غَوث پاک کا قدم) میری آنکھوں پر، میری بصیرت پر ہے!" رضی اللہ عنہم اجمعین۔

سلسلۂ عالیہ سہروردیہ میں آپ کا فیض شیخ الصُّوفیہ حضرت سیّدنا شہابُ الدّین عمر سہروردی رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہیں جن کا سینہ عالَمِ شباب میں ہی سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اسرارِ باطن سے بھر دیا تھا اور ان کو بشارت عطا فرمائی کہ آپ عراق کے آخری مشہور مشائخ میں سے ہوں گے، اور اس کا سبب یہ بنا کہ آپ فرماتے ہیں: اشتغلتُ بِعلم الكَلامِ وأنا شابٌّ، وحفظتُ فيه كُتُباً، وصِرتُ فيه فقيهاً، وكان عَمّي يَزجُرُني عنه فلا أزدجِرُ. فأتى يوماً وأنا معه إلى زيارةِ الشّيخ عبد القادر رضى الله عنه، فقال لي: يا عمرُ، قال الله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً﴾ وها نحن داخلُون على رَجلٍ يُخبِرُ قَلبه عَنِ الله تعالى، فانظر كيف تكونُ بين يدَيهِ لتنظرَ بركات رؤيَتِهِ. قال: فلما جلَسْنا، قال له عمّي: يا سيّدي، هذا ابن أخي مشتغلٌ بِعلم الْكلامِ وقد نهيتُه ولم يَنتهِ. فقال لي: يا عمرُ، أيّ كتاب حفظتَه فيه؟ فقلتُ: الكتاب الفلاني والكتاب الفلاني.

قال: فمرَّبيده المباركة على صَدرى، فواللهِ ما نزَعَها وأنا أحفظُ من الكتب لفظةً واحدةً، وأنسانى الله مسَائِلَها، وأقرَّ اللهُ فى صَدرى العِلمَ اللَّدنّى فى الوقت العَاجل. وقمتُ مِن بين يدَيه وأنا أنطقُ بالحِكمةِ، وقال لى: يا عمرُ، أنتَ آخر المشهُورِين فى العِراق. قال: فكان الشّيخ عبد القادر رضى الله عنه سُلطان أهلِ الطّريق، المتصرف فى الوجود على التّحقيق رضى الله عنه.

(قلائد الجواهر، صفحه 267، السفينة القادريه مع غبطة الناظر، صفحه 42 واللفظ لقلائد الجواهر)

یعنی، میں اپنی جوانی میں علمِ کلام (عقائد و مناظرہ کے علم) میں مشغول رہا، میں نے اس موضوع پر کئی کتابیں حفظ کیں اور اس میں مہارت حاصل کر کے فقیہ بن گیا۔ میرے چچا (حضرت شیخ ابو النّجیب سہروردی رضی اللہ عنہ) مجھے اس علم (میں مستغرق ہونے) سے روکتے تھے، لیکن میں باز نہیں آتا تھا۔ ایک دن وہ مجھے ساتھ لے کر شیخ عبد القادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) کی زیارت کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں انہوں نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: {اے ایمان والو! جب تم رسول سے تنہائی میں بات کرنا چاہو تو اپنی بات چیت سے پہلے کچھ صدقہ پیش کیا کرو}۔ اور اب ہم ایک ایسی عظیم ہستی کی بارگاہ میں جا رہے ہیں جن کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبریں دیتا ہے، لہٰذا دیکھنا کہ تم ان کے سامنے کس ادب و احترام سے بیٹھتے ہو، تاکہ تم ان کی زیارت کی برکات پا سکو۔

صوفیانہ نکتہ "آپ کے چچا جان اس آیتِ کریمہ سے یہ لطیف نکتہ سمجھانا چاہ رہے تھے کہ جس طرح بارگاہِ رسالت ﷺ کا ادب یہ تھا کہ وہاں حاضری سے پہلے صدقہ پیش کیا جائے، اسی طرح اولیاءِ کرام (جو انبیاء کرام کے سچے وارث ہیں) کی بارگاہ کا ادب یہ ہے کہ وہاں جانے سے پہلے اپنے علمی و دنیاوی تکبّر کا "معنوی صدقہ" دے کر، سراپا عاجزی بن کر جایا جائے یا پھر ان کے بارگاہ میں بھی کچھ ہدیہ پیش کرنا چاہیے۔" آپ کہتے ہیں کہ جب ہم (حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں) بیٹھ گئے، تو میرے چچا نے عرض کیا: اے میرے سیّد و سردار! یہ میرا بھتیجا ہے، یہ علمِ کلام میں مشغول رہتا ہے، میں نے اسے روکا ہے لیکن یہ باز نہیں آتا۔

اس پر شیخ (عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے دریافت فرمایا: اے عمر! تم نے اس علم میں کون کون سی کتابیں حفظ کی ہیں؟ میں نے عرض کیا: فلاں فلاں کتاب۔

فرماتے ہیں: پھر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنا مبارک ہاتھ میرے سینے پر پھیرا۔ خدا کی قسم! انہوں نے اپنا ہاتھ ابھی ہٹایا بھی نہیں تھا کہ ان کتابوں کا ایک لفظ بھی مجھے یاد نہ رہا، اللہ نے مجھے ان کے تمام مسائل بھلا دیے، اور اسی وقت میرے سینے میں علمِ لدُنّی راسخ فرما دیا۔ میں ان کے سامنے سے اس حال میں اٹھا کہ میری زبان سے حکمت و دانائی کے بول جاری تھے، اور انہوں نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! تم عراق کے مشہور (مشائخ) میں سے آخری ہو گے۔

آپ (آخر میں عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے) فرماتے ہیں شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اہلِ طریقت کے سلطان اور حقیقتاً نظامِ کائنات میں (اذنِ الٰہی سے) تصرف فرمانے والے تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں آپ کا فیض

سیرت نگاروں نے "لفظِ چشت" کا اثبات سب سے پہلے حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی رضی اللہ عنہ کے لیے کیا ہے؛ کیونکہ جب آپ شام سے بغداد شریف آکر حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے، تو حضرت دینوری رضی اللہ عنہ نے آپ کو خُراسان (موجودہ افغانستان) کے شہر ہرات کے علاقے "چِشت" میں جانے کا حکم دیا اور فرمایا: "آج سے آپ ابو اسحاق شامی نہیں بلکہ ابو اسحاق چشتی ہیں۔" اس طرح سب سے پہلے آپ ہی "چشتی" لقب کے ساتھ معروف ہوئے، اور پھر بعد میں آنے والے مریدوں (اور خلفاء) نے بھی اپنے ناموں کے ساتھ "چشتی" لگانا شروع کیا۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ آپ ہی اس سلسلے کے حقیقی بانی ہیں۔

البتہ برصغیر پاک و ہند میں سلسلۂ چشتیہ کے بانی کی حیثیت سے سلطانُ الہند حضرت خواجہ غریب نواز حسن سنجری رضی اللہ عنہ معروف و مشہور ہیں، اور سلسلۂ چشتیہ کی ترویج و اشاعت بھی سب سے زیادہ آپ ہی کے وجودِ مسعود سے ہوئی۔ نیز آپ سلسلۂ چشتیہ کے اُن جلیل القدر اولیاء میں سے ہیں جنہوں نے

ہند میں سرکارِ غوث پاک رضی اللہ عنہ کے فرمانِ "قَدَمِیْ هٰذِهٖ" کے سامنے سب سے پہلے اپنی گردنِ نیاز جھکائی، جیسا کہ ذکر گزر چکا ہے۔

سرکار غوثِ اعظم سے مستفیض امام اربلی لکھتے ہیں: قال مولانا الشّیخ محمد جمالُ الدین السُّهروَردِی فی "سیر العارفین" اجتمع مُعین الحقّ والدّین الجشتی مع الغَوث الأعظم رضی الله عنهما فی جبلٍ من الجِبال واصطحبَ مع حضرتِه سبعاً وخمسین یوماً مع اللّیالی واستفاضَ من حَضرتِه أنواعَ الفیضِ وجمعیةَ الباطن والکمال. (تفریح الخاطر، صفحہ 25)

یعنی، مولانا شیخ محمد جمال الدین سہروردی نے "سیرُ العارفین" میں فرمایا ہے کہ خواجہ معین الحق والدّین چشتی، حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہما سے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر ملے، اور آپ نے غوثِ اعظم کی بابرکت صحبت میں ستاون (57) دن رات گزارے۔ پھر آپ نے ان کی بارگاہ سے طرح طرح کے فیوض وبرکات، جمعیتِ باطن (باطنی یکسوئی وسکون) اور کمال حاصل کیا۔

غوثِ پاک نے ہندوستان کی وِلایت وقُطبیّت عطا فرمائی

امام اربلی لکھتے ہیں: قال الشّیخ نورُ الله حَفیدُ الفقیهِ الشّیخ حَسن القُطبی فی "اللطائف القادریة" أن شیخَ الوَاصِلین معین الحقّ والدّین الجشتی طلبَ العِرَاق من الغَوث الأعظم، فقال له الغَوث أعطیتُ العِراقَ لشهاب الدّین عمر السّهروَردِی وأعطیتُك الهند. رضوان الله علیهم أجمعین (تفریح الخاطر، صفحہ 26)

یعنی، شیخ نور اللہ (جو فقیہ شیخ حسن قُطبی کے پوتے ہیں) نے "اللَّطائفُ القادریه" میں فرمایا ہے کہ واصلینِ حق کے شیخ، خواجہ معین الحق والدین چشتی نے غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے عراق (کی وِلایت و قُطبیّت) طلب کی، تو غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: "عراق، (شیخ الشیوخ) شہاب الدّین عمر سہروردی کو عطا کر چکا ہوں، اور آپ کو میں نے ہندوستان عطا کر دیا۔"

رضی اللہ عنہم اجمعین

سلسلۂ عالیہ رفاعیہ میں آپ کا فیض سلسلۂ عالیہ رفاعیہ کے بانی، جلیلُ القدر فقیہ وزاہد، سلطانُ العارفین، شیخ الزّاہدین، قُطبِ کبیر، غَوثِ اکبر، نائب خیرُ البشر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، وارثِ بابُ العلم، سیّدنا ابوالعباس احمد بن ابوالحسن علی الرّفاعی الحسینی الحسنی الموسوی رضی اللہ عنہ ہیں، جن کی عظمت کے جھنڈے ہر سو بلند ہیں، جو بڑی شان کے مالک ہیں اور آپ کا سلسلہ بھی عظیم ہے۔

اس سلسلے میں بھی سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا خصوصی فیض ہے۔ حضرت سیّدنا احمد رفاعی رضی اللہ عنہ، سرکار غَوث پاک رضی اللہ عنہ کے ہم عصر ہیں اور آپ بھی انہی ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے سرکار غَوث پاک رضی اللہ عنہ کے فرمان "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" پر اپنی گردن مبارک جھکائی۔

امام شطنوفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: أخبرنا أبو الفرج عبد الرّحيم، وأبو الحسن علی ابنا أختِ الشّيخ القُدوة أبي العباس أحمد بن أبي الحسن الرّفاعی رضی الله عنه، قَدِمَا علينا ببغداد قريباً مِن سنة ثمانين وخمسمائة، قالا: كُنا عند شيخِنا الشّيخ أحمد بن الرّفاعی بزاويته بأمّ عُبيدة فمدَّ عنقَه، وقال: علی رَقبتِیْ، فسألناه عن ذلك، فقال: قد قَال الشّيخ عبد القادر الآن ببغداد: قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ. (بهجة الأسرار، صفحه 33)

یعنی، سیّدنا شیخ ابو العباس احمد بن ابی الحسن الرفاعی رضی اللہ عنہ کے دو بھانجے، ابو الفرج عبد الرحیم اور ابو الحسن علی جو پانچ سو اسی (580) ہجری کے قریب ہمارے پاس بغداد آئے تھے، نے ہمیں بتایا کہ: ہم اپنے شیخ، حضرت شیخ احمد بن رفاعی کے پاس اُمّ عبیدہ میں ان کی خانقاہ میں موجود تھے کہ اچانک انہوں نے اپنی گردن مبارک آگے بڑھائی اور فرمایا: "میری گردن پر بھی ہے"۔ ہم نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: "اس وقت بغداد میں شیخ عبد القادر (جیلانی رضی اللہ عنہ) نے یہ فرمایا ہے۔ میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔" (اس لیے میں نے بھی اپنی گردن جُھکائی)۔

سیّدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی قال: الشّیخ القُدوۃ أبو إسحاق إبراھیم الرّفاعی البطائحی، قال أبی لسیّدی أحمد رضی اللہ عنہ: ھل قال الشّیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ: قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ بأمرٍ أو بلا أمرٍ؟ قال: بل قالھا بأمرٍ. (بہجۃ الأسرار، صفحہ 29)

یعنی، شیخ القُدوہ ابو اسحاق ابراہیم الرّفاعی البطائحی نے بیان کیا کہ میرے والد نے میرے آقا (سیّدی) احمد بن علی الرفاعی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: "کیا شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان (یعنی: میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے) کسی امر و حکم کے تحت فرمایا ہے یا بغیر کسی حکم کے؟" انہوں نے فرمایا: "بیشک انہوں نے یہ اعلان باقاعدہ امر و حکم کے تحت فرمایا ہے۔"

یہ تھے سیّدنا شیخ احمد رفاعی رضی اللہ عنہ، جنہوں نے اپنی گردن جھکا کر سرکار غوثِ اعظم کی سرداری اور فیض کو تسلیم فرمایا اور سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک سے فیض یاب ہوئے۔

عرب شریف کے مشہور سلاسل میں آپ کا فیض

عرب شریف میں مشہور سلاسل مثلاً سلسلہ بدویہ، سلسلہ دسوقیہ، سلسلہ علوانیہ، اور سلسلہ حاتمیہ میں بھی آپکا فیض جاری ہے۔

نکتہ اسی طرح سلسلہ عالیہ شاذلیہ میں بھی سرکار غوث پاک کا فیض جاری ہے جسے ہم عنقریب ذکر کرینگے۔

سلسلہ عالیہ بدویہ میں آپ کا فیض وأما اتصالُ البَدویۃ بِالقَادریۃ؛ فإن الإمام القُطب الغَوث الغضنفر شیخ العرَب المثلث سیّدی أحمد الملّقب بالبدوی الحُسینی المَغربی ثم الطَّنطاوی رضی اللہ عنہ؛ من جملۃِ الذین أخذَ عنھم بالإضافۃ إلی بقیۃ أسَانیدِہ: الشّیخ أبو العباس البستی وھو أخذَ عن الشّیخ أبی مدین شعیب عن الإمام الجیلانی.

(تحفۃ الأحباب المرصعۃ بمعرفۃ الأقطاب الأربعۃ، صفحہ 408، مطبوعہ مصر)

یعنی، اور جہاں تک سلسلۂ بدویہ کا سلسلۂ قادریہ سے اتصال و تعلق کا معاملہ ہے، تو بلاشبہ بانیٔ سلسلۂ

بدویہ، حضرت امام، قُطب، غَوث، غضنفر، شیخِ عرب المثلث، سیّدی احمد البدوی الحسینی المغربی ثم الطنطاوی رضی اللہ عنہ نے اپنی دیگر اسناد کے ساتھ جن بزرگوں سے فیض حاصل کیا، ان میں سے ایک حضرت شیخ ابو العباس البتی ہیں۔ انہوں نے حضرت شیخ ابو مدین شعیب رضی اللہ عنہ سے فیض حاصل کیا، اور حضرت شیخ ابو مدین نے حضرت امام جیلانی (شیخ عبد القادر) رضی اللہ عنہ سے فیض حاصل کیا۔

اس طرح سلسلۂ بدویہ میں سرکار غَوث پاک رضی اللہ عنہ کا فیض پہنچا ہے۔

سلسلۂ عالیہ دسوقیہ میں آپ کا فیض وأما اتصالُ الدّسوقية بالقَادريّة بالإضافة إلى سندها الخاص ؛ فهو أن الإمام الرّبانى والقُطبَ النُّورانى والأستاذَ العالى سيّدى الشّيخ إبراهيم الدّسوقى الحُسينى ؛ من جملةِ الذين أخذَ عنهم، الشّيخ نجم الدين محمود الأصفهانى وهو أخذَ عن الشّيخ نور الدين عبد الصّمد النّظرى عن الشّيخ نجيب الدّين على الطّرازى عن الشّيخ القُطب الكبير شهاب الدين عمر السّهرو ردى عن الإمام عبد القادر الجيلانى رضى الله عنه.

(تحفة الأحباب المرصعة بمعرفة الأقطاب الأربعة، صفحه 409، مطبوعه مصر)

یعنی، اور جہاں تک سلسلۂ دسوقیہ کا اپنی خاص سند کے علاوہ سلسلۂ قادریہ کے ساتھ اتصال و تعلق ہے، تو وہ یوں ہے کہ امامِ ربانی، قُطب نورانی اور بلند مرتبہ استاد، سیّدی شیخ ابراہیم الدّسوقی الحسینی رضی اللہ عنہ نے جن شیوخ سے فیض حاصل کیا، ان میں سے ایک شیخ نجم الدین محمود الاصفہانی ہیں۔ انہوں نے شیخ نور الدین عبد الصمّد النظری سے، انہوں نے شیخ نجیب الدین علی الطرازی سے، انہوں نے قُطب کبیر حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہر وردی سے، اور انہوں نے حضرت امام شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے فیض حاصل کیا۔

یوں سلسلۂ دسوقیہ میں قادری فیض پہنچا۔

سلسلہ علوانیہ میں قادری فیض وأما اتصالُ الطّريقةِ العلوانيّةِ بالقَادريّةِ؛ فهو أن الإمام شيخ الإسلام لسانَ المتكلّمين وقُطبَ العَارفين الملقّب بجوزى اليمن السيّد الشريف صفى

الدّين أحمد بن علوان الحسنى اليمنى: أخذَ عن الشّيخ أبي الغَيث سعيد بن جميل، وهو أخذَ عن القُطب السيّد على بن عمر الأهدل عن الشّيخ الكبير على الأحور عن الإمام الجيلانى رضى الله عنه. (تحفة الأحباب المرصعة بمعرفة الأقطاب الأربعة، صفحه 409، مطبوعه مصر)

یعنی، اور رہا سلسلۂ علوانیہ کا سلسلۂ قادریہ سے تعلق، تو وہ اس طرح ہے کہ امام، شیخ الاسلام، متکلّمین کی زبان، عارفین کے قُطب، اور "جوزیِ یمن" کے لقب سے معروف سیّد شریف، صفی الدّین احمد بن علوان حسنی یمنی رضی اللہ عنہ نے شیخ ابو الغیث سعید بن جمیل سے فیض حاصل کیا۔ انہوں نے قُطب، سیّد علی بن عمر الاہدل سے، اور انہوں نے شیخ کبیر علی الاحوَر سے، جبکہ انہوں نے امام عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے فیض حاصل کیا۔ اس طرح سلسلۂ علوانیہ میں قادری فیض پہنچا۔

سلسلۂ حاتمیہ (محی الدین ابن عربی) میں آپ کا فیض

وأما اتصالُ الطّريقةِ الحاتميّةِ بالقَادريّةِ؛ فهو أن الإمام الشّيخَ الأكبر سُلطان العَارفين سيّدى محيى الدّين محمد بن على بن محمد الحاتمى المشهور بابن عربى؛ لبِسَ الخِرقة القادريّةَ عن سيّدى الشّيخ جمالِ الدّين يونس بن يحيى بن أبي الحسن ويقالُ أبي البركات الهاشمى العباسى القصّار بمكة بالحرم الشريف بعد أن صَحِبه وتأدّب به، وأن الشّيخ جمال الدّين لَبِس الخرقةَ عن سيّدنا شيخِ الوقت الغَوث الجيلانى.

كما أخذَ الشّيخ محيى الدّين عن عددٍ آخر من أصحاب الشّيخ عبد القادر منهم الشّيخ الفرد الكبير محمد بن قائد الأوانى، والشّيخ الكبير عبد العزيز بن الأخضر، وغيرهما.

(تحفة الأحباب المرصعة بمعرفة الأقطاب الأربعة، صفحه 409، مطبوعه مصر)

یعنی، اور جہاں تک سلسلۂ حاتمیہ کا سلسلۂ قادریہ سے اتصال و تعلق ہے، تو وہ اس طرح ہے کہ امام، شیخِ اکبر، سلطانُ العارفین، سیّدی مُحی الدّین محمد بن علی بن محمد الحاتمی، جو ابنِ عربی کے نام سے مشہور ہیں، انہوں نے خرقۂ قادریہ سیّدی شیخ جمال الدین یونس بن یحییٰ بن ابی الحسن، جنہیں ابو البرکات ہاشمی عباسی قصار بھی کہا جاتا ہے، سے مکۂ مکرمہ میں حرمِ شریف کے اندر حاصل کیا۔ یہ خرقہ انہوں نے ان کی

صحبت اختیار کرنے اور ان سے آداب سیکھنے کے بعد حاصل کیا۔ اور شیخ جمالُ الدّین نے یہ خرقہ ہمارے سردار، اپنے زمانے کے شیخ اور غَوث، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا تھا۔

اسی طرح شیخ مُحی الدّین ابنِ عربی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے دیگر متعدّد اصحاب سے بھی فیض حاصل کیا، جن میں شیخ الفردُ الکبیر محمد بن قائدُ الاوانی، شیخ الکبیر عبد العزیز بن الاَخضر، اور ان کے علاوہ دیگر حضرات شامل ہیں۔

یوں سلسلۂ حاتمیہ میں بھی قادری فیض پہنچا۔

سلسلہ عالیہ شاذلیہ میں سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا فیض

سلسلہ شاذلیہ کے بانی و امام، عارف باللہ، قُطب الوقت، غَوثُ الزّماں، امامُ العارفین، سند العاشقین، ولیٔ کامل، اکمل مکمل حضرت سیّدنا شیخ ابو الحسن علی شاذلی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کے پیر و مُرشِد قُطب مغرب حضرت شیخ سیّدنا محمد عبد السلام بن مشیش رضی اللہ عنہ ہیں، اور حضرت محمد عبد السّلام بن مشیش رضی اللہ عنہ نے فیض حاصل کیا ہے حضرت سیّدنا شیخ ابو مدین بن شعیب رضی اللہ عنہ سے۔

اور حضرت شیخ ابو مدین مغربی رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فرمان: "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللهِ" پر اپنی گردن جُھکا کر فیض حاصل کیا اور عرض کیا:

اللّٰهم إنی أُشهِدُك وأُشهِدُ ملائكتك إنی سمعتُ وأطعتُ۔ (بهجة الأسرار، صفحه 38)

یعنی، "اے اللہ! میں تجھ کو اور تیرے ملائکہ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان سنا اور اس کی اطاعت بھی کی۔" یہ ہیں حضرت شیخ ابو مدین بن شعیب رضی اللہ عنہ، جن سے بانیٔ سلسلہ شاذلیہ کے پیر و مُرشد حضرت عبد السّلام بن مشیش رضی اللہ عنہ نے فیض حاصل کیا۔

﴿بانی سلسلہ شاذلیہ کے پیر و مرشد حضرت عبد السلام بن مشیش رضی اللہ عنہ کے لئے سرکار غوث پاک کی دعا و فیض﴾

شیخ ابو الحسن بن محمد الفاسی المغربی لکھتے ہیں: أنه يوم وِلادته سَمِعَ سيّدى عبدالقادر الجيلانى رضى الله عنه ونفعنا به آمين، هاتفاً يقولُ يا عبدَالقادر ارفَع رِجلَك عن أهلِ المغرب، فإن قُطبَ المغرب قد وُلد فى هذا اليوم، فمشى الأستاذ عبدالقادر إلى جبلِ الأعلام بالمغرب حيث مَولد سيّدى عبدالسّلام، وأتى إلى أبيه سيّدى مشيش وقال له: أخرِج لى ولدَك، فخرج له أحد أولادِه، فقال له: ما هذا أريدُ، فأخرج له أولادَه كلَّهم، وقال له: ما بقى إلا ولدٌ واحدٌ وُلِدَ فى هذا اليوم، فقال له سيّدى عبدالقادر: على به فهو الذى أريدُه، فأخرجَه سيّدى مشيش، فأخذه سيّدى عبدالقادر ومسحَ عليه ودعا له۔ (طبقات الشاذلیہ، صفحہ 60، مکتبہ العلمیہ)

یعنی، حضرت عبدُالسّلام بن مشیش رضی اللہ عنہ کی ولادت والے دن میرے سردار شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ (اللہ تعالیٰ ان سے ہمیں نفع پہنچائے، آمین) نے ایک ہاتف یعنی غیبی آواز سنی کہ اے عبد القادر! اہلِ مغرب پر سے اپنا رِجل یعنی ٹانگ اُٹھالیں کیونکہ آج کے دن قُطب مغرب پیدا ہو گئے ہیں۔

چنانچہ حضور شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ مغرب میں جبلِ اَعلام کی طرف تشریف لے گئے، جہاں قُطب مغرب حضرت عبدُالسّلام بن مشیش رضی اللہ عنہ کی جائے پیدائش تھی۔ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ان کے والد حضرت سیّدی مشیش کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میرے پاس اپنے بیٹے کو لے آئیں۔ انہوں نے اپنے بیٹوں میں سے ایک کو آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: میں اسے نہیں چاہتا۔ پھر وہ اپنے تمام بیٹوں کو آپ کی خدمت میں لے آئے اور عرض کی: ان کے علاوہ صرف ایک بچہ باقی ہے جو آج ہی پیدا ہوا ہے۔ اس پر حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسی کو میرے پاس لاؤ، میں اسی کو چاہتا ہوں۔ چنانچہ حضرت سیّدی مشیش رضی اللہ عنہ انہیں لے آئے۔ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدُالسّلام بن مشیش رضی اللہ عنہ کو اپنی آغوش میں لیا، ان کے جسم اطہر پر اپنا

دست پھیرا اور ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ سبحان اللہ!

آپ نے دیکھا کہ امام سلسلۂ شاذلیہ حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے، لیکن آپ کے مُرشِد گرامی حضرت عبدُالسّلام بن مشیش رضی اللہ عنہ جیسے ہی دنیا میں تشریف لاتے ہیں، اسی دن سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو ان کے حق میں دعا و برکت کا اذن ہوتا ہے اور انہیں فیض پہنچانے کا حکم ہوتا ہے۔ چنانچہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ خود تشریف لا کر حضرت عبدُالسّلام بن مشیش رضی اللہ عنہ کے جسم اطہر پر اپنا دست مبارک پھیرتے ہیں اور ان کے لئے برکت کی دعا فرماتے ہیں۔ یہ اس حقیقت کی روشن دلیل ہے کہ سلسلہ شاذلیہ کے سرچشمۂ فیض، یعنی حضرت عبدُالسّلام بن مشیش رضی اللہ عنہ، بھی سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی دعاؤں اور توجہات مبارکہ سے بہرہ مند ہوئے۔

معلوم ہوا کہ سلسلہ عالیہ شاذلیہ میں بھی سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فیض کا ظہور، اس سلسلہ کے ظہور سے قبل ہی شروع ہو چکا تھا۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

﴿اَسرارِ غَوثیّت: رِجل اور قدم میں فرق﴾

لطیف نکتہ ﴾ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو ہاتفِ غیبی سے فرمایا گیا کہ: "اِرفَع رِجلَك" (اپنی ٹانگ اٹھایئے)، نہ کہ "اِرفع قَدَمَك" (اپنا پاؤں اُٹھایئے)۔ ایسا کیوں فرمایا گیا؟

فقیر کا وِجدان ﴾ فقیرِ قادری کا ذوق یہ کہتا ہے کہ اس میں ایک لطیف نکتہ ہے جس میں اسرارِ سلوک پنہاں ہیں۔ اور اگرچہ "قدم" اور "رِجل" بظاہر قریب المعنی ہیں، مگر مقامِ عمل کے لحاظ سے رِجل یعنی ٹانگ اور قدم یعنی پاؤں میں ایک لطیف فرق ہے۔

لطیف فرق کیا ہے؟ اصل میں قدم ثبات، قرار اور مضبوطی سے جمنے کے لیے آتا ہے، جبکہ رجل حرکت، مشی (چلنے) اور رہنمائی کے لیے آتا ہے۔

قدم کے متعلق قرآنِ کریم میں ارشاد ہے: ﴿وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ (سورہ محمد، آیۃ ۷)

ترجمہ: اور (اللہ) تمہارے قدم جمادے گا۔

أی: وَاللهُ يَنْصُرُهُ بِتَقْوِيَتِهِ وَتَثْبِيتِ أَقْدَامِهِ. (تفسیر کبیر)

یعنی، اللہ تعالیٰ (مومن) کو قوت دے کر قدم جما کر اس کی مدد فرمائیگا۔

جبکہ رِجل کے متعلق قرآنِ مجید میں ارشاد ہے: ﴿يَأْتُوكَ رِجَالًا﴾ (سورہ حج، آیت 27)

ترجمہ: وہ تیرے پاس پیدل چل کر حاضر ہوں گے۔

أی: المشاۃ (تفسیر جلالین)

یعنی، پیدل چل کر آئیں گے۔

چنانچہ کہا جاتا ہے: "الفرقُ بين الرِّجل والقَدم، أن القَدم للتّثبيتِ أما الرِّجل فللحركة"

یعنی، قدم اور رِجل میں فرق یہ ہے کہ قدم تثبیت، یعنی مضبوطی سے جمانے اور ثابت رہنے کے لیے آتا ہے، جبکہ رِجل یعنی ٹانگ حرکت اور چلنے کے لیے آتی ہے۔

نکتہ کی وضاحت اب اس لطیف نکتے کو سمجھیں۔ چونکہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا قدم ہر ولی کی گردن پر مضبوطی سے ثابت اور جما ہوا ہے جبکہ رِجل (ٹانگ) ہر ولی کی رہنمائی کے لیے متحرک ہے، اس لیے جس طرح آپ کا قدم ساری دنیا کے اولیاء کی گردن پر ہے، اسی طرح مغرب کے اولیاء کی گردن پر بھی ہے۔ اور جس طرح آپ کا رِجل ساری دنیا کے اولیاء کی رہنمائی کے لیے متحرک ہے، اسی طرح مغرب کے اولیاء کی رہنمائی کے لیے بھی متحرک تھا۔

لیکن اب چونکہ مغرب میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنا ایک کامل و اکمل ولی، حضرت عبدُالسّلام بن مشیش رضی اللہ عنہ، کو وہاں کے لوگوں کی رہنمائی کے لیے پیدا فرما دیا تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف

سے اشارہ ہوا کہ آپ مغرب کی سرزمین سے اپنا رِجل، یعنی ٹانگ (بمعنی رہنمائی)، اُٹھالیں، اگرچہ آپ کا قدمِ مبارک وہاں کے اولیاء پر بھی ثابت و قائم ہے۔ لہٰذا آپ ان کے اس منصبِ رہنمائی اور برکت کے اظہار کے لیے خود وہاں تشریف لے جائیں، انہیں اپنی دعاؤں سے نوازیں اور ان کے جسم پر اپنا دستِ مبارک پھیر کر اپنا فیض بھی عطا فرمائیں۔ چنانچہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے گئے، حضرت عبدُالسّلام بن مشیش رضی اللہ عنہ کے جسمِ اطہر پر اپنا مُقدّس ہاتھ پھیرا، انہیں اپنے طریقے کے فیض سے نوازا اور برکت کی دعا فرمائی۔

سبحان اللہ! فقیر کے وِجدان کے مطابق یہ تھا وہ لطیف نکتہ، چونکہ سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور رہے گا، خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں، شمال میں ہو یا جنوب میں۔ اسی لیے ہاتفِ غیبی سے "اِرفَع قَدمك" (اپنا قدم اٹھالیں) نہیں فرمایا گیا۔

اسی طرح اولیاء کی رہنمائی کے لیے آپ کا رِجل (ٹانگ مبارک) اہلِ مغرب سمیت ہر ولی کے لیے مُتحرک ہے، لیکن چونکہ اب وہاں رہنمائی کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت ابنِ مشیش رضی اللہ عنہ جیسے کامل ولی کو پیدا فرما دیا تھا، اس لیے صرف "اِرفع رِجلَك" (اپنی ٹانگ، یعنی رہنمائی کا متحرک فیض، وہاں سے اٹھالیں) فرمایا گیا، مگر آپ کا قدمِ مبارک ان اہلِ مغرب پر بھی ویسے ہی ثابت و قائم ہے۔ کیونکہ آپ کا فرمانِ عالی شان ہے: قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰه

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ﴾

یعنی، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

﴿ایک اور جہت سے سلسلہ عالیہ شاذلیہ میں سلسلہ قادریہ کا فیض﴾

سرکار شاذلی رضی اللہ عنہ نے جس طرح سرکار ابنِ مشیش رضی اللہ عنہ سے بیعت کر کے فیض حاصل فرمایا، اسی طرح ایک اور بزرگ، حضرت شیخ محمد بن ابو الحسن علی بن حرازم رضی اللہ عنہ سے بھی اکتسابِ فیض فرمایا، اور اس ذریعے سے بھی آپ کو قادری فیض پہنچا۔

چنانچہ منقول ہے کہ: الطّريقةُ الشّاذليةُ وشيخُها القُطبُ الشّهير والولیُّ الكبير شيخُ الصُّوفية سيّدی أبو الحسن الشّاذلی المَغربی الحَسنی ثم المِصری رضی الله عنه؛ مِن جملة الذين أخذَ عنهم: الشّيخ الجليل محمد بن أبي الحسن علی بن حرازم، وهو أخذ عن الشّيخ أبي محمد صالح بن بنصار بن عفيان الدّكالی عن الشّيخ الصّديق والقُطب ذی التّمكين والتّحقيق سيّدی أبي مدين شعيب الأندلسی ثم المغربي الأنصاری عن الإمام الجيلانی رضی الله عنه.

(تحفة الأحباب المرصعة بمعرفة الأقطاب الأربعة، صفحه 406)

یعنی، سلسلہ شاذلیہ کے شیخ، مشہور قُطب اور عظیم ولی، صوفیاء کے شیخ، سیّدی ابو الحسن شاذلی المغربی الحسنی ثم المصری رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے شیوخ میں سے جن سے انہوں نے علم و فیض حاصل کیا، ان میں عظیم شیخ محمد بن ابو الحسن علی بن حرازم بھی ہیں۔ انہوں نے شیخ ابو محمد صالح بن بنصار بن عفیان الدکالی سے فیض حاصل کیا، اور انہوں نے شیخ صدیق، صاحبِ تمکین و تحقیق اور قُطب، سیّدی ابو مدین شعیب الأندلسی ثم المغربی الانصاری سے فیض حاصل کیا، اور انہوں نے امام جیلانی رضی اللہ عنہ سے فیض حاصل کیا۔

النكتة : وكان مِن أعظم مشَايخه القُطب الجليل سلافةُ أهلِ العرفَان والتَّبجيلِ سيّدی عبد السلام بن مشيش الحسنی المغربی الذی أخذَ هو أيضاً عن سيّدی أبي مدين الغَوث.

(تحفة الأحباب المرصعة بمعرفة الأقطاب الأربعة، صفحه 407)

یعنی، اور ان کے عظیم ترین شیوخ میں سے ان کے مُرشِد، قُطب جلیل، اہلِ عرفان و توقیر کے برگزیدہ جوہر، سیّدی عبدُالسّلام بن مشیش الحسنی المغربی تھے، جنہوں نے خود بھی سیّدی ابو مدین الغَوث سے فیض حاصل کیا تھا۔

خلاصۂ کلام: امامِ سلسلہ شاذلیہ حضرت سیّدنا ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ نے سرکار ابن مشیش رضی اللہ عنہ سے اکتسابِ فیض فرمایا اور وہاں بھی قادری فیض موجود ہے، نیز حضرت شیخ محمد بن ابو الحسن

علی بن حرازم رضی اللہ عنہ سے بھی اکتسابِ فیض فرمایا اور وہاں بھی قادری فیض ہے۔ معلوم ہوا کہ سلسلہ عالیہ شاذلیہ میں بھی سرکار غوثِ اعظم کا فیض جاری ہے۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

طریقہ شاذلیہ و دسوقیہ و بدویہ و حاتمیہ
کون سا طریقہ ہے جس میں نہیں فیض تیرا

﴿شاذلی بزرگ کا اعترافِ حقیقت﴾

شیخ محمد بن محمد بن مسعود الفاسی الشّاذلی علیہ الرحمہ نے سلسلۂ عالیہ شاذلیہ کے متعلق سنہ 1278 ہجری میں جو کتاب تصنیف فرمائی، اس کتاب کے آخری صفحات پر آپ حق گوئی اور علمی دیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ وضاحت فرماتے ہیں: کہ کتاب کے نام سے کوئی یہ گمان نہ کرے کہ میں سلسلۂ شاذلیہ کو دیگر سلاسلِ طریقت پر کوئی افضلیّتِ مُطلقہ یا برتری دینے کا قائل ہوں۔ میری مراد ہرگز یہ نہیں، بلکہ اس کا ایک خاص صوفیانہ پس منظر ہے۔ چنانچہ آپ رقمطراز ہیں: وأعترفَ بقُصوری وتَقصيرِي واعتذَارِي لإخواننا وأهلِ طريقَتِنا من السّادة الشّاذليّة وغيرهم من أهلِ الطُّرُق، وحيث سمّيتُ هذه الرّسالة بتفضيل الشّاذليّة، وليس مرادي بتفضيل الطّريقة الشّاذليّة على أنها أفضل مِن جَميعِ الطُّرُق حَاشَا وكلّا، وإنما مُرادي على أن بعض الطُّرُق سدّدوا إلى الغاية وبعضهم رخّصوا، وأمّا الطّريقة الشّاذليّة فإن سيّدي أبا الحسن الشّاذلي وطريقته رضي الله عنه توسّط فيها۔

(الفتوحات الرّبانية في تفضيل الطريقة الشاذلية، قلمی نسخه، صفحه 110)

یعنی، میں اپنی کم مائیگی، کوتاہی اور معذرت کا اعتراف اپنے بھائیوں، اپنے طریقے کے سالکین یعنی ساداتِ شاذلیہ اور دیگر تمام سلاسلِ طریقت کے اہلُ اللہ کے سامنے کرتا ہوں۔ چونکہ میں نے اس رسالے کا نام "تفضيلُ الشّاذليه" (شاذلیہ کی فضیلت) رکھا ہے، تو طریقۂ شاذلیہ کی فضیلت سے میری

مراد ہر گز یہ نہیں ہے کہ یہ طریقہ تمام طریقوں سے افضل ہے، حَاشَا وکلّا! بلکہ میری مراد یہ ہے کہ بعض سلاسلِ طریقت نے انتہا (ریاضت و مجاہدہ میں کڑی سختی) کا راستہ اختیار کیا اور بعض نے رُخصت (نرمی) کا، لیکن جہاں تک طریقۂ شاذلیہ کا تعلق ہے تو میرے آقا و پیشوا سیّدی ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ اور ان کے طریقے نے اس معاملے میں اعتدال اور میانہ روی (توسّط) کا راستہ اختیار کیا۔

شرح شیخ محمد شاذلی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میری کتاب کے نام میں لفظ "تفضیل" دیکھ کر کسی سالک یا قاری کو یہ مغالطہ نہیں ہونا چاہیے کہ میں نے یہاں افضلیّتِ شاذلیہ کی افضلیّتِ مُطلقہ یا رُتبے کی برتری کا دعویٰ کیا ہے، بلکہ سُلوک و تربیت میں شدّت و رُخصت کے اعتبار سے ایک خاص نکتے کی نسبت سے کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صوفیاء کے ہاں تربیت کے مختلف طریقے رہے ہیں؛ بعض سلاسل میں سالک کو کڑی ریاضتوں، طویل چِلّوں اور سخت مجاہدوں سے گزارا جاتا ہے، جبکہ بعض سلاسل میں نرمی اور رخصت کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ طریقۂ شاذلیہ کے بارے میں مُصنّف کا مؤقف یہ ہے کہ امام شاذلی نے ان دونوں کے درمیان اعتدال اور توسط کی راہ اختیار کی ہے۔ چنانچہ اسی علّت کو واضح کرتے ہوئے آگے مُصنّف خود لکھتے ہیں: وبهذا افضلت هذه الطّريقة الشّاذليّة على غيرها مِن الطُّرق.

(الفتوحات الرّبانية، قلمی نسخه، صفحه 112)

حاصلِ کلام یعنی اس طریقے کے لیے جو فضیلت مُصنّف نے ذِکر کی ہے، وہ افضلیّتِ مُطلقہ اور رُتبے کی برتری کے معنی میں نہیں، بلکہ اس اعتبار سے ہے کہ طریقۂ شاذلیّہ ریاضت و مجاہدہ میں اعتدال، نرمی اور توسّط کا راستہ اختیار کرتا ہے، جو سالکین کے لیے زیادہ قابلِ عمل ہے۔ لہٰذا یہاں سے مراد مطلق برتری نہیں، بلکہ اسی مخصوص جہت میں ترجیح اور خصوصیت کا بیان ہے۔

لہٰذا ڈاکٹر موصوف سے گزارش ہے کہ کم از کم اپنے ہی سلسلے کے اس جلیل القدر بزرگ، حضرت الفاسی علیہ الرحمہ، کی اس صریح وضاحت کو ہی مانتے اور اپنے سلسلے کے اس بزرگ کی کم از کم مخالفت نہ کرتے اور سلسلہ شاذلیہ کی مطلق افضلیّت کا دعویٰ چھوڑتے مگر افسوس بُغضِ غَوثیّت میں اتنا آگے چلے گئے

کہ خود اپنے سلسلے کے بزرگ کی بات بھی تسلیم نہیں!

کثرتِ کرامات میں یکتائی چاروں مذاہب (یعنی شافعی، حنبلی، مالکی اور حنفی) بزرگوں کے فرامین

مالکی امام ابو محمد عبد اللہ بن اسعد یافعی مالکی فرماتے ہیں: "کراماتُه رضی الله عنه فخارجةٌ عن الحصر وقد ذکرتُ شیئاً منها فی کتاب "نشر المحاسن" وقد أخبَرَنی مَن أدرکتُ من أعلام الأئِمة الأکابر أن کرامَاته تواتر أو قریب من التّواتر ومعلوم بالإتفاق أنه لَمْ یَظهَر ظهور کراماتِه لغیره من شیوخ الآفاق" (مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان، جلد3، صفحہ 268، دار الکتب العلمیہ)

یعنی، اور جہاں تک حضور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی کرامات کا تعلق ہے تو وہ شمار سے باہر ہیں، میں نے ان میں سے کچھ کرامات اپنی کتاب "نشرُ المحاسن" میں ذِکر کی ہیں اور میں نے جن اکابر سے بھی ملاقات کی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ حضور غَوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی کرامات تواتر کو پہنچ گئی ہیں یا پھر تواتر کے قریب ہیں اور یہ بات تو بالاتفاق معلوم ہے کہ آپ کے علاوہ دنیا میں کسی اور ولی سے اتنی کرامات کا ظہور نہیں ہوا۔

حنبلی امام شہابُ الدین ابنِ عماد حنبلی فرماتے ہیں: "کراماتُه تخرجُ عن الحدِّ وتفوتُ الحصرُ والعدُّ" (شذرات الذّہب، جلد6، صفحہ332)

یعنی، آپ کی کرامات حد سے باہر ہیں اور گنتی و شمار سے وراء ہیں۔

شافعی حضرت شیخ عِزّالدّین بن عبدُالسّلام شافعی فرماتے ہیں: "لایثبت بالتّواتُر کرامات أحدٍ من الأولیاء کثبوتِ کراماتِ الشّیخ عبد القادر رضی الله عنه" (قلائد الجواہر، صفحہ 391)

یعنی، اولیاء اللہ میں سے کسی کی بھی کرامات تواتر کے ساتھ اس طرح ثابت نہیں ہیں جس طرح حضور شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی کرامات ثابت ہیں۔

حنفی امام ملّا علی قاری حنفی فرماتے ہیں: " کراماتُه رضی الله عنه فقد بَلغتْ حدّ التّواتُر ومعلومٌ بالإتفاق أنه لم يَظهَر كراماته وخوارق عاداتهٖ لغيرِه من شُيوخ الأفاق۔"

(نزهة الخاطر الفاطر، صفحه 23)

یعنی، حضور شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی کرامات حدِ تواتر کو پہنچ چکی ہیں اور بالاتفاق یہ معلوم ہے کہ آپ جیسی کرامات اور خوارقِ عادات دنیا کے دیگر مشائخ میں سے کسی کے لیے ظاہر نہیں ہوئیں۔

خلاصہ خلاصہ یہ کہ چاروں مذاہب کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے جتنی کرامات کا ظہور ہوا، روئے زمین پر کسی بھی ولی سے اتنی کرامات کا ظہور نہیں ہوا۔ بلکہ یہ کرامات اتنی مشہور اور کثیر ہیں کہ ان کو شمار کرنا ممکن نہیں اور یہ بات حدِ تواتر تک پہنچی ہے جس سے کسی کو بھی انکار کی گنجائش نہیں۔ اور لطف کی بات تو یہ ہے کہ جو اولیاء کرام کی شان کے منکر ہیں یعنی وہابیہ سلفیہ، ان کے علّامہ ابنِ تیمیہ کہتے ہیں: "كراماتُه قد ثَبتَتْ بالتّواتُر بين الأكابرِ والأصاغرِ"

(جلاء العَينَين، صفحه 216، مكتبه العلميه بيروت)

یعنی، بیشک شیخ عبد القادر جیلانی کی کرامات اصاغر و اکابر (چھوٹوں اور بڑوں) کے درمیان تواتر کے ساتھ ثابت ہو چکی ہیں۔

ان کے علاوہ دیگر بزرگوں نے بھی آپ کی کرامات کی کثرت کو ذکر فرمایا ہے، جیسا کہ امام تادفی علیہ الرحمہ نے شیخ الاسلام امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی علیہ الرحمہ کا قول نقل فرمایا کہ: عَلِمنَا فيما بَلغنا مِن الثّقات النّاقلين كرامات الأولياء أكثر مِمّا وَصَلَ إلينا مِن كراماتِ القُطب شيخ بغداد محی الدّين عبد القادر الجيلی رضی الله عنه۔" (قلائد الجواہر، صفحہ 394)

یعنی، ہمیں ثِقہ راویوں کے ذریعے اولیاء اللہ کی جتنی کرامات پہنچیں، ان میں ہم نے کسی کی کرامات اتنی زیادہ نہیں دیکھیں جتنی قُطب شیخ بغداد حضرت مُحی الدّین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی

کرامات ہم تک پہنچی ہیں۔

اس کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اولیاء پر افضلیّتِ مُطلقہ کی وجہ صرف یہ نہیں کہ آپ کی کرامات بہت زیادہ ہیں اور تواتُر کے ساتھ ثابت ہیں، بلکہ آپ کی افضلیّت بارگاہِ الٰہی میں آپ کی جلیل القدر عظمت، رفعتِ شان اور قربِ خاص کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح آپ کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی قُربِ خاص حاصل ہے۔ اس وجہ سے آپ تمام اولیاء کے سردار ہیں اور اُمّت کے جلیل القدر مشائخ، اولیاء اور علماء نے آپ کے فرمان "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰه" کے ذریعے آپ کی سرداری کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اپنی گردنیں جھکائیں۔

اس لیے بفرضِ محال اگر آپ سے کوئی ایک کرامت بھی ظاہر نہ ہوتی، تب بھی آپ سیّد الاولیاء کہلاتے اور آج بھی ہیں۔

نکتہ اگر کثرتِ کرامات و مناقب کوئی قابلِ ستائش چیز نہ ہوتی، تو اتنے جلیل القدر علماء اور مشائخ نے کثرتِ کرامات کو "مقامِ مدح" میں کیوں ذِکر فرمایا؟ اگر یہ کوئی سببِ فضیلت شے نہ ہوتی تو اسے فضائل و مناقب کے طور پر پیش ہی نہ کیا جاتا!

امام محمد بن یحییٰ تادفی، سرکار غوثِ اعظم کی متعدّد کرامات، مناقب، محامد اور شانِ گرامی بیان کرنے کے بعد، اپنی کتاب کے آخر میں نہایت خوبصورت بات لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد اگر کسی ہستی کے اس قدر مناقب، اسبابِ محامد (کرامات وغیرہ) اور مواہب (بارگاہِ الٰہی سے عطا کردہ انعامات و تصرفات) بیان ہوئے ہیں، تو وہ ہمارے سردار شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی ہے۔

چنانچہ آپ لکھتے ہیں: ولیَعلم أن الفَضلَ بیدِ اللہ یُؤتیه مَن یَشاء واللہ ذُوالفَضل العَظِیم مع أنه لم یجتَمِع لأحدٍ من المشائخ و أربابِ الأحوال بعد الصّحابة رضی اللہ عنهم مِن المناقب و أسبابِ المحَامِد ما اجتَمعَ لسیّدِنا و شَیخِنا الشّیخ مُحی الدّین عبدالقادر رضی اللہ عنه مِن العِلْم والعَملِ

والحسبِ والنّسبِ والمواهبِ والنِّعم. اللهم ببركتِه عندَك و بحُرمتِه لَديكَ ارزُقنا صِدقَ اليَقين ولا تَجعَلنَا مِمَّنْ يأكل الدّنيا بالدِّين وَاجعَلنَا ممّن يؤمنُ بكراماتِ الأولياء والصّالحين۔

(قلائد الجواہر، صفحہ 398)

یعنی، اور یہ جان لینا چاہیے کہ فضل اللہ ہی کے دستِ قدرت میں ہے، وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے! اس کے باوجود، صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بعد مشائخ اور اہل اللہ میں سے کسی ایک کے ہاں بھی اتنے مناقب اور لائقِ ستائش اوصاف کے اسباب (کرامات وغیرہ) جمع نہیں ہوئے، جتنے ہمارے سردار اور ہمارے شیخ حضرت مُحی الدّین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے لیے جمع ہوئے؛ خواہ وہ علم و عمل ہو، حسب و نَسب ہو، یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ مواہب (تصرفات و اختیارات و کرامات) اور نعمتیں ہوں۔

اے اللہ! ان کی اس برکت اور حُرمت کے صدقے، جو انہیں تیری بارگاہ میں حاصل ہے، ہمیں سچا یقین عطا فرما، ہمیں ان لوگوں میں شامل نہ کر جو دین کے بدلے دنیا کماتے ہیں، اور ہمیں ان لوگوں میں سے بنا جو اولیاء کی کرامات پر ایمان رکھتے ہیں۔ آمین۔ (قلائد الجواہر)

یہی وجہ ہے کہ (علّامہ) عبد الحی لکھنوی نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی کثرتِ کرامات کو بنیادِ فضیلت تسلیم کرتے ہوئے، حضور سیّدنا غَوثِ زمان شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ پر آپ کی افضلیّت ثابت کی ہے۔

چنانچہ ان سے سوال کیا گیا: هَل .... فضيلةُ قُطبِ الأقطاب غَوثِ الثَّقلَين سيّد عبد القادر مُحي الدّين الجيلاني قُدِّس سرُّه على قُطبِ الوقتِ شيخ أبو الحسن شاذلي قُدّس سرُّه ثابتةٌ أو عكسه؟

یعنی، کیا قُطب الاَقطاب، غَوثُ الثّقلَین، سیّد عبد القادر محی الدین جیلانی قُدّس سرّہ کی، قُطب وقت حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی قُدّس سرّہ پر فضیلت ثابت ہے یا معاملہ اس کے برعکس ہے؟ (یعنی شیخ ابو الحسن

شاذلی کو غوثِ اعظم پر فضیلت حاصل ہے؟)

(علّامہ) لکھنوی نے جواباً تحریر کیا: فأما المفاضلةُ بين القُطبِ الجيلاني و بينَ الشّيخ أبي الحسن شاذليّ فلكلّ واحدٍ منهما فضيلةٌ إلا أن صَرّحَ اليافعيُّ وغيرُه أن كرامات القُطبِ (الجيلاني) بَلغتْ حدَّ القُوّةِ والتّواتُرِ مالم يَبلغهُ كرامات غيرِه فمن هذا الوَجهِ يكونُ أفضل. والله أعلم.

(مجموعہ فتاویٰ لکھنوی، جلد 1، صفحہ 276، مطبوعہ ہند)

یعنی، جہاں تک قُطب (عبد القادر) جیلانی اور شیخ ابو الحسن شاذلی کے درمیان فضیلت کے تقابل کا معاملہ ہے، تو ان میں سے ہر ایک صاحبِ فضیلت ہے۔ البتہ امام یافعی شاذلی اور دیگر اکابرین نے یہ صراحت کی ہے کہ قُطب (جیلانی) کی کرامات قوّت اور تواتُر کی اس حد تک پہنچی ہوئی ہیں جہاں کسی اور کی کرامات نہیں پہنچیں، لہٰذا اس پہلو سے وہ افضل ہیں۔

تبصرہ ڈاکٹر موصوف نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ: بعض حضرات نے کرامات و تصرفات کی کثرتِ ورود کو افضلیّت کا سبب قرار دیا مگر شرعی اعتبار سے یہ بھی درست نہیں۔ **(صفحہ 410)**

مطلب یہ کہ غوث پاک کی افضلیّت منظور نہیں!

فقیر قادری کہتا ہے کہ (علّامہ) لکھنوی نے ان دونوں ہستیوں کی فضیلت کو تسلیم کیا ہے، جس کے ہم بھی الحمد للہ قائل ہیں۔ البتہ سرکار غوثِ اعظم کی افضلیّت کا سبب علّامہ لکھنوی نے آپ کی کثرتِ کرامات کو قرار دیا ہے۔ اگرچہ مطلقاً کثرتِ کرامات افضلیّت کی (واحد یا کُلی) دلیل نہیں ہوتی، مگر علّامہ لکھنوی کے نزدیک یہ بھی افضلیّت کا ایک اہم پہلو ہے، اسی لیے انہوں نے اسے ذِکر فرمایا۔ جبکہ ہمارے نزدیک افضلیّت کی حقیقی دلیل آپ کو بارگاہِ الٰہی اور بارگاہِ رسالت میں حاصل ہونے والا سب سے بلند قرب، مرتبت اور منزلت ہے۔ اسی عظیم مرتبے کے سبب آپ ہر ولی سے افضل ہیں، اور اسی مقامِ رفیع کے اظہار کے لیے آپ کو یہ فرمانِ عالی شان جاری کرنے کا حکمِ الٰہی ہوا کہ: "میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔"

نوٹ چونکہ مطلقاً کثرتِ کرامات افضلیّت کی علّتِ تامّہ نہیں تھی، اسی لیے جب اس فتوے کی تصدیق لی گئی، تو تصدیق فرمانے والے مصدّق نے افضلیّت کی وجہ آپ کا یہی تاریخی اعلان لکھا کہ "میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے"۔ چنانچہ (علّامہ) لکھنوی کے اسی جواب پر ابوالاحیاء کی تصدیق اسی فتویٰ پر ان الفاظ کے ساتھ ثبت ہے: رُوِیَ فی مناقب شیخ عبدالقادر رحمه الله من طُرقٍ کثیرةٍ بروایاتٍ شهیرةٍ عن جماعةٍ من المشایخ الأکابر والعُلماء الأفاضل أنه قَال فی مَجلسِه وهو علی الکُرسی یتکلّم النّاسَ "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللهِ" وکان فی مَجلسِه عامةُ مشائخ العِراق، ورُوی أنهم کانوا نحو خمسینَ و روی نیفاً وخمسینَ، ولم یبقَ أحدٌ من الأولیاء فی ذلك الوقت من جمیع آفاق الأرض إلا حَنی رقبتَه و رجلٌ بأصبهان فإنه لم یفعل فسُلِبَ حالُه۔ (مجموعہ فتاویٰ لکھنوی، جلد 1، صفحہ 178، مطبوعہ ہند)

یعنی، شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و مناقب میں، کثیر سندوں اور مشہور روایات کے ساتھ، اکابر مشائخ اور فاضل علماء کی ایک جماعت سے یہ روایت منقول ہے کہ آپ اپنی ایک مجلس میں منبر پر تشریف فرما تھے اور لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے، (اسی دوران) آپ نے فرمایا: "میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔" اس وقت آپ کی مجلس میں عراق کے مشائخ کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ ایک روایت کے مطابق ان کی تعداد پچاس تھی اور دوسری روایت میں پچاس سے کچھ زائد بتائی گئی ہے۔ اس وقت روئے زمین کے تمام گوشوں میں اولیاء اللہ میں سے کوئی ایسا باقی نہ رہا جس نے (عالَمِ غیب میں) اپنی گردن نہ جھکا دی ہو، سوائے اصفہان کے ایک شخص کے، جس نے ایسا نہ کیا تو اس کا روحانی حال (اور ولایت) سَلب کر لی گئی۔

خلاصۂ کلام (علّامہ) لکھنوی صاحب کے نزدیک سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی سے افضل ہیں، لیکن انہوں نے اس افضلیّت کی ایک وجہ کثرتِ کرامات کو قرار دیا نہ کہ صرف اسی کو وجہ افضلیّت قرار دیا یہی وجہ ہے کہ اس فتوے کی تصدیق کرنے والے نے اس افضلیّت کی

تائید تو کی، مگر اس کی حقیقی وجہ یہ بتائی کہ آپ کا فرمانِ سیادت "قَدَمِیْ هٰذِهٖ..." آپ کی مطلق افضلیّت کی دلیل ہے۔ اسی وجہ سے کائنات کے کسی ولی نے اس سے انکار نہیں کیا، اور جس نے گردن جُھکانے سے انکار کیا، وہ وِلایت سے محروم ہو گیا۔

پس، مصدِّق کا مقصود یہ واضح کرنا ہے کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی افضلُ الاولیاء ہیں، اور اس کی ایک بنیادی وجہ تمام اولیاء پر آپ کی سیادت و سرداری ہے، جس کا اعلان آپ نے بارگاہِ الٰہی کے حکم سے فرمایا۔

لہٰذا بالفرضِ محال اگر آپ سے ایک بھی کرامت ظاہر نہ ہوتی تب بھی آپ کی "تمام اولیاء پر سرداری" پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

﴿ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

پوری کائنات میں سلسلہ قادریہ کی خصوصی فضیلت جو کسی اور سلسلہ میں نہیں!

﴿بغیر بیعت کے قادری سلسلہ﴾

تصوف و طریقت سے وابستہ لوگ واقف ہیں کہ مروّجہ تمام مشہور سلاسل مثلاً قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، چشتیہ، شاذلیہ، رفاعیہ، تیجانیہ، دسوقیہ وغیرہا میں مرید ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی شیخِ وقت یا ظاہری مُرشِد سے بیعت کرے تاکہ اس سلسلہ میں وہ بھی شامل ہو جائے؛ مثلاً کوئی سلسلہ شاذلیہ میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ شاذلی سلسلہ کے بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرے، اسی طرح اگر کوئی نقشبندی سلسلہ میں داخل ہونا چاہے تو اسے چاہئے کسی نقشبندی سلسلہ کے بزرگ کے ہاتھ میں بیعت کرے۔ اس طرح تمام سلاسل کی بیعت ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح سلسلہ قادریہ میں داخل ہونے کے لئے بھی اسے کسی قادری شیخ سے بیعت کرنی ہوتی ہے اور طریقہ بھی یہی ہے کہ باقاعدہ کسی شیخ سے بیعت

کرے۔

مگر سلسلہ قادریہ میں سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو ایک خصوصی شان حاصل ہے کہ اگر کوئی شخص کسی قادری شیخ کے ہاتھ پر بیعت نہ کرے اور خود کو قادری کہے (یعنی سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے غلاموں اور مریدوں میں مانے)، اگرچہ یہ طریقہ درست نہیں (کیونکہ باقاعدہ بیعت کرنا ایک مکمل روحانی طریقہ ہے) لیکن اس کے باوجود سرکار غوثِ اعظم کی شان ہے کہ آپ کی طرف خود کو منسوب کرنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ آپ کے مریدوں میں یعنی سلسلہ قادریہ میں قبول فرماتا ہے اور یہ خصوصی شان صرف سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے۔

چنانچہ روایت ہے: قال الشّیخُ علی الغَرْثنی، قیل للشّیخ عبد القادر: أرأیتَ إن تسمّی لك رجلٌ ولم یأخُذ مِنك ولم یلبَس لك خِرقة هل یعدّ من أصحابِك؟

فقال: مَن تسمّی لی أو انتمی إلیّ، قبلہ اللہ تعالی ولو کان علی سبیلِ مکروہٍ فهو من جُملةِ أصحابی. (قلائد الجواہر، صفحہ 205)

یعنی، شیخ علی الغرثنی فرماتے ہیں شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے کہ ایک شخص خود کو آپ کی طرف منسوب کرتا ہے (یعنی خود کو آپ کا مرید کہتا ہے) لیکن اس نے نہ آپ سے (براہِ راست) فیض لیا ہے اور نہ آپ سے (خلافت یا بیعت کا) خرقہ پہنا ہے۔ کیا وہ آپ کے مریدوں میں شمار ہو گا؟ آپ نے فرمایا: جس نے میری طرف خود کو منسوب کیا یا میری طرف نسبت رکھی، اللہ تعالیٰ اسے (میرے مریدوں میں) قبول فرمائے گا، اگرچہ یہ ایک ناپسندیدہ طریقہ ہی سہی مگر وہ شخص میرے مریدوں میں شمار ہو گا۔

خلاصۂ کلام ایک ایسا شخص جس نے آپ کی صحبت میں بیٹھ کر نہ فیض حاصل کیا اور نہ آپ سے باقاعدہ بیعت کی، لیکن وہ خود کو غوث پاک رضی اللہ عنہ کا مرید کہتا ہے یعنی خود کو قادری کہتا ہے، آیا یہ قادری کہلائے گا اور غوث پاک کے مریدوں میں شامل ہو گا؟

تو فرمایا گیا کہ اگرچہ یہ طریقہ (اصل کے اعتبار سے) درست نہیں کیونکہ باقاعدہ کسی مُرشِد سے بیعت کرکے سلسلہ قادریہ میں داخل ہونا ہی اصل طریقہ ہے، مگر پھر بھی یہ غَوث پاک کی خصوصی شان ہے کہ ایسے منسوب شخص کو بھی اللہ تعالیٰ غَوث پاک کے مریدوں میں قبول فرمالیتا ہے۔

غَوث پاک سے صرف عقیدت رکھنے سے بخشش ﴾ امام تادفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: قيل له أنه يَسمَع صراخَ ميت من قبره بمقبرةِ "باب الأزج" فقال: ألِيسَ منّي خِرقةٌ ؟ فقيل له: ما نَعلمُ فقال: أفحضَرَ مَجلسي ؟ قالوا: ما نعلمُ ذالك قال: أفصَلّى خَلفِي ؟ قالوا: ما نَعلمُ فقال: المفرِطُ أولى بالخسارة، و أطرق ساعةً، فتجلّلته الهيبة وعلاه الوقار، ثم رفعَ رأسَه وقال: إن الملائكةَ عليهم السّلام قالتْ لي: إنه رأى وجهَك وأحسنَ بك الظنّ وأن الله تعالى رَحِمه بك أو قال بذلك ولم يُسمَع له صراخٌ بعد ذالك ببركة الشّيخ رضي الله عنه۔ (قلائد الجواہر، صفحہ 205)

یعنی، ایک دن حضور غَوث پاک رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ حضور! "بابُ الاَزج" قبرستان کی ایک قبر سے چیخ و پکار کی آواز سنائی دیتی ہے (آپ اس کے لئے دعا فرمائیں)۔ آپ نے فرمایا: کیا اس نے مجھ سے خرقہ پہنا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہمیں علم نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا یہ کبھی میری مجلس میں آیا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہمیں علم نہیں! آپ نے پوچھا: کیا اس نے کبھی میرے پیچھے نماز پڑھی ہے؟ لوگوں نے کہا: ہمیں علم نہیں۔ آپ نے فرمایا: کوتاہی کرنے والا ہی نقصان کا زیادہ حق دار ہے۔ پھر آپ نے اپنا سر مبارک جھکایا، اور آپ پر ہیبت و وقار طاری ہوا، اس کے بعد آپ نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: بیشک فرشتوں (علیہم السلام) نے مجھ سے کہا ہے: اس نے آپ کا چہرہ مبارک دیکھا ہے اور آپ سے حُسنِ ظن رکھتا تھا، اور بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے اس پر رحم فرمادیا ہے۔ یہ فرمایا یا اس طرح کا کوئی جملہ ارشاد فرمایا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی برکت سے اس قبر سے چیخ و پکار کی آواز (دوبارہ) نہیں سنی گئی۔

قادری دوزخ میں نہیں جائے گا ﴾ أخبرنا الشّيخ القُدوة أبو الحسن علي القَرشي

بدِمَشْق، قال: قال الشّيخ محی الدّين عبد القادر الجيلی رضی الله عنه: أعطيتُ سجلاً مدَّ البصر فيه أسماءُ أصحابی ومُريدی إلی يوم القيامة وقِيلَ لی: قد وُهِبوا لك، وسألتُ مالكاً خازنَ النار: هل لك من أصحابی أحدٌ؟ فقال: لا. (بهجة الأسرار ، صفحه 193)

یعنی، حضرت شیخ ابوالحسن علی القرشی نے دمشق میں فرمایا کہ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے ایک ایسا دفتر (رجسٹر) دیا گیا جو حدِ نگاہ تک وسیع تھا جس میں قیامت تک کے میرے اصحاب اور مریدین کے نام درج تھے اور مجھ سے کہا گیا کہ یہ سب آپ کو عطا کر دیے گئے ہیں۔ میں نے (عالَمِ باطن میں) دوزخ کے داروغہ حضرت مالک علیہ السلام سے پوچھا: کیا تمہارے پاس میرے اصحاب و مریدوں میں سے کوئی ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں!

﴿قادری مرید پر غوث پاک کا ہاتھ﴾

وعزّةِ رَبِّي وجَلالِه إن يَدِي على مُريدي كالسّماء على الأرض.

(بهجة الأسرار ،صفحه 193)

یعنی، غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛ مجھے اپنے ربّ کی عزّت و جلال کی قسم! میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسے ہے جیسے آسمان زمین پر (سایہ کیے ہوئے ہے)۔

اگر مرید اچھا نہ ہو﴾ إن لم يكن مريدی جيّداً فأنا جيّدٌ .

(بهجة الأسرار ،صفحه، 193)

یعنی، غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛ اگر میرا مرید اچھا نہ بھی ہو لیکن میں تو اچھا ہوں (اس لیے اسے میں کام آجاؤں گا)۔

﴿جب تک میرا مُرید جنّت میں نہ جائے گا میں ربّ کی بارگاہ سے نہیں اُٹھوں گا﴾

وعزّةِ رَبِّی وجَلَالِه لا بَرحت قدمَای من بین یدَی رَبّی حتی یَنطلقَ بی وبکم إلی الجنة.

(بهجة الأسرار، صفحہ 193)

یعنی، حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛ مجھے اپنے ربّ کی عزّت و جلال کی قسم! میں اپنے رب کے حضور سے تب تک اپنے قدم نہیں ہٹاؤں گا جب تک میں اور تم سب جنت میں نہ چلے جائیں۔

﴿قادری مُرید سب سے زیادہ خوش بخت ہیں﴾

قال الشّیخ أبو الفتح الهروی سمعتُ الشّیخَ علی بنَ هیتی قال: لا مریدین بشَیخهم أسعَدَ من مُریدِی الشّیخ عبد القادر رضی الله عنه. (قلائد الجواہر صفحہ 208)

یعنی، حضرت شیخ ابو الفتح ہرَوی کہتے ہیں کہ میں نے شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: کوئی بھی مرید اپنے شیخ کے سبب اتنے خوش بخت و سعادت مند نہیں جتنے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مریدین ہیں۔

﴿جو غوث پاک کے دامن سے وابستہ ہوا نجات پا گیا﴾

قال الشّیخ أبو سعید قیلوی وقیل أبو سعد یقولُ: ما رَجعَ سیّدُنا الشّیخ عبد القادر إلی العَالَم الأعلیٰ إلا أن تمسّك بذَیله نَجا. (قلائد الجواہر صفحہ 209)

یعنی، حضرت شیخ ابو سعید قیلوی (یا ابو سعد) فرماتے ہیں: ہمارے سردار شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ عالمِ اعلیٰ (بارگاہِ الٰہی) سے رجوع نہیں فرماتے تھے مگر (اس بشارت کے ساتھ) کہ جس نے بھی آپ کا دامن تھام لیا وہ نجات پا گیا۔

﴿فاسق و فاجر مرید کا کیا ہو گا؟﴾

قال بعضُهم إنه قِیلَ للشّیخ عبد القادر رضی الله عنه فی مُریدِك البَارّ والفاجرِ فقالَ: البَارُّ لی

والفَاجرُ أنا له.(قلائد الجواہر ص209)

یعنی، کچھ بزرگ فرماتے ہیں کہ شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ سے ان کے مریدوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ ان میں نیک (فرمانبردار) بھی ہیں اور فاجر (گناہ گار) بھی؟ تو آپ نے فرمایا: نیک تو میرے لیے ہیں (میری زینت ہیں) اور فاجر (گناہ گاروں) کے لیے میں ہوں (یعنی ان کی دستگیری میں کروں گا اور بالآخر انہیں توبہ کی توفیق ہو گی)۔

﴿قادری بالآخر توبہ کرے گا﴾

تین جلیل القدم اولیاء حضرت شیخ ابو سعود حریمی، شیخ ابو عبد اللہ محمد بن قائد الاَوانی اور شیخ ابو القاسم عمر البزّار فرماتے ہیں: ضمِنَ الشّیخ مُحیی الدّین عبد القادر رضی الله عنه لمریدِیه إلی یَوم القیامة أن لا یموتَ أحدٌ منهم إلا علی توبةٍ.(بهجة الأسرار ، صفحه 191)

یعنی، حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے قیامت تک اپنے مریدوں کے لیے ضمانت دی ہے کہ ان میں سے کوئی بھی بغیر توبہ کے نہیں مرے گا۔

﴿قادریوں کو دوسرے سلاسل کی خلافت کی حاجت ہی نہیں!﴾

صاحبِ کمال اور جلیل القدر ولی حضرت غَوث شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: من سَألنی مِن أصحابِ المشائخ أن ألبَسَه خرقةً فعلتُ ذالك له إلا أصحاب الشّیخ عبدالقادر فإنهم مُنغمِسُون فی الرّحمة وهل یترکُ أحدٌ البحرَ ویأتی السّاقیه؟ (بهجة الأسرار ، صفحه 193)

یعنی، مشائخ میں سے کسی کا بھی مرید مجھ سے یہ سوال کرے کہ میں اسے خرقہ پہناؤں (یعنی خلافت عطا کروں) تو میں اس کے لیے ایسا کر دوں گا، سوائے سیّدنا شیخ عبد القادر (رضی اللہ عنہ) کے مریدوں کے؛ کیونکہ وہ رحمت میں غوطہ زن ہیں، اور کیا کوئی سمندر کو چھوڑ کر ندی نالوں کا رُخ کرتا ہے؟

﴿سلسلہ قادریہ کو مضبوطی سے تھامنے کی وصیت﴾

امام شطنوفی لکھتے ہیں کہ: ایک دفعہ ملکِ شام کے شہر حلب میں اولیاءِ کرام کی ایک مجلس منعقد ہوئی جس میں بڑے بڑے مشائخ، مثلاً بانیٔ سلسلہ سہروردیہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور حضرت شیخ بہاء الدین ابو الحسن یوسف بن رافع و دیگر مشائخ موجود تھے۔ اس دوران جب اولیاء کے سلسلوں کا ذِکر ہوا تو اس مجلس میں موجود شیخ ابو الفرج حنبلی نے فرمایا: أوصَانِی وَالِدِی باتّباع طریق محیی الدّین عبد القادر رضی اللہ عنہ واستمساكٍ بعَقد محبتِہ وقال: إنہ علی مثال ذالك.

(بهجة الأسرار ، صفحه 212)

یعنی، مجھے میرے والد گرامی نے حضور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے طریقہ (قادریہ) کی اتباع اور ان سے محبت کی مضبوطی کی وصیت کی تھی اور فرمایا تھا کہ وہ خود (یعنی والد) بھی اسی طریقے پر تھے۔

کیوں؟﴾ اسی لیے کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی شان ہی ایسی ہے، آپ فرماتے ہیں: رَبِّی عزّوجلّ وعَدَنِی أن یُدْخلَ أصحابِی، وإن مَذهبی وكلّ محبٍّ لی الجنة.

(بهجة الأسرار ، صفحه 193)

یعنی، اور میں (گواہی دیتا ہوں کہ) بیشک میرے رب عزّوجلّ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میرے مریدوں، میرے ہم مذہبوں (پیروکاروں) اور مجھ سے محبت کرنے والے ہر شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

﴿شانِ عبدُالقادر بزبانِ عبدُالقادر (سلطانِ کائنات، شہسوار ولایت)﴾

قال الشّیخ عبد القادر: لی من کلّ معرکة فحلٌ لا یُقاومُ، ولی فی کلّ أرضٍ خَیلٌ لا تسبقُ، ولی فی کلّ جیشٍ سُلطانٌ لا یُخالفُ، ولی فی کلّ منصبٍ خلیفةٌ لا یعزلُ۔ (بهجة الأسرار، صفحه 195)

یعنی، حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے پاس ہر طویل معرکے کے لیے ایسا "فحل" (نر شہسوار) ہے جس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا، اور ہر زمین میں میرے پاس ایسا گھوڑا ہے جس سے کوئی آگے نہیں بڑھ سکتا، اور ہر لشکر میں میرا ایسا سلطان (حکمران) ہے جس کی مخالفت نہیں کی جاسکتی، اور ہر منصب پر میرا ایک خلیفہ ہے جسے معزول نہیں کیا جاسکتا۔

شرح ﴾ یہاں پر سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فحل (نر جانور)، خیل (گھوڑا)، سلطان (حکمران)، اور خلیفہ (نائب) ذکر فرمایا ہے؛ اس سے ظاہری چیزیں مراد نہیں بلکہ آپ کی اپنی روحانی قوتیں مراد ہیں۔

نر شہسوار سے مراد یعنی ہر سخت معرکے یا مشکل گھڑی کے لیے میں ایک ایسا بہادر اور طاقتور مرد کامل ہوں جس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا اور گھوڑے سے مراد یعنی میری روحانی قوت و طاقت ایک ایسے تیز گھوڑے کی مانند ہے کہ زمانے کی کوئی بھی مسافت ہو، میری روحانی قوت سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔ اور جیش یعنی اولیاء کے لشکر میں، میں ایسا سلطان ہوں کہ اولیاء کے جتنے لشکر ہیں، جتنی جماعتیں ہیں، ان سب پہ میرا حکم نافذ ہے جس کی کوئی بھی مخالفت نہیں کر سکتا اور نہ کوئی میرے فیصلے کو رد کر سکتا ہے۔ جبکہ منصب خلافت سے مراد یعنی میرے پاس وِلایت و خلافت کا وہ منصب ہے (یعنی غَوثیّتِ کُبریٰ کا ایسا عظیم منصب ہے) جس سے میں کبھی معزّول نہیں کیا جاؤں گا۔

سبحان اللہ! کیا مرتبہ و مقام ہے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا اسی منظر کو میرے امام، سیّدی اعلیٰ حضرت (احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ) کیا خوب بیان فرماتے ہیں کہ:

تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب قلمرو میں حرم تا حل ہے یا غَوث
جسے عرش دوم کہتے ہیں افلاک وہ تیری کرسی منزل ہے یا غَوث
جو قرنوں سیر میں عارف نہ پائیں وہ تیری پہلی منزل ہے یا غَوث
تیری عزّت، تیری رِفعت، تیرا فضل بفضلہٖ افضل و فاضل ہے یا غَوث
تیری قُدرت تو فِطرت سے ہے قائم کہ قادر نام میں داخل ہے یا غَوث
تصرف والے سب مظہر ہیں تیرے تو ہی اس پردے میں فاعل ہے یا غَوث

(حدائق بخشش)

﴿رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب ووارث﴾

وعزّةِ رَبّی أن السُّعداء والأشقیاء لیعرضُون علی عَینی فی اللَّوحِ المحفُوظ، أنا غائصٌ فِی بِحارِ علم اللہ ومُشاهَدتِہ أنا حُجّة اللہ علیکم جمیعکم، أنا نائبُ رَسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ووارثُہ.

(بهجة الأسرار ، صفحه 50)

یعنی، غَوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے اپنے رب کی عزّت کی قسم! نیک بخت اور بد بخت میرے سامنے لوح محفوظ میں پیش کیے جاتے ہیں، میں ربّ کے علم کے سمندروں اور اس کے مشاہدہ میں غوطہ زن ہوں، میں تم سب پر خدا کی حُجّت ہوں، میں زمین پر رسول اللہ ﷺ کا نائب ووارث ہوں۔

﴿مقامِ نبوّت کے سوا، غَوث پاک کو وِلایت کے تمام مقامات حاصل ہیں﴾

کُلُّ ولیٍّ علی قَدَمِ نبیٍّ، وأنا علی قَدَمِ جدّی صلّی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم، وما رَفَعَ المصطفی صلّی اللہُ علیہ وسلّم قَدَمًا إلا وَضَعْتُ أنا قَدَمی فی الموضعِ الذی رَفَعَ قَدَمَہُ منہ، إلا أن یکون قَدَمًا من أقدام النُّبُوّةِ، فإنہ لا سبیل أن یَنالَہُ غیرُ نبیٍّ. (بهجة الأسرار ،صفحه 51)

یعنی، غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہر ولی کسی (نہ کسی) نبی کے نقشِ قدم پر ہے اور میں اپنے جدّ امجد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر ہوں، میرے کریم نانا مصطفیٰ ﷺ نے جہاں سے

اپنا قدم مبارک اُٹھایا میں نے اپنا قدم وہاں رکھا، سوائے قدمِ نبوّت کے کیونکہ اس مقام کو غیر نبی ہر گز نہیں پاسکتا۔

یعنی وِلایت کی حد میں رہتے ہوئے معرفت اور قُربِ الٰہی کی جتنی بھی منزلیں ایک ولی پاسکتا ہے وہ سارے مقامات میں نے حاصل کر لیے سوائے مقاماتِ نبوّت کے، کیونکہ کوئی غیر نبی وہ مقام پا ہی نہیں سکتا۔

پیروں کا پیر ﴾ الإنسُ لهم مشايخُ والجنُّ لهم مشايخُ والملائكة لهم مشايخُ وأنا شَيخُ الكُلِّ. (بهجة الأسرار، صفحه 52)

یعنی، غَوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انسانوں کے پیر ہوتے ہیں، جنوں کے پیر ہوتے ہیں اور ملائکہ کے بھی پیر ہوتے ہیں لیکن میں سب کا پیر ہوں۔

نوٹ ﴾ جس طرح انسانوں میں انبیاء ورسل علیہم السلام، صحابہ کرام اور کبار تابعین اس فرمان سے مستثنیٰ ہیں، اسی طرح ملائکہ میں سے رُسل اور مقربین ملائکہ مستثنیٰ ہیں (یعنی مراد غیر رُسل ملائکہ ہیں)۔

﴿غَوث پاک اور تمام مخلوق کے مقام میں آسمان وزمین جتنا فاصلہ﴾

اپنے وِصال مبارک سے قبل آپ نے اپنی اولاد کو ارشاد فرمایا کہ: بَینی وبَینَکم وبین الخَلق کلِّهم بُعد ما بین السَّماء والأرض لا تَقیسُونی بأحدٍ ولا تَقیسُوا علیَّ أحداً۔ (بهجة الأسرار، صفحه 53)

یعنی، میرے اور تمہارے اور تمام مخلوق (کے مرتبہ) میں ایسی دُوری ہے جیسے آسمان وزمین کی دُوری۔ مجھ کو کسی پر قیاس نہ کرو اور نہ کسی کو مجھ پر قیاس کرو۔

﴿غَوث پاک کے وسیلے سے حاجت روائی﴾

قَالَ: إذَا سَألتُم الله حَاجَةً فَاسئَلُوهُ بِی۔ (بهجة الأسرار، صفحه 54)

یعنی، غَوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب تم خدا سے کوئی حاجت طلب کرو تو میرے وسیلے سے مانگو۔

﴿ولایت و درجات غوث پاک کے در پر بٹتے ہیں﴾

آپ فرماتے ہیں: یا غلامُ! سافِرْ ألفَ عامٍ لِتَسمَعَ منّی کلمۃً، یا غلامُ! الوِلایاتُ ھاھنا، الدَّرجاتُ ھاھنا، فی مجلسی تُفَرَّقُ الخِلَعُ. (بہجۃ الأسرار ، صفحہ 54)

یعنی، اے (ولایت کے طالب) لڑکے! اگر تجھے ہزار سال تک سفر کرنا پڑے تاکہ تو مجھ سے (تصوف) کا ایک کلمہ سنے (تو کر لے)، (کیونکہ) اے لڑکے! وِلایت یہیں ہے، درجے یہیں ہیں، میری بارگاہ میں خلعتیں تقسیم ہوتی ہیں۔

زندگی میں اگر مقام پتہ نہ چلے تو قبر میں منکر نکیر تجھے بتائیں گے کہ ﴿غوث پاک کون ہیں!﴾

قال: یا غلامُ! اسألْ عنّی مُنکرًا ونکیرًا عند مجیئِھما إلی قبرِک، فیُخبِراکَ عنّی.

(بہجۃ الأسرار ، صفحہ 54)

یعنی، اے (ولایت کے طالب) لڑکے! میرے متعلق منکر نکیر سے پوچھو جب وہ دونوں تمہاری قبر میں آئیں گے تو وہ تمہیں بتائیں گے میں کون ہوں؟؟؟ اللہ اکبر کبیراً

﴿خلفاء اربعہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ سے حضور غوث پاک کا فیضِ نسبی و تعلق شرف﴾

خاتمُ المُحقّقین امام ابنِ عابدین شامی اور امام المکاشفین حضرت شیخِ اکبر ابنِ عربی و دیگر مشائخ عظام اس بات پر متفق ہیں کہ چاروں خُلَفائے راشدین (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے پاس خلافتِ ظاہری کے ساتھ ساتھ خلافتِ باطنی، یعنی غَوثیّتِ کُبریٰ کا مستقل منصب بھی تھا۔

فقیر اکثر سوچتا تھا کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کے بعد سے لے کر ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ تک (ایک طویل ترین عرصے کے لیے) منصبِ غَوثیّتِ کُبریٰ مستقل اور بالأصالہ کیوں عطا ہوا؟ بے شک آپ کی ذاتِ اقدس بے شمار کمالات و فضائل کی جامع ہے، مگر ضرور کوئی ایسا امتیازی وصف بھی ہو گا جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس عظیم اور طویل منصب کے لیے

منتخب فرمایا۔

اسی غور و فکر کے دوران ایک ایمان افروز نکتہ ذہن میں آیا کہ (میرے محدود مطالعے کے مطابق) وِلایت کی دنیا میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ وہ منفرد ہستی ہیں جن کے پاکیزہ نسب اور خاندانی تعلقات میں سرکارِ دوعالم ﷺ کے چاروں خُلَفائے راشدین، جو غَوثیتِ کُبریٰ کے منصب پر بھی فائز تھے، سب کا فیض اور شرفِ تعلق جمع ہو گیا ہے۔ لہٰذا ممکن ہے کہ اس عظیم اور بے مثال منصب کے اس طویل استمرار کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہو کہ چاروں غَوثیتِ کُبریٰ کے حاملین کا فیض آپ کی ذاتِ گرامی میں جمع ہے۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

چنانچہ شیخ زینُ المرصفی الصّیاد نے "قلائد الجواہر" کے حاشیہ "فتوحُ الغَیب" میں جو تحقیقی کلام فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غَوثیتِ کُبریٰ کے حامل چاروں خُلَفائے راشدین کے فیوض و برکات کا شرفِ تعلق حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ذاتِ اقدس میں جمع ہو گیا تھا۔

﴿1۔ اتّصالِ نسب بحضور سیّدنا علی المرتضیٰ (کرم اللہ وجہہ الکریم)﴾

والدِ کریم کی جانب سے آپ کا نسب شریف خلیفہ چہارم حضرت مولیٰ علی پاک سے ملتا ہے۔ امام یحییٰ تادفی لکھتے ہیں: القُطب الرَّبّانی والفَرد الجامعُ الصَّمدانی، والأصلُ الطاهر مُحی الدِّین أبو محمد عبد القادر بن أبی صالح جَنْکی دوست بن أبی عبد الله بن یحیی الزّاهد بن محمد بن داوُد بن موسی بن عبد الله بن موسی الجون بن عبد الله المحض، ویُنعَت بالْمَجَلِ، أخذه من الإجلال ابن الحسن المثنّی بن أمیر المؤمنین أبی محمد الحسن بن أمیر المؤمنین علیّ رضی الله عنه ابن أبی طالب.

(قلائد الجواہر، صفحہ 3)

یعنی، قُطب ربانی، فردِ جامع صمدانی، اور پاکیزہ الاصل (خالص نسب والے) مُحی الدین ابو محمد

عبد القادر بن ابی صالح جنگی دوست بن ابی عبد اللہ بن یحییٰ الزاھد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبد اللہ بن موسیٰ الجون بن عبد اللہ المحض (جن کا لقب المجل ان کی جلالتِ شان کی وجہ سے تھا) بن الحسن المثنیٰ بن امیر المؤمنین ابو محمد الحسن بن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم۔

اور والدہ کریمہ کی جانب سے بھی آپ کا نسب شریف حُسینی سادات سے مولیٰ علی پاک رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

چنانچہ شیخ زین مرصفی لکھتے ہیں: فأقولُ وباللہ العَون، ومنه التَّوفیق لأقوم طریق: أن حضرة قُطبَ العَارفین الشَّیخ عبد القادر الکیلانی، قدّس اللہ تعالیٰ سِرَّہ. والدته الکریمة رضی اللہ عنها اسمها أُمُّ الخیر أَمَةُ الجبّار فاطمة بنت السیّد عبد اللہ الصومعی الزاهد، ابن الإمام أبی جمال الدِّین السعید، جَدُّہ، ابن الإمام السیّد محمود، ابن الإمام السیّد أبی العطاء عبد اللہ، ابن الإمام السیّد کمال الدِّین عیسی، ابن الإمام السیّد أبی علاء الدِّین محمد الجواد رضی اللہ عنه، ابن الإمام الهمام علی الرّضا رضی اللہ عنه، ابن الإمام الهمام موسی الکاظم رضی اللہ عنه، ابن الإمام الهمام جعفر الصادق رضی اللہ عنه، ابن الإمام الهمام محمد البَاقر رضی اللہ عنه، ابن الإمام الهمام زین العابدین رضی اللہ عنه، ابن الإمام الهمام سیّد شباب أهل الجنّة وقُرّة أعین السُّنّة، سیّدنا الشهداء أبی عبد اللہ الحسین بن علی بن أبی طالب رضی اللہ عنهم وعنا به، آمین.

یعنی، میں کہتا ہوں، اور اللہ ہی کی مدد اور اسی کی توفیق سے سیدھے راستے پر قائم رہنے کی دعا کرتا ہوں: بیشک عارفین کے قُطب، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (قدّس اللہ سرّہٗ) کی والدہ کریمہ (رضی اللہ عنہا) کا نام اُمُّ الخیر امۃُ الجبّار فاطمہ ہے، جو کہ بیٹی ہیں سیّد عبد اللہ صومعی زاہد کی، وہ بیٹے ہیں امام ابو جمالُ الدّین السعید کے، وہ بیٹے ہیں امام سیّد محمود کے، وہ بیٹے ہیں امام سیّد ابو العطاء عبد اللہ کے، وہ بیٹے ہیں امام سیّد کمالُ الدّین عیسیٰ کے، وہ بیٹے ہیں امامِ جلیل القدر محمد الجواد کے، وہ بیٹے ہیں امام جلیل القدر علی الرضا کے، وہ بیٹے ہیں امام جلیل القدر موسیٰ الکاظم کے، وہ بیٹے ہیں امام جلیل القدر جعفر الصّادق کے، وہ بیٹے ہیں امام جلیل

القدر محمد الباقر کے، وہ بیٹے ہیں امام جلیل القدر زین العابدین کے، وہ بیٹے ہیں جوانانِ جنت کے سردار اوراہلِ سنّت کی آنکھوں کی ٹھنڈک، ہمارے آقا، شہیدِ کربلا ابو عبد اللہ الحسین کے، جو کہ بیٹے ہیں امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین کے۔

﴿2۔ اتّصالِ نسب بحضور سیّدنا ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ)﴾

شیخ زین مرصفی صیاد لکھتے ہیں: وأیضًا حضرۃ الشّیخ المشار إلیہ، نَسَبُہ العالی لہ اتّصال بحضرۃ خلیفۃِ رَسولِ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ورَفیقِہ فی الغَار، أمیر المؤمنین سیّدنا أبی بکر الصدّیق رضی اللہ عنہ.

یعنی، اسی طرح، حضرت سیّدنا شیخ (عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ) کا نسبِ عالی رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ اور غار میں آپ کے رفیق، امیر المؤمنین سیّدنا ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ سے بھی متّصل (جا ملتا) ہے۔

آگے اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وأمّا اتّصال النَّسَب العالی بسیّدِنا أمیر المؤمنین أبی بکرِ الصّدیق رضی اللہ عنہ: فھو أن حضرۃَ والدۃَ والدِ حضرۃ الغَوث المُشارِ إلیہ، قُدِّس سرُّہ، اسمُھا أُمُّ سَلَمۃ رضی اللہ عنھا، کریمۃ الإمام محمد رضی اللہ عنہ، ابن الإمام طلحۃ رضی اللہ عنہ، ابن الإمام عبد اللہ رضی اللہ عنہ، ابن الإمام عبد الرحمن رضی اللہ عنہ، ابن حضرۃ الإمام أمیر المؤمنین سیّدنا أبی بکر الصّدیق رَضی اللہ عنہ وأرضاہ، ورَضی عنّا بہ، آمین

یعنی، جہاں تک آپ کے نسبِ عالی کا سیّدنا امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے متصل ہونے کا تعلق ہے، تو وہ اس طرح ہے کہ حضرت غوثِ اعظم (قدّس اللہ سرّہٗ) کے والدِ گرامی کی والدہ (یعنی آپ کی دادی صاحبہ) کا نام اُمّ سلمہ ہے، جو کہ بیٹی ہیں امام محمد کی، وہ بیٹے ہیں امام طلحہ کے، وہ بیٹے ہیں امام عبد اللہ کے، وہ بیٹے ہیں امام عبد الرّحمٰن کے، جو کہ بیٹے ہیں امیر المؤمنین حضرت امام سیّدنا ابو بکر صدّیق کے (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔

3۔ اتّصال فیض نسب بحضور سیّدنا عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ)

شیخ مرصفی لکھتے ہیں: وأمّا اتِّصال النَّسَبِ العالی بحضرۃ سیّدنا ذی النُّورَین أمیر المؤمنین عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ: فھو أن سیّدنا عبد اللہ المحض، الجدّ التّاسع لحضرۃ الغوث المُشَار إلیہ، لُقِّب بالمحضِ؛ لأن لفظ مَحض یُطلَق علی الخالص مِن کُلِّ شیء، وسیّدنا عبد اللہ المشار إلیہ نَسَبُہ الشریف خالص مِن الموالی من جھۃ الأُمِّ والأبِ، فلُقِّب بہ؛ لأن أباہ سیّدنا الحسن المثنّی ابن سیّدنا الحسن السبط رضی اللہ عنہ، ابن الإمام سیّدنا علی بن أبی طالب کرّم اللہ وجھہ و رضی عنھم أجمعین، وأمُّہ فاطمۃُ رضی اللہ عنھا، بعد وفاۃِ أبیھا تزوّجَھا السیّد عبد اللہ بن المظفّر رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابن أمیر المؤمنین سیّدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ.

یعنی، جہاں تک آپ کے نسبِ عالی کا حضرت سیّدنا ذوالنُّورین امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے (فیض) متّصل ہونے کا تعلق ہے، تو وہ اس طرح ہے کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے نویں دادا، سیّدنا عبد اللہ المحض کو المحض کا لقب اس لیے دیا گیا کیونکہ المحض کا لفظ ہر چیز میں سے خالص پر بولا جاتا ہے۔ اور حضور سیّدنا عبد اللہ کا نسب شریف ماں اور باپ دونوں طرف سے غیر عرب (آزاد کردہ غلاموں) کے اثر سے بالکل خالص (نجیب الطرفَین) تھا، پس اسی وجہ سے انہیں اس لقب سے ملقّب کیا گیا۔ کیونکہ ان کے والد سیّدنا حَسن المثنّٰی ہیں جو کہ سیّدنا حَسن سبط کے بیٹے ہیں اور وہ امام سیّدنا علی بن ابی طالب کے بیٹے ہیں۔ اور ان کی والدہ (سیّدہ فاطمہ بنت الحُسین رضی اللہ عنہا) کے (پہلے شوہر یعنی سیّدنا حَسن المثنٰی کے) وصال کے بعد، ان سے سیّد عبد اللہ بن مظفر نے نکاح کیا، جو کہ بیٹے ہیں عمر کے، اور وہ بیٹے ہیں امیر المؤمنین سیّدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کے۔

نوٹ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خانوادے مبارک سے یہ تعلق براہ راست نہیں بلکہ نسبی الحاق اور خاندانی رشتہ کے حوالے سے ہے، جسے اہلِ انساب شرفِ تعلقِ نسب کے طور پر شمار

کرتے ہیں، اسی مناسبت سے شیخ زین المرصفی نے اسے ذِکر کیا۔ اسی طرح اس مقام پر شیخ زین مرصفی نے حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر پہلے کیا ہے اور سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بعد میں، کیونکہ عبد اللہ بن مظفر کا ذکر پہلے آچکا تھا تاکہ نسب سمجھنے میں آسانی ہو۔

﴿4۔ اتصال فیض نسب بحضور سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ﴾

شیخ زین مرصفی لکھتے ہیں: وأمّا اتّصالُ النَّسَب العالی بسیّدنا عمرَبن الخطّاب رضی الله عنه:

فاعلَم أن عبدَ الله بنَ المظفّر المتقدّم ذکرُہ، ووالدته الکریمة اسمُها حفصةُ رضی الله عنها، کریمة سیّدنا عبد الله رضی الله عنه، ابن سیّدنا عمرَ رضی الله عنه فعلی هذا یکونُ هذا النَّسَب الشریفُ له اتّصال بسیّدنا الصدّیق، وبسیّدنا الفاروق، وبسیّدنا ذی النُّورَین، وبساداتنا الحسنَین، رضوان الله تعالی علیهم أجمعین.

یعنی، جہاں تک آپ کے نسبِ عالی کا سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے فیض متصل ہونے کا تعلق ہے، پس جان لیجئے کہ (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نسل سے) عبد اللہ بن مظفر، جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے، ان کی والدہ کریمہ کا نام حفصہ ہے، جو کہ بیٹی ہیں سیّدنا عبد اللہ کی، اور وہ بیٹے ہیں سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے۔ پس اس ترتیب کے مطابق، اس نسبِ شریف کا اتصال سیّدنا صدیق (اکبر)، سیّدنا فاروق (اعظم)، سیّدنا ذی النّورین (عثمانِ غنی)، مولیٰ علی المرتضیٰ اور حَسنی و حُسینی سادات (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سب سے ہو جاتا ہے۔ (فتوح الغیب للشیخ زین المرصفی الصیاد علی هامش قلائد الجواهر، صفحه 134، مطبوعه مصر)

حاصلِ کلام اس علمی تحقیق سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ صرف حَسنی و حُسینی سیّد ہی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذاتِ اقدس میں اسلام کے چاروں خُلَفائے راشدین کا شرفِ تعلق اور فیض بھی جمع فرما دیا۔ دادی کی طرف سے آپ صدیقی نسبت رکھتے ہیں، جبکہ سیّدنا عبد اللہ المحض رضی اللہ عنہ کے خانوادے کے ذریعے حضرت عثمان غنی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے

اہلِ بیت سے بھی آپ کا معزز تعلق قائم ہو جاتا ہے۔

ممکن ہے کہ یہ جامعیت بھی ان خصوصی فضائل میں سے ایک ہو جن کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصبِ غَوثیّتِ کُبریٰ کے لیے منتخب فرمایا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

﴿پیرانِ پیر حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی کے مناقب چھوڑ کر اپنے پیر کے مناقب بیان کرنا﴾

سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ولی، حضرت شیخ امام ابو عبد اللہ بطائحی علیہ الرحمہ کہتے ہیں: سیّدی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے زمانے (یعنی آپ کی ظاہری زندگی) میں، میں ام عبیدہ (عراق کا ایک علاقہ) کی طرف گیا اور وہاں وقت کے ولی کامل حضرت شیخ احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں چند روز قیام کیا۔

مجھے حضرت شیخ احمد رفاعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میرے سامنے سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان کرو۔"

میں بیان کرنے لگا تو اس دَوران ایک شخص اس مجلس میں آیا (اور جب اس نے دیکھا کہ میں غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کر رہا ہوں تو) مجھ سے کہنے لگا: مَهْ، لا تَذْكُرْ عندنا مناقبَ غيرَ مناقبِ هذا، وأشار إلى الشَّيخ أحمد

یعنی، چھوڑ بس کر! ہمارے پاس ان کے علاوہ کسی اور کے مناقب بیان نہ کرو! اس کا اشارہ اپنے پیر حضرت شیخ احمد رفاعی کی طرف تھا۔

جیسے ہی اس نے یہ جملہ کہا، حضرت شیخ احمد رفاعی رضی اللہ عنہ سخت جلال میں آ گئے اور

غضبناک آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔ آپ کا دیکھنا تھا کہ وہ شخص اسی وقت مردہ ہو کر گر گیا۔

پھر حضرت شیخ احمد رفاعی رضی اللہ عنہ نے (سب کو مخاطب کر کے) فرمایا: ومن يَّستطع وَصْفَ مناقب الشَّيخ عبد القادر، ومَن يَبلُغ مبلغَ الشَّيخ عبد القادر، ذاك رجلٌ، بحرُ الشَّريعة عن يَمينه، وبحرُ الحقيقة عن يسارِه، من أيِّهما شاء اغترف، الشَّيخ عبد القادر، لاثانی له فی عصرِنا هذا.

(بهجة الأسرار، صفحه 443)

یعنی، کون شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی تعریف بیان کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور کون ان کے مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے! آپ وہ مرد خدا ہیں کہ شریعت کا سمندر ان حضرات کے دائیں طرف ہے اور حقیقت کا سمندر ان کے بائیں طرف، وہ ان دونوں میں سے جس سے چاہتے ہیں (علم و معرفت) حاصل کر لیتے ہیں۔ ہمارے اس دور میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔

اللہ اکبر کبیراً۔۔۔

نوٹ: "فی عَصرِنا هذا" جیسے الفاظ سے اشکال کا جواب پیچھے گزر گیا۔

﴿پہلے غوثِ پاک کی بارگاہ میں حاضری، ورنہ ولایت سلب!﴾

حضرت شیخ امام ابو عبد اللہ بطائحی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ: سَمِعتُه يومًا يُوصي أولادَ أخيه، وأكابرَ أصحابِه، وقد جاء رجلٌ يُوَدِّعُه مسافرًا إلى بغداد. قال له: إذا دخلتَ إلى بغداد، فلا تُقَدِّمْ على زيارة الشَّيخ عبد القادر شيئًا، إن كان حيًّا، ولا على زيارة قبرِه إن كان ميِّتًا، فقد أَخَذَ له العَهدُ، أيّما رجلٍ من أصحاب الأحوال، دخلَ بغداد ولم يَزُرْه، سُلِبَ حالُه، ولو قُبِّيلَ الموت.

(بهجة الأسرار، صفحه 444)

یعنی، میں نے ایک دن سیّدنا شیخ احمد رفاعی رضی اللہ عنہ کو اپنے بھتیجوں اور اپنے جلیل القدر اصحاب کو وصیّت کرتے ہوئے سنا اور یہ وہ وقت تھا جب ایک شخص بغداد کا سفر کرنے کے لیے انہیں الوداع کہنے آیا تھا آپ نے اس مسافر سے فرمایا:

تم بغداد میں داخل ہو، تو حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی زیارت پر کسی چیز کو مقدّم نہ رکھنا (یعنی سب کام چھوڑ کر سب سے پہلے ان کی بارگاہ میں حاضر ہونا) اگر وہ ظاہری حیات ہوں؛ اور اگر وہ وصال فرما چکے ہوں تو ان کے مزارِ انوار کی زیارت پر کسی چیز کو ترجیح نہ دینا۔ کیونکہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ان کے بارے میں یہ عہد لیا جا چکا ہے کہ صاحبِ احوال (یعنی اہل معرفت وصاحب کرامت اولیاء) میں سے جو شخص بھی بغداد میں داخل ہوا اور اس نے حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی زیارت نہ کی، تو اس کا (روحانی) حال سَلب کر لیا جائے گا، خواہ وہ موت سے کچھ ہی پہلے کیوں نہ ہو (یعنی اگر زندگی میں سَلب نہ بھی ہوا، تو موت کے وقت خاتمے سے پہلے ضرور سَلب ہو جائے گا)۔ الامان والحفیظ!

الاماں قہر ہے اے غوث وہ تیکھا تیرا
مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

باطنی حکمت اور وجہ اس کی وجہ یہ ہے کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ظاہری زمانے میں ہر ولی سے یہ عہد لیا کہ وہ میری اجازت کے بغیر (کائنات میں) کوئی تصرف نہیں کرے گا۔ چونکہ بعد از وصال بھی سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس تصرف کا وہی اختیار برقرار ہے جو انہیں ظاہری زندگی میں حاصل تھا، اس لیے آپ کی ظاہری زندگی میں بھی کسی ولی کو آپ کی بارگاہ میں حاضری دیے بغیر کسی کام کی اجازت نہ تھی اور نہ ہی بعد از وِصال کوئی ولی اس سے مستثنیٰ ہے۔

چنانچہ شیخ ابو البرکات بن صخر الأموی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: نُقِلَ عن الشَّیخ أبی البرکات بن صخر الأموی أنّه قال: أَخَذَ الشَّیخ مُحیی الدِّین عبد القادر العهدَ علی کل ولیٍّ فی زمانه أن لا یَتصرف بحاله فی ظاهرٍ وباطنٍ إلا بإذنه، وهو مِمَّن له الکلامُ فی حضرة القُدس المطهَّرة بإذن الله، ومِمَّن أُعطِی فی الأکوان التصرُّفُ بعدَ مَوته کما کان له قَبل مَوته. (زبدۃ الآثار، صفحہ 20)

یعنی، شیخ ابو البرکات بن صخر الاموی سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "شیخ محیُ الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں ہر ولی سے یہ عہد لیا کہ وہ اپنے کسی حال میں، خواہ ظاہر ہو

یا باطن، آپ کی اجازت کے بغیر کوئی تصرف نہ کرے۔ اور آپ ان ہستیوں میں سے ہیں جنہیں اللہ کے اذن سے بارگاہِ قدس مطہرہ میں کلام کرنے کا مرتبہ حاصل ہے، اور آپ ان برگزیدہ نفوس میں سے ہیں جنہیں کائنات میں ان کے وصال کے بعد بھی اسی طرح تصرف عطا کیا گیا ہے جیسا کہ انہوں نے اپنی میں حاصل تھا۔

اب بعد از وصال بھی وہی تصرف کامل حاصل ہے، تو دنیا میں موجود دیگر اولیاء اللہ اپنے روحانی تصرفات اور باطنی فیض میں آپ ہی کے روحانی اذن کے محتاج رہتے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے آپ کی ظاہری زندگی میں محتاج تھے۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

اشکالات

ڈاکٹر موصوف کے کچھ اشکالات وشبہات فقیر نے گزشتہ سطور میں کسی نہ کسی مضمون کے تحت ذکر کیے اور کچھ ایسے شُبہات ہیں کہ جن کے جواب کی ضرورت ہی نہیں۔ باقی چند ایک اشکالات اور اس کے مختصر جوابات:

اشکال فوت شُدہ ولی غَوثیّتِ کُبریٰ پر فائز نہیں رہتا۔

مقصدِ اشکال اس اشکال کے ذریعے موصوف دراصل سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ اِلیٰ ظُہورِ المھدی رضی اللہ عنہ کا انکار کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ جب کوئی قُطب وفات پا جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا قُطب مقرر کر دیا جاتا ہے، کیونکہ منصبِ قُطبیّت کے لیے ولی کا بقیدِ حیات ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا، جب غَوث پاک ظاہری طور پر دنیا میں موجود نہیں، تو وہ غَوثیّتِ کُبریٰ کے منصب پر کیسے فائز رہ سکتے ہیں؟

جواب حدیث شریف میں جس اَبدال یا قُطب کے وصال پر دوسرے قُطب کے مقرر ہونے کا ذِکر ہے وہ حق ہے مگر اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ ہر وِصال شُدہ بزرگ کے پاس منصب غَوثیّت نہیں رہتا یہ موصوف کا اپنا بلا دلیل دعویٰ اور تصوّف کے ایک نہایت باریک اور دقیق نکتے سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ایک عالمِ ظاہر ہے اور ایک عالمِ باطن۔

عالَمِ ظاہر یعنی دنیاوی نظام میں تصرف کے لیے جس قُطب کا تقرر ہوتا ہے، اس کا روح اور جسم دونوں کے ساتھ زندہ ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اسی لیے قُطب وقت ہمیشہ زندہ اولیاءِ کرام میں سے ہوتا ہے۔ یہ بات ہمیں بھی تسلیم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا، تو ظاہری دنیاوی نظام کے لیے آپ کی جگہ دوسرے قُطب کا تقرّر ہوا، جیسا کہ حضرت شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ قُطب مقرر ہوئے۔ جبکہ ہم جس قُطبیّت و غَوثیّتِ کُبریٰ کی بات کر رہے ہیں، اس سے مراد عالمِ ظاہر کا وہ

عارضی منصب نہیں جس کے لیے ظاہری حیات شرط ہو۔ بلکہ اس سے مراد وہ مستقل باطنی و روحانی منصب ہے، جسے تصوّف کی اصطلاح میں "قُطب الاِرشاد بالاَصالہ" کہا جاتا ہے۔ اور اسکے مرتبے کو قُطبیّت کُبریٰ کہتے ہیں جیسا کہ امام کاشانی علیہ الرحمہ وغیرہ نے فرمایا کہ:

قُطبیّتِ کُبریٰ ھی مرتبۃُ قُطبِ الأقطاب، وھو باطنُ نُبوّتِ محمّد، وھی لِوَرَثَتِہ.

(اصطلاحات صوفیہ صفحہ 145)

یعنی، قُطبیّتِ الکُبریٰ یہ قُطب الاقطاب کا مرتبہ ہے اور نبوۃِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باطن ہے جو ان کے (روحانی) وارثین کے لئے ہے۔

اس منصبِ "قُطب الاِرشاد بالاَصالہ" کے لیے ظاہری حیات شرط نہیں ہے، بلکہ یہ منصب روح کے ساتھ بھی متعلق ہوتا ہے؛ خواہ صاحبِ منصب دنیا میں (جسم کے ساتھ) موجود ہو یا پردہ فرما چکا ہو۔ جیسا کہ موسوعہ الکسزان میں بھی ہے کہ: القُطبُ الغَوث، حاضرًا أو غائبًا، حيًّا كان أو ميّتًا.

(جلد 18 صفحہ 223)

یعنی، قُطب الغَوث (غَوثیّتِ کُبریٰ کا حامل) چاہے حاضر ہو یا غائب زندہ ہو یا پردہ فرماچکا ہو (غَوثیّت کرتا ہے)

توضیح جیسا کہ ہم نے قاضی القضاۃ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ کے حوالے سے پیچھے تفصیلاً ذکر کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے "منصبِ غَوثیّتِ کُبریٰ" سیّدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے لے کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ظہورِ ظاہری تک آپ کی روحِ مبارک سے متعلق رہا۔ بعد میں آپ کی ذاتِ گرامی اور پھر آپ کے وصالِ ظاہری کے بعد یہ منصب ائمۂ اطہار رضی اللہ عنہم میں منتقل ہوتا رہا، یہاں تک کہ حضرت امام حَسن عسکری رضی اللہ عنہ تک پہنچا۔ (اور آپ نے اپنا سجادہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ تک پہنچانے کی وصیت بھی فرمائی جو غَوثیّتِ کُبریٰ کے منصب کی طرف اشارہ تھا)۔

حضرت امام حَسن عسکری رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یہ منصب آپ کی روحِ مبارک سے متعلق رہا۔ پھر جب سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ دنیا میں تشریف لائے تو آپ کی ذاتِ مبارکہ کے ساتھ ظاہراً وابستہ ہوا، اور وصالِ ظاہری کے بعد (تا ظہور امام مہدی) آپ کی روحِ پاک کے ساتھ متعلق ہو گیا۔ اور ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ تک یہ آپ ہی کے پاس رہے گا، اور پھر امام مہدی علیہ الرضوان کو مستقلاً عطا ہو گا (جیسا کہ کتاب میں تفصیلاً گزر چکا)۔

خلاصہ موصوف جس قُطبیّت و غَوثیّت کی بات کر رہے ہیں، اس کے لیے ظاہری حیات شرط ہے، یہ بات اپنی جگہ درست ہے۔ لیکن ہم جس غَوثیّتِ کُبریٰ (قُطب الإرشاد بالأصالۃ) کی بات کر رہے ہیں، اس کے لیے ظاہری زندگی لازم نہیں۔ یہ منصب روح کے ساتھ بھی قائم رہتا ہے اور بعدِ وصال بھی اس کا فیض اور باطنی تصرف جاری رہتا ہے۔ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اسی مستقل باطنی منصب پر فائز ہیں اور کائنات کے تمام اولیاء و اَقطاب کو فیض پہنچا رہے ہیں۔

چنانچہ شیخ مومن بن حسن شبلنجی فرماتے ہیں: وكان صاحبُ هذا المقام عبدالقادر جيلاني ببغداد (نور الابصار، صفحہ 479)

یعنی، اس مقام (قُطبیّت کُبریٰ) کے صاحب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں جو بغداد میں (آرام) فرما ہیں۔

سب زمانوں کے قُطب

شیخ مُحقّق شیخ عبد الحق مُحدّث دہلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لم يَخلُ زمانٌ إلا وفيه قُطبٌ يُعتَمَدُ عليه، وغَوثٌ يُرجَعُ إليه، فهم أقطابٌ وهو قُطبُ الأقطاب، وهم أفرادٌ وهو سيّدُ الأفراد، وهم سلاطينُ وهو سلطانُ السّلاطين، وإمامُ المقرّبين وأكملُ العارفين (زبدۃ الآثار، صفحہ 30)

یعنی، کوئی بھی زمانہ ایسا نہیں گزرتا جس میں کوئی ایسا قُطب موجود نہ ہو جس پر بھروسہ کیا جائے اور ایسا غَوث نہ ہو جس کی طرف رجوع کیا جائے، پس وہ سب اَقطاب ہیں اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی

رضی اللہ عنہ سب کے قُطب ہیں۔ وہ سب افراد ہیں اور یہ سیّدُ الاَفراد ہیں۔ وہ سب سلطان ہیں اور یہ سلطانوں کے سلطان، اور مقربین کے امام اور عارفین میں سب سے زیادہ کامل ہیں۔

اشکال ہر زمانے کا قُطب (الاَقطاب) غَوثِ اعظم ہوتا ہے۔

مقصد اشکال ڈاکٹر موصوف کا اس اشکال کے ذریعے یہ باور کرانا مقصود ہے کہ "غَوثِ اعظم" کا لقب کسی ایک ذات کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر زمانے کے قُطب کو غَوثِ اعظم کہا جاسکتا ہے اس لئے شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہی کو غَوثُ الاعظم کہنا درست نہیں!

جواب بیشک ہر زمانے کا قُطب اپنے دور کے اعتبار سے "غَوث" اور اولیاء کا سردار ہوتا ہے، اور اس معنی میں اسے اپنے وقت کا غوثِ اعظم بھی کہا جاسکتا ہے۔ لیکن ہم جب حضور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو "غوثِ اعظم" کہتے ہیں تو یہ محض ایک زمانی نسبت کے تحت نہیں، بلکہ ایک دائمی اور امتیازی شان کے اعتبار سے ہے۔ آپ کی غَوثیّت عام اولیاء کی طرح محدود بالزّمان نہیں، بلکہ قیامت تک آنے والے تمام اولیاء پر مُحیط ہے۔

چنانچہ آپ کا یہ فرمان "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللهِ" اسی عموم اور فضیلتِ کلیہ پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ہی غَوثُ الاعظم ہیں اور یہ لقبِ "غَوثُ الاعظم" آپکو باطن میں رب تعالی کی طرف سے عطا ہوا جیسا کہ "رسالہ غَوثیہ" اور اس کی شرح کے حوالے سے اسی کتاب میں تفصیل سے یہ بحث گزری اور تصوّف کے ماہرین نے بھی یہ لقب غَوث پاک رضی اللہ عنہ کے لیے خاص مانا ہے جیسا کہ "موسوعہ الکسنزان" میں بھی ہے۔ اسی طرح سیّدنا جنید بغدادی علیہ الرحمہ امام مُحدّث ملّا علی قاری علیہ الرحمہ اور دیگر مشائخ نے آپ کو غوثِ اعظم لکھا۔ اور ہمارے عُرف میں جب بھی مطلقاً "غوثِ اعظم" کہا جائے تو اس سے مراد حضور سیّدنا محبوب سبحانی حضور شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہی ہوتے ہیں، اور یہ لقب آپ کے لیے نہ صرف بطورِ علم خاص ہو چکا ہے بلکہ آپ ہی مستقل غوثِ اعظم ہیں۔

إنّه قُطبُ الأقطاب والغَوثُ الأعظم فی هذا الباب (نزهة الخاطر صفحه 25)

یعنی، کہ بیشک آپ بابِ وِلایت میں قُطب الاَقطاب اور غَوثُ الاعظم ہیں۔

لہذا کوئی اشکال نہیں۔

اشکال صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مستقل قُطب و غَوث ہیں۔

مقصد اشکال اس اشکال سے موصوف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ قُطبیّت و غَوثیّت کا منصب مستقل طور پر کسی کو حاصل نہیں، بلکہ یہ صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ لہذا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو مستقل قُطب و غَوث ماننا درست نہیں۔

جواب یہ ہے کہ بلاشبہ حقیقی اور بالذّات قُطبِ اعظم و غوثِ اعظم تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں، کیونکہ تمام فیوض وبرکات کا اصل منبع آپ ہی کی ذاتِ اقدس ہے۔ امام کاشانی فرماتے ہیں:

وأمّا قُطبٌ بالنِّسبة إلى جميع المخلوقاتِ، فهو روحُ المصطفوىّ، على صَاحِبِها الصَّلاة والسَّلام. (إجابة الغوث صفحہ 30)

یعنی کائنات کی تمام مخلوق کے قُطب اعظم روح (ذات) مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

علّامہ شامی فرماتے ہیں: لا يخلِفُه غيرُه فى هذا المقام الكامل، وإن خَلفَه ما دونه، كالخُلَفاء الرّاشدين۔ (إجابة الغوث)

یعنی، اس کامل مقام، یعنی قُطبیّتِ عظمیٰ، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کوئی دوسرا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ بعض حضرات خلافت سے مشرف ہوئے، مگر وہ اس مقامِ اقدس سے فروتر درجے میں تھے، جیسا کہ خُلَفائے راشدین رضی اللہ عنہم۔

لیکن خود ڈاکٹر موصوف نے بھی لکھا ہے اور ہم بھی کہتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ حقیقی مستقل قُطبِ اعظم ہیں مگر آپکی عطا سے آپ کی امت کو بھی وِلایت و قُطبیّت عطا ہوئی یعنی سرکار دوعالم ﷺ حقیقی مستقل قُطبِ اعظم ہیں اور آپ کے خلفاء و اقطاب ائمہ اہلبیت و سرکار غوثِ اعظم اور امام مہدی

عطائی مستقل قُطب۔ چنانچہ امام المُکاشفین شیخ محیُ الدین ابنِ عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یَحوزُ الخِلافةُ الظاهرة، كما حَازَ الخلافةُ الباطنة، كأبي بكرٍ وعمرَ وعثمانَ وعليّ رضی الله عنهم، ومنهم مَن يحوزُ الخلافةُ الباطنةُ، كأكثرِ الأقطاب. (إجابۃ الغوث)

یعنی، اقطاب میں سے بعض وہ ہیں جو خلافت ظاہری بھی رکھتے ہیں جس طرح خلافت باطنی بھی جیسا کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور ان میں سے بعض وہ ہوتے ہیں جو صرف خلافت باطنی پر فائز ہوتے ہیں جیسے اکثر اقطاب۔

معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے فیض اور عطا سے آپ کی امت میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، ائمہ اہل بیت اطہار اور اولیاءِ کرام کو بھی درجۂ قُطبیّت و غَوثیّت عطا ہوا ہے جو اہلِ تصوّف پر مخفی نہیں۔ لیکن کہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قُطبیّت، اور کہاں اُمّت کے اولیاء کی قُطبیّت! دونوں میں زمین و آسمان سے بھی بڑھ کر فرق ہے۔ ائمہ و مشائخ اہلِ سنّت نے اس فرق کو واضح کیا ہے کہ حقیقی قُطبیّت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خاص ہے، جبکہ امت میں یہ منصب عطائی طور پر جاری رہتا ہے۔

اسی سلسلے میں محبوب سبحانی جناب سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو بھی مرتبہ قُطبیّت و غَوثیّت عطا ہوا، اور آپ کی یہ شان اولیاءِ اُمّت میں ممتاز ہے کہ تا ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ آپکے پاس یہ منصب ہے، علماءِ باطن نے اسکو بیان فرمایا ہے جسکی تفصیل ہم پیچھے لکھ چکے ہیں۔

لہٰذا اس میں کوئی تعارض نہیں کہ مستقل یعنی حقیقی قُطب اعظم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اور آپ کے فیض اور عطا سے سرکار غَوثُ الاعظم مرتبہ غَوثیّت بالأصالہ پر فائز ہیں اور تا ظہور امام مہدی اسی منصب پر فائز رہیں گے..... لہٰذا کوئی اشکال نہیں۔

اشکال غَوثِ زماں جسے چاہے ولی بنائے یا معزول کر دے۔

مقصدِ اشکال موصوف کا اصل مدّعا یہ ہے کہ وِلایت عطا کرنا یا سلب کرنا صرف زندہ

غَوثِ وقت کا اختیار ہے، اور چونکہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ دنیا میں موجود نہیں، لہٰذا وہ اس تصرف کے اہل نہیں رہے۔ العیاذ باللہ

جواب یہ اشکال اگر کسی منکرِ تصوّف کی طرف سے صادر ہوتا تو محلِ تعجّب نہ تھا، مگر ایک مُدّعیِ سنّیت و تصوّف کا اس قسم کا اعتراض پیش کرنا یا تو بغض پر دلالت کرتا ہے، یا جہلِ مُرکب پر، یا پھر تجاہلِ عارفانہ پر۔ یہ بات تو حق ہے کہ غَوث وقت کو اپنے عہد میں تصرفات حاصل ہوتے ہیں، مگر اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ سرکار غَوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے پاس اختیار نہیں؟

حالانکہ وقت کا غَوث، پچھلے غَوث کی نیابت میں غَوث مقرر ہوتا ہے جبکہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو بالاستقلال قُطب الاِرشاد بالاَصالہ کا منصبِ عظیم حاصل ہے۔ اس منصب میں ہر زمانے کا غَوث آپ کے فیض کا محتاج اور آپ کے حکم کا تابع ہوتا ہے۔

پس جب ایک غَوث وقت محض نیابت کے ذریعے اس مرتبہ کو پالیتا ہے تو وہ ذات جو غَوثوں کی بھی غَوث اور اصل مصدرِ وِلایت ہو، اس کے لیے کسی کو منصبِ وِلایت پر فائز کرنا یا اس سے معزول کرنا کیسے ناممکن قرار دیا جاسکتا ہے؟ یہ تو سراسر اُصولِ تصوّف سے انحراف ہے۔

مزید بر آں، اہلِ سنّت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اولیاءِ کرام کے تصرفات وصال کے بعد منقطع نہیں ہوتے بلکہ اور زیادہ قوی و عام ہو جاتے ہیں۔ اور سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ تو فردیّتِ کُبریٰ کے مالک ہیں، جہاں اولیاء اوّلین و آخرین آپ کے دائرۂ اثر میں ہیں، اور کوئی ولی بھی آپ کی توثیق و مہر کے بغیر منصبِ وِلایت تک نہیں پہنچتا۔ جسکی تفصیل گزر چکی۔

اور آپ وہ ہستی ہیں کہ جنکے پاس بعد از وصال بھی تصرف کامل کا اختیار ہے جیسا کہ شیخ ابو البرکات بن صخر علیہ الرحمہ نے فرمایا: **ومِمّن أُعطِی فی الأکوانِ التّصریفُ بعدَ مَوتہ کما کان لہ قَبل مَوتہ.**

(زبدۃ الآثار، صفحہ 20)

یعنی، اور آپ ان برگزیدہ نفوس میں سے ہیں جنہیں کائنات میں ان کے وصال کے بعد بھی اسی

طرح تصرف عطا کیا گیا ہے جیسا کہ انہیں اپنی زندگی میں حاصل تھا۔

لہٰذا یہ کہنا کہ آپ کسی کو ولی نہیں بنا سکتے یا معزول نہیں کر سکتے، محض ایک فاسد توہّم اور بے اصل دعویٰ ہے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب میں اپنے چچا اور ہمارے شیخ حضرت ابو النجیب عبد القاہر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور شیخ محی الدّین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے چچا نے ان کے سامنے انتہائی درجے کا ادب و احترام ملحوظ رکھا اور ان کے سامنے عاجزی سے بیٹھ گئے۔ جب ہم واپس (مدرسہ) نظامیہ آئے تو میں نے اپنے چچا سے اس (شدید ادب و احترام) کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: وکیف لا أتأدّبُ معه، مَن صرفَ مالی فی قَلبی وحَالی، وفی قُلوب الأولیاء وأحوالهم، إن شاء أمسَکَها، وإن شاء أرسَلَها۔ (زبدۃ الآثار، صفحہ 25)

یعنی، میں اس ہستی کا ادب کیسے نہ کروں جس نے میرے دل کی کیفیت اور میری حالت کو (اپنی مرضی سے) پھیر دیا؟ اور تمام اولیاء کے دلوں اور ان کے احوال (کا بھی یہی معاملہ ہے کہ) اگر شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ چاہیں تو ان (کے احوال) کو روک لیں اور اگر چاہیں تو انہیں جاری فرمادیں۔

لہٰذا حق یہی ہے کہ: آپ ربّ کی عطا سے جسے چاہیں وِلایت سے سرفراز فرمائیں اور جسے چاہیں معزول فرمادیں، اور اس میں ادنیٰ سا بھی اشکال نہیں۔ سیّدنا گیسو دراز رضی اللہ عنہ کا واقعہ کافی نہیں کہ صرف دل میں خیال آیا اور وِلایت سَلب ہوئی!

اشکال غَوثیّتِ کُبریٰ کا منصب منتقل ہوتا رہتا ہے۔

توضیحِ اشکال موصوف اس اشکال کے ذریعے یہ تاثر دینا چاہتے ہیں، چونکہ ہر زمانے میں ایک غَوث ہوتا ہے جو غَوثیّتِ کُبریٰ کا حامل ہوتا ہے، اور اس کے وصال کے بعد دوسرا غَوث اس کی جگہ مقرر ہو جاتا ہے، پھر اس کے بعد تیسرا، اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہے لہٰذا غَوثیّتِ کُبریٰ ایک منتقل ہونے والا منصب ہے۔ پس سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یہ منصب کسی اور کو منتقل ہو گیا، اس

لیے آپ کے لیے مستقل منصبِ غَوثیّتِ کُبریٰ ثابت کرنا درست نہیں۔

جواب یہ اشکال دراصل سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ اِلی ظُہور المہدی اور اس نظریہ کے ماننے والے مشائخ کے فرمان کے انکار کی وجہ سے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خلافتِ باطنی میں دو جداگانہ حیثیتیں ہیں جسکی تفصیل ہم ذِکر کر چکے ہیں۔

اوّل وہ غَوث وقت جو ہر دور میں بدلتا رہتا ہے اور اس کا مقام "غَوثیّت" منتقل ہوتا رہتا ہے۔

ثانی وہ منصبِ خاص جو "قُطبیّتِ کُبریٰ باطن نبوّت و قُطب الاِرشاد بالاَصالہ" کہلاتا ہے، درحقیقت غَوثیّتِ کُبریٰ کا اعلیٰ ترین منصب ہے علماء باطن کے اقوال کی روشنی میں یہ منصب ایک مخصوص سلسلۂ نورانی میں جاری رہا۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وِلایت کا فیض حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے امام حَسن مجتبیٰ، پھر ائمۂ اہلِ بیت میں تسلسل کے ساتھ امام حَسن عسکری تک تو منتقل ہوتا رہا لیکن جب سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا تو یہ منصب آپ ہی کے ساتھ قائم ہے، یہاں تک کہ امام مہدی کے ظہور تک برقرار رہے گا اور جب سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائیں گے تو منصب ان کو منتقل ہو گا۔ جیسا کہ ہم نے معتبر علماء ومشائخ کے اقوال سے تفصیل سے ذِکر کیا۔

نتیجہ جو منصب منتقل ہوتا رہتا ہے وہ غَوث وقت کا منصب ہے، اور منصبِ قُطب الاِرشاد بالاَصالہ اگرچہ منتقل ہوتا رہا لیکن امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یہ منصب عالی سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ قائم ہے اور تا ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ برقرار رہے گا اور آخر میں امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتقل ہو گا۔ لہٰذا کوئی اشکال نہیں۔

اشکال بعض بزرگوں سے یہ فرمان منقول ہے کہ: "مجھ پر اللہ ورسول ﷺ کے علاوہ کسی کا احسان نہیں۔"

توضیحِ اشکال ان الفاظ سے موصوف نے یہ مفہوم نکالا کہ: مذکورہ بزرگان خود وضاحت فرما رہے ہیں کہ ہماری تربیت کسی غَوث نے نہیں کی، اور ہمیں روحانیّت کا اعلیٰ مقام کسی روحانی پرنالے سے نہیں ملا، بلکہ براہِ راست اللہ عزّوجلّ اور اصل منبعِ فیض و مصدرِ وِلایت، رسول اللہ ﷺ نے ہماری تربیت کی ہے، ہم پر اللہ عزّوجلّ اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی کا احسان نہیں۔ (صفحہ 374)

مقصدِ اشکال معترض کا اصل مقصد یہ ہے کہ چونکہ غَوث پاک وصال فرما چکے ہیں، اس لیے اب کسی ولی یا غَوث کا ان سے فیض پانا درست نہیں، بلکہ کرم صرف اللہ اور رسول ﷺ ہی کرتے ہیں، کوئی وصال شُدہ بزرگ نہیں۔

جواب نعوذُ باللہ مِنْ ذٰلِك! اس کا مطلب ڈاکٹر موصوف خود اپنے لئے اور اپنے سلسلہ شاذلیہ کے امام، سرکار شاذلی رضی اللہ عنہ کے فیض کو بھی نہیں مانتے کیونکہ وہ بھی وِصال فرما چکے ہیں۔

دوسری بات موصوف نے خود بھی لکھا کہ آئندہ ہر آنے والا غَوث امام شاذلی رضی اللہ عنہ کے سبب (وبرکت) سے غَوث بنے گا، سوال یہ ہے کہ پھر اللہ عزّوجلّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احسان و کرم کہاں گیا؟ اور آئندہ کسی غَوث کو وِصال شُدہ غَوث مثلاً سرکار امام شاذلی رضی اللہ عنہ کی عطا سمجھنا بھی غلط ہو گا، تو پھر موصوف نے خود کیوں اپنے سلسلہ کی شان میں یہ ناروا بات لکھی؟

درحقیقت یہ اشکال بُغضِ قادریّت یا سُوءِ فہم کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ اگر اس اُصول کو تسلیم کر لیا جائے تو معترض خود اپنے سلسلہ کے بانی، حضرت سیّدنا شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کی فیض رسانی کا بھی انکار کرے گا، کیونکہ وہ بھی وِصال فرما چکے ہیں۔ پھر کیا آج کوئی شاذلی، سرکار شاذلیّت سے فیض نہیں پاتا؟ اگر نہیں، تو پورا سلسلہ ہی بے معنی ہو جائے گا اور اگر ہاں، تو اعتراض خود بخود باطل ہو گیا۔

دوسری بات بزرگوں کے کلام سے زبردستی یہ مفہوم نکالنا کہ "ہماری تربیت کسی غَوث نے نہیں کی" صریح تحریف ہے۔ انہوں نے ایسا ہرگز نہیں فرمایا، بلکہ اس کے برعکس اکابرِ اولیاء کے واقعات

سے ثابت ہے کہ اولیاء سابقین کا فیض جاری رہتا ہے۔

مثلاً: حضرت سیّدنا خواجہ بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمہ کے دل میں محض یہ خیال آیا کہ حضور غَوث پاک رضی اللہ عنہ کا قدم اپنے زمانے کے اولیاء کے لیے تھا اب نہیں ہے، تو فوراً ان کی وِلایت سَلب ہو گئی۔ پھر جب انہوں نے رجوع کیا، غَوث پاک کے فیض کا اقرار کیا، اور آپ کے اسمائے مبارکہ لکھ کر التجا کی، اور پھر وصال شُدہ اولیاء کرام حضرت خواجہ غریب نواز اور حضرت نظام الدین اولیاء علیہما الرحمہ ہی کی سفارش سے دوبارہ وِلایت عطا ہوئی۔ یہ واقعہ واضح دلیل ہے کہ وِصال شُدہ ولی کا فیض بعد از وصال بھی جاری رہتا ہے۔

لہذا کسی ولی کا یہ کہنا کہ "مجھ پر اللہ و رسول ﷺ کے علاوہ کسی کا احسان نہیں" بالکل حق ہے، بلکہ ہر ولی کے حق میں یہی عقیدہ ہونا چاہیے۔

کیونکہ حقیقی اور ذاتی احسان صرف اللہ تعالیٰ کا ہے، اور اللہ کی عطا سے رسول اللہ ﷺ کے صدقے ملتا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ اسباب و وسائط (جیسے مُرشِد، غَوث، یا سلسلہ) کا انکار کر دیا جائے۔ ورنہ یہی منطق اپناتے ہوئے ہر مرید یہ کہہ سکتا ہے کہ میری تربیت میں میرے مُرشِد کا کوئی دخل نہیں جو کہ تصوّف کی بنیاد ہی کو منہدم کر دے گا۔ یہ بھی شیطان کے مکر و فریب میں سے ہے کہ کبھی علم کے راستے بھی بھٹکاتا ہے!

مثلاً مشہور واقعہ ہے جب شیطان نے حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا: "اے عبد القادر! تجھے تیرے علم نے بچایا" تو آپ نے فرمایا: "بلکہ مجھے میرے ربّ نے بچایا"۔ اب اگر کوئی جاہل یہاں سے یہ نتیجہ نکالے کہ (نعوذ باللہ) حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ رسول پاک ﷺ کا نام کیوں نہیں لیا اس لئے کہ اصل منبع و مصدر وِلایت تو رسول اللہ ﷺ ہی کی ذات گرامی ہے، لہذا یہ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فیض کا انکار ہے!

ایسے جاہل کو کیا کہیں گے؟ یہی نا کہ ربّ تعالیٰ کی طرف نجات کی نسبت کرنا، حضور ﷺ کے

وسیلے اور فیض کا انکار نہیں، بلکہ درحقیقت اسی فیض کا اقرار ہے، کیونکہ تمام عطائیں اللہ تعالی حضور ﷺ کے صدقے عطا فرماتا ہے۔

خلاصہ بزرگوں کا یہ فرمان "مجھ پر اللہ و رسول ﷺ کے علاوہ کسی کا احسان نہیں"۔ درحقیقت توحیدِ افعالی اور اصل منبعِ فیض کی طرف اشارہ ہے، نہ کہ اولیاء، مشائخ اور سلسلۂ طریقت کے فیض کا انکار۔ کیونکہ مُرشد یا غَوث کا فیض اللہ و رسول ﷺ ہی کی رحمت سے ہوتا ہے۔

اشکال تمہارے دعویٰ کی شرعی دلیل کیا ہے؟ یعنی کون سی آیت یا حدیث میں وارد ہوا کہ اب فلاں عظیم ولی ہی (مراد حضور سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی ہیں کیونکہ ڈاکٹر موصوف کی وائرل pdf میں غوث پاک کے نام کی صراحت موجود ہے اگر نہ بھی ہوتا تو بتایئے کہ یہ دعوی سرکار غوثِ اعظم کے علاوہ کونسے عظیم ولی کے لیے کیا گیا ہے) جو امام مہدی تک غَوث ہیں؟

اگر وہ کہے کہ فلاں بزرگ نے کشف سے یہ بات بتائی ہے۔ ہم جواب میں کہیں گے کہ کشف وہی معتبر ہے جو قرآن و سنت کے مطابق ہو۔ حدیث شریف اور جمہور علماء اولیاء کے نزدیک تو یہ منصب (غَوثیّتِ عُظمیٰ) تسلسل کے ساتھ منتقل ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ تمہارا ذِکر کردہ کشف جمہور علماء کی تصریحات کے خلاف ہے۔ (صفحہ 376)

جواب آپ کے پاس کون سی آیت و حدیث ہے کہ سلسلہ شاذلیہ مجموعی طور پر سب سلاسل سے افضل ہے اور امام مہدی اسی سلسلہ سے ہونگے!

اگر تم کہو کہ فلاں بزرگ کے کشف سے ثابت ہے، تو تمہارے قاعدے کے مطابق یہ کشف معتبر نہیں! کیونکہ قرآن و حدیث میں کہیں یہ نہیں کہ سلسلہ شاذلیہ تمام سلاسل سے مجموعی طور افضل ہے اور امام مہدی اسی سلسلے سے ہونگے لہذا یہ کشف تمہارے ہی قاعدے کے مطابق معتبر نہیں!

اصل میں یہ اعتراض امامِ اہلِ سنت، مجدّدِ دین و ملّت، سیّدی اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر ہے، جنہوں نے سرکار غوثِ اعظم عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے لیے یہ لکھا کہ آپ

ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ تک غَوث ہیں۔ مگر معترض، جو خود کو اعلیٰ حضرت کا مُحب و ماننے والا ظاہر کرتا ہے، اس میں یہ جُرأت نہ ہوئی کہ براہِ راست یہ کہے کہ اعلیٰ حضرت کے پاس کون سی آیت یا حدیث ہے؛ اس لیے اس نے بات کا رُخ بدل کر اسے عوام کی طرف منسوب کر دیا۔ حالانکہ یہ مسئلہ نہ عوام کا ہے اور نہ عوام کی سطح کا، بلکہ یہ وِلایت و باطن کا ایک دقیق باب ہے، جس پر اہلِ فن گفتگو کرتے ہیں۔ عوام کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ غَوثیّتِ کُبریٰ کیا ہے، کس کو عطا ہوتی ہے، اور اس مقام کی حقیقت کیا ہے۔ لہٰذا واضح ہوا کہ اعتراض سیّدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خان مُحدِّث بریلی علیہ الرحمہ ہی پر ہے، مگر نام عوام کا لیا جا رہا ہے۔

گُفتار میں اصل مُدّعا چھپا نہ رہ سکا

گویا سیّدی اعلیٰ حضرت نے اکابر اولیاء اور علماءِ باطن کے اقوال و کشف سے جو بات نقل کی، وہ صرف اس لیے ناقابلِ قبول ٹھہری کہ وہ غَوث پاک کے حق میں ہے! اور (معاذ اللہ) امامِ اہلِ سنّت کی یہ تحقیق قرآن و سنت کے خلاف قرار دی جا رہی ہے۔ اللہ اکبر! غَوث پاک کے بغض میں بات کہاں تک پہنچا دی گئی۔ اگر یہی اُصول مان لیا جائے تو پھر لازم آئے گا کہ:

حضرت امام ملّا علی قاری، حضرت مُجدِّد الف ثانی، حضرت قاضی ثناء اللہ، حضرت سری سقطی، حضرت جنید بغدادی، حضرت سیّد آدم مشوانی، حضرت گیسو دراز، حضرت شیخ مکارم، حضرت عدی بن مسافر اور بالخصوص حضرت سیّدنا خواجہ خضر علیہ السلام اور ان تمام اکابر کے کشف و اقوال (معاذ اللہ) قرآن و سنت کے خلاف قرار پائیں، اور بالخصوص سیّدی اعلیٰ حضرت کی تحقیق بھی! اور دوسری طرف معترض کی بات عین قرآن و سنّت ٹھہرے!

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون.

رہی یہ بات کہ "غَوثیّت تسلسل کے ساتھ منتقل ہوتی رہتی ہے"، تو اس کا انکار نہ سیّدی اعلیٰ حضرت نے کیا ہے اور نہ ہم کرتے ہیں۔ بلکہ تفصیل یہ ہے کہ:

عالمِ ظاہر میں جب وقت کا غَوث وصال کرتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا غَوث بطور نائب مقرر ہوتا ہے، جو دنیا و اولیاء کے معاملات میں تصرف کرتا ہے؛ کیونکہ اس کا تعلق دنیاوی نظام سے ہے۔ اسی طرح حضور غَوث پاک رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد اس دنیاوی منصب کے لیے حضرت شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ کو غَوث مقرر کیا گیا۔

مگر خلافتِ باطنی اور قُطبیّت کی ایک اور صورت بھی ہے، جسے "قُطب الاِرشاد بالأصالہ" کہتے ہیں۔ یعنی وہ مستقل منصبِ غَوثیّت جو آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمالِ وِلایت کے فیض سے مولائے کائنات، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو عطا ہوا، پھر امام حَسن مُجتبیٰ اور بالترتیب ائمہ اہلِ بیت سے منتقل ہوتا ہوا امام حَسن عسکری رضی اللہ عنہ تک پہنچا۔ پھر امام حَسن عسکری کے وصال کے بعد ان کی روحِ مبارک سے متعلق ہوا، اور سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ظہور سے آپ کی ذات اور بعد از وصال آپ کی روحِ مبارک سے متعلق ہے، جو ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ تک اسی طرح رہے گا۔

یعنی غَوثیّتِ کُبریٰ بالأصالہ بھی منتقل ہوتی رہی اور مولا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے پہلے امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ، اور پھر دیگر ائمہ سے منتقل ہو کر درمیان میں سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آئی، اور آخر میں یعنی قُربِ قیامت امام مہدی رضی اللہ عنہ کو یہ منصبِ جلیل عطا ہو گا۔ اسی وجہ سے ملّا علی قاری علیہ الرحمہ نے اکابرینِ اولیاء سے نقل فرمایا: (الإمامُ الحَسنُ) رضی الله عنه، القُطبُ الأكبر، والشَّيخ السيّد عبد القادر هو الأوسَطُ، والمهدی خاتمةُ الأقطاب.

(نزهة الخاطر الفاتر، صفحه19)

یعنی، امام حسن مجتبیٰ قُطب و غَوث اکبر ہیں، سرکار غوثِ اعظم غَوث و قُطبِ اَوسط ہیں، اور امام مہدی خاتمُ الاَقطاب یعنی غَوث و قُطب آخر ہیں۔

خلاصہ

قُطب الاِرشاد بالنّیابہ تسلسل کے ساتھ منتقل ہوتا رہتا ہے، جو حدیث شریف کے مفہوم سے مستفاد ہے۔

قُطب الاِرشاد بالاَصالہ یہ بھی منتقل ہوتا رہا، مگر سرکار غَوث پاک پر آکر یہ منصب انہیں طویل عرصے (تا ظہورِ امام مہدی) کے لیے عطا ہوا، اور بالاخر ایک بار پھر قُربِ قیامت امام مہدی رضی اللہ عنہ کو منتقل ہو گا۔ جسے علماءِ باطن نے واضح بیان فرمایا ہے۔

لہٰذا چاہیے کہ علمِ باطن کو اس کے اُصولوں کے ساتھ سمجھا جائے۔ سیّدی اعلیٰ حضرت نے یہ بات اپنی طرف سے نہیں لکھی، بلکہ اکابر علماءِ باطن کے حوالے سے نقل فرمائی ہے، اور ایسے اُمور میں اہلِ باطن کی شہادت معتبر ہوتی ہے، جب تک کہ وہ قرآن وسنت کے صریح خلاف نہ ہو۔

پس آخر میں ہمارا سوال بھی وہی ہے کہ: کون سی آیت اور کون سی حدیث میں وارد ہوا ہے کہ سرکار غَوثیّت مآب، امام مہدی تک غَوثیّتِ کُبریٰ پر فائز نہیں ہونگے؟

دعویٰ ڈاکٹر موصوف کا دعویٰ ہے کہ سیّدنا شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کے بعد قیامت تک جتنے بھی اَقطاب واَغواث ہوں گے، وہ سب سلسلۂ شاذلیہ ہی کے طریق پر چل کر ہوں گے۔ (صفحہ 369)

نتیجۂ دعویٰ اس دعویٰ کا لازمی اور خطرناک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سلسلۂ قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ، رفاعیہ، تیجانیہ اور دیگر تمام عظیم سلاسلِ اولیاء (معاذ اللہ) منصبِ غَوثیّت و قُطبیّت سے محروم قرار پائیں۔ حالانکہ یہ وہ سلاسل ہیں جن سے صدیوں تک اکابر اولیاء، اہلِ معرفت اور ائمۂ سلوک پیدا ہوتے رہے اور امت کی رہنمائی کرتے رہے اور آئندہ بھی ان سلاسل سے قُطب و غَوث وقت آنا ممکن ہے۔ لہٰذا ایسا دعویٰ تاریخِ تصوّف اور مسلّمہ حقائق کے خلاف ہونے کی وجہ سے نہایت سنگین ہے۔

نوٹ ڈاکٹر موصوف نے خود کو بچانے کے لیے آگے ایک تاویل گھڑی کہ ان سلسلوں سے

قُطب تو ہوسکتے ہیں مگر شرط ہے کہ اس کے پاس شاذلی سلسلہ بھی ہو! پس بات پھر وہی ہوگئی۔ چنانچہ موصوف لکھتے ہیں: اب جو بھی امام حَسن مُجتبٰی کے دیوان میں داخل ہوگا وہ شاذلی طریقت کے واسطے سے ہی داخل ہوگا۔ یا تو وہ پہلے ہی سے اپنے معروف سلسلہ مثلاً قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی یا دوسرا کوئی سلسلہ کے ساتھ ساتھ حَسنی طریقت رکھتا ہوگا یعنی کسی ظاہری شیخ سے سلسلہ حَسنیہ میں اجازت رکھتا ہوگا یا غَوث وقت اسے سلسلۂ حَسنیہ میں بیعت کرے گا اور پھر دیوانِ حَسن مُجتبٰی میں داخل کرے گا۔ لہٰذا اب جو بھی قُطب ہوگا یا اہلِ دیوان میں شامل ہوگا وہ اسی طریق سے ہوگا۔ اس طرح سے امام شاذلی کی دعا کا اثر ہوا اور ہوتا رہے گا۔ (صفحہ 387)

ڈاکٹر موصوف کی اس عبارت کا خلاصہ یہ نکلا کہ سلسلہ شاذلیہ میں داخل ہوئے بغیر کوئی قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی، رفاعی یا کوئی بھی صاحبِ سلسلہ نہ قُطب وقت بن سکتا ہے نہ غَوث اور نہ دیوانِ صالحین میں داخل ہوسکتا ہے۔ کیوں؟ کیونکہ امام شاذلی نے دعا فرمائی ہے کہ قیامت تک قُطب میرے گھر سے ہو۔

مُدّعی کی دلیل ڈاکٹر موصوف نے اس دعویٰ کی بنیاد ایک بلاسند دعا والی روایت پر رکھی ہے، جس میں مذکور ہے کہ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ نے دعا فرمائی: سألتُ اللهَ تعالٰی أن یکونَ القُطبُ فی بَیتی إلٰی یومِ القیامةِ، فسمعتُ النِّدَاءَ: یا علیُّ، قد استَجَبْنَا۔ (الکواکب الزاہرۃ، ص246)

یعنی، "میں نے اللہ تعالٰی سے سوال کیا کہ قیامت تک قُطب میرے گھر میں ہو، تو (غیب سے) ندا آئی: اے علی! ہم نے تمہاری دعا قبول کرلی۔"

جوابِ دعویٰ اگر اس روایت کو صحیح اور ثابت تسلیم بھی کر لیا جائے، تب بھی اس سے وہ مفہوم ہرگز ثابت نہیں ہوتا جو ڈاکٹر موصوف کشید کر رہے ہیں۔

اوّلاً حضرت امام شاذلی رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں: "فی بیتی" یعنی "میرے گھر میں" یا "میری نسل میں"۔ آپ نے یہ ہرگز نہیں فرمایا کہ "فی سلسلتی" (میرے سلسلے میں) یا "فی

الشاذلية" (صرف شاذلیہ میں)۔

لہٰذا عبارت کا واضح اور سیدھا مفہوم یہ ہے کہ آپ نے اپنی نسل شریف اور اہلِ بیت میں تا قیامت اقطاب کے جاری رہنے کی دعا فرمائی۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ قیامت کے تمام اقطاب صرف شاذلی سلسلے سے ہی ہوں گے اور باقی سلاسل محروم ہو جائیں گے، سراسر تحریفِ معنوی اور باطل ہے۔

ثانیاً یہ بھی تو قطعاً ممکن ہے کہ آپ کی اولاد و نسل میں سے کوئی بزرگ قُطب و غَوث بنے جو سلسلۂ قادریہ میں داخل ہو، یا نقشبندی ہو کر، یا چشتی، سہروردی، تیجانی یا رفاعی ہو کر قُطبیّت کے مقام پر فائز ہو! یہ ضروری تو نہیں کہ آپ کی اولاد طریقت میں بھی صرف شاذلی ہی ہو۔ جس طرح ساداتِ کرام صرف قادری سلسلے میں نہیں ہیں بلکہ ہر سلسلے میں موجود ہیں اور فیض بانٹ رہے ہیں، اسی طرح آپ کی اولاد بھی کسی بھی سلسلے میں داخل ہو کر قُطب و غَوث بن سکتی ہے۔

ثالثاً صوفیاءِ کرام کے ہاں "قُطب" کا لفظ ہمیشہ صرف "غَوثِ وقت" (قُطب مدار) کے لیے ہی استعمال نہیں ہوتا، بلکہ اس کے دیگر معانی بھی ہیں۔ چنانچہ امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: فَيُسَمَّونَ القُطبَ فی بلادِهم أو بَلدِهم، كلٌّ من دارَ عليه مَقامٌ ما مِن المقامات، وانفرَدَ به فی زمانه على أبناءِ جنسِه، فرجلُ البلدِ قُطبُ البلدِ، ورجلُ الجماعةِ قُطبُ تلك الجماعةِ۔

(الیواقیت والجواہر، ص339)

یعنی، "صوفیاء اپنے شہر یا علاقے میں ہر اس شخص کو قُطب کہہ دیتے ہیں جس کے گرد تصوف کے مقامات میں سے کسی مقام کا مدار ہو اور وہ اپنے زمانے میں اپنے ہم عصروں میں اس مقام میں منفرد ہو۔ چنانچہ کسی شہر کا مردِ کامل قُطب البلد اور کسی جماعت کا شیخ قُطب الجماعت کہلاتا ہے۔"

لہٰذا حضرت امام شاذلی رضی اللہ عنہ کی دعا کا ایک درست مفہوم یہ بھی ہے کہ اس خطے (مثلاً مصر) میں قیامت تک "قُطب البلد" آپ ہی کی اولاد و نسل سے ہو گا۔ یہ مراد لینے سے عبارت کا حق بھی ادا ہوتا ہے اور دیگر سلاسلِ طریقت پر کوئی اعتراض بھی نہیں آتا۔

رابعاً اگر بالفرض قُطب سے مراد زبردستی شاذلی "غوثِ وقت" ہی لیا جائے، تب بھی کائنات کے تمام اقطاب و اَغواث، حضور سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ کے فیض کے محتاج اور ان کے نائب ہیں۔ لہٰذا شاذلی سلسلے کا قُطب بھی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فیض سے مستغنی نہیں۔ لہٰذا وہ بھی نائبِ غوثِ اعظم بن کر ہی قُطب ہو گا۔

تاریخ گواہ ہے کہ حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کے بعد مختلف سلاسل میں بے شمار ایسے اکابر اولیاء گزرے جنہیں امت اور اہلِ سُلوک نے قُطب اور غَوث زماں مانا، جن کا طریقت میں سلسلۂ شاذلیہ سے تعلق نہیں تھا، مثلاً: غَوثِ کبیر، قُطبِ شہیر حضرت سیّد احمد بدوی شافعی علیہ الرحمہ (بانی سلسلۂ بدویہ)

حضرت احمد التیجانی علیہ الرحمہ (بانی سلسلۂ تیجانیہ، جو افریقہ میں قُطبِ مدار کے طور پر مشہور ہوئے)

سلطان العارفین سلطان باہو علیہ الرحمہ (سلسلۂ قادریہ کے عظیم قُطب و عارف)

نوٹ: ڈاکٹر موصوف نے اپنی اسی کتاب میں حضرت سلطان باہو علیہ الرحمہ کو اپنے زمانے کا سردار یعنی غَوث و قُطب مانا ہے جو قادری تھے چنانچہ موصوف لکھتے ہیں: سیّدی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے زمانے میں اولیاء کے سردار تھے۔ (صفحہ 355)

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ عنہ (بانی و سلسلۂ نقشبندیہ کے قُطب کبیر)

قُطب لاہور، حضرت میاں میر لاہوری رضی اللہ عنہ (قادری سلسلے کے عظیم قُطب)

حضرت امام عبد اللہ بن علوی حداد رضی اللہ عنہ (قُطب یمن، سلسلۂ علویہ / قادریہ)

حضرت قُطب الدّین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ (سلسلہ چشتیہ کے عظیم قُطب)

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر چشتی رضی اللہ عنہ (سلسلۂ چشتیہ کے عظیم قُطب)

حضرت سخی سیّد شاہ اصغر علی شاہ محبت القادری الجیلانی رضی اللہ عنہ (نائب غوثِ اعظم، سلسلہ عالیہ قادریہ)

مدّعی کا کھلا تضاد موصوف ڈاکٹر نے سینکڑوں صفحات محض اس تانے بانے کو بننے میں سیاہ کیے کہ کسی نہ کسی طرح سرکار غوثِ اعظم حضور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی پیرانِ پیر رضی اللہ عنہ کی شانِ تصرف کو گھٹایا جائے، لیکن حقیقت یہ ہے:

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

معترض موصوف کا بنیادی دعویٰ یہ ہے کہ دنیا سے جانے کے بعد ہر قُطب و غَوث "ریٹائرڈ" ہو جاتا ہے، لہٰذا وصال کے بعد ان کا نہ وِلایت دینے میں کوئی تعلق رہتا ہے، نہ فیض دینے میں۔ چنانچہ موصوف نے پہلے (وائرل pdf میں) لکھا:

قانونِ الٰہیہ کے تحت فوت شُدہ اولیاء اگرچہ اپنے اپنے زمانے میں غَوثیّتِ عظمیٰ پر فائز رہے ہوں مگر وفات کے بعد ان کی حیثیت ریٹائرڈ افسر کی سی ہوتی ہے، جس کا احترام تو کیا جاتا ہے مگر ان کے پاس کوئی اختیارات نہیں ہوتے کیونکہ فوت شُدہ غوثِ اعظم میدان میں نہیں ہوتا... بعد میں الفاظ بدل کر یوں کر دیئے:

قانونِ الٰہیہ کے تحت فوت شُدہ اولیاء اگرچہ اپنے اپنے زمانوں میں غَوثیّتِ عظمیٰ پر فائز رہے ہوں مگر اس وقت ان کی حیثیت ریٹائرڈ افسر کی سی ہوتی ہے، یعنی جس کے پاس حکامِ بالا سے ذاتی تعلقات کی وجہ سے محدود ذاتی اختیارات ہوتے ہیں، مگر ان کے پاس وہ اختیارات نہیں ہوتے جو موجودہ غَوث کے ہوتے ہیں؛ کیونکہ فوت شُدہ غوثِ اعظم کے تکوینی اختیارات زندہ غوثِ اعظم کی طرف منتقل کر دیئے جاتے ہیں... (صفحہ 368)

یعنی کوئی بھی غَوث دنیا سے چلا جائے خواہ وہ سرکار بغداد رضی اللہ عنہ ہی کیوں نہ ہوں معاذاللہ رٹائرڈ افسر ہو جاتا ہے!

ڈاکٹر صاحب! ادب بھی کوئی چیز ہے آپ نے شاہِ بغداد سلطان الاولیاء حضور محبوب سبحانی قندیل نورانی پیرِ پیراں میر میراں حضور غَوثُ الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی حَسنی حُسینی رضی اللہ عنہ کو بھی

دنیاوی افسر سمجھا کہ رٹائرڈ کر دیا! الفاظ کے چناؤ میں بندہ ادب تو رکھے کہ کس ہستی کے لیے کون سا لفظ استعمال کرنا ہے۔ آپ کیسے شاذلی ہیں کہ خود یہ لفظ حضرت سیّدنا شیخ ابو الحسن شاذلی حَسنی رضی اللہ عنہ کے لیے بھی آئے گا کیونکہ آپ کے اُصول کے مطابق ہر غَوث رٹائرڈ افسر کی طرح ہوتا ہے۔ یہ لفظ لکھتے ہوئے کچھ تو ادب وحیاء کرتے۔

﴿اصل تضاد اور ہمارا سوال﴾

الغرض موصوف کے اُصول کے مطابق واضح نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کسی بھی سلسلے کا بزرگ جب وصال فرما جائے، تو اس کے پاس تکوینی اختیارات باقی نہیں رہتے۔ ظاہر ہے پھر نہ ان سے کسی کو وِلایت حاصل ہو سکتی ہے، اور نہ وہ کسی کو منصب عطا کر سکتے ہیں۔ لیکن اصل تضاد یہاں سے شروع ہوتا ہے کہ بقولِ موصوف، حضرت سیّدنا شیخ ابو الحسن علی شاذلی رضی اللہ عنہ اس قانون سے مستثنیٰ ہیں!

موصوف خود لکھتے ہیں: اس بات سے صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم مستثنیٰ ہوں گے کہ ان کے خیریت اور افضلیّت پر نصوص ہیں، نیز اسی طرح وہ ولی بھی اس سے مستثنیٰ ہونگے جو اپنے بعد آنے والے اغواث کے لیے غَوثیّت کا سبب ہوں۔۔۔ جیسے قُطب الاَقطاب سیّدنا امام شاذلی رضی اللہ عنہ کہ اب قیامت تک جتنے غَوث ہوں گے سب آپ ہی کی طریقت پر چل کر مرتبۂ غَوثیّت پائیں گے۔ (صفحہ 369)

ہم پوچھتے ہیں کہ سیّدنا امام شاذلی رضی اللہ عنہ کے لیے یہ استثناء کیوں اور کہاں سے آیا؟

اگر دلیل کشف ہے، تو موصوف خود کشف کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جو کشف قرآن وحدیث کے خلاف ہو وہ معتبر نہیں۔ تو ذرا موصوف ہمت کر کے قرآن وحدیث سے سیّدنا امام شاذلی کے لیے یہ استثناء ثابت کر کے دکھائیں! اور اگر دلیل "دعا" ہے تو اس کا جواب بھی ہم دے چکے تھے اگر وہ دعا ہی ہے تو کیا وہ دعا منصوص ہے؟ اور قرآن وحدیث میں یہ کہاں وارد ہے؟ یعنی عجیب دہرا معیار ہے کہ سرکار غَوث پاک رضی اللہ عنہ کی سرداری کی بات آئے تو نص طلب اور جب امام شاذلی رضی اللہ عنہ کی بات آئے تو بلا سند دعا بھی دلیل!

خود بقول ڈاکٹر صاحب کے کہ دلیل نص ہوتی ہے۔ تو جو سیّدنا امام شاذلی رضی اللہ عنہ کے لیے استثناء ہے، نہ وہ قرآن میں ہے، نہ حدیث میں، اور نہ اجماعِ اولیاء میں۔

پھر یہ یک طرفہ قانون کیوں؟ امامُ الاَولیاء حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے لیے "ریٹائرمنٹ" کا قانون اور حضرت سیّدنا امام شاذلی رضی اللہ عنہ کے لیے یہ عام استثناء؟ (العیاذ باللہ)۔ اگر موصوف کے پاس اس تفریق پر کوئی دلیلِ سمعی ہے تو پیش کریں:

﴿قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ (البقرۃ:۲/ ۱۱۱)

ترجمہ: تم فرماؤ، پیش کرو اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ سرکار غَوثیّت مآب کی "غَوثیّتِ کُبریٰ بالاَصالہ" جلیل القدر علماءِ باطن اور ائمہ طریقت کے اقوال سے ثابت ہے (جو تا ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ آپ ہی کے پاس ہے)۔ آپ کے فرمان "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ" پر تمام اولیاء کا گردنیں جھکا کر اس سیادت کو تسلیم کرنا، اور اوّلین و آخرین اولیاء کی اَرواح کا حاضر ہو کر سرِ تسلیم خم کرنا، ہی تو اولیاء کا اِجماع ہے۔

الغرض موصوف نے سرکار غَوث پاک رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ کو متنازعہ بنانے کے چکر میں ایک ایسا تانا بانا بُنا جس سے دنیا کے تمام سلاسلِ طریقت سے قُطبیّت کی نفی ہو گئی۔ اگر موصوف کے اس باطل دعویٰ کو مان لیا جائے تو معاذ اللہ سلسلۂ نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ، رفاعیہ سمیت تمام سلاسل آئندہ بند کر دینے چاہئیں کیونکہ ان کے بقول اب ان سلاسل میں شاذلی ہوئے بغیر غَوث و قُطب ہو ہی نہیں سکتا۔

دعا کا صحیح مفہوم بر بنائے ثبوت، حضرت غَوث زماں سیّدنا شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کی دعا کا حقیقی مفہوم یہی ہے کہ آپ کی اولاد و امجاد میں قیامت تک اَولیاء و اَقطاب پیدا ہو کر سرزمینِ مصر پر قُطب البلد کے درجے پر فائز رہیں گے، یا آپکی اولاد میں ایسے افراد پیدا ہونگے جو کسی بھی سلسلہ عالیہ مثلاً قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، چشتیہ، رفاعیہ، دسوقیہ، تیجانیہ وغیرہا میں داخل ہو کر قُطب بنیں گے، جو یقیناً

آپ کی اور آپ کی آل کی عظیم فضیلت ہے؛ مگر اس سے یہ من گھڑت نتیجہ نکالنا کہ اب قیامت تک صرف سلسلۂ شاذلیہ ہی سے اقطاب بنیں گے اور باقی تمام سلاسل محروم ہو جائیں گے، نہ عبارت سے ثابت ہے، نہ تاریخِ تصوّف اس کی گواہی دیتی ہے اور نہ خود حضرت سیّدنا امام شاذلی رضی اللہ عنہ کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں، لہٰذا موصوف کا یہ دعویٰ باطل و مردود ہے۔

قارئین غور کریں کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے بُغض کتنی خطرناک چیز ہے، دیکھیے غوث پاک کی غَوثیّتِ کُبریٰ کو متنازعہ بنانے کے چکر میں سارے سلاسل سے ہی غَوثیّت کا انکار کر بیٹھا! اس پر سیّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کا یہ قول اور شعر بالکل صادق آتا ہے:

"کہ! ظاہر شریعت میں حضرت سرکارِ غَوثیّت کی محبت بایں معنی رکنِ ایمان نہیں کہ جو ان سے محبت نہ رکھے شرع اسے فی الحال کافر کہے، یہ تو صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے لیے ہے مگر واللہ! کہ ان کے مخالف سے اللہ عزّوجلّ نے لڑائی کا اعلان فرمایا ہے... عبد القادر کا انکار قادرِ مطلق عزّوجلّ کے انکار کی طرف کیوں نہ لے جائے گا۔"

باز اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھر نی دیکھ اُڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا!

ضمیمہ:(دوھرا معیار)

ڈاکٹر موصوف نے پہلے اپنی کتاب کے چھٹے باب کو پی ڈی ایف میں وائرل کیا اور یہ دیکھنا چاہا کہ علماءِ کرام و مشائخ عظام اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ فقیر کی معلومات کے مطابق، چند علماء کرام نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ یہ درست اقدام نہیں ہے۔ گویا اس باب کو کتاب میں شامل نہ کیا جائے، بلکہ جو ہمارے مشائخ بالخصوص سیّدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمہ کی تحقیق ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی تا ظہورِ امام مہدی غَوثیّتِ کُبریٰ پر فائز ہیں اسی کے مطابق نظریہ رکھا جائے۔

مگر موصوف نہ مانے اور اس باب کی ایک پی ڈی ایف فائل تیار کی، جس میں سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے نامِ گرامی کی صراحت کے ساتھ آپ کی غَوثیّتِ کُبریٰ اِلیٰ ظہور المہدی پر اعتراضات کیے۔

جب یہ پی ڈی ایف فائل وائرل ہوئی اور سرکار غَوث پاک رضی اللہ عنہ کے نام کی صراحت کے ساتھ اعتراضات تھے، ظاہر ہے اہلِ علم کو پتہ چلا اور انہوں نے گرفت کرنا شروع کی۔ اس پر انتہائی چالاکی سے عبارت میں جہاں جہاں سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا نامِ گرامی صراحتاً موجود تھا، وہاں پر "عظیم ولی" لکھ کر وہی اعتراض دہرایا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسا اس لیے کیا گیا تاکہ عوام یہ کہیں کہ اس میں ڈاکٹر صاحب نے کہاں غَوث پاک رضی اللہ عنہ کا نام لکھا ہے، بلکہ فلاں "عظیم ولی" لکھا ہے۔ اور پھر ایسا ہی ہوا؛ سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع سے ہم سے بھی یہی پوچھا گیا کہ اس میں کہاں غَوث پاک رضی اللہ عنہ کا نام لے کر اعتراض کیا گیا ہے؟ یہ ڈاکٹر موصوف کی وہ چالاکی ہے جس پر ہر صاحبِ نظر کو غور کرنا چاہیے۔

قارئین! آپ خود دیکھیں کہ کس طرح سے یہ کارروائی کی گئی۔ جبکہ اسی کتاب میں ایک جگہ "فلاں عظیم ولی" کے ساتھ "شیخ عبد القادر جیلانی" بھی لکھا گیا۔ شاید یہ غلطی سے لکھ دیا گیا ہو، اور یہ بھی

خُدا کی قُدرت ہے تا کہ ڈاکٹر صاحب کی یہ کارروائی بے نقاب ہو جائے کہ "فلاں عظیم ولی" سے ان کی مراد دراصل غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ بالفرض! اگر کوئی ڈاکٹر زدہ شخص یہ کہے کہ "فلاں ولی" سے مراد غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نہیں ہیں، تو ہماری گزارش ہے کہ ایک بار ڈاکٹر موصوف صاف الفاظ میں یہ کہہ دیں نا کہ "فلاں عظیم ولی" سے میری مراد سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نہیں ہیں، کیونکہ وہ تو تا ظہورِ امام مہدی غَوثیّتِ کُبریٰ پر فائز ہیں!

ڈاکٹر صاحب یہ بات کبھی بھی نہیں لکھیں گے، جب تک کہ وہ اس باطل نظریے سے توبہ نہ کر لیں؛ کیونکہ موصوف کی اس مقام پر "فلاں عظیم ولی" سے مراد سرکار غَوث پاک رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کوئی طفلِ مکتب تو ہیں نہیں کہ انہیں اس بات کا علم نہ ہو، ورنہ وہ یہ بتائیں کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کون سے "عظیم ولی" کے لیے یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ وہ ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ تک غَوثیّتِ کُبریٰ پر فائز ہیں؟ اس لیے ایسی بچکانہ باتیں نہ کی جائیں؛ ڈاکٹر موصوف یہ سب کچھ لکھ چکے ہیں اور انکار کر چکے ہیں۔

بہر حال! جب موصوف نے اپنی کتاب چھاپ دی، اس کا چھٹا باب اس میں شامل کر لیا اور وہ کتاب مارکیٹ میں آ گئی، تو علماء و مشائخ کے اندر سخت اضطراب پیدا ہوا کہ ڈاکٹر موصوف جو خود کو سیّدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت الشّاہ امام احمد رضا خان مُحدِّث بریلی علیہ الرحمہ کا غلام کہتے ہیں، انہوں نے غَوثیّتِ کُبریٰ کے حوالے سے نہ صرف سیّدی اعلیٰ حضرت کی مخالفت کی، بلکہ سیّدی اعلیٰ حضرت مُحدِّث بریلی کی تحقیق کو وائرل پی ڈی ایف میں "خود ساختہ" اور بعد ازاں کتاب میں "بے دلیل" کہہ کر رد کر دیا۔ چنانچہ جب علماء نے آواز اٹھائی اور جوابات دینے شروع کیے، تو موصوف نے اپنے فیس بک پیج پر ایک وضاحت نامہ جاری کیا کہ:

"میں نہ صرف حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ عُظمیٰ کا قائل ہوں، بلکہ میں نے اپنی کتاب میں متعدّد مقامات پر سرکارِ بغداد کے لیے غوثِ اعظم اور دیگر القابات بھی لکھے ہیں"۔

یہاں پر بھی موصوف نے وہی پرانا کھیل کھیلا؛ جس طرح وائرل پی ڈی ایف میں سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے نام کی جگہ "فلاں عظیم ولی" لکھ کر اعتراض وہی رکھا اور صرف نام بدلا، بالکل اسی طرح یہاں بھی عوام یا ان شخصیات و علماء کو دھوکہ دینے کی کوشش کی گئی جنہوں نے موصوف کی کتاب کا چھٹا باب نہیں پڑھا تھا۔ مگر وہ علماء کرام جنہوں نے اس باب کا مطالعہ کیا ہے، وہ بخوبی سمجھ گئے ہیں کہ ڈاکٹر موصوف نے واقعی دہرا معیار اپنایا ہے؛ کیونکہ موصوف جس مفہوم میں سیّدنا سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ عظمیٰ کو ماننے کی بات کر رہے ہیں، وہ ان کا اپنا گھڑا ہوا خود ساختہ مفہوم ہے۔ جبکہ امام اہل سنت اور دیگر مشائخ جس بلند مفہوم کے تحت سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ عظمیٰ کے قائل ہیں، موصوف اس اعتبار سے مانتے ہی نہیں ہیں! ورنہ اگر بات وہی ہوتی تو بتایئے موصوف کو اتنا بڑا باب کیوں لکھنا پڑا؟

﴿مشائخ کے اقوال کی روشنی میں سیّدی اعلیٰ حضرت کا نظریہ﴾

ایک ہے قُطب الاَقطاب یعنی غَوثُ الاَغواث، جس کے پاس منصبِ غَوثیّتِ کُبریٰ ہوتا ہے، اور دوسرا ہے قُطب وقت و غَوث زماں۔

چنانچہ آپ اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: شیخ خلیل صرصری علیہ الرحمہ اپنی وفات سے سات دن پہلے قُطب کیے گئے۔ یہ قُطبیّت بمعنی غَوثیّت ہے، اور اَقطاب ان اصحابِ خدمت کو بھی کہتے ہیں جو ہر شہر اور ہر لشکر میں ہوتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہر غَوث اپنے دور میں ان سب اقطاب کا اَفسر و سَروَر ہوتا ہے اور تمام اولیائے دورہ کا سردار کہلاتا ہے۔

اس معنی پر ہر قُطب یعنی غَوث، قُطب الاَقطاب ہے؛ بلکہ غَوث کے نیچے جو عہدہ دار تمام اصحابِ خدمت کا افسر ہو، بایں معنیٰ وہ بھی قُطب الاَقطاب ہے۔ مگر قُطب الاَقطاب بمعنی اول یعنی غَوثُ الاَغواث جو دوروں کے غَوثوں کا غَوث ہو، تمام غَوثوں کو غَوثیّت اسی کی عطا سے ملتی ہو، اور تمام غَوث اپنے دور میں اسی کی نیابت سے غَوثیّت کے فرائض انجام دیتے ہوں وہ سیّدنا امام حَسن (عسکری) رضی اللہ تعالی عنہ کے

بعد حضورِ پرنور، مُحی الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ والدّین، ابو محمد، ولیُّ الاولیاء، امامُ الاَفراد، غَوثُ الاَغواث، غَوثُ الثّقلَین، غَوثُ الکل، غوثِ اعظم سیّد شیخ عبد القادر حَسنی حُسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور تا ظہورِ سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مرتبۂ عظمیٰ اسی سرکارِ غَوثیّت مآب کے لیے رہے گا۔ حضرت رفاعی اور ان کے امثال کو قبل و بعد کے قُطبوں پر تفضیل دینا باطل اور دین میں نقصان کا باعث ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ (فتاویٰ رضویہ، جلد 28، صفحہ 373)

ڈاکٹر موصوف اس حقیقی معنی و مفہوم کے اعتبار سے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ (الیٰ ظہور المہدی) کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔ چنانچہ ڈاکٹر موصوف کی چند عبارتیں ملاحظہ کریں:

"قُطبیّت، قُطبیّتِ کُبریٰ اور غَوثیّتِ کُبریٰ، غَوثیّتِ عظمیٰ ایک ہی مرتبہ کے مختلف نام ہیں، اور اسی طرح قُطب الاَقطاب، الغَوثُ الاَعظم، قُطب الاِرشاد وغیرہ ایک ہی ہیں، یعنی ان سب اسماء کا اطلاق ایک ہی شخص پر کیا جاتا ہے جو اپنے زمانے میں اس مرتبہ پر فائز ہوتا ہے۔۔" (صفحہ 337)

"بعض حضرات کے نزدیک غَوث (یعنی قُطب) ایک الگ مرتبہ ہے اور غوثِ اعظم (یعنی قُطب الاَقطاب) ایک الگ مرتبہ ہے... یہ دو الگ الگ مراتب نہیں بلکہ ایک ہی مرتبہ کے دو نام ہیں" (صفحہ 348) "قُطب (قُطب الاَقطاب) ہی غَوث (غَوثُ الاغواث) ہوتا ہے" (صفحہ 340) "قُطب اور غَوث ہی وِلایت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے، اس کے علاوہ غَوثِ اعظم یا مستقل غَوث یا قُطب بالاَصالہ یا قُطب الاِرشاد بالاَصالہ کوئی جداگانہ مرتبہ نہیں" (صفحہ 344)

آپ نے ملاحظہ کیا کہ سیّدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے قُطب اور قُطب الاَقطاب جیسے مراتب میں جو واضح فرق بیان فرمایا ہے، ڈاکٹر موصوف اس فرق کو بالکل نہیں مانتے۔ ڈاکٹر موصوف کے نزدیک قُطب الاَقطاب ہو یا غَوث الاغواث، ان سب کا مسمّٰی وہی ایک شخص ہے جو اپنے زمانہ میں غَوث ہوتا ہے۔ لہٰذا، ان کے نزدیک سرکار غَوث پاک رضی اللہ عنہ صرف اپنے زمانے کے غوثِ اعظم تھے، اور اسی محدود معنی میں وہ غوثِ اعظم بھی تھے اور ان کے پاس غَوثیّتِ عظمیٰ بھی تھی۔

یہی وہ نظریہ ہے جسے ڈاکٹر موصوف مانتے ہیں، اور عوام کو دھوکہ دینے کے لیے فیس بک پر لکھا کہ: میں نہ صرف حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ عظمیٰ کا قائل ہوں بلکہ میں نے اپنی کتاب میں متعدّد مقامات پر سرکار بغداد کے لئے غوثِ اعظم اور دیگر القابات بھی لکھے"۔ ہم کہتے ہیں ڈاکٹر صاحب یہ دہرا معیار چھوڑ دیں!

﴿ڈاکٹر موصوف کی تضاد بیانی اور دوہرے معیار کی مثالیں﴾

اسی طرح ڈاکٹر موصوف نے اپنی کتاب میں بھی بڑی چالاکی دکھائی ہے؛ کتاب میں کہیں بہت نرم اور غیر جانبدارانہ جملے لکھے تاکہ کل کو اگر کوئی گرفت کرے تو ڈاکٹر اپنی کتاب کی وہ عبارت دکھا سکے کہ "میں نے تو یہ بھی لکھا ہے!"

1۔ پہلا معیار (نرم موقف) ﴾"زید فلاں ولی کو افضل بتاتا ہے اور عمرو فلاں ولی کو، تو یہ مسئلہ ذوق اور سلوکِ طریقت کے حکم سے تعلق رکھتا ہے... اور طریقت کے متبعین اپنی طریقت کے مشائخ کو افضل بتاتے ہیں، چنانچہ یہ بات ان کے اپنے حق میں تو صحیح ہے مگر ان کے غیر کے اعتبار سے درست نہیں۔" (صفحہ 465)

2۔ دوسرا معیار (اصلی موقف) ﴾"کون سا ولی سب سے افضل ہے؟ یہ ایک نہایت ہی حساس موضوع ہے جس پر بعض لوگوں نے کلام کیا۔ جس کا ماحاصل یہ ہے کہ ہر سلسلہ کے لوگ اپنے اپنے شیوخِ طریقت کو سب سے افضل قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ اس سلسلے میں کوئی یقینی بات نہیں کی جاسکتی، کیونکہ افضل تو وہی ہے جو اللہ کے نزدیک افضل ہے۔" (صفحہ 409)

قارئین! آپ نے دیکھا ہے کہ صفحہ 465 پر یہ لکھا کہ اپنے شیخِ طریقت کے حق میں افضلیّت بتانا صحیح ہے، جبکہ صفحہ 409 پر یہ لکھ دیا ہے کہ جو لوگ اپنے شیوخِ طریقت کو افضل کہتے ہیں، اس کا کوئی یقین نہیں کیونکہ افضل وہی ہے جو اللہ کے نزدیک افضل ہے!

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان میں کون سا معیار درست ہے؟

چنانچہ اگر موصوف سیّدنا امام شاذلی رضی اللہ عنہ کے سلسلے کی افضلیّت کو مانیں اور لکھیں تو وہ بالکل صحیح ہے، لیکن اگر کوئی دوسرا سرکار غوثِ اعظم کے سلسلۂ قادریہ کو افضل کہے تو وہ یقینی نہیں! اگر موصوف کے اس اُصول کے مطابق اپنے مشائخ کی افضلیّت ماننا درست ہے، تو جب ہمارے مشائخ نے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی افضلیّت کو تحریر کیا اور ثابت کیا، تو ڈاکٹر صاحب کو خاموش رہنا چاہیے تھا کہ "ٹھیک ہے، قادریوں نے اپنے سلسلے کے شیخ کی افضلیّت لکھی ہے تو میرے اُصول کے مطابق یہ درست ہے! پھر کیوں ڈاکٹر صاحب آپ نے اس کے رَدّ میں اور اس نظریے کے خلاف پورے 130 صفحات کا ایک طویل باب تحریر کیا؟ یہ دہرا معیار کیوں؟ بات وہی ہے کہ "شہد دکھائے، زہر پلائے"۔

3۔ایک اور معیار (نرم موقف) "سلامتی والی بات یہی ہے کہ ہر بزرگ کے قول کو اس طرح مانا جائے جس سے دیگر بزرگوں کے اقوال کا انکار لازم نہ آئے" (صفحہ 461)

4۔دوسرا معیار (ردِّ اکابر) "بعض متأخّرین علماء نے یہ فرق کرنے کی کوشش کی ہے، مگر یہ فرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے عمومی مفہوم اور تصریحاتِ علماء کے صریح خلاف ہے، لہٰذا ایسا فرق بے دلیل ہے اور اس کا کوئی اعتبار نہیں!" (صفحہ 350)

قارئین ملاحظہ کریں کہ صفحہ 461 پر تو یہ قاعدہ بیان کیا گیا کہ ہر بزرگ کے قول کو اس طرح تسلیم کیا جائے کہ دوسرے بزرگوں کے اقوال کا انکار لازم نہ آئے جبکہ صفحہ 350 پر یہ لکھ دیا کہ بعض متأخّرین علماء (جیسے حضرت مُجدِّد الف ثانی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، سیّدی شیخ ابوالحسین نوری اور سیّدی اعلیٰ حضرت رحمہم اللہ وغیرہم) نے غَوثیّت کے بارے میں جو اقوال لکھے ہیں، ان کا کوئی اعتبار ہی نہیں!

یہ ڈاکٹر بھی کیا چیز ہے! یعنی اگر کسی عالم یا بزرگ نے مثلاً سیّدنا امام شاذلی رضی اللہ عنہ کی فضیلت یا افضلیّت میں کوئی قول کیا ہے، تو اسے اس طرح مان لیا جائے کہ کسی قول کا انکار لازم نہ آئے؛ لیکن یہی اُصول سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی فضیلت و افضلیّت کے لیے بالکل درست نہیں! چنانچہ جب ان

جلیل القدر مشائخ اور بزرگوں نے حضور سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی افضلیّت یا غَوثیّتِ کُبریٰ تا ظہورِ مہدی کا قول کیا، تو قلم اُٹھا کر لکھ دیا کہ "اس کا کوئی اعتبار نہیں"! لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم!

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اس پورے باب کا منہج یہی ہے کہ سرکار غَوث پاک رضی اللہ عنہ کی افضلیّت اور غَوثیّتِ کُبریٰ الیٰ ظہور المہدی پر جتنے اقوال ڈاکٹر موصوف کو میسر آئے، ان سب کا رد کیا گیا۔ یہ اکابر اولیاء کرام وبزرگوں کے اقوال کا صریح انکار نہیں تو اور کیا ہے؟ ڈاکٹر صاحب! خُدارا پلٹ جایئے، توبہ کیجیے۔ اپنے اکابرین کی تحقیق کو "خود ساختہ" اور "بے دلیل" کہہ کر آپ نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ علم کے میدان میں غلطیاں ہو جاتی ہیں، مگر توبہ کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے۔ ﴿وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم﴾

ترجمہ: اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

5۔ ایک اور معیار (خاموشی کی آڑ میں اعتراض) ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں: ایک قول کی بنیاد پر کسی دوسرے بزرگ کے قول کو ردّ کرنا ترجیح بلا مرجّح ہے، لہٰذا اس (یعنی مقاماتِ اولیاء) کے باب میں خاموشی بہتر ہے۔" (صفحہ 399)

جواب کاش ڈاکٹر موصوف خود بھی اپنے اسی اُصول پر عمل کرتے، بزرگوں کے اقوال کو رد نہ کرتے اور اتنا بڑا باب ہی نہ لکھتے، کتنا ہی اچھا ہوتا اور اپنی باتوں پر عمل بھی ہوتا۔ لیکن یہ صرف باتیں ہیں، عمل نہیں!

اگر واقعی خاموشی بہتر تھی، تو پھر خود خاموشی کیوں اختیار نہ کی؟ آخر کون سی قیامت آن پڑی تھی اور کون سی ناگزیر ضرورت پیش آگئی تھی کہ یہ متنازع باب لکھا جائے؟ یہ (غَوثیّتِ کُبریٰ کا مسئلہ) نہ ایمان و کفر کا تھا، نہ عقائدِ اسلام کا کوئی بنیادی باب، جس کی بناء پر خاموش رہنے کے بجائے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ اِلیٰ ظہورِ المہدی کی مخالفت میں ایک مستقل باب تحریر کرنا ضروری سمجھا گیا۔

کیا بہتر نہ تھا کہ اپنے ہی بیان کردہ اُصول کے مطابق خاموشی اختیار کی جاتی؟افسوس، صد افسوس!اس دہرے معیار پر!

6۔ ایک اور معیار(حُسنِ ظن کی آڑ میں بزرگوں پر الزام) موصوف لکھتے ہیں:"سب بزرگوں کے بارے میں حُسنِ ظن رکھا جائے،الّا یہ کہ وہ قول کسی حدیث یا جمہور کے مؤقف سے معارض ہو،جیسا کہ گزشتہ صفحات میں سیّدنا مُجدِّد الف ثانی اور قاضی ثناء اللہ کی عبارت کے حوالے سے تفصیلاً لکھا گیا۔"(صفحہ 399)

جواب اللہ اکبر کبیرا! یہ کتنی بڑی جسارت ہے! گویا ڈاکٹر موصوف کے نزدیک حضرت مُجدِّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی الاسلام حضرت ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات حدیث شریف اور جمہور اولیاء کے مؤقف کے معارض تھیں!العیاذ باللہ!

اس کا لازمی نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ سیّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان بزرگوں کے انہی اقوال کو نقل کر کے بڑی سنگین غلطی کی، جنہیں ڈاکٹر صاحب حدیث اور جمہور اولیاء کے خلاف قرار دے رہے ہیں۔خُدا کی پناہ ایسے معیار سے!

ڈاکٹر موصوف نے نہ جانے کس اعتماد کے ساتھ،بغیر نتائج پر غور کیے، حضرت مُجدِّد الف ثانی اور حضرت قاضی ثناء اللہ رحمہما اللہ کے بارے میں ایسی بات لکھ دی، جس کا نتیجہ انتہائی سنگین نکلتا ہے۔

الحمدُللہ! ہمارا اپنے تمام اکابر کے بارے میں حُسنِ ظن ہے۔ ہم حضرت مُجدِّد الف ثانی علیہ الرحمہ، حضرت قاضی ثناء اللہ علیہ الرحمہ اور ان کے ارشادات کو بھی حق مانتے ہیں، اور یہ بھی مانتے ہیں کہ ان کی نہ صرف حدیث شریف اور اولیاءِ کرام کے مؤقف پر نظر تھی، بلکہ بہت گہری نظر تھی کیونکہ یہ خود بھی اولیاءِ کاملین تھے۔اور جہاں تک ڈاکٹر موصوف کے اس دعوے کا تعلق ہے کہ ان حضرات کے اقوال حدیث اور جمہورِ اولیاء کے مؤقف کے معارض ہیں، تو یہ ڈاکٹر موصوف کا خود ساختہ نتیجہ ہے؛ کیونکہ موصوف کو اس بات سے تکلیف ہے کہ ان بزرگانِ دین کے اقوال سے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی

غَوثیّتِ کُبریٰ اِلیٰ ظہورِ المہدی ثابت ہوتی ہے، اس لیے ڈاکٹر صاحب کو یہ اقوال حدیث اور اولیاء کے موقف کے خلاف نظر آنے لگے!

مگر یقین کیجیے، ڈاکٹر صاحب کا مزاج اور ان کی کتاب (خصوصاً اس کا چھٹا باب) کا اُسلوب یہ چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ اگر یہی اقوال حضرت سیّدنا امام شاذلی رضی اللہ عنہ کے متعلق ہوتے، تو موصوف انہی عبارات کی خوب خوب تاویلیں بیان کرتے اور آخر میں لکھتے کہ ان بزرگوں کے اقوال بالکل درست ہیں لہٰذا ان کا انکار نہ کیا جائے۔ مگر چونکہ بات غَوث پاک رضی اللہ عنہ کی غَوثیّتِ کُبریٰ کی تھی، اس لیے یہ اقوال حدیث اور جمہور کے بھی خلاف ہو گئے!

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم!

لیکن الحمدللہ! فقیر نے گزشتہ صفحات میں ان بزرگوں کے اقوال کو تفصیلاً واضح کر دیا ہے کہ نہ ان کے اقوال حدیث کے خلاف ہیں اور نہ جمہور کے؛ اور اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو امام اہل سنت مجدّدِ دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ جیسی عظیم محتاط شخصیت ہرگز ہرگز ان اقوال سے استدلال نہ فرماتے۔

7۔ایک اور دوہرا معیار (بزرگوں کے دعوے) موصوف لکھتے ہیں: "نیز اس (یعنی مقاماتِ اولیاء اور ان کی افضلیّت) کی بحث سے وہ بزرگ ہستیاں مستثنیٰ ہیں جنہوں نے اپنے اپنے زمانوں میں غَوثیّت، قُطبیّت یا عُلوِّ مرتبت کا دعویٰ کیا، جیسے سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی، امام ابو الحسن شاذلی وغیرہم، کیونکہ اولیاء کے اپنی ذات سے متعلق دعوے معتبر ہیں، جنہیں محب پر تسلیم کرنا اور مرید پر تصدیق کرنا واجب ہے۔" (صفحہ 399)

جواب واہ ڈاکٹر صاحب! کیا خوب اُصول قائم فرمایا۔ جواب دینے سے پہلے ایک سوال عرض ہے: یہ جو آپ نے لکھا کہ بعض مستثنیٰ اولیاء اگر اپنی شان میں کوئی بڑا دعویٰ کریں تو ان کے مرید پر اس کی تصدیق واجب ہے، یہ استثناء اور یہ اُصول قرآن و حدیث کی کس دلیل سے ثابت ہے؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ کس دلیل سے طے ہو گا کہ اگر کوئی اور ولی اپنی شان میں دعویٰ کرے تو وہ معتبر نہ ہو گا، لیکن مستثنیٰ ولی یعنی سرکار غوثِ اعظم یا امام شاذلی رحمہا اللہ دعویٰ کریں تو وہ معتبر ہو گا اور مرید پر اس کی تصدیق لازم ہو گی؟ دیگر اولیاء کے دعوے کیوں معتبر نہیں؟

تیسرا سوال یہ کہ ڈاکٹر موصوف کے اسی اُصول کے مطابق، اگر سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اپنے عُلوِّ مرتبت کے متعلق کوئی دعویٰ فرمائیں تو قادری مریدوں پر لازم ہو گا کہ وہ اس کی تصدیق کریں۔ اور جب قادریوں نے ڈاکٹر کے اُصول کے مطابق تصدیق کی تو ڈاکٹر موصوف کو یہ گوارا کیوں نہ ہوا؟ انتہائی عجیب منطق ہے!

خیر، بقول ڈاکٹر موصوف مرید پر تصدیق واجب ہے۔ اب حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا یہ معروف شعر ملاحظہ فرمایئے:

أَفَلَتْ شُمُوْسُ الْأَوَّلِيْنَ وَشَمْسُنَا أَبَدًا عَلٰى أُفُقِ الْعُلٰى لَاتَغْرُبُ

یعنی، پچھلوں کے سورج غُروب ہو گئے، جبکہ ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے افق پر رہے گا، کبھی غُروب نہ ہو گا۔

اسی شعر پر ڈاکٹر موصوف نے امام یافعی شاذلی علیہ الرحمہ کے حوالے سے اسے رد کرنے کی بھرپور کوشش کی اور طرح طرح کی تاویلات پیش کیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا ڈاکٹر موصوف کے اُصول کا مفہومِ مخالف بھی یہی ہے کہ مستثنیٰ بزرگ کے مرید پر تو اپنے شیخ کے دعویٰ کی تصدیق واجب ہے، لیکن دوسرے پیر (مثلاً شاذلی بزرگ) کے مرید پر لازم ہے کہ وہ اس دعویٰ کی تاویل کر کے رد کرے؟

کیونکہ عملی طور پر یہی کچھ ڈاکٹر موصوف نے کیا ہے۔ ایک طرف کہتے ہیں کہ مرید پر تصدیق واجب ہے، اور دوسری طرف جب قادری مرید اپنے شیخ کے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں تو انہی پر اعتراض کیا جاتا ہے!

اگر یہی اُصول ہے تو اسے یوں بھی مکمل فرما دیجیے کہ: ”مستثنیٰ شیخ کے اپنے مرید پر تصدیق واجب ہے، لیکن دوسرے سلسلے کے مرید پر لازم ہے کہ وہ اس کی مخالف تأویل کرے۔“

خُدا کی پناہ اس دوہرے معیار سے! مزید لطف کی بات یہ ہے کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اسی شعر کے بارے میں ڈاکٹر موصوف نے امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے استدلال کیا، حالانکہ الحمدللہ امام یافعی شاذلی علیہ الرحمہ نے اس شعر کو صحیح تسلیم کیا، اس کی بہترین تشریح فرمائی اور یہ بھی واضح کر دیا کہ اس شعر کی ایسی تاویل نہ کی جائے جس سے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شانِ عالی میں تنقیص کا پہلو پیدا ہو۔ یہ ہیں وہ حقیقی شاذلی، جو سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت، ادب اور مقام کو بھی جانتے ہیں اور اس کا حق بھی ادا کرتے ہیں۔

8۔ ایک اور معیار (تضادِ فکری اور استثناء) موصوف خود ہی لکھتے ہیں کہ مستثنیٰ شیخ، یعنی سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے دعویٰ کو مرید پر تسلیم کرنا اور اس کی تصدیق کرنا واجب ہے۔ لیکن پھر آگے چل کر لکھتے ہیں: ہمارے زمانے کے بعض متعصّب لوگوں سے سوال ہے جو اقوال کی بنیاد پر افضلیّت کا فیصلہ کرتے ہیں۔ (صفحہ 433)

جواب آخر یہ کیسا تضاد ہے؟ ایک طرف لکھتے ہیں کہ مرید پر اپنے پیر کے دعویٰ کی تصدیق واجب ہے، اور دوسری طرف جب محبین و مریدین انہی دعوے کی بنیاد پر افضلیّت کو تسلیم کرتے ہیں تو انہیں ”متعصّب“ قرار دیتے ہیں۔ آخر ہم اپنی شکایت کس سے کریں؟

اسی طرح، حضرت شیخ مُحقّق الشّاہ عبد الحق مُحدّث دہلوی علیہ الرحمہ نے سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کے دعویٰ قدم کے بارے میں فرمایا کہ قائل اپنے قول اور اپنی مُراد کو دوسروں سے زیادہ جانتا ہے، پھر انہوں نے اس دعویٰ کو تسلیم بھی کیا اور اس کی شرح بھی فرمائی۔ لیکن ڈاکٹر موصوف نے یہاں بھی اسی دُہرے معیار کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس دعویٰ کی تأویل اور تردید کی راہ اختیار کی۔

غرض یہ کہ ڈاکٹر موصوف کا اپنے لیے معیار بھی الگ ہے اور اُصول بھی الگ۔

اِلَی اللہِ الْمُشْتَکٰی، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ!

9۔ایک اور معیار:(نصیحت) ڈاکٹر موصوف اس باب میں ایک نیک نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ایک ولی کے قول کو لینا اور اسکے برعکس دیگر اولیاء کے مستند اقوال کو رد کرنا بد نصیبی اور دل کے ویران ہونے کی دلیل ہے، بلکہ معاذاللہ سوئے خاتمہ کا خطرہ ہے۔(صفحہ 416)

جوابِ نصیحت پہلی بات یہ ہے کہ معلوم نہیں ڈاکٹر موصوف یہ نصیحت خود اپنے لیے کر رہے ہیں یا دوسروں کے لیے؟ دوسری بات یہ کہ ڈاکٹر موصوف کے اس جملے کے دو الفاظ قابلِ غور ہیں:

1۔"ایک ولی کے قول کو لینا"

2۔"دیگر اولیاء کے مُستند اقوال کو رد کرنا"

اس تعبیر سے بظاہر یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ جو قول ان کے موقف کے خلاف ہو، وہ محض "قول" ہے، لیکن جو ان کے موقف کے موافق ہو، وہ "مستند قول" بن جاتا ہے۔ توبہ ہے!

تیسری بات یہ کہ بے شک ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اولیائے کرام کے اقوال مستند ہیں، البتہ ممکن ہے کسی قول کا صحیح مفہوم ہماری سمجھ میں نہ آئے۔ ایسی صورت میں ان اقوال کو دیگر اکابر اہلِ معرفت اور علماءِ باطن کے ارشادات کی روشنی میں سمجھا جائے گا، یا کسی کامل عارف باللہ سے رجوع کیا جائے گا، اور اگر بظاہر تعارض نظر آئے تو حتّی الامکان تطبیق یا صحیح تاویل اختیار کی جائے گی۔

اب ہم بھی ڈاکٹر موصوف کی اسی نصیحت کو، اسی مفہوم میں جس کی وضاحت ہم نے کی، درست سمجھتے ہوئے ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ بھی اپنے ایمان کی فکر کریں؛ کیونکہ انہوں نے بھی مُجدِّدین و مُحقِّقین و اکابر اولیاء کرام اور مشائخِ امت کے اقوال کو نامعتبر قرار دے کر رَدّ کیا ہے۔ یہی چیز تو بد نصیبی اور دل کے ویران ہونے کی دلیل ہے۔ بلکہ معاذاللہ سوءِ خاتمہ کا خطرہ ہے۔

﴿آستانوں پر بد گمانی (حزبُ البحر شریف و دلائل ُالخیرات شریف کی آڑ میں)﴾

ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں: "تمام سلاسلِ طریقت روحانی ترقی اور بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قُرب حاصل کرنے کے لیے حزبُ البحر اور دلائل الخیرات روزانہ پڑھتے ہیں، حتیٰ کہ راقم الحروف نے دیکھا جو آپ کی شان کو پورے طور پر تسلیم نہیں کرتے، وہ بھی اپنے معاملات اور اپنے آستانوں کو چلانے کے لیے فیضِ امام شاذلی یعنی حزبُ البحر اور دلائل الخیرات کے محتاج ہیں۔" (صفحہ 414)

جواب﴾ راقم الحروف صاحب! ذرا یہ تو بتایئے کہ وہ کون سا سنی صحیح العقیدہ آستانہ ہے جو سرکار امام شاذلی رضی اللہ عنہ کی شان کو پورے طور پر تسلیم نہیں کرتا؟ اور یہ گھٹیا الزام آپ نے آستانہ والوں پر کس منہ سے لگا دیا کہ "وہ اپنے آستانوں کو چلانے کے لیے حزبُ البحر شریف اور دلائل الخیرات شریف کے محتاج ہیں!"

آستانہ چلانے سے موصوف کی اصل مراد کیا ہے، یہ تو موصوف خود ہی بہتر بتا سکتے ہیں، لیکن آپ کے سیاقِ کلام سے آپ کی نیت کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے اور عربی کا ایک مشہور مقولہ ہے: "اَلْمَرْءُ يَقِيْسُ عَلٰى نَفْسِهٖ" (انسان ہر چیز کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے)

ممکن ہے موصوف اسی بنیاد پر اپنے آستانے کے معاملات چلاتے ہوں اور سیٹھوں اور مالداروں کو گھیرتے ہوں (معذرت کے ساتھ)، مگر یاد رکھیے کہ سچّے آستانے والے آپ کی طرح نہیں ہوتے!

بالفرض اگر آپ اپنا دوہرا معیار استعمال کرتے ہوئے یہ پلٹا ماریں کہ "میری مراد یہ نہیں تھی، بلکہ آستانہ چلانے سے مراد حزبُ البحر اور دلائل ُالخیرات کے وظیفے کی برکت و فیض کے محتاج ہیں" (جو کہ ایک تاویلِ فاسد ہو گی، کیونکہ آپ نے صراحتاً "معاملات اور آستانہ چلانے" کے الفاظ لکھے ہیں)، تو اس کے باوجود ہم یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ حزبُ البحر اور دلائل ُالخیرات کی تصنیف سے پہلے جو صدیاں گزر چکی ہیں، تب کے آستانہ اور خانقاہیں کس کے محتاج تھیں؟

ڈاکٹر صاحب! آستانے اور خانقاہیں اصل میں شریعت و طریقت کے محتاج ہیں؛ یعنی وہ راہ جو اللہ

سبحانہ وتعالیٰ، اس کے حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاءِ کرام نے بتائی ہے، یہ آستانے اس کے محتاج ہوتے ہیں۔ رہا معاملہ حزبُ البحر اور دلائلُ الخیرات کا، تو یہ مبارک اور مقبول وظائف و درود کے صیغے ہیں، جن کے پڑھنے سے بندے کو روحانی برکت حاصل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے مشائخِ عظّام ان مقبول وظائف اور درود کو اپنے روزمرہ کا معمول بناتے ہیں۔ یہ سوچ کر ہرگز نہیں پڑھتے کہ یہ شاذلی بزرگوں کی کتابیں ہیں (ورنہ شاذلی بزرگوں کے تو اور بھی بہت سے وظائف ہیں، انہیں کیوں نہیں پڑھا جاتا؟)۔

بلکہ یہ وظائف اس لیے پڑھے جاتے ہیں کہ یہ اللہ عزّوجلّ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہیں۔ چونکہ اصل مقصود اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذِکر ہے، اس لیے یہ پڑھے جاتے ہیں۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بخاری شریف ایک مقبول ترین کتاب ہے، پوری دنیا میں اس سے علم و برکت حاصل کی جاتی ہے؛ تو کیا کوئی عقل مند یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس کتاب کی برکت اس میں موجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ صرف امام بخاری کی ذاتی نسبت کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے؟! ہرگز نہیں!

بالکل اسی طرح، حزبُ البحر میں موجود مقبول ذکرِ الٰہی اور دلائل الخیرات میں موجود مقبول درودِ پاک کی برکات حاصل ہوتی ہیں۔ ہاں، اس میں شک نہیں کہ ان بزرگوں (امام بخاری، امام شاذلی اور امام جزولی رحمہم اللہ) کی نیتیں انتہائی صالح تھیں، اس لیے ان کی لکھی ہوئی حدیث، ان کا جمع کردہ ذِکر اور ان کا ترتیب دیا ہوا درود بارگاہِ الٰہی میں شرفِ قبولیت سے نوازا گیا، اور آج دنیا ان کُتُب میں موجود احادیث، ذکر و درود کی برکات سے فیضیاب ہو رہی ہے۔

﴿تازہ تازہ دوہرا معیار: (ندائے اولیاء کی آڑ میں مشائخ پر اعتراض)﴾

موصوف کا حال ہی میں ایک کلپ نظر سے گزرا، جس میں فرماتے ہیں: سلسلہ شاذلیہ کی خوبی یہ ہے کہ یہ طریقت بندے کو براہِ راست اللہ سے جوڑتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ یہ تو ہر سلسلۂ طریقت کی خوبی اور بنیادی مقصد ہے کہ بندہ کسی سلسلۂ طریقت

میں داخل ہو، اپنے نفس کی اصلاح کرے اور اللہ تعالیٰ کا قُرب ووِصال حاصل کرے۔ پھر ڈاکٹر موصوف نے خصوصی طور پر سلسلۂ شاذلیہ کی یہ خوبی کیوں بیان فرمائی؟

﴿ڈاکٹر موصوف کی عجیب منطق﴾

موصوف فرماتے ہیں: مختلف سلاسل میں عام طور پر جب مرید ترقی کرتا ہے تو اس کے دل میں پیروں کی محبت بٹھائی جاتی ہے، پیر کے نام کی تسبیح پڑھوائی جاتی ہے... لیکن ہمارے یہاں ایسا نہیں! ہمارے یہاں تو ہم اللہ کا نام اس کی زبان سے کہلواتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے رابطہ کرواتے ہیں۔ ہمارے ہاں کہیں بھی ایسا نہیں ہو گا، نہ ہم نے وظیفے میں کسی کو حکم دیا ہوا ہے کہ یا شاذلی المدد کہے۔ اس گفتگو سے بظاہر یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ موصوف کے نزدیک "المَدد یا غوثِ اعظم"، "امداد کُن امداد کُن یا غوثِ اعظم دستگیر" جیسے کلمات کہنا مرید کے دل میں پیر کی محبت پیدا کرتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ سے دُور کرتا ہے۔

العیاذ باللہ!

اس اعتراض کا جواب تو ہم آگے عرض کریں گے، لیکن پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ خود موصوف اس دعوے میں کہاں تک یکساں اُصول کے پابند ہیں۔ خود موصوف کی اپنی کتاب کیا کہتی ہے؟ موصوف نے حضرت سیّدنا امام ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کی شان میں اپنی کتاب میں یہ شعر لکھا ہے:

آ گئے امداد کرنے اذنِ مولیٰ سے وہاں　　آپ کو جس نے پکارا اَے امامِ شاذلی

(صفحہ 127)

اب اس شعر کا مفہوم کسی ابتدائی طالب علم سے بھی پوچھا جائے تو وہ یہی سمجھے گا کہ جس شخص نے امام شاذلی کو امداد کے لیے پکارا، امام شاذلی رضی اللہ عنہ اذنِ مولیٰ سے اس کی مدد کے لیے تشریف لے آئے۔ کیا یہ پیر کی محبت کا وظیفہ نہیں؟ اور اس شعر سے قبل موصوف نے ایک حکایت نقل کی ہے، جس کا عنوان ہی ہے:

﴿مرید کی مدد کے لیے تشریف لانا﴾ موصوف لکھتے ہیں: شیخ ماضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے

ایک سال قُطب الاَقطاب رضی اللہ عنہ کی اجازت سے حج کی سعادت حاصل کی۔ جب میں نے مناسکِ حج ادا کر لیے تو طوافِ وداع کے لیے حرم شریف میں آیا۔ اچانک بہت سے لوگوں نے باقی حاجیوں پر حملہ کر دیا اور ان کا مال چھیننے لگے۔ میرے پاس کئی لوگوں کی امانتیں تھیں۔ میں حفاظت کی غرض سے حطیم میں داخل ہو گیا اور میزابِ رحمت کے نیچے کھڑا ہو گیا۔

میں سوچنے لگا کہ اگر میں یہاں سے نکلوں گا تو لوگ لوٹ لیں گے اور اگر یہاں بیٹھا رہوں تو لوگوں کی امانتیں نہ پہنچا سکوں گا۔ میں اپنے معاملے میں سخت حیران تھا کہ کیا کروں؟ پس میں نے قُطب الاَقطاب امام ابوالحسن شاذلی کو پکارا۔

اچانک میں نے دیکھا کہ قُطب الاَقطاب بابِ عُدُوَۃ کے پاس کھڑے ہیں اور میری طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ پس میں جلدی سے شیخ کی طرف گیا، مگر اس دوران شیخ باہر نکل گئے۔ جب میں وہاں پہنچا تو شیخ کو نہ پا سکا، حتّٰی کہ حاجیوں کے دیگر قافلے حرم میں داخل ہو گئے۔ میں نے ان قافلوں میں جا کر شیخ کو تلاش کیا مگر مجھے شیخ نہ مل سکے۔ بہر حال لٹیروں سے بچ گیا۔

جب میں مصر واپس لوٹا تو شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر شیخ کو سلام پیش کیا۔ شیخ نے میری حالت کے بارے میں دریافت کیا اور فرمایا: اے ماضی! جب حرم میں تمہاری صورتِ حال خراب ہو گئی تھی اور تم نے ہمیں پکارا تو ہم تمہارے پاس چلے آئے تھے اور تمہیں اس خطرناک صورتِ حال سے نکال لیا تھا۔" (صفحہ 126)

اب قارئین خود فیصلہ فرمائیں: اگر دوسرے سلاسل میں کسی ولی یا شیخ کو حاجت کے وقت پکارنا مرید کو اللہ تعالٰی سے دُور کرتا ہے، تو پھر اسی اُصول کا اطلاق یہاں کیوں نہیں ہو گا؟ جب سلسلۂ شاذلیہ کے ایک مرید نے اپنے شیخ کو مصیبت میں پکارا، اور خود امام شاذلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "تم نے ہمیں پکارا تو ہم تمہارے پاس چلے آئے"، تو کیا یہ عمل بھی مرید کو اللہ تعالٰی سے دُور کرنے والا تھا؟ اگر نہیں، تو پھر یہی عمل دوسرے سلاسل کے اولیاء کے بارے میں کیسے اللہ تعالٰی سے دُوری کا سبب بن گیا؟ اسے دوہرا معیار

نہ کہیں تو پھر اور کیا کہیں؟

اگر موصوف یہ عُذر پیش کریں کہ یہ واقعہ امام شاذلی رضی اللہ عنہ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ کا ہے، تو پھر بھی سوال اپنی جگہ موجود ہے۔ کیا اب آپ امام شاذلی کی حیات برزخی کے قائل نہیں؟ یا اب امام شاذلی کی روحانی مدد کے قائل نہیں؟

اگر نہیں تو پھر بھی سوال قائم ہے کہ پکارنے والا کوئی غیر متعلق شخص نہیں تھا، بلکہ سیّدنا امام ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کا مرید تھا، اور امام شاذلی رضی اللہ عنہ خود اس کے شیخ و مُربّی تھے۔ تو کیا حضرت امام شاذلی رضی اللہ عنہ نے اپنے اس مرید کی ایسی تربیت نہیں فرمائی تھی کہ مشکل اور سختی کے وقت اللہ تعالیٰ ہی سے رابطہ کیا جائے اور شیخ کو نام لے کر نہ پکارا جائے؟ اگر شیخ کو پکارنا اللہ تعالیٰ سے دُور کرنے والا عمل تھا، تو پھر خود امام شاذلی رضی اللہ عنہ نے اس مرید کے پکارنے کو کیوں نقل فرمایا؟ اور اس کے بعد یہ کیوں فرمایا کہ "تم نے ہمیں پکارا تو ہم تمہارے پاس چلے آئے"؟

لہٰذا کسی ولی کے بارے میں ایک اُصول اور دوسرے اولیاء کے بارے میں دوسرا اُصول قائم کیا جائے تو سوال تو پیدا ہو گا۔ الغرض نہ امام شاذلی رضی اللہ عنہ کے نام کا وظیفہ اور مشکل میں انہیں پکارنا، خُدا سے دُور کرتا ہے اور نہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو مشکل میں پکارنا اور ان کے نام کا وظیفہ خدا سے دُور کرتا ہے۔ یہ مستحسن عمل ہے اسی لیے امام شاذلی رضی اللہ عنہ نے اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ اپنے مرید خاص کی مدد فرمائی۔

﴿تمام سلاسل میں ذکرِ الٰہی کی تلقین﴾

تمام سلاسلِ طریقت کے آستانے موجود ہیں۔ کہیں اجتماعی ذکر کی محافل ہوتی ہیں، کہیں انفرادی اذکار کی تلقین کی جاتی ہے، کہیں بیعت کے بعد معمولات عطا کیے جاتے ہیں۔

بتایئے، وہ کون سا سلسلہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی تلقین نہیں کی جاتی؟ ان سلاسل کے شجرے موجود ہیں۔ بتایئے، کس شجرۂ طریقت میں یہ لکھا ہے کہ اللہ کا ذِکر نہ کیا جائے بلکہ صرف اپنے پیر کا

وظیفہ پڑھا جائے؟

اور کس سلسلۂ طریقت کے کسی بزرگ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ: "خدا کا ذِکر نہ کرو، بلکہ میرے نام کا وظیفہ پڑھو!" ﴿هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾

اولیاءِ کرام کو نِدا کرنا اور رہا یہ اشکال کہ کسی مشکل یا حاجت کے وقت اولیائے کرام کو پکارنا، مثلاً:

یا صدیق، یا عمر، یا عثمان، یا حیدر　　دفعِ شر کن خیر اور یا شبیر یا شبّر

یا

المدد یا غوثِ اعظم دستگیر　　یا شیخ عبدَالقادر شیئاً للہ　　امداد کُن امداد کُن یا غوثِ اعظم

جیسے کلمات سے ندا کرنا اللہ تعالیٰ سے دُوری کا سبب ہے، تو ایسا اعتراض ہم نے وہابیوں سے سنا ہے؛ لیکن کسی صاحبِ سلسلہ اور دعوائے تصوّف رکھنے والے کی زبان سے ایسی بات سُننا بہر حال باعثِ تعجب ہے۔ ڈاکٹر موصوف تو مفتی بھی ہیں ہم ان سے صرف اتنا پوچھتے ہیں:

کیا وہ خود یہ فتویٰ جاری کر سکتے ہیں کہ کسی حاجت روائی کے لیے "المدد یا شاذلی" کہنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور اگر کوئی مرید "المدد یا شاذلی" کہے تو کیا باذنِ اللہ اس کی حاجت روائی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور سب سے اہم سوال:

کیا امام شاذلی رضی اللہ عنہ کے نام سے امداد طلب کرنے سے مرید اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے؟

اگر جواب نہیں ہے، تو پھر: "المدد یا غوثِ اعظم" کہنے سے مرید اللہ تعالیٰ سے کیسے دور ہو گیا؟ ڈاکٹر صاحب! یہ فرق آخر کس اُصول کی بنیاد پر ہے؟

اہلِ سنّت کا نظریہ یہ اہلِ سنّت کے معمولات میں سے ہے کہ انبیائے کرام، صحابۂ کرام، اہلِ بیتِ اطہار اور اولیائے کرام کو ندا کیا جائے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی عطا سے وسیلہ و سبب سمجھا

جائے۔ ان بزرگوں سے مدد طلب کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے برابر مستقل بالذّات موثر سمجھا جائے، بلکہ اہلِ سنّت کا عقیدہ یہ ہے کہ حقیقی موثر اللہ تعالیٰ ہے اور انبیاء و اولیاء اس کے عطا کردہ وسیلے اور سبب ہیں۔

چنانچہ نِدائے غوثِ اعظم، نِدائے امام شاذلی، اسی طرح ختمِ قادریہ مع فارسی اشعار کے پڑھنا، اور اولیائے عظام کے وسیلے سے اللہ عزّوجلّ کی بارگاہ میں مشکلات کے حل کی التجا کرنا، ان کی حیاتِ ظاہری میں بھی اور ان کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی، شرعاً جائز و مستحسن عمل ہے۔ مقبولانِ بارگاہ کا وسیلہ مشکلات کے حل، مصائب و آلام سے نجات، دعاؤں کی قبولیت اور دینی و دنیوی بھلائیوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔

اسی ضمن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خُلَفائے راشدین علیہم الرضوان اور سیّدنا غوثِ اعظم عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو "یا" کہہ کر پکارا جاتا ہے اور انہیں اللہ عزّوجلّ کی عطا سے مدد پر قادر سمجھ کر ان سے مدد مانگی جاتی ہے، اور یہ شرعاً جائز ہے۔

سیّدی جمال بن عبد اللہ مکی کا فرمان سیّدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ "فتاویٰ رضویہ" میں فرماتے ہیں: سیّدی جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی اپنے "فتاویٰ" میں فرماتے ہیں: سئلتُ ممّن یقولُ فی حال الشّدائد یا رسول اللہ أو یا علیُّ أو یا شیخ عبدَالقادر مثلاً ھل ھو جائز شرعاً أم لا ؟ أجبتُ نعم الاستغاثۃُ بالأولیاء ونداؤھم والتّوسُّل بھم أمرٌ مشروعٌ وشیءٌ مرغوبٌ لا یُنکرہ إلا مکابرٌ أو معاندٌ وقد حرم برکۃ الأولیاء الکرام

یعنی، مجھ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو مصیبت کے وقت "یا رسولَ اللہ، یا علی، یا شیخ عبد القادر" کہتا ہے، آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

میں نے جواب دیا: ہاں! اولیاء سے مدد مانگنا، انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا شرعاً جائز اور پسندیدہ امر ہے۔ اس کا انکار ہٹ دھرم یا صاحبِ عناد کے سوا کوئی نہیں کرتا، اور ایسا شخص اولیائے کرام

کی برکت سے محروم ہے۔

اور حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: مَنِ استغاثَ بی فی کُربۃٍ کَشَفتُ عنہ، ومَن نادی باسمی فی شِدّۃٍ فرَّجتُ عنہ، ومَن توسّلَ بی إلی اللہ عزّوجلّ فی حاجۃٍ قَضَیتُ لہ.

یعنی، "جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے، وہ تکلیف دُور ہو جائے، اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے، وہ سختی دُور ہو جائے، اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسّل کرے، وہ حاجت پوری ہو۔" (فتاویٰ رضویہ، جلد 29، صفحات 554، 556، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

موصوف کا اپنا اقرار اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اسی کلپ میں موصوف آگے خود فرماتے ہیں: "ہاں، اتنا کہتے ہیں کہ اگر تمہارا کوئی کام پھنس جائے، تمہاری کوئی دعا قبول نہیں ہو رہی ہو، تو تم اللہ کو میرا (امام شاذلی کا) وسیلہ پیش کرو۔ تو یہ ضرور ہے کہ الحمدللہ وسیلے کے ہم قائل ہیں!"

اللہ اکبر کبیراً!

اب سوال یہ ہے کہ اگر کسی دوسرے سلسلے میں مرید اولیاء کو پکارے یا ان کا وسیلہ پیش کرے تو اسے پیر کی محبت اور اللہ تعالیٰ سے دُوری قرار دیا جائے، لیکن اسی طرح کا وسیلہ اور ندا سلسلۂ شاذلیہ میں اللہ تعالیٰ سے ملانے کا ذریعہ قرار پائے، تو اس فرق کی بنیاد آخر کیا ہے؟

اگر "المدد یا شاذلی" کہنا مرید کو اللہ تعالیٰ سے دُور نہیں کرتا، تو "المدد یا غوثِ اعظم" کہنا کیسے اللہ تعالیٰ سے دُور کرنے والا ہو گیا؟

اگر امام شاذلی رضی اللہ عنہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے، تو غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا وسیلہ کیوں جائز نہیں؟

اگر امام شاذلی رضی اللہ عنہ کو مصیبت میں پکارنا محض پیر پرستی نہیں، تو دوسرے اولیائے کرام کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے پکارنا پیر پرستی کیسے ہو گیا؟

اُصول ایک ہونا چاہیے؛ اگر اُصول بدل جائے تو سوال دُہرے معیار کا ہی پیدا ہو گا۔

اگر ایک ہی نوعیت کا عمل ایک جگہ "اللہ سے جوڑنے والا وسیلہ" اور دوسری جگہ "اللہ سے دور کرنے والا عمل" قرار پائے، تو ایسی عقل پر ماتم ہی کیا جاسکتا ہے۔ خُدا سے پناہ مانگی جاسکتی ہے کہ۔۔۔ اللہ کی پناہ اس دُہرے معیار سے!

﴿نیا شوشہ: (خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ اور قدمِ غوث پاک رضی اللہ عنہ)﴾

جب ڈاکٹر موصوف کی کتاب پر ہمارے علماء نے دوبارہ گرفت کی اور انہیں توبہ ورجوع کی دعوت دی، تو رجوع کرنے کے بجائے موصوف نے ایک دفعہ پھر تقریباً 319 صفحات پر اپنی تحقیق کے جوہر دکھائے اور ایک نیا شوشہ چھوڑ دیا کہ:

خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے یہ نہیں فرمایا کہ میری گردن پر بھی غَوثُ الثّقلَین کا قدم ہے! موصوف کا دعویٰ ہے کہ تاریخی حوالے سے یہ بات درست نہیں ہے، کیونکہ جس سن میں غَوث پاک نے یہ ارشاد فرمایا، اس وقت خواجہ صاحب کی عمر صرف پانچ یا چھ سال تھی، تو آپ اس کم عمری میں خراسان میں کیسے چلّہ کش ہو سکتے تھے؟ چنانچہ موصوف اپنی کتاب (مجموعہ دو رسائل، صفحہ 8) میں لکھتے ہیں:

"پھر اسی صفحہ پر خواجۂ خواجگان غریب نواز کی گردن کو بھی زبردستی جھکایا گیا، حالانکہ تاریخی حوالے سے یہ واقعہ درست نہیں ہے؛ کیونکہ حضور غَوث پاک نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ" کا فرمان تقریباً 542ھ میں کیا تھا، اور خواجہ غریب نواز تقریباً 537ھ میں پیدا ہوئے۔ یعنی آپ کی عمر اس وقت پانچ یا چھ سال تھی۔ اس زمانے میں آپ خراسان کی پہاڑیوں پر کیسے چلّہ کشی کر سکتے ہیں؟ کیونکہ غریب نواز تقریباً بیس سال کی عمر کے بعد ہی حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے بیعت ہوئے تھے"۔

غالباً ڈاکٹر صاحب نے "بهجة الأسرار" شریف کی ایک حکایت سے 542 ہجری کا استدلال کیا ہے۔ چنانچہ "بهجة الأسرار" میں درج ہے کہ ایک بزرگ شیخ ابوالحسن صوفی نے 629 ہجری میں فرمایا کہ اس وقت میری عمر 107 سال ہے (اس حساب سے 522 ہجری ان کی ولادت کا سال بنتا ہے)، اور جب غَوث پاک نے یہ اعلان فرمایا، اس وقت میری عمر "اکثر مِن عِشرِیْن سَنه" یعنی بیس سال سے

زیادہ تھی۔

اسی سے ڈاکٹر صاحب نے سن 542 ہجری ثابت کرنا چاہا، لیکن احتیاطاً ساتھ میں "تقریباً" بھی لکھ دیا؛ کیونکہ قطعی طور پر کہیں بھی متعین سنِ ہجری درج نہیں ہے کہ آپ نے یہ ارشاد فلاں تاریخ اور فلاں سن میں فرمایا۔ جس صوفی بزرگ نے 107 سال کی عمر میں یہ بیان کیا کہ اس فرمان کے وقت میری عمر بیس سال سے زیادہ تھی، ڈاکٹر صاحب نے وہاں سے "تقریباً 20 سال" ہی مراد لے لیے، اور اس طرح فرمان کا سن 542 ہجری نکال لیا۔ یعنی اس حساب سے جب غَوث پاک نے اعلان فرمایا تو خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی عمر پانچ چھ سال بنتی ہے، لہٰذا موصوف کے نزدیک خواجہ صاحب کا یہ کہنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟

﴿ہمارا جواب﴾

پہلی بات﴾ یہ محض ایک تخمینہ ہے کہ 107 سال کی عمر کے ایک بزرگ 87 سال بعد یہ بتا رہے ہیں کہ اس دن میری عمر بیس سال سے زیادہ تھی۔ کتنی زیادہ تھی؟ یہ بھی واضح نہیں! یعنی یہ سراسر ایک اندازہ ہے، اور 107 سال کی طویل عمر میں عموماً ماضی کی باتیں اس قدر صحت کے ساتھ یاد بھی نہیں رہتیں۔ اس بزرگ نے بھی اندازے سے کہہ دیا کہ اس وقت میری عمر بیس سال سے زیادہ تھی، لہٰذا یہ ایک تخمینہ ہے کوئی قطعی اور حتمی تاریخ نہیں۔

دوسری بات﴾ کاتبین سے تاریخیں لکھنے میں سہو و غلطی واقع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اسی کتاب (بهجة الأسرار) میں ایک اور حکایت موجود ہے: "مثلاً شیخ ابو الخیر عطا کہتے ہیں کہ سن 500 ہجری میں میں مکہ شریف میں قُطب مکہ شیخ اَرمنی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ نے فرمایا: میرے مُرشد شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے یہ اعلان فرمایا کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے، تو روئے زمین کے 313 اولیاء نے اپنی گردنیں جھکائی ہیں!"۔۔ آپ ذرا غور کریں! شیخ عطا علیہ الرحمہ فرما رہے ہیں کہ سن 500 ہجری میں قُطبِ مکہ نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ غَوث پاک یہ اعلان فرما چکے ہیں۔ حالانکہ ڈاکٹر صاحب کے دعوے کے مطابق یہ قول سن 542 ہجری میں فرمایا گیا، جبکہ یہ بات سن 500 ہجری میں کہی جا رہی ہے یعنی ابھی سن 542 ہجری آنے میں پورے 42 سال باقی ہیں!

جب فقیر نے "بہجۃ الأسرار" کا قدیم نسخہ نکالا تو وہاں 500 ہجری کی بجائے سن 535 ہجری درج تھا کہ قُطب مکہ نے 535 ہجری میں یہ بات بتائی تھی۔ اگر 535 ہجری بھی درست مان لیں، تب بھی 542 ہجری میں 7 سال باقی رہتے ہیں؛ لہٰذا دونوں تاریخیں درست ثابت نہیں ہوتیں، کیونکہ جب یہ اعلان ہی نہیں ہوا تھا تو قُطبِ مکہ نے کیسے بتادیا کہ 313 اولیاء نے گردن جھکائی ہے؟ اس سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ سن و تاریخ لکھنے میں کاتبین سے سہو اور اشتباہ ہوا ہے۔

پس اگر کوئی دوسرا محقّق اس واقعے کی تاریخ کو بنیاد بنا کر یہ استدلال کرے کہ "یہ اعلانِ قدم والا فرمان ہی غلط ہے، کیونکہ "بہجۃ الأسرار" کے مطابق شیخ عطانے سن 500 یا 535 ہجری میں قُطبِ مکہ کی زبانی اس کی خبر دی، حالانکہ ڈاکٹر کے مطابق فرمان 542 ہجری میں ہوا، لہٰذا تاریخ کی روشنی میں یہ واقعہ غلط ہے"، تو اس محقّق کو یہ جواب دیا جائے گا کہ یہ واقعہ اور اعلانِ قدم تواتر سے ثابت ہے اور تسلسل کے ساتھ اُمّت میں مشہور رہا ہے۔ جلیل القدر بزرگانِ دین نے اسے نقل کیا ہے اور اولیاء نے اسے تسلیم کیا ہے، لہٰذا اصل واقعہ اور فرمان بالکل حق ہے۔ اگر سن و تاریخ بیان کرنے میں کاتبین سے کوئی اشتباہ یا سہو ہو گیا ہو تو اس سے واقعے کی صحت پر کوئی حرف نہیں آتا۔

اسی طرح حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی طرف سے گردن جھکانے کا واقعہ بھی حق اور حد درجہ مشہور ہے، اگرچہ سن و تاریخ میں کتابت کی غلطی ہو سکتی ہے۔ جب تسلسل کے ساتھ اس واقعے کو سلف صالحین نے لکھا ہے، خود مجدّدِ دین و ملت، عظیم محقّق و مؤرخ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے بھی اسے بیان فرمایا ہے، تو اس میں شک کی کیا گنجائش ہے؟

چنانچہ امام اہل سنت سیّدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ "مُجیرِ مُعظّم" میں تحریر فرماتے ہیں:

"مجھ سے میرے والد مقدام المحقّقین قُدّس سرّہ نے بیان کیا، انہیں سیّد اجل قُطب الحق والدّین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت پہنچی کہ ایک دن ہمارے پیر و مُرشد خواجہ بزرگ نے اپنا سر مبارک نیچے جھکا دیا اور فرمایا: "بل عَلٰی رَأسِی وَ عَینِیْ" یعنی بلکہ میرے سر اور آنکھوں پر۔ حاضرین کو اس معاملے سے تعجب ہوا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اس وقت حضرت سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بغداد میں بر سرِ منبر آکر ارشاد فرمایا ہے: "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللهِ" کہ تمام اولیاء نے ان کا پائے

مبارک اپنی گردنوں پر لے لیا ہے۔ میں نے بھی عرض کیا: "بل عَلٰی رَأسِی وَ عَینِیْ" نصیر الملۃ والدّین چراغ دہلی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ خواجہ بزرگ قُدّس سرّہٗ نے امرِ الٰہی سے آگاہی پاتے ہی سبقت فرمائی اور اپنا سر زمین پر رکھ دیا اور کہا: "بل عَلٰی رَأسِی"

(المجیر المعظم شرح اکسیر اعظم مترجم، ص 144، المجمع الاسلامی، مبارک پور)

اس کی تصدیق حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمہ نے بھی کی ہے اور سلسلۂ چشتیہ کے تمام اکابر نے اسے تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک کا ذکر ہوا، تو آپ نے فرمایا:

"اگر میں اس زمانے میں (یعنی وقتِ ارشاد) ہوتا، تو خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھتا اور بڑے فخر سے یہ تمنا کرتا کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کا قدم میری آنکھ کی پتلی پر ہو (علٰی حَدقۃِ عَینی)"

لأن شیخی معینَ الحق والدّین من الذین وضعَ قدمَه علی رَقبته فمَنصبی أن أقولَ علٰی حَدقۃِ عَینِی.

یعنی، اس لیے کہ میرے شیخ معینُ الحق والدّین رضی اللہ عنہ ان مشائخ میں سے ہیں جنہوں نے آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھا ہے، تو میرا منصب یہی ہے کہ میں یہ کہوں کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک میری آنکھ کی پتلی پر ہو۔ (تفریح الخاطر، صفحہ 26)

ان تمام تصریحات سے معلوم ہوا کہ سن و تاریخ کے سمجھنے یا لکھنے میں ضرور سہو ہوا ہے، لیکن واقعہ اپنی جگہ بالکل برحق اور ثابت شُدہ ہے۔

تیسری بات: اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ 107 سال کی عمر والے بزرگ کا حافظہ بالکل مضبوط تھا، تب بھی "بہجۃ الأسرار" کی موجودہ عبارت کے مطابق انہوں نے سن 629 ہجری میں یہ بتایا کہ اس وقت میری عمر 107 سال تھی۔ جس طرح شیخ عطا کے واقعے کی تاریخ (سن 500 یا 535 ہجری) درست تاریخ نہیں بنتی بلکہ کاتبین کا سہو ہے، اسی طرح یہ سن بھی قطعی نہیں ہو سکتا کہ اس بزرگ نے وہ بات 629 ہجری میں کہی ہو۔ اگر اس صوفی بزرگ کے تخمینے کو درست مان لیا جائے، تو فقیر کے

نزدیک یہ بات اس صوفی بزرگ نے تقریباً سن 646 ہجری میں کہی ہو گی اور کتابت کی غلطی سے سن میں تقدیم و تاخیر ہو گئی؛ کیونکہ اسی بزرگ کے واقعے کی سند میں ایک مقام پر جدید کتاب میں ایک راوی کی تاریخ 617 لکھی ہے جبکہ قدیم نسخے میں 619 درج ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ 629 ہجری کا عدد بھی سہو کا نتیجہ ہے۔

جہاں تک فقیر کی تحقیق کا تعلق ہے، سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کو اپنے وصال سے تقریباً 2 سال قبل اس اعلان کا اذن عطا ہوا، یعنی سن 559 ہجری میں۔ اس وقت سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک 22 سال تھی؛ آپ تقریباً 20 سال کی عمر میں اپنے مُرشِد کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے اور جوانی میں ہی چلہ کشی فرمائی تھی۔ جب سن 559 ہجری میں سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ نے یہ ارشاد فرمایا، تو اس وقت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً 22 سال تھی، اور آپ نے اسی فرمان کے وقت خراسان میں عرض کیا تھا: "بل عَلٰی رَأسِی وعَینِی"۔

سن 559 ہجری کی تائید یہ سن اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ اہل علم جانتے ہیں کہ جس وقت یہ کلامِ عالی ارشاد فرمایا گیا، روئے زمین کے تمام اولیاء، جنّات، رجالِ غَیب اور ارواح کو حاضری کا حکم ہوا تھا۔ اس تناظر میں اولیاءِ غائبین کی اس حاضری کا سن 559 ہجری مروی ہے۔

چنانچہ شیخ احمد بن ابو القاسم بطائحی حدادی بیان کرتے ہیں: "میں سن 579 ہجری میں لبنان کے پہاڑ پر گیا تاکہ صالحین کی زیارت کروں۔ ان دنوں اصفہان کے رہنے والے ایک مردِ صالح جنہیں شیخ جبلی (یعنی پہاڑی شیخ) کہا جاتا تھا کیونکہ وہ طویل عرصے سے لبنان کے پہاڑ ہی میں مقیم تھے، کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ان سے سوال کیا: سیّدی! آپ کتنے عرصے سے یہاں تشریف فرما ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ساٹھ (60) سال گزر گئے ہیں۔

میں نے پوچھا: اتنے طویل عرصے میں آپ نے یہاں کتنے عجائبات دیکھے؟

انہوں نے فرمایا: سن 559 ہجری کی بات ہے، میں یہیں موجود تھا۔ چاندنی رات تھی، کیا دیکھتا ہوں کہ پہاڑ کے رہنے والے لوگ ایک دوسرے کے پاس جمع ہو رہے ہیں اور ہوا میں اُڑتے ہوئے ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت کی صورت میں عراق کی سمت جا رہے ہیں۔ تو میں نے ان میں سے اپنے

ایک ساتھی سے پوچھا: آپ لوگ کہاں جارہے ہو؟

اس نے کہا: ہمیں حضرت خضر علیہ السلام کا حکم ہے کہ ہم بغداد آئیں اور قُطب کے سامنے حاضر ہوں۔

میں نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ اس نے کہا: شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ، تو میں نے اس سے درخواست کی کہ میں بھی آپ کے ساتھ سفر کروں۔ اس نے کہا: ہاں (ٹھیک ہے)۔

چنانچہ ہم ہوا میں روانہ ہوئے، اور تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ہم بغداد پہنچ گئے۔ وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ بڑے بڑے اکابرین اولیاء ان کے سامنے باادب کھڑے کہہ رہے ہیں: اے ہمارے سردار! اور وہ انہیں احکام دے رہے ہیں تو وہ فوراً اس کی تعمیل کر رہے ہیں۔ پھر آپ نے انہیں واپس جانے کا حکم دیا، تو وہ الٹے پاؤں آپ کے سامنے سے واپس ہوئے، یہاں تک کہ ہوا میں اُڑ کر واپس آئے اور میں بھی انہی کے ساتھ واپس آیا۔ جب ہم واپس پہاڑ پر پہنچے، تو میں نے اپنے اس ساتھی سے کہا: میں نے آج کی رات جیسی آپ کی ان کے سامنے ادب، حکم کی فوری تعمیل اور اس قدر جلد حاضری کی کیفیت دیکھی ہے، ایسی کبھی نہیں دیکھی!

تو اس نے مجھ سے کہا: اے میرے بھائی! ایسا کیوں نہ ہو، جبکہ انہوں نے اعلان فرمادیا ہے کہ میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے، اور ہمیں ان کی اطاعت اور احترام کا حکم دیا گیا ہے۔

(بهجة الأسرار، صفحه 43)

اس واقعے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہی وہ وقت اور سن تھا جب سرکارِ غَوث پاک رضی اللہ عنہ نے اپنے اس عظیم قول "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللهِ" کا اعلان فرمایا، اور لبنان کے پہاڑ کے اولیاء کو بغداد میں غَوث پاک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کا حکم ملا، اور وہ سن مبارک 559 ہجری ہی تھا۔

(نوٹ: قدیم وجدید دونوں نسخوں میں یہی سن 559 ہجری درج ہے)۔

آخری بات ممکن ہے کہ اس صوفی بزرگ کے علاوہ کسی اور قول سے ڈاکٹر صاحب نے اس تاریخ کا استدلال نکالا ہو، یا ہماری بیان کردہ تاریخ 559 بھی قطعی نہ ہو؛ کیونکہ تاریخ میں اختلاف تو ہوتا ہے "کما فی تاریخ المعراج" لیکن بفرضِ محال اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ حضرت خواجہ خواجگان رضی اللہ عنہ نے اس وقت اپنی گردن مبارک نہ جُھکائی چلئے تھوڑی دیر کے لیے فرض کر لیتے ہیں کہ اس وقت

خواجہ صاحب کی عمر چھوٹی تھی تو بھی یہ دنیا جانتی ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ قطعی طور پر ولیٔ کامل ہیں، اور جب ہر ولی کی گردن پر غوث پاک رضی اللہ عنہ کا قدم ہے، تو حضرت خواجہ پر بھی لازماً ثابت ہوا! بات یہیں ختم ہو جاتی ہے۔

مزید یہ کہ خود ڈاکٹر صاحب کے اپنے نظریے کے مطابق بھی خواجہ صاحب کی گردن پر غوث پاک رضی اللہ عنہ کا قدم ثابت ہے؛ وہ اس طرح کہ موصوف کے نزدیک یہ فرمان غوث پاک کے زمانے کے تمام اولیاء کے لیے تھا، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ خواجہ صاحب اسی مبارک زمانے میں تشریف فرما تھے۔ اس صورت میں بھی خواجہ علیہ الرحمہ پر غوث الثقلین کا قدم ثابت ہو جاتا ہے!

لہذا کوئی اشکال نہیں۔

بہرِ پایَت خواجۂ ہندآں شہ گیواں جناب
بَلْ عَلٰی عَیْنِی وَ رَأْسِی گُو یَد آں خاقاں تُوئی

(اعلیٰ حضرت)

یعنی، آپ کے مبارک قدموں کی خاطر خواجہ ہند وہ عالیشان جناب کہتے ہیں کہ
آپ کا قدم میری آنکھوں اور سر پر ہے وہ عظیم شہنشاہ آپ ہی ہیں

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

﴿عقیدتِ غوثیت وضربِ رضوی﴾

فقیر اپنی کم علمی کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اگر فقیر کی اس کتاب کی کسی بھی عبارت یا لفظ یا جملے سے کوئی شرعی گرفت ہو اور ہمارے بزرگ اس پر فقیر کو مطلع کر دیں تو فقیر ان عبارات سے بلا تردّد رجوع کرے گا اور بزرگوں خصوصاً سیّدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فرمان کے مطابق مان کر اسے درست بھی کرے گا۔

بہر حال تمام باتوں سے قطع نظر، یہ فقیر "یکے از سگِ درگاہِ جیلانی" کہتا ہے کہ اگر بالفرض سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی غوثیتِ کُبریٰ اِلیٰ ظہورِ المہدی پر فقیر کے پاس کوئی دلیل نہ بھی ہوتی،

تب بھی یہ فقیر قادری بلا دلیل مانتا ہے کہ ہمارے شیخ، قُطب الاَقطاب، سرکارِ بغداد، حضور سیّدنا محبوبِ سبحانی، حضرت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ تا ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ غَوثیّتِ کُبریٰ پر فائز ہیں! کیونکہ یہ مسئلہ ضروریاتِ دین میں سے نہیں، جس کے لیے نصوص کی ضرورت ہو، لیکن یاد رہے **خصوص کا انکار نصوص کے انکار کی طرف لے جاتا ہے۔**

اور رہی بات دلیل کی، تو فقیر کے نزدیک اس کے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ نائبِ غوثِ اعظم فی الہند، حضور شیخ الاسلام والمسلمین، جامعِ شریعت، واقفِ اسرارِ طریقت، مجدّدِ دین وملّت، الشّاہ امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ نے اولیاء ومشائخ کے اقوال سے ثابت فرمایا کہ:

"قُطب الاَقطاب بمعنی غَوثُ الاغواث کہ دوروں کے غَوثوں کا غَوث ہو، غَوثوں کو غَوثیّت اس کی عطا سے ملتی ہو اور غَوث اپنے اپنے دور میں اسی کی نیابت سے غَوثیّت کرتے ہوں، وہ سیّدنا امام حسن (عسکری) رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد حضور پرنور مُحی الشّریعۃ والطّریقۃ والحقیقۃ والدّین ابو محمد وَلّی الاولیاء، امامُ الاَفراد، غَوثُ الاَغواث، غَوثُ الثّقلَین، غَوثُ الکل، غوثِ اعظم سیّد شیخ عبد القادر حَسنی حُسینی جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں اور تا ظہورِ سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ یہ مرتبہ عُظمیٰ اسی سرکارِ غَوثیّت مآب کے لیے رہے گا" (فتاویٰ رضویہ)

بس یہی دلیل کافی ہے!

اب چاہے ہزار بار ڈاکٹر صاحب میری کتاب پر، کتاب در کتاب لکھے مگر بات پھر بھی یہی ہے کہ:

غَوث پاک غوثِ اعظم تھے، غوثِ اعظم ہیں
اور تا ظہورِ امام مہدی غوثِ اعظم رہیں گے

تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب — قلم رو میں حرم تا حل ہے یا غَوث
تصرف والے سب مظہر ہیں تیرے — تو ہی اس پردے میں فاعل ہے یا غَوث
مشائخ میں کسی کی تجھ پے تفضیل — بحکمِ اولیاء باطل ہے یا غَوث
صحابیت ہوئی پھر تابعیّت — بس آگے قادری منزل ہے یا غَوث

﴿خاتمۃ الکتاب﴾

آخر میں فقیر صرف اتنا عرض کرتا ہے کہ مرتبۂ غوثیت کا تعلق تصوّف و باطن سے ہے، اس لیے اس باب میں علماءِ تصوّف و اربابِ معرفت کی آراء ہی معتبر اور دلیل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

حدیث شریف میں اَبدال کا ذِکر اگرچہ اجمالاً وارد ہوا ہے، مگر علماءِ کرام نے ہی اس کی وضاحت فرمائی کہ اس سے اقطاب مراد ہیں۔ لیکن قُطب کی تعریف کیا ہے؟ اس کی اقسام کیا ہیں؟ اس کی صفات کیا ہیں؟ اس کے فرائض و تصرفات کیا ہیں؟ اس کا مرتبہ و مقام کیا ہے؟ اور اس سے متعلق دیگر تفصیلات کیا ہیں؟ یہ تمام تفصیلات علماءِ باطن اور اولیاءِ کرام ہی نے بیان فرمائی ہیں۔

خود ڈاکٹر صاحب نے قُطب کی تعریف، اس کے کام، اس کی صفات اور دیگر متعلقہ اُمور علماءِ باطن کے حوالوں سے ذکر کیے؛ کہیں اپنی تشریح کی اور کہیں کسی بزرگ کا کلام پیش کیا، مگر ان تفصیلات کے لیے کوئی حدیث شریف پیش نہیں کی اور بجا طور پر نہیں کی، کیونکہ حدیث شریف میں ان تمام تفصیلات کی صراحت موجود نہیں۔ چونکہ یہ اُمور علمِ تصوّف و معرفت سے متعلق ہیں، اس لیے ان کے بیان میں اہلِ تصوّف و اربابِ باطن کے اقوال ہی پیش کیے جاتے ہیں۔

لیکن مقامِ حیرت ہے! یہ سب تو ڈاکٹر صاحب کو گوارا ہے؛ قُطب کی تعریف بھی مشائخ سے، اس کی صفات بھی مشائخ سے، اس کے کام بھی مشائخ سے اور اس کے مقام و مرتبہ کی تفصیل بھی مشائخ سے لیکن جب امامِ اہلِ سنت، سیّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے علماءِ باطن کے حوالے سے قُطب کی تقسیم بیان فرمائی کہ ایک قُطب بالنّیابہ ہوتا ہے اور ایک قُطب بالأصالہ، تو ڈاکٹر صاحب نے اس تقسیم کو تسلیم نہ کیا، بلکہ اس کا انکار کر دیا۔

حیرت ہے! قُطب کی دیگر تمام تفصیلات کے لیے مشائخ کے اقوال معتبر، لیکن قُطب کی دو قسمیں بیان ہوں تو حدیث شریف طلب کی جائے! عرض ہے: اگر قُطب کے بارے میں دیگر تفصیلات کے اثبات کے لیے حدیث شریف ضروری نہیں، تو صرف اسی ایک تقسیم کے لیے حدیث شریف کا مطالبہ

کیوں؟ پہلے قُطب کی صرف تعریف ہی حدیث شریف سے دکھا دیجیے، باقی تفصیلات تو بعد کی بات ہیں!

الغرض جب علماءِ باطن کی بیان کردہ قُطب سے متعلق تمام تفصیلات کو تسلیم کیا جارہا ہے، تو پھر قُطب کی دو قسموں بالنّیابہ اور بالأصالہ کی تقسیم کیوں منظور نہیں؟ جب قُطب کی تفصیل کے لیے علماءِ تصوّف کے اقوال دلیل کی حیثیت رکھتے ہیں، تو ان دو اقسام کے بارے میں بھی تو علماءِ تصوّف و اربابِ باطن کے اقوال موجود ہیں۔ انہی اقوال کی روشنی میں امامِ اہلِ سنّت سیّدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور دیگر مشائخ نے یہ تقسیم بیان فرمائی ہے۔

لہٰذا یہ کوئی نئی تحقیق نہیں، نہ حدیث شریف کے خلاف ہے، نہ جمہور اولیاء کے مؤقف کے خلاف؛ بلکہ علماءِ تصوّف و علماءِ باطن سے ثابت ایک معروف تقسیم ہے، جس کی تفصیل فقیر اس کتاب میں بیان کر چکا ہے۔ چنانچہ:

امامُ المکاشفین سیّدنا مُحی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ نے اسے بیان فرمایا، امامُ التصوّف امام عبدُالرّزاق کاشانی علیہ الرحمہ نے اسے بیان فرمایا، سیّد السادات حضرت شاہ باسط علی قلندر علیہ الرحمہ نے اسے بیان فرمایا، اصطلاحِ صوفیہ کے محقّق سیّد محمد بن عبد الکریم الکسنزان نے اسے بیان فرمایا، مفسّرِ قرآن علّامہ سیّد محمود آلوسی بغدادی علیہ الرحمہ نے اسے بیان فرمایا، قاضی الاسلام قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ نے اسے بیان فرمایا، مجدّدِ الفِ ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ نے اسے بیان فرمایا، حضرت شاہ ابو الحسین نوری علیہ الرحمہ نے اسے بیان فرمایا اور آخر میں امامِ اہلِ سنّت، الشّاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے بھی اسے بیان فرمایا۔

اب بھی اگر اس تقسیم کو تسلیم نہ کیا جائے تو سوال یہ نہیں رہتا کہ یہ تقسیم کہاں سے آئی؟ بلکہ سوال یہ بنتا ہے کہ اتنے جلیل القدر علماءِ باطن کے بیان کے باوجود اسے تسلیم نہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟

اس کے سوا کیا کہا جائے کہ یا تو یہ تجاہلِ عارفانہ ہے، یا پھر بُغضِ قادریت؛ اس کے علاوہ فقیر کو کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ لہٰذا ڈاکٹر صاحب سے گزارش ہے کہ یہ کوئی نئی تحقیق نہیں۔ علماءِ تصوّف نے

اس فرق کو بیان فرمایا ہے کہ ایک قُطب ہے اور دوسرا قُطب الاَقطاب۔

ممکن ہے آپ کو سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو؛ کیونکہ امامِ اہلِ سنّت نے بھی اس تقسیم کو نہ صرف لکھا بلکہ واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا اگر کسی کو یہ تقسیم سمجھ میں نہ آئی تو ممکن ہے غلطی تقسیم میں نہیں، سمجھنے میں ہوئی ہو۔

غَوثیّتِ کُبریٰ کا تسلسل یہ امر بھی پیشِ نظر رہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصالِ اقدس کے بعد کمالاتِ نبوّت سے قُطب الاَقطاب، یعنی غَوثیّتِ کُبریٰ مستقلاً کا منصب خُلَفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو عطا ہوا، جبکہ کمالاتِ وِلایت میں قُطبیّتِ کُبریٰ کا منصب حضرت مولائے کائنات، مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو عطا ہوا۔

پھر مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کے وصالِ اقدس کے بعد کمالاتِ وِلایت کا یہ منصب، یعنی غَوثیّتِ کُبریٰ، سب سے پہلے امام حَسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا، پھر ائمۂ اہلِ بیت کے مُقدّس سلسلے سے ہوتا ہوا امام حَسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی نسل میں سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچا۔ اور یہ منصب آپ ہی کے پاس ہے، اور آخر زمانے میں ایک بار پھر امام حَسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی نسل میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کو عطا ہو گا۔

جس کی طرف سرکار غَوث پاک رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک شعر میں اشارہ فرمایا اور امام و مُحدِّث حضرت ملّا علی قاری علیہ الرحمہ نے اکابر اولیاء سے بیان فرمایا، حضرت مُجدِّدِ الف ثانی علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا، قاضی الاسلام علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا، حضرت شاہ ابو الحسین نوری علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا، اسی طرح اور مشائخ نے بھی بیان فرمایا، امام اہلسنت سیّدی اعلیٰ حضرت نے بھی بیان فرمایا اور اس کی تفصیل اس کتاب میں گزر چکی ہے۔

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سیادتِ اولیاء سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ تمام اولیاء کے سردار ہیں، اور ہر ولی کی گردن پر آپ کا قدم ہے۔ آپ جیسا ولی نہ ربّ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور نہ پیدا فرمائے

گا۔ بلکہ خود خواجہ خضر علیہ السلام کے فرمان سے بھی یہ حقیقت ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس ولی کو جو بھی بلند مقام عطا فرمایا، غَوث پاک رضی اللہ عنہ کا مقام اس سے اعلیٰ و افضل ہی رکھا۔ اور اسی افضلیّتِ مقام کی بنا پر جو ولی پہلے گزرے، جو موجود ہیں اور جو آئندہ آئیں گے، سب آپ کا ادب و احترام کریں گے۔

یہ محض ایک دعویٰ نہیں، بلکہ اہلِ معرفت کے مشاہدات، اولیاءِ کرام کے اقوال اور صوفیائے عِظام کی تصریحات سے ثابت ایک حقیقت ہے، جس کی تفصیل فقیر اس کتاب میں پیش کر چکا ہے۔ لہٰذا ڈاکٹر صاحب کو ایک بار پھر مشورہ ہے کہ: اپنی اس تحقیق سے رجوع کر لیجیے؛ اسی میں عافیت بھی ہے اور عزّت بھی۔ کیونکہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سیادت ایسی حقیقت ہے جسے اولیاءِ کرام نے مانا، پہچانا اور اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا۔ جس نے ذرہ بھر چون و چرا کی، اس کی وِلایت کا معاملہ خطرے میں پڑ گیا۔ شیخِ صنعان نے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانۂ اقدس میں پس و پیش سے کام لیا تو وِلایت سَلب ہوئی؛ پھر آپ کے ایک مریدِ صادق کے ذریعے سرکارِ غَوث پاک رضی اللہ عنہ کی معافی کی برکت سے وہ مقام دوبارہ عطا ہوا۔

اور سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ کے کئی سو سال بعد ولیٔ کامل، عارف باللہ حضرت سیّدی سیّد محمد گیسو دراز علیہ الرحمہ کے دل میں صرف یہ خیال آیا کہ شاید غَوث پاک رضی اللہ عنہ کا قدم صرف اپنے زمانے کے اولیاء کے لیے ہو؛ اس خیال کے آتے ہی وِلایت کا سَلب ہونا ظاہر ہوا۔ پھر آپ نے رجوع و توبہ کی، سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں معافی کے طلب گار ہوئے، اور وصال یافتہ اولیاءِ کرام کی سفارش سے دوبارہ منصبِ وِلایت عطا ہوا۔

پس معاملہ صرف ماضی کا نہیں۔ آج بھی حکم وہی ہے، تصرف وہی ہے اور سیادت وہی ہے۔

یہاں تک کہ اگر کوئی ولی بغداد شریف حاضر ہو اور سب سے پہلے سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری نہ دے، یا کسی دوسرے کام کو اس حاضری پر ترجیح دے، تو اس کی وِلایت بھی سَلب ہو گی اگرچہ وفات سے پہلے؛ جیسا کہ فقیر اس کی تفصیل بھی اس کتاب میں ذِکر کر چکا ہے۔

اختتامیہ

پس یہ تمام شواہد اس حقیقت کی روشن دلیل ہیں کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ تمام اولیاء کے سردار ہیں، ہر ولی کی گردن پر آپ کا قدم ہے، بیشک ہر ولی کی عظمت بلند ہے ہر ایک کو ربّ نے اعلیٰ مقام عطا فرمایا اور ان میں غَوثِ زماں، قُطبِ کبیر حضرت الشّیخ امام ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ بھی بلند مقام کے مالک ہیں اور ان کے عظمت کا بیان بزرگوں نے اپنی کُتُب میں کیا۔ ہم دل و جان سے مانتے ہیں مگر بشھادتِ اولیاء حق یہ ہے کہ کائنات کا ہر بڑے سے بڑا ولی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے قدم تلے ہے اور آج بھی تمام اولیاء آپ کے فیض کے محتاج ہیں۔

یہ سلسلۂ فیض و وِلایت اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جاری و ساری ہے اور ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ تک جاری رہے گا۔

اور جب تک عالمِ وِلایت میں اولیاء کا تذکرہ باقی ہے، غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سیادت کا چرچا باقی رہے گا؛ جب تک اہلِ دل کے سینوں میں معرفت کی شمع روشن ہے، غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت کا نور باقی رہے گا؛ اور جب تک آسمانِ وِلایت پر ستارے چمکیں گے، ان سب کے درمیان شمسُ الاولیاء، غَوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا آفتابِ وِلایت اپنی پوری آب و تاب سے جلوہ گر رہے گا۔

أَفَلَتْ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا أَبَدًا عَلٰى أُفُقِ الْعُلٰى لَاتَغْرُبُ

یعنی، پہلے گزرنے والے اولیاء کے آفتاب غُروب ہوگئے، مگر ہمارا آفتاب ہمیشہ بلند ترین آسمانِ وِلایت پر چمکتا رہے گا، وہ کبھی غُروب نہ ہو گا۔

یہی اولیاء کا نظریہ ہے، یہی تحقیقِ رضوی کا حاصل ہے،

یہی عقیدتِ غَوثیّت کا تقاضا ہے، اور یہی اس فقیر کی تمام گزارشات کا خلاصہ ہے۔

واللہ أعلم بالصّواب، وإليه المرجع والمآب

زہے شانِ جلالِ حضرتِ محبوبِ سبحانی امام شرق و غرب بادشاہِ انسی و جانی
سگِ درگاہ جیلاں شو چو خواہی قُربِ ربانی کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

فقیر ذُوالقَرنَین اصغر القادری
یکے از سگ درگاہِ جیلانی

مأخذومراجع

- آلابریز مترجم (نوریہ رضویہ پبلیکیشنز)
- إجابة الغوث (مكتبة القاهرة)
- اقتباس الأنوار (مطبع اسلامیہ لاہور)
- الیواقیت والجواهر (دار الكتب علميه)
- بهجةُ الأسرار (دار الكتب العلمية)
- تحفةُ الاحباب المرصعه بمعرفة الأقطاب الأربعه (مطبوعه مصر)
- تذكرة الاولياء فارسی (مطبوعه ایران)
- تفسیر روح المعانی (دار الكتب العلميه)
- جامع کرامات اولیاء عربی (مرکز اهلسنّت برکات هند)
- الجواهر والدرر (كتاب ناشرون بيروت)
- الدر المنظم (أصح المطابع، لكهنؤ، هند)
- رماح حزب الرحيم على نحور حزب الرجيم (المكتبه الشامله)
- زبدة الآثار (مطبع بكسلنگ كمپنی، ہند)
- سراج العوارف فی الوصایا والمعارف فارسی نسخه (مطبوعه ہند)
- سكينة الأولياء (مطبوعه لاہور)
- شذرات الذّهب (دار ابن كثير، بيروت)
- شرح المقاصد (مكتبه عالم الكتب، بيروت)
- الطبقات الكبرى (مكتبه جمهور، قاهره)
- فتاوی رضویہ (رضا فاؤنڈیشن)
- فتوح الغيب مع قصائد (دار الكتب العلمية)
- قلائد الجواهر (انٹرنیٹ آرکائیو)
- اخبار الاخیار فارسی (مکتبہ رحیمیہ، ہند)
- اصطلاحات الصُّوفیه (انتشارات بیدار ایران)
- اکسیر اعظم مع فارسی شرح مُجیر مُعظم (المجمع الاسلامی)
- بہارِ شریعت (مکتبہ المدینہ)
- تاریخ دمشق (دار الفكر، بيروت)
- تفسیر جلالین، تفسیر کبیر (altafsir.com)
- تفریح الخاطر (مطبع مریس اسکندریه)
- جلاء العينين (دار الكتب العلمية)
- حدائق بخشش (روحانی پبلشر)
- رسالہ غوث الأعظم مع شرح جواہر العشاق (پروگریسیو بکس، لاہور)
- سر الأسرار و مظهر الأنوار (مكتبه شامله)
- السفينة القادريه مع غبطة الناظر (دار الكتب العلمية)
- السيف المسلول فارسی (مطبع احمدی، دہلی، ہند)
- شرح تاریخ المعتبر مترجم (مشتاق بک کارنر، لاہور)
- طبقات الشاذليه الكُبرىٰ (دار الكتب، العلمية)
- فتاوی حدیثیه (مرکز پیلانی لبحوث، استنبول)
- الفتوحات الربانيه فی تفضيل الطريقة الشاذليه (قلمی نسخه)
- قدم غوثِ اعظم (مطبوعه قصور)
- قلائد الجواهر وبهامشه فتوح الغيب (مطبوعه مصر)

- کشف المحجوب (فارسی قلمی نسخہ)
- الکواکب الزاهرة فی اجتماع الاولیاء (مکتبہ ثقافت الدینیہ، قاہرہ)
- مجموعہ فتاوی لکھنوی (مطبوعہ ہند)
- مطلع القمرین (کُتب خانہ امام احمد رضا، لاہور)
- معجم الکبیر لطبرانی (مکتبہ ابن الکمیہ، قاہرہ)
- مغنی اللبیب عن کُتُب الأعاریب (السلسلة التراثیہ، کویت)
- مکتوبات امام ربانی فارسی (انٹرنیٹ آرکیو)
- ملفوظات اعلیٰ حضرت (مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی)
- مرأة الجنان وعبرة الیقظان (دار الکتب العلمیة)
- مرأة المناجیح (مکتبہ اسلامیہ، لاہور)
- مرقات (دار الکتب العلمیة)
- مسند احمد بن حنبل (مؤسسة الرسالة، بیروت)
- موسوعہ الکسنزان فیما اصطلح علیہ أهل التصوّف والعرفان (انٹرنیٹ آرکیو)
- نقاط الاسرار (قلمی نسخہ)
- نشر المحاسن الغالیہ (دار الکتب العلمیة)
- نزهة الخاطر الفاتر (قلمی نسخہ)
- نور الابصار (المکتبہ التوفیقیہ)
- ہمعات فارسی (اسلامی پریس تحفہ لاہور)

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان